

# محاسن عارف

جلد اول

بیانات

قطب الابرار شاد عارف بالله حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صناعارفی رحمہ اللہ

خلیفہ مجاز

حکیم الامت حضرت شاہ محمد اشرف علی صابکانوی رحمہ اللہ

# مجالسِ عارفیؒ

جلد نمبر ۱

بیانات

قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

مجدد ملت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

بَلَّغَ الْعُلَىٰ بِكَمَالِهِ  
 كَشَفَ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ  
 حَسُنْتَ جَمِيعُ خِصَالِهِ  
 صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

# مجالسِ عارفیؒ

جلد نمبر ۱

بیانات

قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

مجدد ملت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

ادارہ اشاعت الاسلام  
E-65 بلاک F نارتھ ناظم آباد کراچی  
فون نمبر: 0321-2007194  
6640719 - 6648263



# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب-----مجالس عارفی (جلد اول)

ناشر-----ادارۂ اشاعت الاسلام

ہدیہ-----

تاریخ اشاعت-----مارچ، 2010ء، ربیع الثانی 1431ھ

حسان پرنٹنگ پریس

0092-21-36676425

پرنٹنگ

ملنے کے پتے

E-65 بلاک-F نارتھ ناظم آباد کراچی

36640719 / 36648263

صدیقی ٹرسٹ، المنظر پارٹمنٹس 458، گارڈن ایسٹ

ادارۂ اسلامیات، لاہور 042-724399 / 042-7353255

32213768

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

ادارۃ المعارف دارالعلوم، کورنگی، کراچی 35032020 / 35123161

5042280

مکتبہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی

2624609

ادارہ نور القرآن، اردو بازار، کراچی

٥ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ٥

## حمد

محو ہوں لطفِ ناز میں تیرے  
گم ہوں راز و نیاز میں تیرے

کتنا عالم فریب عالم ہے  
حسن عالم طراز میں تیرے

یہ فسوںِ نظر ، معاذ اللہ  
جلوۂ پردہ ساز میں تیرے

چشمِ نظارہِ محو حیرت ہے  
حسنِ نیرنگ ساز میں تیرے

شانِ تسخیرِ عالم جاں ہے  
النفاتِ مجاز میں تیرے

بے نیازی ہی بے نیازی ہے  
لطفِ بندہ نواز میں تیرے

اپنی ہستی مٹا چکا ہوں میں  
عشقِ ہستی نواز میں تیرے

عارفی بھی ہے ایک کشتہٗ ناز  
عرصہٗ ترک تاز میں تیرے

(علی گڑھ ۱۹۲۲ء) (ماخوذ صہبائے سخن)

ہدیۂ سلام  
السلام اے رازِ حسنِ زندگی

- السلام اے ذکرِ تو روحِ رواں  
السلام اے یادِ تو جانانِ جاں
- السلام اے جلوۂ نورِ احد  
السلام اے مظہرِ ذاتِ صمد
- السلام اے مایۂ رازِ حیات  
السلام اے وجہِ خلقِ کائنات
- السلام اے منشاءِ ربِّ العلّی  
السلام اے مصدرِ قالو بلیٰ
- السلام اے رحمۃ اللعالمین  
السلام اے ہادیٰ دنیا و دین
- السلام اے عالمِ امی لقب  
السلام اے سیدِ والاسب
- السلام اے پیکرِ خلقِ عظیم  
السلام اے آیتِ ربِّ کریم
- السلام اے عظمتِ حبِّ اتم  
از خدا جان عزیزت راقم

السلام اے راہبر راہ صفا  
السلام اے مجتبیٰ مصطفیٰ

السلام اے رونق بزم زمین  
السلام اے زینت عرش بریں

السلام اے راز حسن زندگی  
السلام اے ناز عجز و بندگی

السلام اے مونس بے چارگاں  
السلام اے دغیر بیکیاں

السلام اے مامن ماوائے ما  
السلام اے والی ومولائے ما

آنکہ در عقلم نہ گنجشاه تست  
در گمانم آنچہ ناید آن تست

ایں قدر دانم کہ رب ذوالجلال  
آفریت منتہائے ہر کمال

یا رسول اللہ بر تو صبح وشام  
بیشمار از من درود است وسلام

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
وَاصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَثِيرًا كَثِيرًا

(جو پور ۳ نومبر ۱۹۳۳ء) (ماخوذ صہبائے سخن)

اے عارفی اپنے دل پر شوق کی باتیں  
 اچھا ہے کہ تو اپنی زباں ہی سے سنائے  
 ممکن ہے کوئی کاشفِ اسرارِ محبت  
 پھر محفلِ احباب میں آئے کہ نہ آئے

---

نئے انداز سے سکھلائے ہیں آدابِ مے نوشی  
 کریں گے یادِ مجھ کو مدتوں رندانِ مے خانہ

## تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على رسوله الكريم  
وعلى آله واصحابه اجمعين وعلى كل من تبعهم باحسان الى يوم  
الدين. اما بعد

بندہ کے شیخ و مربی عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی قدس اللہ سرہ  
کے احسانات مجھ پر اور حضرت کے متوسلین پر اتنے زیادہ ہیں کہ تمام عمر بھی ان کا حق  
شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آخری دور میں انہیں حکیم الامت  
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے فیوض و افادات کو عام کرنے کے لئے  
گویا جن لیا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی صحبت اور انکی مجالس میں ایسی تاثیر رکھی  
تھی کہ غافل سے غافل اور بے ہمت سے بے ہمت انسان کو بھی اپنی آنکھیں کھولنے  
اور اپنی اصلاح کی طرف قدم بڑھانے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا تھا۔ حضرت جب اپنی  
مجالس میں گفتگو فرماتے تو بظاہر نہ کوئی خطابت کا رنگ تھا، نہ لفاظی تھی اور نہ کوئی اور ایسا  
انداز جسے وعظ و تقریر کے فن میں تو لا جاسکے۔ سادہ سادہ الفاظ تھے، برجستہ اور بے  
تکلف گفتگو تھی، لیکن چونکہ یہ گفتگو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت جڑے ہوئے دل کی  
گہرائیوں سے نکلتی تھی، اسلئے اسکی تاثیر بڑے بڑے فصیح و بلیغ خطبوں اور شعلہ بیان  
تقریروں سے ہزاروں گنا زیادہ تھی۔ حضرت اپنی گفتگو کے دوران معاشرے میں  
پھیلی ہوئی تقریباً ساری برائیوں پر متنبہ بھی فرماتے تھے، عبادت اور طاعات پر بھی

ابھارتے تھے، رذائلِ نفس کا مقابلہ کرنے کی بھی دعوت دیتے تھے، فضائل کے حصول پر بھی زور دیتے تھے لیکن یہ حضرت کی خصوصیت تھی کہ ان تمام باتوں کے باوجود ان کی مجلس میں بیٹھنے والے پر واضح طور پر مایوسی کی دور دور تک پر چھائیں بھی نہیں پڑتی تھی، اور مجھ جیسے کمزور لوگوں کے سامنے بھی امید کے چراغ جلتے اور شریعت و طریقت کے راستے بے غبار ہو کر آسان نظر آنے لگتے جس سے ہمت اور حوصلہ پیدا ہوتا اور زندگی کا راستہ صاف ہو جاتا۔

حضرت کی صحبت، مجالس اور تعلیمات کے اثر سے نہ جانے کتنی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ تصوف و طریقت کے عقدے کھلے، بڑے بڑے دقیق مضامین پانی ہو گئے، اور جنہوں نے ان تعلیمات پر عمل کیا ان کی زندگی بھی سنور گئی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ ان کی آخرت بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ہوگی۔

ایسے بزرگوں سے استفادہ تو ان کی مجالس اور ان کی صحبت ہی سے ہوتا ہے، لیکن جن لوگوں کو اس کا موقع نہیں ملا ان کے لئے ان ملفوظات سے بھی اس محرومی کی کسی درجہ تلافی ہو جاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے حضرت کے اہل مجلس میں سے متعدد حضرات نے آپ کے ملفوظات ریکارڈ بھی کئے اور کچھ قلم بند بھی کئے۔ حضرت والا کے سب سے بڑے صاحبزادے اور میرے مخدوم بزرگ جناب حسن عباس صاحب مدظلہم العالی کے پاس حضرت کے بہت سے بیانات کیسیٹوں کی شکل میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے اس کا فائدہ عام کرنے کے لئے انہیں قلم بند کرایا اور حضرت کے متوسلین میں سے متعدد حضرات کی مدد سے یہ کتاب ”مجالس عارفی“ کے نام سے تیار کی جو ہم سب کے لئے قیمتی سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے معاونین کو جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی حیثیت سے حصہ لیا دنیا و آخرت میں بہترین جزاء عطا فرمائیں۔



آمین

مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب نافع خاص و عام ہوگی اور اس سے حضرت والا قدس سرہ کی تعلیمات کی کم از کم ایک جھلک قارئین کے سامنے آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ المستعان

## حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی ”حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ خاص تھے اور اپنے شیخ کے اندازِ تعلیم و تربیت کے منفرد آئینہ دار تھے۔

حضرت عارفیؒ کا تعلق ایک معزز اور شاہی زمانے کے صاحب منصب خاندان سے تھا۔ آپ بمقام کدورہ ریاست باؤنی ضلع جھانسی (یوپی) محرم ۱۳۱۶ھ بمطابق جون ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ محترمہ آپ کی صغریٰ ہی میں انتقال فرما گئیں۔ دادی کی گودنے ماں کی قائم مقامی کی، آپ کے جد امجد مولانا کاظم حسین بڑے صاحبِ علم اور صاحبِ باطن بزرگ تھے۔ موصوف سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ مولانا ابوالخیر مجددی دہلویؒ کے تربیت یافتہ مرید اور مجازین میں سے تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ابتدائی تعلیم کے بعد صرف و نحو، فارسی اور درسیات کی تکمیل مولانا کاظم حسین سے حاصل کی، اس کے بعد انگریزی تعلیم کی طرف توجہ ہوئی، کانپور میں اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایم او کانج علی گڑھ سے بی اے کیا، لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی سند حاصل کی۔ آپ کو اس پیشہ سے بالکل مناسبت نہ تھی اس لئے ۱۹۳۵ء میں جوینورہی میں اس پیشہ کو ترک کر دیا اور ہومیوپیتھک کی ڈاکٹری شروع فرمادی۔

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

(شرف بیعت اور خلافت)

حضرت حکیم الامتؒ کی زیارت حضرت ڈاکٹر صاحب کو سب سے پہلے ۱۳ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قصبہ کالپی میں ہوئی۔ جہاں اس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب کا خاندان سکونت پذیر تھا زیارت کے بعد عقیدت اور بڑھ گئی۔ اس سے قبل خاندان میں آپ نے حکیم الامتؒ کا صرف ذکر ہی سنا تھا۔ حضرتؒ کے والد صاحب مرحوم بھی حکیم الامتؒ سے اسی وقت بیعت ہو گئے۔

حکیم الامتؒ سے حضرت کی دوسری ملاقات طالب علمی ہی کے زمانے میں علی گڑھ میں ہوئی۔ اس کے بعد دعاؤں کے لئے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لکھنؤ میں قانون کی تعلیم کے دوران اصلاحی تعلق کے لئے مراسلت فرمائی۔ قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۲۶ء میں اپنے پھوپھا علی سجاد صاحب اور ان کے والد سید رضا حسین صاحب کی ہمراہی میں سب سے پہلے تھانہ بھون حاضری ہوئی۔ وہاں سے حیرت انگیز تاثرات اور محبت سے لبریز جذبات کے ساتھ واپس ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں پھر انہیں بزرگوں کے ساتھ تھانہ بھون گئے۔ اس مرتبہ ۲۰ اگست ۱۹۲۷ء کو بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔

وکالت کا پیشہ ترک کرنے کے بعد ہی ۱۹۳۶ء میں خلعت خلافت سے سرفراز

ہوئے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حضرت اپنے مرشد اعظم کے ارشاد کی تعمیل میں ان کے وصال ۱۹۴۳ء تک تقریباً سترہ سال مسلسل ہر ہفتہ خط تحریر کرتے رہے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔

حضرت عارف باللہؒ اپنی بے مثال ظاہری و باطنی صلاحیتوں کے ساتھ مدتوں تک جلوت و خلوت میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے وابستہ رہے اس لئے جو ظاہری و باطنی کمالات اور صغۃ اللہ کی کیفیت ان کے شیخ حضرت حکیم الامتؒ میں نمایاں تھی اس کا پرتو حضرتؒ کے حالات اور معاملات سے عیاں تھا۔ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل تصوف، آسان سے آسان انداز میں سمجھا دینا اور ان کو روزمرہ کی زندگی سے ہم آہنگ اور مرتبط کر دینا حضرتؒ کی مجلس کا عام مشاہدہ تھا۔ حاضرین کی پریشانیاں ختم ہو جاتی تھیں۔ سکونِ قلب کی دولت نصیب ہوتی تھی، تعلق مع اللہ قوی ہوتا تھا۔ یاس و حرماں کا نام و نشان باقی نہ رہتا تھا۔

کتاب مآثر حکیم الامت میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی تقریظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کہنے یا ایک دوکان معرفت اس کے دورِ اول کا تذکرہ ہی بزرگوں سے سنا۔ البتہ دوسرے دور میں سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی مجلس کو بجز للہ تعالیٰ آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔  
نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

اس مجلس کے جرعه نوش ملک بھر میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے تھے اور  
 بحمد للہ تعالیٰ اب تک بہت سے موجود ہیں۔ کراچی میں ہمارے محترم بزرگ حضرت  
 ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحب دامت برکاتہم کو حق تعالیٰ نے حضرتؒ سے بچند وجوہ  
 خصوصی تعلق عطا فرمایا تھا۔ خلیفہ مجاز تو بحمد للہ تعالیٰ اور بھی ہیں مگر شیخ کارنگ جن میں  
 جھلکتا ہو وہ کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے محترم خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ نے فرمایا تھا۔

مجھے دیکھ آئینہ یار ہوں میں

جلا کردہ دست دلدار ہوں میں

اللہ تعالیٰ مبالغہ اور تزکیہ عن غیر حق سے محفوظ رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کو دیکھ کر  
 مجذوب صاحب کا یہ شعر یاد آیا کرتا ہے۔ اور جب ان کو دیکھتا ہوں تو عموماً اصغر  
 گوٹڈی کا یہ مصرعہ زباں پر آ جاتا ہے۔

ابھی کچھ لوگ ہیں ساقی کی محفل دیکھنے والے

اب اس زمانے میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت قدس  
 سرہ العزیز کے فیوض و برکات کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لئے ہمارے محترم  
 ڈاکٹر صاحبؒ کو جن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو آپ کے فیوض و  
 برکات سے نفع عطا فرمائیں۔ آمین“

حضرتؒ نے مجدد ملت حکیم الامتؒ کی تعلیم و تربیت خصوصاً تصوف کا خلاصہ

مندرجہ ذیل پانچ کتابوں میں جمع کر دیا۔

”ماثر حکیم الامت، بصائر حکیم الامت، معارف حکیم الامت، جواہر حکیم  
 الامت، اصلاح المسلمین“

حضرت عارفیؒ نے ان تصانیف کے بارے میں ایک موقع پر فرمایا۔

”پندرہویں صدی کا اولین مؤلف میں ہوں جس نے چودہویں صدی

کے مجدد کے تمام کارناموں کو مدون کر کے رکھ دیا ہے۔

ان پانچ تصانیف کے علاوہ مندرجہ ذیل اہم کتابیں تصنیف کیں۔  
 ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، احکام میت، معمولات یومیہ“  
 علم و معرفت کا یہ پیکر بروز جمعرات ۱۵ ارجب ۱۴۰۶ھ بمطابق ۲۷ مارچ  
 ۱۹۸۶ء علی الصبح نماز فجر کے وقت مختصر علالت کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت  
 ہوا۔ آپ دارالعلوم کراچی کے قبرستان میں مدفون ہیں۔  
 آپ کی حیات میں آپ کے چند بیانات افاداتِ عارفی، مقالاتِ عارفی  
 اور آپ کا کلام صہبائے سخن شائع ہوئے۔  
 بعد از وفات آپ سے متعلق اور آپ کے اپنے بیانات اور ملفوظات مندرجہ  
 ذیل کتابوں میں شائع ہوئے۔

- (۱) اشرف المکتوبات (حضرت تھانویؒ سے خط و کتابت کے چند خطوط مع جوابات)۔
- (۲) سوانح و تعلیمات عارفی۔
- (۳) البلاغ عارفی نمبر۔
- (۴) خطبات عارفی۔
- (۵) ملفوظات عارفی۔
- (۶) سکونِ قلب۔

ڈاکٹر سید مجاہد حمیل صاحب

## عرض مرتب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت والد صاحبؒ (ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفیؒ) کا اجمالی تعارف پچھلے صفحات میں آپ نے مطالعہ فرمایا اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ بھی مطالعہ فرمائی اب میں مختصر اس کتاب کو مرتب کرنے کی غایت اور ضرورت عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت والد صاحبؒ کا طرز بیان بہت منفرد تھا۔ عام تقاریر یا وعظ کی صورت نہ تھی بلکہ بے تکلفانہ گفتگو اور نصیحت کے انداز میں حاضرین سے مخاطب ہوتے اور بقول کہے۔

ہرچہ از دل خیزد بردل ریزد

یعنی جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل پر اثر کرتی ہے۔

انکی مجلس میں آنے والے ہر طرح کے لوگ تھے کالجوں اور یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اعلیٰ افسران، معزز اور دانشور حضرات مستفیض ہوتے اور انکی زندگی میں بہت جلد انقلاب آجاتا۔ اکثر علماء کرام بھی اپنی باطنی اصلاح کے لئے ان مجالس میں شرکت کرتے۔

والد صاحبؒ نے کبھی عام جلسوں میں تقریریں نہیں کیں مساجد میں ممبر پر بیان نہیں دیئے نہ ان کے مضامین اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوئے تاہم آپ کا ذوق یہ تھا کہ جو کچھ علم و ادب اکابرین اور آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے وہ جلد از جلد دوسروں تک پہنچادیں، آپ نے ۱۹۳۶ء میں ہومیو پیتھک کلینک شروع کیا اور اسی

وقت حضرت تھانویؒ سے مجاز بیعت ہوئے، چنانچہ مطب میں یا جہاں بھی نجی محفل یا تقریبات میں موقع ملتا اپنی نصیحتوں اور اکابرین کے اقوال سے لوگوں کو مستفیض کرنا شروع کر دیا یہ سلسلہ پاکستان آنے کے بعد بھی جاری رہا۔ ۱۹۵۸ء سے مکان پر باقاعدہ ہفتہ وار جمعہ کے دن مجلس کا اہتمام شروع ہوا سامعین کا رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا گیا کچھ عرصے بعد بروز پیر مابین عصر، مغرب خصوصی مجلس علماء اور دانشوروں کے لئے مخصوص کی گئی اور اس میں بھی بڑے بڑے علماء اور صلحاء تشریف لاتے اور مستفیض ہوتے۔

انتقال سے تقریباً ۱۵ سال قبل بیانات کو ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے محفوظ (۱۹۷۵) کرنے کا سلسلہ شروع ہوا جن میں سے چند ان کی زندگی میں کتابی صورت میں شائع بھی ہوئے اور چند چھوٹے کتابچوں کی صورت میں صدیقی ٹرسٹ نے شائع کئے لیکن یہ کام وسیع پیمانے پہ نہیں ہوا۔

بہت سے کیسیٹ ضائع ہو گئے اس وقت تقریباً تین سو کیسیٹ موجود ہیں اب یہ داعیہ پیدا ہوا کہ ان کیسیٹوں کو بھی تحریری صورت میں لا کر کتابی صورت میں شائع کیا جائے اور سی ڈی میں منتقل کیا جائے ورنہ یہ انمول خزانہ کیسیٹوں میں ضائع ہو جائے گا یہ بہت طویل اور دقت طلب کام ہے پھر بھی چند احباب کی ہمت افزائی سے یہ کام شروع کر دیا گیا ہے خصوصاً برادر محمد کلیم صاحب (مجاز بیعت حضرت عارفی) مولانا راحت علی ہاشمی صاحب، ڈاکٹر مجاہد حمیل صاحب، عزیزم ہلال احسن صاحب، ڈاکٹر صلاح الدین صاحب اور ممتاز علی صاحب خاص کر قابل ذکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ گذشتہ ڈیڑھ سال میں کچھ کیسیٹ اور کچھ کتابچوں سے جمع کر کے پہلی جلد جو کہ تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ اس میں بہت اہم مضامین آگئے ہیں اور امید ہے کہ اصلاح نفس اور تعلق



مع اللہ پیدا ہونے اور معاشرے کی خرابیوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور آپ بھی دعا فرمائیں کہ یہ انمول خزانہ کیسیٹیوں میں ضائع نہ ہو اور تمام کتابی صورت میں آجائے۔

انشاء اللہ مجالس عارفی کی آئندہ کتابیں مستقبل میں اسی ہی انداز میں شائع کی جائیں گی۔ میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ان وعظوں کو تحریر کی صورت میں منتقل کیا اور تحریر شدہ بیانات پر نظر کی اور عنوانات لگائے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائیں۔

آمین

قارئین سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ سلسلہ بخوبی جاری رہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ مضامین حضرت عارفیؒ کی باقاعدہ تقریریں ہیں یا آپ کی مرتب کردہ تحریریں ہیں جو مختلف انداز اور مختلف مواقع کی نصیحت آمیز باتیں ہیں جنہیں اب کتابی شکل میں مرتب کیا گیا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ مجلس کا رنگ برقرار رہے تاہم گزارش ہے کہ کوئی بات اہل علم کی نظر میں قابل اصلاح ہو تو براہ کرم مطلع فرمادیں، انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کرا دی جائے گی۔ اگر دوران مطالعہ کوئی تحریر میں غلطی سامنے آئے تو براہ مہربانی مرتب کو مطلع فرمادیں۔

والسلام

حسن عباس عفی عنہ

## اجمالی فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-----------	-------	-----------

1	حمدِ باری تعالیٰ عزوجل	6
2	ہدیہٴ سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	7
3	تقریظ (حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم)	10
4	حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفیؒ کا مختصر تعارف	13
5	عرض مرتب	18
6	جہاد زندگی کیا ہے اور آخری حدیث بخاری شریف پر آخری وعظ ۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء۔	42
7	حیاء و ایمان کی حفاظت بدگمانی جھوٹ اور غیبت سے پرہیز ۲۰ فروری ۱۹۸۰ء بعد نماز عصر۔	55
8	افتتاح بخاری پر اساتذہ و طلباء سے خطاب۔	78
9	ایمان کا جائزہ لیجئے۔	104
10	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جشن فتح مکہ، جشن معراج۔	125
11	رمضان المبارک کی برکات۔	141
12	روحانی امراض اور ان کا علاج۔	178

201	شامت اعمال اور اس کا ازالہ۔	13
218	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	14
244	سیرت کافرنسوں کے لئے لمحہ فکریہ۔	15
254	فکر آخرت اور نیک لوگوں سے تعلق کا فائدہ۔	16
291	تازیانہ عبرت۔	17
312	نفسانی اور روحانی لذات میں فرق۔	18
322	احترام علماء کرام۔	19
327	ماہ رمضان اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔	20
343	درس بصیرت۔	21
374	ایک نعبہ و ایک نستعین۔	22
383	نماز، محبت شیخ، درجات تصوف۔	23
394	حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور تالیفات پر انکے اپنے تاثرات۔	24
406	اصلاحی تعلق کی برکت۔	25
436	اورادو وظائف اور اسکے بعض فوائد۔	26

## تفصیلی فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
42	جہاد زندگی کیا ہے اور آخری حدیث بخاری شریف پر آخری وعظ ۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء۔	1
45	جہاد زندگی میں رہبر و رہنما کی ضرورت۔	2
46	جہاد زندگی آسان بنانے کی ترکیب۔	3
48	جہاد زندگی کیا ہے؟ نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا۔	4
52	بخاری شریف کی پہلی و آخری حدیث۔	5
52	بخاری شریف کی پہلی و آخری حدیث تہر کالے لو۔	6
53	آخری حدیث کے بیان کا صوفیانہ انداز۔	7
55	حیاء و ایمان کی حفاظت بدگمانی جھوٹ اور غیبت سے پرہیز ۲۰ فروری ۱۹۸۰ء بعد نماز عصر	8
57	اعتراف گناہ کر لیں۔	9
58	انفرادی اور اجتماعی گناہ۔	10
59	زندگی کا جائزہ لو۔	11
60	جسم کے کپڑے ناپاک ہونے پر ہمارا عمل۔	12
61	غلامانہ ذہنیت ختم کرو۔	13
61	جذبات اور خیالات کو درست کر لو۔	14
63	جھوٹ چھپائیں نہیں رہتا۔	15

64	شرم و حیا اختیار کرو۔	16
65	رائج الوقت چیزیں۔	17
66	اس سے گھر پر باد ہو رہے ہیں۔	18
66	اپنے کردار کو دیکھو۔	19
69	کام بنانے والے سے رجوع کرو۔	20
69	تم خود سغلی عمل میں مبتلا ہو۔	21
70	اللہ کی طرف رجوع کرو۔	22
71	نماز کسی حال میں نہ چھوڑو۔	23
72	توبہ کرو۔	24
73	درد شریف کی کثرت کرو۔	25
73	اسمائے حسنیٰ کی اہمیت۔	26
73	خلاصہ۔	27
78	افتتاح بخاری پر اساتذہ و طلباء سے خطاب	28
80	دارالعلوم کی عظمت و محبت۔	29
81	نیت خالص مومن کے ایمان کا جوہر۔	30
82	اخلاص نیت سے دعا کرلو۔	31
83	اخلاص نیت کا کیا مطلب ہے۔	32
84	کلام اللہ اور کلام رسول اللہ پڑھنے کی غایت۔	33
86	دیہی تعلیم و تعلم کا مقصد	34
88	نیت کی درستگی عمل صالح کی لازمی شرط ہے۔	35
89	کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے سے پہلے استغفار سے قلب کی طہارت کرلو۔	36

91	کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے کے آداب۔	37
92	علم کے ذرائع کا احترام ضروری ہے۔	38
93	صاحب سعادت و اقبال بننے کیلئے اساتذہ کا ادب و احترام۔	39
93	منصب اساتذہ کے تقاضے۔	40
95	منتظمین کے لئے نصیحتیں۔	41
96	اساتذہ اور طلبہ کو اہم نصیحتیں۔	42
100	اخلاقیات کی تربیت کی ضرورت۔	43
101	باہمی اتحاد اور تحس کی ضرورت۔	44
102	دعا۔	45
104	ایمان کا جائزہ لیجئے	46
105	ایمان کی پہچان۔	47
108	تقاضے اسلام۔	48
110	ایمان کا جائزہ۔	49
110	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت۔	50
111	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ۔	51
111	احکامات الہی۔	52
112	ایمان کے ثمرات۔	53
113	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام۔	54
113	وہی ایمان وہی اسلام موجود ہے۔	55
115	ہمارا لباس کیسا ہونا چاہیئے۔	56
115	ہمارے اخلاق و آداب کیسے ہونے چاہیئے۔	57
116	اعمال باطنی۔	58

117	ایک واقعہ۔	59
118	میراث پر خواہی علم پر آموز۔	60
118	عورتوں کا طرز عمل۔	61
119	دیوث مرد۔	62
120	اپنا جائزہ لو۔	63
120	تہذیب حاضرہ کا المیہ۔	64
121	اللہ تعالیٰ نے سب بتا دیا ہے۔	65
122	اللہ کے بندوں سے زہیری حاصل کرو۔	66
123	رجوع الی اللہ کرو۔	67
123	دعا۔	68
125	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جشن فتح مکہ، جشن معراج	69
127	ربیع الاول کی فضیلت۔	70
127	جشن ولادت کی تحریک۔	71
128	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک۔	72
130	واقعہ۔	73
131	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی حقیقت۔	74
134	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت کے منافی عمل۔	75
135	واقعہ۔	76
137	نمازوں کا ضیاع۔	77
139	دعا۔	78
141	رمضان المبارک کی برکات	79
142	رمضان کی آمد ہے۔	80

142	اس مہینہ کی قدر کریں۔	81
146	اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مہینہ۔	82
147	وقت کو نفیست سمجھو۔	83
148	آسان نسخہ۔	84
149	اللہ تعالیٰ کی نوازش۔	85
151	اپنے دلوں کی صفائی کر لیں۔	86
153	استغفار کے فضائل۔	87
154	ندامت قلب۔	88
156	درود شریف کے فضائل۔	89
158	قلب کی صفائی کر لیں۔	90
159	ذکر کی برکات۔	91
159	ایک شبہ کا ازالہ۔	92
160	عالم ارواح میں اس کا ظہور ہوگا۔	93
161	دل کو غیر اللہ سے پاک کریں۔	94
161	نعمتوں کا ظہور	95
164	افطار کے وقت کے اعمال۔	96
165	سب کے لئے دعا کرو۔	97
166	طاعات و عبادات کو چھپا دیتے ہیں۔	98
168	ماہ مبارک کے معمول۔	99
169	اللہ تعالیٰ کی مشیت جاری ہے۔	100
171	رمضان شریف کی قدر کریں۔	101
171	دعا۔	102



178	روحانی امراض اور ان کا علاج	103
179	روحانی بیماریاں اور ان کا علاج۔	104
180	روحانی علاج کے درجات۔	105
180	درجہ نمبر ۱۔	106
181	برائیوں کے محرک۔	107
181	نفس و شیطان کیا ہیں؟	108
182	علاج و تدارک۔	109
182	حلال و حرام۔	110
182	نماز، بیخکا نہ غذا ہے۔	111
183	معاملات کی اصلاح۔	112
183	والدین کی خدمت۔	113
183	بیوی کا حق۔	114
184	عزیز و اقارب کے حقوق۔	115
184	پڑوسیوں کے حقوق۔	116
185	کارہائے زندگی کا جائزہ۔	117
185	معاشرہ کی بیماریاں۔	118
186	مختلف رسومات۔	119
186	اسکی علت۔	120
186	بیگم کا کردار۔	121
186	نکاح کی دعوت۔	122
187	دولہا کی تیاری۔	123
187	نتیجہ۔	124

188	نئی کے مواقع۔	125
188	میت کی روانگی۔	126
189	واقعہ۔	127
189	نماز جنازہ۔	128
189	مروجہ قرآن خوانی۔	129
189	قانون شکنی۔	130
190	بدعت کا انجام۔	131
190	خلاصہ کلام۔	132
191	توحید خالص ہو۔	133
191	توبہ کی تاثیر۔	134
192	یومیہ جائزہ۔	135
192	صحیح اور مضبوط میں فرق۔	136
192	بلا ترک گناہ کی حالت۔	137
193	معاشرہ کا بگاڑ۔	138
193	حالات طاری ہوتے ہیں۔	139
194	شامت اعمال اور قانون فطرت۔	140
195	بعد ہدایت استقامت۔	141
195	بعد صحت بد پرہیزی۔	142
195	تعریف۔	143
195	حفاظتی تدابیر کریں۔	144
195	دعاؤں کا اہتمام۔	145
196	ہمارا معمول۔	146
197	واقعہ بطور تشیل۔	147

148	تقاعت کرو۔	197
149	کمال رزاقیت۔	197
150	مشاغل کی برکت۔	197
151	نیک و بد ماحول کا فرق۔	198
152	جو پور کا واقعہ۔	198
153	ہندو سے ملاقات۔	199
154	دوسرا واقعہ۔	199
155	شامت اعمال اور اس کا ازالہ	201
156	بڑھاپہ غالب آ گیا ہے۔	202
157	ایمان کی حقیقت کیا ہے۔	202
158	تیس برس گزر گئے۔	203
159	وہ کون ہے۔	203
160	مورث حق اللہ کی ذات ہے۔	204
161	خالق خیر و شر وہی ہے۔	205
162	پیار اور طلب ہو تو پانی بہت۔	205
163	جنت دوزخ کو پیدا کیا۔	206
164	اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔	206
165	لطیفہ۔	206
166	نماز کے دو حصے۔	207
167	غیر سے مدد مانگتے ہیں۔	207
168	زاویہ نگاہ کی تبدیلی۔	208
169	تدائیر۔	209

209	تائیر کی تبدیلی۔	170
210	ڈاکٹر حکیم جسمانی معالج ہیں۔	171
210	واقعہ۔	172
211	مثال۔	173
212	توبہ کی تعریف۔	174
212	صحابہ کی زندگی۔	175
212	انبیاء علیہم السلام کا مقام بشریت	176
213	ایمان کا تقاضہ۔	177
214	دعا۔	178
218	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	179
220	اخلاص نیت	180
221	افراط و تفریط۔	181
222	حق محبت اور ہمارا طرز عمل۔	182
223	کفار کی تشبیہ۔	183
224	میلا دا اور سیرت کے جلے۔	184
225	وہابی کا الزام۔	185
226	کبار کا ارتکاب۔	186
226	گناہ کو گناہ نہ سمجھنا۔	187
227	اپنی زندگی کا جائزہ لیں۔	188
228	مسنون نکاح اور ہمارا طرز عمل۔	189
229	غی کی تقریبات۔	190
229	ہماری گستاخی۔	191

230	ربیع الاول کی برکات۔	192
231	ربیع الاول کا غلط استعمال۔	193
232	محفل میلاد کی صورت بدل دی۔	194
233	نئی خرافات۔	195
234	صحابہ کرام کی فدائیت۔	196
235	ایک بدعت۔	197
236	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عالی۔	198
236	بعثت کے وقت عرب کی حالت اور تبلیغ اسلام۔	199
238	اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم۔	200
239	انسانیت کا حق۔	201
239	ایمان کے شعبے۔	202
241	اتباع سنت کا اہتمام۔	203
241	اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف۔	204
244	سیرت کافر نسوں کے لئے لمحہ فکریہ	205
245	تمہید۔	206
245	سیرت طیبہ نے سنانے کی باوجود تباہ حالی کیوں۔	207
246	سیرت کافر نسوں اور سیرت کے جلے جلوسوں میں غلطیاں۔	208
252	علماء و صلحا اور حکومت کی ذمہ داری۔	209
253	دعا۔	210
254	فکر آخرت اور نیک لوگوں سے تعلق کا فائدہ	211
255	تمہید۔	212
255	آخرت کا تصور۔	213

257	سورج گرہن اور مسنون اعمال۔	214
259	ہماری ذمہ داریاں۔	215
260	ناگہانی موت۔	216
261	عصر حاضر کے رذائل۔	217
262	معاشرے کی دکاشی۔	218
263	منکرات و فواحش۔	219
265	ایمان کی حفاظت۔	220
265	مرض اور بد پرہیزیاں۔	221
266	اسلامی زندگی کے تقاضے۔	222
267	ایک وکیل صاحب کا معمول۔	223
268	مسلمانوں کی اولاد۔	224
269	آخرت کا معاملہ۔	225
269	دنیا دار مسلمان۔	226
270	اعمال کی تاویل۔	227
271	ندامت قلب۔	228
272	ایمان کی قدر کیجئے۔	229
273	توبہ کی تاثیر۔	230
275	پردانہ جنت۔	231
276	تقویٰ کا محرک۔	232
277	حدیث نفس۔	233
277	تصوف کے معنی۔	234
278	تقویٰ کی حقیقت۔	235
279	تقویٰ کا مصرف۔	236

280	علماء اور خشیت۔	237
280	امر بالمعروف کا صحیح طریقہ۔	238
281	حضرت تھانویؒ کے خلیفہ کا واقعہ۔	239
283	حضرت تھانویؒ کے خادم کا واقعہ۔	240
283	ایک اور مثال۔	241
284	تبلیغ کی شرائط۔	242
285	جگر صاحب کا واقعہ۔	243
286	جگر صاحب کا ایک اور واقعہ۔	244
287	بزرگوں سے تعلق کی برکات۔	245
288	امام رازی کا واقعہ۔	246
289	دعا۔	247
291	تازیانہ عبرت	248
293	۶۵ کی جنگ کے بعد ہمارے معاشرے میں تباہ کاریوں میں اضافہ	249
296	قہر خداوندی کو دعوت ہم نے دی۔	250
299	موجودہ حالات میں بد اعمالیوں میں اضافہ۔	251
300	علماء صلحا و مسلمین اور حکومت کو نصیحت۔	252
302	ہماری انفرادی ذمہ داریاں۔	253
304	عذاب الہی سے پناہ مانگنے کی دعائیں۔	254
306	رجوع الی اللہ کے بعد مایوس نہ ہو۔	255
308	دعائیں قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بدگمان نہ ہو۔	256
309	تسلیم و رضا و تقویٰ مفروضہ مطلوب ہے۔	257
310	دعا۔	258

259	نفسانی اور روحانی لذات میں فرق	312
260	نفسانی لذات اور روحانی لذات میں کیا فرق ہے۔	313
261	روحانی لذت کی مثال۔	314
262	کرامات کے متعلق حضرت تھانوی اور حاجی امداد اللہ کے خیالات۔	315
263	حضرت نظام الدین اولیاء کی بیماری کا واقعہ۔	317
264	روح کی غذا کیا ہے۔	318
265	خلاصہ۔	320
266	احترام علماء کرام	322
267	فسق و فجور سے بچنے کی اہمیت۔	323
268	فرائض و واجبات کی ادائیگی گناہوں سے بچنا باعث نجات ہے۔	323
269	علماء پر اعتراض نہ کریں۔	324
270	علماء کو برا کہنے میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے۔	324
271	پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو تعریض نہ کیجئے۔	325
272	حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں علماء حائل دین اور محافظ دین ہیں۔	325
273	ماہ رمضان اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام	327
274	خدا کیلئے جلدی ہوش میں آ جاؤ۔	328
275	چند روزہ زندگی کے بعد ابدی زندگی ہے۔	329
276	اللہ تعالیٰ بہانے بہانے سے اپنی نعمتوں سے نوازا رہے ہیں۔	330
277	رمضان شریف ابدی زندگی کا سرمایہ ہے۔	331
278	بڑے بڑے اولیاء نے رمضان میں داخل ہونے کی دعا مانگی۔	332
279	موسم اور طبیعت سے مت گھبراؤ۔	335
280	رمضان شریف میں نوافل اور تلاوت کا اہتمام کریں۔	337



281	رمضان شریف میں لباس پوشاک کا بھی خیال کریں۔	337
282	نومسلم انگریز کا سبق آموز واقعہ۔	338
283	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ۔	339
284	ہم گناہ گار ہیں، کہنا کوئی فخر کی نہیں بلکہ شرم کی بات ہے۔	341
285	درس بصیرت	343
286	حقیقت ظہور پاکستان۔	344
287	ہمارا ایفائے عہد۔	346
288	قہر خداوندی کو دعوت۔	347
289	تباہ کاریوں کا سبب۔	348
290	موجودہ حالات۔	349
291	جائزہ شامت اعمال۔	351
292	یہ ہماری شامت اعمال کی سب سے بدترین صورت حال ہے۔	352
293	اجمالی جائزہ۔	357
294	صاحب اقتدار۔	358
295	رہنمایان قوم۔	359
296	وائے عبرت۔	359
297	عوام کو بدگمانی۔	360
298	اب سوال یہ ہے۔	362
299	اصلاحات کس طرح مفید ہوں۔	365
300	راوی نجات۔	365
301	طریق عمل۔	369
302	ایک نعبد وایاک نستعین	374

375	303	باوجود علم کے عمل میں کوتاہیاں کیوں۔
375	304	عقائد مقدم ہیں۔
376	305	اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین دین ہے۔
376	306	صادقین کی محبت نہ ملے تو حضرت تھانوی کے ملفوظات کافی ہیں۔
376	307	تمام عبادات ہمارے ہی نفع کی ہیں۔
377	308	ایاک نعبد و ایاک نستعین ہر حاجت اور مشکل کا وظیفہ۔
377	309	اپنی اولاد کو بچائیے۔
378	310	اللہ ہی سے مدد مانگو۔
378	311	عمل کے لئے خلوص ضروری ہے۔
379	312	اللہ سے اپنی عاجزی کا اظہار کرو۔
381	313	اپنے اور امت کے لئے دعا مانگو۔
383	314	نماز، محبت شیخ درجات تصوف
384	315	اصلاح اعمال کی اہمیت۔
385	316	کشف و کرامات کی حیثیت۔
386	317	حضرت حاجی صاحب کا واقعہ
387	318	حضرت مولانا یعقوب کا واقعہ۔
387	319	روحانی ترقی اور اسلام۔
388	320	نفس اور روح کے تقاضے الگ الگ ہیں۔
388	321	مثال۔
388	322	شان انفرادیت۔
389	323	صراط مستقیم اور شیخ کی محبت اصل چیز ہے۔
390	324	محبت جذبہ ہے۔

391	دعا۔	325
394	حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و تالیفات پر انکے اپنے تاثرات	326
397	اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	327
398	ماثر حکیم الامت	328
399	بصائر حکیم الامتؒ۔	329
400	اصلاح المسلمین۔	330
400	معارف حکیم الامت۔	331
401	معمولات یومیہ۔	332
402	احکام میت۔	333
403	تالیف و ترتیب میں حضرت عارفیؒ کی ایک خاص عادت۔	334
406	اصلاحی تعلق کی برکت۔	335
407	کھانا کھاتے وقت کس طرح کی باتیں کی جائیں۔	336
408	کھانے کے دوران سوال جواب۔	337
408	نماز میں لاؤڈ اسپیکر۔	338
408	بجلی فیل ہونے کا اندیشہ۔	339
409	ریڈیو کا استعمال۔	340
410	ماہانا ایک ہزار پٹھو کو مار دی۔	341
410	اللہ عزوجل کے دونوں ہاتھ بھین ہیں۔	342
411	درس حدیث سے کچی۔	343
411	تواضع و انکساری۔	344
412	حضرت تھانویؒ کی بلندی۔	345

413	حق پسند لوگ۔	346
413	ایک عجیب واقعہ۔	347
415	ایک اور حج کی پیشکش۔	348
415	تاویلات کرنا جرم ہے۔	349
416	بڑے بڑے ذہین گمراہ ہو گئے۔	350
417	شیطان میں تین عین ہیں۔	351
417	پھر اللہ عزوجل کی رحمت کے مورد بن جاؤ گے۔	352
418	امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ۔	353
419	آخری وقت میں تعلق کام آگیا۔	354
420	ارواح سے تعلق۔	355
421	ایک عبرتناک واقعہ۔	356
424	شیخ کے جانے کے بعد فیض زیادہ ہوتا ہے۔	357
425	اچھی بات سن کر اس پر عمل کرو۔	358
427	غیبت کیمنی خصلت ہے۔	359
427	اپنی غیبت پر معافی مانگنا ضروری ہے۔	360
428	معافی کس طرح مانگنی چاہئے۔	361
429	ایک سبق آموز واقعہ۔	362
431	معافی مانگنا حوصلے کی بات ہے۔	363
432	ایک اچھا فقرہ کبھی سنی معاف کرنا۔	364
433	اللہ عزوجل کی رضا کے لئے معاف کر دیں۔	365
434	تم بھی ہمیں معاف کر دو۔	366
435	اب ان پر عمل شروع کرو۔	367

436	اورادو وظائف اور اسکے بعض فوائد۔	368
437	خط اور گفتگو کا عنوان۔	369
437	خط کا جواب۔	370
438	غذا کس طرح خون میں تبدیل ہوتی ہے۔	371
439	روح کی مختلف بیماریاں۔	372
439	روحانیت کی بنیاد ایمان ہے۔	373
440	اعمال کی قوت غیر محسوس طریقے سے روح جذب کرتی ہے۔	374
440	قوت ایمانی کے اظہار کے مواقع۔	375
441	مثال عارفی۔	376
442	حضرت تھانویؒ کے قول سے وضاحت۔	377
442	مثال۔	378
443	وظائف عادات نہیں بلکہ احتضار کے ساتھ پڑھے جائیں۔	379
444	ممد و دعم میں لامحدود انعامات سمیٹنے کا ذریعہ۔	380
445	مستحبات مقویات ایمان ہیں۔	381
446	روحانی ملکہ بزرگان دین کی محبت سے پیدا ہوتا ہے۔	382
447	اورادو وظائف کی قدر کرو۔	383
447	عمل سمجھ کر کرنا چاہیے۔	384
448	مثال۔	385
448	بتدریج ادا راک کامل ہو جاتا ہے۔	386
450	عارفانہ جواب۔	387
450	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال۔	388
451	تائین کا درجہ عارفین سے زیادہ ہے۔	389

452	اس کی مثال واقعی آدم علیہ السلام ہیں۔	390
453	کمال عبدیت ایمان کا تقاضہ ہے۔	391
453	اورادو وظائف ذخیرہ آخرت ہیں۔	392
454	عقیدت کے ساتھ پڑھنے سے ہی رنگ چڑھتا ہے۔	393
456	ہر عمل اتباع سنت کے جذبے سے کیا جائے۔	394

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں  
 کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں  
 کتنے دلکش ہیں ان کے نقشِ قدم  
 جو تری راہ گزر سے گزرے ہیں

جہاد زندگی کیا ہے؟  
 اور آخری حدیث بخاری شریف پر آخری وعظ

۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
أَمَّا بَعْدُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً،، یعنی میری بات سنو پھر اس کو دوسروں تک پہنچا دو چاہے تھوڑی ہی سی بات ہو مجھ سے جو بھی تھوڑی سی بھی بات سنے وہ دوسروں تک پہنچا دیا کرے۔ کیسا ذریعہ جامعیت دیکھو کوئی شعبہ نہ چھوڑا کوئی ضرورت کوئی تقاضا جس کا اظہار نہ ہوا ہو دس سال میں، صرف دس سال میں مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی ایذائیں دی گئیں کہ اگر تمام عالم امکان میں تقسیم کر دی جائیں تو برداشت نہ ہو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے بھیجا تھا کہ دس سال مدینہ میں منافقین کے ساتھ رہیں حملہ ہو رہے ہیں اور اس کے اندر ایک ایک جذبہ ایک ایک صحابی انسانی بشری تقاضے جذبات تخیلات تصورات کوئی ایسے نہیں ہیں جس کا اظہار نہ ہوا ہو، اور پھر احسان عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرما دیا کہ صحابہ کرام کے حافظے اس طرح کے حافظے تھے کہ ہم تک آپ کے سارے اقوال پہنچ گئے ورنہ ہم تک کیسے پہنچتے اور اس میں اتنی احتیاط برتی کہ جس جگہ ذرا سی بھی کمزوری محسوس ہوئی اس کو ظاہر کر دیا صحابہ کرام کا ایمان بھی اس قدر زبردست تھا کہ ابھی ابھی کفار مشرکین میں شامل ابھی ایمان لائے اور ابھی جان دینے کیلئے تیار ہو گئے کیسا قوی ایمان لائے تھے کہ بغیر کسی تذبذب کے دشمنان اسلام کے سامنے چاہے وہ باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو سینہ سپر ہو گئے بدر میں کیا مثال قائم کی اللہ تعالیٰ ان کے صدقے اور طفیل میں ہمیں جہاد زندگی میں ثابت قدم رکھے، آج کل



کا معاشرہ جو ہے آج کل کا ماحول جو ہے وہ ہمارے لئے بڑا مجاہدہ ہے وہاں تو قتل تھا  
 تلواریں چل رہی تھیں سب کچھ تھا یہاں تو اس کی نوعیت ہی دوسری ہے یہاں کا جہاد،  
 نفس و شیطان کے ساتھ ہے اس میں ہمارے لئے جہاد کا درجہ لڈ انڈ نفس میں، عیاشی  
 میں، راحت میں، عیش میں، منصب میں، دولت میں ثروت میں، اس میں جہاد رکھا  
 ہے ہمارے لئے ہم پر جو جہاد ہے وہ اتنا نرم ہے دلکش ہے جاذب ہے دلفریب ہے  
 اس میں ثابت قدم رہنا بھی بڑا جہاد ہوگا۔ بڑا مشکل کام ہے لیکن دیکھتا یہ ہوں اپنی  
 ذات میں اور اپنے احباب کو بھی دیکھتا ہوں اس میں بڑی تسکین ہوتی ہے کہ جو وعدہ  
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کیا ہے ”یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ  
 الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون“، والذین جاهدوا فینا لنہد  
 ینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین“ جہاد کے لئے سب سے بڑی قوت جو  
 ہمارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے الحمد للہ اس سے یہ بات مستحضر ہوئی ورنہ  
 جواب نہ دے سکتا والذین جاهدوا فینا، جہاد کا لفظ یہاں بھی آگیا معلوم ہوا کون سا  
 جہاد ہمارے آپ کے ذہن کا جہاد جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ قیامت تک کے  
 لئے وہ جہاد مقصود نہیں جو تلواروں یا بند قوں سے لڑا جاتا ہے اس میں جہاد عام مفہوم  
 میں ہے اب اس میں صراط مستقیم پر قائم رہنا متقی رہنا یہ جہاد دنیا اور صراط مستقیم کے معنی  
 میں ہے، اعتدال جس میں افراط و تفریط نہ ہو اس کا نام ہے صراط مستقیم اس پر چلنا بڑا  
 مشکل ہے افراط میں بڑی دلکشی ہے اور تفریط میں بھی بڑی دلکشی ہے ادھر بھی نفس  
 و شیطان ہے اور ادھر بھی، صراط مستقیم جو ہماری زندگی کے لئے ہے اس کے دائیں  
 بائیں افراط و تفریط ہیں جو بڑی دلکشی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”والذین جاهدوا فینا  
 لنہدینہم سبلنا“ یعنی جو ہمارے راستہ میں چلتے ہوئے جہاد کریں گے ان کو پہنچانا

ہمارے ذمہ ہے ہمارے حضرت قدس سرہ نے اس کی تفسیر لکھی ہے کہ ہم اس کو ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے اور جس کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آجائے اس کے لئے جہاد زندگی کیا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ہاتھ پکڑ کر لے چلیں گے تم آ جاؤ صراط مستقیم پر اس میں الحمد للہ یہ بات معلوم ہوئی اپنے تجربہ سے کہ اپنے راستہ کو صراط مستقیم پر چلنے کو مستند اور معتبر بنانے کے لئے کسی رہنما کی ضرورت ہے رہنما وہی ہونا چاہیے جو وارث نبی ہو اور دوسرا رہنما نہیں ہو سکتا جو تبع سنت ہو چکا ہو ایسے لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جو ہماری رہنمائی کریں اور ہمارے لئے پیش رو بن سکیں۔

جہاد زندگی میں رہبر و رہنما کی ضرورت:

اس میں حضرت قدس سرہ نے اور بھی مسئلہ حل کر دیا ”وابتغوا الیہ الوسیلۃ“ یعنی وسیلہ لے کر آؤ وسیلہ کے معنی ہیں اعمال صالح، اعمال صالحہ لے کر آؤ حضرت فرماتے ہیں اعمال صالحہ کا وسیلہ مانگا گیا ہے اعمال صالحہ اختیار کرو اس میں تم کو جہد و کوشش کرنا پڑے گی تم کو کش مکش کرنا پڑے گی تب جا کر تم کامیاب ہو گے حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں اعمال صالحہ جس سے متصف ہو جائیں وہ بھی وسیلہ بن سکتا ہے۔ بڑی بات کہہ دی اس لئے ایک مرشد کی ضرورت ہوئی رہنما کی ضرورت ہوئی جو ارشادات الہیہ صفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصف ہو چکا ہو وہ بھی ہمارے لئے وسیلہ بن سکتا ہے ”وابتغوا الیہ الوسیلۃ“ وسیلہ وہ بھی بن سکتا ہے جو متصف ہو گیا اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشادات الہیہ سے اور ہمیشہ رہیں گے ایسے لوگ مطلب یہ کہ اس جہاد زندگی میں ہم کو ایک رہبر و رہنما کی ضرورت ہے یقیناً ضرورت ہے بہت ضرورت ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ کا ایک ملفوظ ہے کہ میں اس زمانے میں صحبت اہل اللہ کو فرض عین کہتا ہوں، اللہ والا کون ہے وہی جو وارث نبی ہے

جس کے تمام اوقات نماز روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز میں ڈھل چکے ہوں، تو جہاد زندگی کو آسان بنانے کی بات بتا رہا ہوں کہ آسان اس طرح ہو سکتا ہے آجکل کا جہاد زندگی کہ کسی وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر بنا لور ہنما بنا لو عافیت اسی میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدے بھی فرمائے ہیں اپنے کلام میں مختلف انداز میں فرماتے ہیں ”وَ اذْكُرِ اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، سَبِّحُوْهُ بِكُرَّةٍ وَّ اَصِيْلًا، قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ قَبْلَ غُرُوْبِهَا“ یہ کلمات تسبیحات جو ہیں ان میں قوت ہے تجلیات ہیں انوار ہیں ہمارے اسمائے گرامی کے تم ان کا ورد کرو گے تو اس سے نورانیت پیدا ہوگی تمہارے قلب میں تمہارے ذہن میں جو ظلمتیں ہیں وہ دور ہوں گی جو تاثرات تم لے رہے ہو ماحول سے نفس سے شیطان سے وہ سب تمہارے قلب کے اندر ہیں نفس کے اندر ہیں روح کے اندر ہیں لیکن ہمارا کلام جو ہے معمور ہے تجلیات سے انوار سے کیفیات سے اور قوتوں سے اور جب تم ان کا ورد کرو گے تو وہ تاریکیاں وہ ظلمتیں جو نفس و شیطان پیدا کر رہا ہے اور ماحول پر اثر انداز ہو رہا ہے کالعدم ہوتی جائیں گی روز آئیں گی اور روز جائیں گی صبح شام تفصیلاً اس لئے فرما رہے ہیں میں اپنے طور سے مختلف اوقات میں ذکر اللہ کرنے کے فائدے کی بات کر رہا ہوں ممکن ہے کہ اس کی تفسیر کچھ اور ہو۔

جہاد زندگی آسان بنانے کی ترکیب:

اللہ معاف کرے کہ صبح سے شام تک مختلف ماحول کے اندر مختلف اوقات میں ہم کو بسر کرنا پڑتا ہے نفس کے تقاضے بھی ہوتے ہیں شیطان کا اثر بھی ہوتا ہے اسی ماحول میں رہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ”وَ اذْكُرِ اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“ صبح اور شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو صبح کی ظلمتیں اور طرح کی ہوتی ہیں دن

کی اور اور رات کی اور طرح کی ہوتی ہیں تم کو ان سب سے سابقہ ہے صبح کی ظلمتوں سے بھی سابقہ ہے کاروبار زندگی ہے تجارت ہے دفاتر ہیں اہل خانہ ہیں تعلقات ہیں ان سب سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس کو آسان بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ کسی کو اپنا رہبر مقرر کر لو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا کرو تسبیحات پڑھ لیا کرو اس کے اندر قوت مدافعت بھی ہے اور قلب کو اس سے تقویت پہنچتی ہے ایمان اس سے قوی ہوتا ہے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد زندگی کے لئے یہ ہم کو سامان دے دیا ہے کہ اگر نماز کی پابندی کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور ہر امور زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو چاہے اہل و عیال ہوں چاہے دفتر میں ہو چاہے کہیں ہو کوئی بات ایسی نہ کرو جو مرضیات الہیہ کے خلاف ہو یعنی جو گناہ ہیں ان سے بچتے رہو اجتناب کرتے رہو جہاد زندگی آسان ہو جائیگی، جہاد زندگی میں اگر کامیابی چاہتے ہو تو مختصر بات یہ ہے کہ کسی مرشد کو اپنا رہنما رہبر بنا لو اور اعمال صالحہ سے قوت مدافعت پیدا ہوتی رہے گی اور تم جہاد زندگی میں ایک نہ ایک دن کامیاب ہو گے اور سب سے بڑا احسان یہ کیا ہے ایمان و اسلام کی سلامتی کے لئے، نفس و شیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے استغفاراتی زبردست چیز دے دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے جتنے گناہ ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں لوگوں نے استغفر اللہ کے معنی نہیں سمجھے استغفار کہتے ہیں ندامت قلب کو نادم ہو یہ چیز تم سے محو ہو گئی اور کچھ نہیں اس عمل کو ترک کر دیا ارادہ کر لو ترک کرنے کا توبہ کا مفہوم جب پورا ہوتا ہے توبہ کی، استغفار کیا لفظوں سے نہیں بلکہ ندامت قلب کے ساتھ شرمندہ ہو کر کیا اور اس عمل سے نفرت کا اظہار کیا ایک دفعہ کرو دو دفعہ کرو چار دفعہ کرو دس دفعہ کرو سو دفعہ کرو نتیجہ یہ ہوگا کہ صحیح طیب مذاق ابھرے گا اور وہ گناہ مغلوب ہو کر فنا ہو جائیگا اور توبہ کا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ ایمان کی حفاظت اس کے

اندر ہے،

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ  
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

تم تو مسلمان ہو

ایں درگہ مادرگہ نو میدی نیست  
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

توبہ کرتے رہو توڑتے رہو کرتے رہو توڑتے رہو جہاد زندگی اس سے آسان ہو  
جائیگی، شکست کھائی نفس و شیطان سے اور توبہ کر لی استغفار کر لیا پھر مرد ہو گئے ہم، پھر  
ہم میں مردانیت آگئی توبہ استغفار کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو واقعی ندامت قلب سے  
اور عمل کے ترک کرنے کے ارادے سے کرو گے تو یقیناً قوت روحانی و ایمانی پیدا  
ہو جاتی ہے قوت ایمانی اور قوت روحانی وہ چیز ہے جو نفس و شیطان پر غالب آ جاتی ہے  
ہمارا مضمون ہے نفسانیت اور روحانیت اس میں کہیں یہ مضمون لکھا ہے۔

أَذْكُرُ اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا اس میں تسبیحات بھی ہیں اور ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد  
رکھنا ہے کھانا کھانا ہے تو بسم اللہ کپڑے پہنتے ہوں تو بسم اللہ، کہیں جانے کا  
ارادہ ہو تو بسم اللہ، اللہ کے نام سے شروع کرو اس کی برکت سے بہت سے مسئلے حل  
ہو جاتے ہیں مسلمان جب ذکر اللہ کی تکرار کرنے لگتا ہے نفس کے تقاضے سب مادی  
شیطان کا اغوا سب مادی۔

جہاد زندگی کیا ہے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا:

روح کی غذا ہے تقویٰ، روح کی غذا ہے ایمان، جو ایمان لائے ان کی روح

برقرار رہی جو ایمان نہیں لائے ان کے لئے ہے ”ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم“ ان کی روحانیت ہی ختم ہو گئی روحانیت کا مصرف ہی نہیں کیا انہوں نے اصل چیز جو انسان کو دی گئی ہے اشرف المخلوقات بنانے کیلئے وہ روح ہے ”من امر ربی“ روح امر ربی ہے تاکہ تمہارے امور زندگی پر کنٹرول کرے روح اس لئے دی گئی ہے کہ ایمان اس کی غذا ہے جب ایمان آ گیا تو تقاضائے ایمان کے مطابق ہم اپنے امور زندگی کو مرتب کریں اب نفس و شیطان اس میں حائل ہو گئے لذات نفسانی آئیں نفس کے اور شیطان کے جتنے لذائز ہیں وہ سب مادی اور روح کی غذا اور احساس ہے ایمان، اور وہ ہے روحانی، روح کی خاص الخاص غذا ہے اور روح کو ایمان کے تقاضے پورا کرنے سے تقویت پہنچے گی ذکر اللہ کی تجلیات ہوں گی اور امر اور حسنات پر عمل کرنے سے جو قوت ایمانیہ پیدا ہوگی وہ رفتہ رفتہ غالب آ جائیگی نفس و شیطان کے مادی تقاضوں پر کیونکہ روح زیادہ قوی چیز ہے یہ نسبت مادیت کے، مادیت میں جتنے لذائز ہیں سب فنا ہو جائیں گے روح کی لذات کے آگے ہو سکتا ہے میرے کلام میں ربط ہو یا نہ ہو۔ نفس امارہ اس میں تمام تر مادیت ہے شہوانیت شیطانیہ لیکن روح جب ایمان کو جذب کرتی ہے تو اس کے تقاضے بیدار ہو جاتے ہیں اور اثر انداز ہوتے ہیں نفس امارہ کے اوپر، اللہ تعالیٰ کا کلام، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا، استغفار، یہ اثر انداز ہوتے ہیں نفس امارہ کے اوپر نتیجہ یہ ہے کہ وہ مادی چیز مغلوب ہونے لگتی ہے روحانیت سے، رفتہ رفتہ اس کے تقاضے کمزور ہونے لگتے ہیں اب یہ نفس لوامہ کے درجہ میں آ جاتا ہے اب صلاحیتیں بدلنا شروع ہوئیں نفس کی، جب روحانیت اور ایمان کے اثرات ہونے لگے تو نفس کے تقاضے اور شیطانی وسوسے سب ضعیف ہونے لگے ضعیف ہوتے ہوئے اب اس درجہ پر پہنچے کہ لذات

نفسانی بھی موجود ہیں اور لذات ایمانی بھی موجود ہیں اس کو نفسِ لوامہ کہتے ہیں لیکن مقابلہ ہو گیا ہے نفس کی مادیت سے اور روح کی ایمانیت سے، جب اس کے اثرات غالب ہوتے ہیں مومن کے دل میں تو نفس کے تقاضے مضحل ہو جاتے ہیں بلکہ بالکل فنا ہو جاتے ہیں اس کو کہتے ہیں نفسِ مطمئنہ، نفسِ مطمئنہ ہماری زندگی کا حاصل ہے تو جہادِ زندگی ہمارا کیا ہوا؟ نفسِ امارہ کو مغلوب کرنا نفسِ لوامہ کو حاصل کرنا اور آخر میں اللہ اور اللہ کے کلام کی اعانت و نصرت سے نفسِ مطمئنہ کا حاصل ہو جانا اب اسی کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے حاصلِ جہادِ زندگی کا، تو تمہاری زندگی کا حاصل کیا ہوا کہ تم نے ہمارے کلام سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری و رہنمائی سے کثرت ذکر اللہ سے اپنے دل کو تقویت دی اور اپنے ایمان کو قوت دی نتیجہ یہ ہوا کہ نفس کا مقابلہ جو تم سے تھا وہ کمزور ہوتا رہا ضعیف ہوتا رہا یہاں تک کہ فنا ہو گیا ایمان کی وجہ سے روحانیت غالب آگئی اور نفس کے تقاضے مضحل اور بالآخر فنا ہو گئے اب اس کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر فرمایا ہے نفسِ مطمئنہ سے اور اس جہادِ زندگی کا حاصل فرمادیا۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کا مورد بنادیں ”یا ایہا النفس المطمئنة

ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی“ آمین۔ بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہ ہمیں اس کا مورد بنادیتے جہادِ زندگی میں نفسِ امارہ سے مقابلہ ہو کر نفسِ لوامہ اور پھر نفسِ مطمئنہ ہم کو حاصل ہو جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب آپ کی تائید ہمارے شامل حال رہے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہم چلیں اور ہمیں اپنی زندگی کے لئے دین کی رہنمائی کے لئے جن کو اپنا مرشد بنایا ہے ان کی رہبری اور مثال پر عمل کریں تاکہ ہماری عاقبت بخیر ہو یا اللہ ہم سب پر اپنا فضل فرمائیے اور ہماری نصرت فرمائیے اس ماحول کے اثرات

سے ہمیں محفوظ رکھیے، ہمیں بھی ہمارے اہل و عیال کو بھی عزیز و اقارب دوست احباب کو بھی آپ ایسے قادر مطلق ہیں کہ ایک بندے کی دعا قبول کر کے سب پر اپنا فضل فرماتے ہیں ہم سب محتاج ہیں آپ کے فضل کے جہاد زندگی میں ہماری اعانت و نصرت فرمائیے یا اللہ زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائیے کہ ہم آپ کے کلام اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے استفادہ کرتے رہیں اپنی روح اور ایمان کو تقویت پہنچاتے رہیں بیدار کرتے رہیں اور یا اللہ اس حیات میں حیات طیبہ ہم کو نصیب فرمائیے۔



## بخاری شریف کی پہلی و آخری حدیث:

بخاری شریف اتنی مستند اور معتبر اصح الکتب بعد کتاب اللہ، وہ شروع ہوتی ہے حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ سے اب اس کی تشریح میں مجھے ایک بات کہنی تھی مصنف اور مؤلف کے لئے دعائے خیر کرنا چاہئے ایصال ثواب کرنا چاہئے ان کا احسان ہے یہ ہمارے محسن ہیں ان کے لئے ایصال ثواب کرو انہوں نے ہم کو صحیح حدیثیں دی ہیں اور پھر دوسرا عمل یہ ہے کہ ارادہ کریں کہ جو نیک کام کریں گے رجوع الی اللہ کی نیت کریں دوسری بات یہ ہے کہ جب بخاری شریف ختم ہوتی ہے کہتے ہیں کلمتان خفیفان اور کلمتان کی تشریح فرماتے ہیں خفیفان کی تشریح کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت بتاتے ہیں اور وزن میں زیادہ اور وزن کی تعریف کرتے ہیں بتایا کرتے ہیں کہ میزان عمل پر لے جائیں گے تو لا جائے گا اور ایسا ہوگا یہ کلمات ہیں، بڑے وزنی، ایک بات جو نہیں بتاتے یہ کلمات کیسے ہیں اب میں اپنا لطیفہ سناتا ہوں پھر اس کے معنی۔

بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث تمہارے لئے:

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میں مرتب کر رہا تھا تو میں نے کسی سے کہا کہ اس پر مقدمہ لکھواؤں گا مفتی شفیع صاحبؒ سے مگر پھر خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھ رہا ہوں آپ کے اعمال لکھ رہا ہوں اور مقدمہ لکھواؤں کسی آدمی سے ارے بھی اللہ میاں سے کیوں نہیں لکھواتے ایسا ذہن منتقل ہوا کہ کیوں نہ اللہ میاں سے تعارف کرائیں آپ نے دیکھا ہوگا شروع میں کچھ آیتیں آئیں ہیں

جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے وہ سب میں نے جمع کر دی ہیں خیر ایک کام ہو گیا خیال ہوا کہ قرآن کے بعد بخاری شریف کا بڑا درجہ ہے بڑا مرتبہ ہے بڑی مقبولیت ہے تو مجھے اپنا ایک لطیفہ یاد آ گیا طالب علمی کا ذکر ہو رہا تھا حافظوں کا کہ وہ عصر سے مغرب تک قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں اتنی دیر میں قرآن شریف ختم کر دیتے ہیں میں نے کہا کہ مختصر تو یہ ہے کہ میں دو رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں کہنے لگے کہ حافظ ہو میں نے کہا کہ اس کا اس سے کیا تعلق مگر میں پورا قرآن شریف ختم کر دیتا ہوں کہنے لگے کیسے کرتے ہو میں نے کہا پہلی رکعت میں اَلَمْ ذَا لِكَ الْكِتَابِ پڑھتا ہوں اور دوسری رکعت میں سورۃ ناس تو اسی طرح میں نے سوچا کہ کتاب شروع کرتا ہوں انما الاعمال بالنیات سے اور ختم کرتا ہوں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پر میں نے کہا بخاری شریف میں بہت سی حدیثیں ہیں تبرکات تو لے لو ابتدا اور انتہا۔

### آخری حدیث کے بیان کا صوفیانہ انداز:

کلمتان حبیبان یہ کلمات اللہ کو محبوب ہیں ختم بخاری شریف کرنے والوں نے اس محبوبیت پر توجہ نہیں دی ثقیلین فی المیزان بتایا لیکن اس پر زور دیکر نہیں بتایا کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں کیوں محبوب ہیں کلمات کیا ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کیوں محبوب ہیں کچھ اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ؟ وہ تو بے نیاز ہیں میں نے کہا کہ اس میں اشارہ یہ ہے جو ان کلمات کا ورد کرے گا وہ محبوب ہو گا وہ مورد بن جائیگا اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ کیوں نہیں بیان کرتے عالمانہ انداز سے تو بیان کرتے ہیں اس کا ایک صوفیانہ انداز بھی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ کلمات محبوب ہیں تو جو اس کا ورد کرے گا وہ بھی مورد محبت بن جائیگا کیوں محبوب ہیں ہمارے لئے محبوب ہیں کہ

ہم اس کا ورد کریں تاکہ ہم موردِ بنیں ان کی محبت کا، بھی جب تک اللہ والوں محبت والوں سے تعلق نہ ہو مزہ نہیں آتا میں جو عرض کر رہا ہوں صحیح بات ہے کہ نہیں؟ کیوں محبوب ہیں اللہ تعالیٰ کو اس لئے کہ اس کے بندے اس کا ورد کریں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا مورد بنیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

بیان کے بعد دورانِ گفتگو مولینا حیدر حسن صاحب کا ذکر آیا جو حضرت حاجی صاحب کے مجاز تھے اس پر حضرت نے فرمایا کہ میں ان کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوا اور ان سے دعائیں لی ہیں پھر فرمایا کہ احاطہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ زمین آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں کرتی ہم پڑھ لیتے ہیں تبرکاً خیال یہ ہوا کہ یا اللہ اس پر ایقانِ کامل فرما دیجئے میرا ایمان کامل کر دیجئے کہ واقعی ایسا ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد آیا اللہ تعالیٰ کی قدرت معلوم ہوتی ہے مقلب القلوب ہیں جن کی رگ و پے میں شرک الحادِ زندہ بھرا ہوا تھا ایک کلمہ پڑھ لینے کے بعد اشد ان لا الہ الا اللہ اتنے کامل ہوئے کہ ذرا بھی کفر و شرک کا شائبہ نہ رہا اپنی جانیں پیش کر دیں ابھی ابھی حال میں کلمہ پڑھا اور حال میں جان دے دی وہ بھی شرک کے مقابل اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہیں ایسا قلب بدلا ان کا کہ کفر و شرک کو مٹا دیا صفحہ ہستی سے۔

و آخر دعونا الحمد للہ رب العالمین

حیاء و ایمان کی حفاظت  
 بدگمانی جھوٹ اور غیبت سے پرہیز  
 20 فروری 1980ء بعد از نماز عصر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى  
 آمَّا بَعْدُ

میں بار بار یہی عرض کرتا ہوں کہ آج کل کا ماحول، آج کل کا معاشرہ ایسا ہے جو ہمارے دل و دماغ پر چھا گیا ہے۔ اس نے ہمیں بے حس کر دیا۔ قیامت یہ ہو گئی ہے کہ اس معاشرے کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ہمارے دلوں سے ایمانی حس مٹ گئی ہے۔ ایمانی جذبات مضمحل ہو گئے ہیں بس ان کو ابھارنا ہے۔ اس کی ترکیبیں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ کو جب دین کی طلب ہے اور کچھ دین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایسی کتابوں کا مطالعہ کیجیے جس سے آپ کو معلوم تو ہو کہ ہمارے عقائد کیا ہونا چاہیے۔ ہماری عبادات، ہمارے معاملات، ہماری معاشرت، ہمارے اخلاق کیا ہونے چاہیے۔ اور روشنی یہ ہے اور یہی دین ہے اور یہی اللہ کے ہاں مقبول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو ہمارے اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی زندگی کو باری تعالیٰ کی رضا میں اور اسلام میں ڈھالنا ہے۔ ہمارا معاشرہ اور ہمارا ماحول جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ میں چاہتا یہ ہوں کہ کم سے کم وہ کبار جو آج کل رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ہم ان کا احساس تو کر لیں، اعتراف تو کر لیں کہ گناہ ہیں یہ نہ کہیں کہ آج کل کی تہذیب کا یہی تقاضا ہے۔ تہذیب ہذا تو لعنت کی تہذیب ہے۔ فواحشات ہیں اس میں، منکرات ہیں اس میں، خدا کی لعنتیں ہیں، کبار ہیں اس میں۔ ایسی حالت میں ہم کیسے سمجھ لیں کہ ہم مکلف نہیں ہیں۔ ضرور مکلف ہیں۔ میں

ٹھہر ٹھہر کر آج بات کروں گا۔ میری طبیعت آج ٹھیک نہیں ہے۔  
اعتراف گناہ کر لیں:

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی حالت دفعۃً بدل لیں۔ یہ بظاہر مشکل ہے۔ حالانکہ عملی طور پر تو یہ بہت آسان ہے جس دن چاہو گے بدل جائے گی مگر اب نفس و شیطان اور ماحول کا ایسا اثر ہے کہ دفعۃً بدلنا مشکل ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ آپ اعتراف کر لیں احساس کر لیں کہ یہ گناہ چھوڑ دیا نہ چھوڑو تمہارے اختیار کی بات ہے۔ لیکن انشاء اللہ وہ برائی چھوٹ جائے گی۔ جب ارادہ کرو گے، نیت کرو گے چھوٹ جائے گی۔ اور بہت سوں کی الحمد للہ چھوٹ گئی۔ تجربے میں ہے۔ مشاہدہ ہے۔ بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ گناہوں کا احساس کر لیں کہ یہ گناہ ہے۔ بس اگر فی الحال نہیں چھوڑ سکتے اعتراف تو کر لیں کہ ہم مجرم ہیں گناہ گار ہیں۔ اس کی بہت ترکیبیں بتادی۔ لہذا اب عمل کرنے کا وقت ہے عمل کرو۔

وقت بہت قیمتی چیز ہے۔ خدا معلوم وقت دوسرا کیسا آئے۔ کچھ اعتبار اپنی زندگی کا نہیں۔ حادثات، سانحات ہیں، بیماریاں ہیں، پریشانیاں ہیں، فرصت نہیں دیتے ہمارے دل و دماغ کو لیکن عقیدتا تو سمجھ لو۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم یہ سمجھو تو لو کہ یہ چیز تمہاری بے حسی اور غفلت جو ہے یہ قابل معافی نہیں ہے اگر تم نے اس کا احساس کر لیا کہ بے حس ہو غافل ہو اعتراف کرو اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لو۔ اس کی ترکیبیں میں نے کئی بار عرض کر دی ہیں یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ابھی یہ اچھی بات ہے۔ دین کی بات اللہ اور اللہ کے رسول کی بات سن لینے کے بعد دعا کرو اللہ سے یا اللہ یہ دین کی بات ہمیں پہلے بھی معلوم تھی لیکن آج اس کی تاکید ہو گئی مگر اپنی برائی ہم سے نہیں چھوٹی ہم اس میں مبتلا ہیں۔ آپ قادرِ مطلق ہیں چھڑا دیجئے ابھی اتنا تو کہہ

سکتے ہو۔ جن کے مجرم ہو۔ جن کی خطائیں کر رہے ہو۔ جن کے گناہ کر رہے ہو، جن کی نافرمانی کر رہے ہو اے ان کے سامنے اعتراف تو کر لو کہ مجرم ہو، انشاء اللہ تعالیٰ یہ اقرار جرم بھی نجات کا سبب بن جائے گا۔ کیونکہ اس میں توبہ اور استغفار کی توفیق ہو جائے گی۔ لیکن جن گناہوں کو معمولی سمجھ رکھا ہے اور ہیں وہ کبار تو توبہ کیسے کرو گے عورتیں ہوں یا مرد آج کل وضع قطع، لباس پوشاک، رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے۔ بھائی فاسقانہ فاجرانہ ماحول میں رہتے ہو اس کا ارتکاب کرتے رہنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یہ ڈرنے کا مقام ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایمانی تقاضے بھی سلب نہ ہو جائیں۔ گناہ کو گناہ سمجھ لینا یہ ایمان کا خاصہ ہے۔ اگر تم نے گناہ کو گناہ سمجھ لیا تو ایک دن انشاء اللہ توفیق توبہ بھی قبول ہو جائے گی۔ یہ تجربہ ہے اللہ کا قانون ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔

### انفرادی اور اجتماعی گناہ:

اسی طرح بعض گناہ ایسے ہیں جو انفرادی طور پر رائج ہیں اور بعض گناہ ایسے ہیں جو اجتماعی طور پر ہو رہے ہیں۔ مثلاً تقریبات شادی میں، غمی کے موقع پر، بدعات، رسومات، منکرات شامل ہیں۔ اگر احساس کر لو کہ یہ بدعت ہے۔ تو یہ احساس کر لینا ہی آئندہ بچنے کے لئے کافی ہو جائے گا۔ جہاں تک ہو سکے اجتناب کرو۔ پرہیز کرو اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ سیدھی سیدھی بات ہے۔ توبہ اور استغفار کو کوئی معمولی بات نہ سمجھنا، بہت سے نادان یہ سمجھتے ہیں کہ کیا فائدہ ایسی توبہ کا کہ گناہ تو کرتے جا رہے ہیں ارتکاب جرم تو ہو رہا ہے اور توبہ بھی کر رہا ہے نادانی کی بات ہے۔ توبہ اور استغفار ایسی چیز ہے کہ جس کی تاثیر کبھی نہیں مٹ سکتی۔ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے کچھ پرواہ نہ کرو فسق و فجور میں مبتلا ہو گناہوں کا اعتراف کرتے چلے جاؤ کہ

یہ فسق ہے یہ فجور ہے اور توبہ بھی کرتے چلے جاؤ اور فسق و فجور بھی کرتے چلے جاؤ۔ میں کہتا ہوں میری بات نہیں ہے میرے بزرگوں کی بات ہے کہ تم دفعۃً نہیں چھوڑ سکتے تو اعتراف کرتے چلے جاؤ۔ احساس کرتے چلے جاؤ۔ توبہ زبانی کرتے چلے جاؤ۔ انشاء اللہ یہی توبہ تمہیں ایک دن ایسی کام آئے گی کہ تمہیں معاصی سے جن چیزوں کو تم مشکل سمجھ رہے ہو، ان کا چھوڑنا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا، اور ندامت قلب پیدا ہو جائے گی، اور انشاء اللہ ان گناہوں سے جو آج مشکل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ فسق و فجور جو آج دشوار ہوتے ہیں، جن کا چھوڑنا آج مشکل ہے ایسا آسان ہو جائے گا کہ مغفرت ہی نہیں بلکہ تجرباً کہتا ہوں کہ تمہیں نفرت ہو جائے گی توبہ کو نہ چھوڑو کسی حال میں۔

### زندگی کا جائزہ لو:

تو بھائی اپنی زندگی کا جائزہ لو کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں محسوس کرو کس کس ماحول میں ہو، کس معاشرے میں ہو، کیسے کیسے فسق و فجور سے واسطہ پڑھتا ہے، بھائی دین حاصل کر رہے ہو مجھ پر تھوڑا سا اعتماد کرو اس کا جائزہ لو کہ کون کون سی چیزیں فواحشات، منکرات رائج الوقت ہو رہی ہیں ان سے کیسے نجات ملے۔ نجات کا انتظار نہ کرو۔ نجات کیسے ملے یعنی تم عمداً اپنے اختیار سے چاہتے ہو کہ تم کو وہ درجہ حاصل ہو جائے کہ تم فسق و فجور دفعۃً چھوڑ دو مگر یہ فی الحال دشوار بات ہے۔ کچھ پرواہ نہ کرو اسکی۔ اعتراف کرتے جاؤ کہ یہ گناہ ہے اور توبہ کرتے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثمرہ ملے گا۔ اتنا تو عقلاً ہم سب کر سکتے ہیں۔ بھئی عادتاً نہ کر پائیں، رواجاً نہ کر پائیں نہ کر پائیں لیکن کم از کم اعتراف تو کرتے جائیں کہ یہ چیز ممنوع ہے۔ یہ چیز ناجائز ہے، یہ چیز حرام ہے۔ یہ صغیرہ ہے۔ یہ کبیرہ ہے۔ بھائی اعتراف کرتے جاؤ، توبہ



کرتے جاؤ، دعا کرتے جاؤ اور پھر جو چاہو کرتے جاؤ۔ جو چاہو کرو کا لفظ بڑا وسیع ہے تو خیال آسکتا ہے کہ پھر تو فائدہ ہی نہیں ہوا تو بہ واستغفار کا، بھائی تم فائدے کی طرف نظر نہ کرو، فائدہ کوئی اپنی طرف سے تجویز نہ کرو۔ فائدہ تو انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ کیونکہ تم جب ندامت قلب سے توبہ کر رہے ہو۔ استغفار کر رہے ہو۔ اللہ کے سامنے اعتراف کر رہے ہو، تو یہ چیز رائیگاں نہیں ہے۔

بھائی اللہ کا دین ہے یہ، ان کا قانون ہے۔ ان کے احکامات ہیں۔ اوامر اور نواہی انہوں نے بتائے ہیں۔ بھائی کوتاہیاں ہوتی ہیں سب کچھ ہوتا ہے لیکن اعتراف تو کرو کہ تم قصور وار ہو، گناہ گار ہو، توبہ کرو، استغفار کرو، کرتے چلے جاؤ کچھ پرواہ نہیں ہے۔

**جسم کے کپڑے ناپاک ہونے پر ہمارا عمل:**

بہت ساری ایسی باتیں ہماری جسمانیات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں کہ ہم ناپاک ہو جاتے ہیں، غسل کیا پاک ہو گئے، کپڑے میلے ہو جاتے ہیں اتار کے دھو لیا پاک ہو جاتے ہیں۔ اب اگر یہ خیال کریں کہ کپڑے بار بار ناپاک ہوتے ہیں۔ بار بار میلے ہو جاتے ہیں۔ فائدہ کیا ہے۔ ان کو دھلانے سے یہ عقل تسلیم کرتی ہے۔ کوئی گوارہ کرے گا اس بات کو کہ بھائی میلے ہو گئے تو ہو جانے دو۔ اب دھلو الیں گے تو پھر میلے ہو جائیں گے۔ تو عمر بھر یہی طریقہ رہتا ہے کہ جسم جب ناپاک ہو گیا تو غسل کر لیا پاک ہو گئے۔ کپڑے میلے ہو گئے تو پھر صاف کر لیے تو یہ جب قانون ہے تو اللہ تعالیٰ کا قانون تو اس سے زیادہ قوی ہے۔ کہ گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے ہم سے بھائی نادام ہو کے توبہ کر لی۔ خبردار کبھی اس کا اندیشہ نہ کرو کہ ہماری توبہ کیا۔ گناہ تو ہم نے بڑی لذت کے ساتھ کیے، غفلت کے ساتھ کیے، تقاضائے نفس کے ساتھ کیے اب توبہ کر لی

استغفر اللہ۔ استغفر اللہ تو کیا ہوتا ہے اس کے ساتھ، تمہیں معلوم نہیں اس کی تاثیر تو کیا کیا جائے۔ تاثیر اس کے اندر یہی ہے کہ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرتے رہو۔ خاصیت یہی ہے کہ انشاء اللہ وہ گناہ چھوٹ جائیں گے اور تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔

غلامانہ ذہنیت ختم کرو:

حالانکہ یہ بڑی غلامانہ ذہنیت ہے مسلمان کو تو اپنا معاشرہ اپنے اخلاق اور سب کچھ اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے۔ یہ غلامانہ ذہنیت ہے ہماری کہ جو رائج الوقت ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے صاحب ثروت اور بڑے بڑے صاحب منصب لوگ اس میں مبتلا ہیں اور علانیہ مبتلا ہیں۔ ان کو دیکھتے ہیں ہم یا ان کے اثرات ہوتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ رائج الوقت چیز ہے۔ تو بھائی چاہے کوئی صاحب ثروت ہو یا صاحب منصب ہو، کوئی بھی ہو جو بھی اللہ کی نافرمانی کرے گا مجرم ہوگا ان کی تقلید ہمیں نہیں چاہیے۔ مگر ہمارے دفاتر میں، تجارت گاہوں میں ایسے ایسے منکرات اور فواحشات کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے کہ جو ہمارے اختیار میں نہیں اس کا بھی اعتراف کر لو۔ اللہ تعالیٰ سے کہہ لو کہ ہم مجبور ہیں کہ ایسا کرنا پڑتا ہے۔ بھائی میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھو، اعتراف کرو۔ احساس کرو، توبہ کرو، انشاء اللہ یہی چیز نجات کے لئے کافی ہو جائے گی۔

جذبات اور خیالات کو درست کر لو:

دفعۃً لباس پوشاک نہیں بدل سکتے تو نہ بدلو لیکن خدا را اپنے جذبات اپنے احساسات اپنے تخیلات تو ٹھیک کر لو۔ عقیدہ تو صحیح کر لو۔ اس سے کون منع کرتا ہے۔ اپنے اختیار کی بات ہے۔ ہمیں نفس و شیطان نے ایسا مغلوب کر لیا ہے کہ دشوار معلوم

ہوتا ہے کہ ہم کیسے بدلیں گھر کی زندگی ہماری ایسی، برادری والوں کی زندگی ایسی، ہماری زندگی ایسی جہاں دیکھیں خدا کی نافرمانی ہر جگہ اللہ کا قانون توڑا جا رہا ہے۔ ہم اس میں کیسے صراطِ مستقیم والی زندگی گزر بسر کر سکتے ہیں۔ یہ سوچنے والی بات نہیں ہے۔ تم بذاتِ خود اپنی طرف سے یہ سمجھ لو کہ یہ چیز منکر ہے۔ یہ فواحش ہے چھوڑ دو۔ مثلاً میں پچاسوں دفعہ کہہ چکا ہوں پھر بھی دہرا دیتا ہوں اختصار کے ساتھ کم سے کم میں نے تین باتیں عرض کیں۔ کیا آپ سے ناممکن ہے یہ ہرگز نہیں کوئی بھی ناممکن نہیں ہیں۔ تین چیزوں کا اخلاق کے ساتھ ملنا، غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، بدگمانی نہ کرو، یہ تین چیزیں معمولی بتادی ہیں میں نے۔ معمولی ہیں یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ اگر اسی پر ہم لوگوں کو اختیار نہیں ہے؟ کہ ہم بدگمانی نہ کریں ضرور اپنا اختیار ہے۔ معاملات میں۔ برادری میں بہت سے واقعات ایسے آتے ہیں کہ ہم کو بدگمانی ہو جاتی ہے۔ اپنے اعزاء سے معلوم ہوا کہ بدگمانی ہے۔ احساس ہوا کہ بدگمانی ہے بھائی تو بہ کرو اس بدگمانی سے۔ کس کے واسطے کسی سے بدگمانی رکھتے ہو۔ کیوں اپنے دل کو غلیظ رکھتے ہو۔ کیوں اپنے دل کو مکدر رکھتے ہو۔ صفائی کر لو۔ جس سے بدگمانی ہوئی اس سے مل لو بات صاف کر لو۔ ہمت کرو، جرأت کرو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری مدد کرے گا، کیوں بدگمانی کرتے ہو۔ معمولی چیز نہیں ہے۔ بدگمانی سے گھر کے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ تمام کاروبار برباد ہو رہا ہے۔ تمام ہمارا معاشرہ برباد ہو رہا ہے۔ بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے کسی سے بدگمانی کرنا، گناہ کبیرہ کے معنی یہی ہے کہ خود تمہارے لیے برباد کرنے والی چیز ہے بدگمانی۔ تمہاری عاقبت کو، آخرت کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ تمہارے سکون قلب کو برباد کرنے والی چیز ہے کسی سے بدگمانی کرنا، کس کے واسطے بدگمانی رکھتے ہو اس سے توبہ کر لو۔ معاملہ صاف کر لو۔

## جھوٹ چھپا نہیں رہتا:

جھوٹ کے لئے کچھ نہیں کہوں گا، غیبت کے لئے کچھ نہیں کہوں گا سب کو معلوم ہے۔ میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ انتہائی بے حیائی اور بے غیرتی اور بہت ہی کمینہ پن ہے کہ کسی کی تحقیر کی جائے۔ کسی کی غیبت کی جائے، یا جھوٹ بول کر کسی کو نقصان پہنچایا جائے، یہ شرافت انسانی کے بالکل خلاف ہے۔ کیوں ایسی غیر شریفانہ بات کرتے ہو جھوٹ بول کر، خود بھی ذلیل ہو گے جھوٹ بولو۔ غیبت کرو کبھی چھپتا نہیں ہے یہ راز کبھی نہیں چھپتا۔ یہ تم سمجھتے ہو کہ کسی کو معلوم نہیں ہو گا سب کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہتی سب ظاہر ہو جاتی ہیں بھائی یہ تین چیزیں بنیادی میں نے آپ کو بتادیں۔ خدا را آپ ان سے پرہیز کریں اور ان پر قابو پالینے سے بدگمانی سے قلب صاف ہو جائے جھوٹ سے زبان رک جائے، غیبت سے زبان رک جائے، کان رک جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں وہ نور پیدا ہو گا کہ پھر اور چیزوں کے لیے معین و معاون ہو گا، اور چیزیں آسانی سے چھوٹ جائیں گی۔

اب ایک اور چیز مردوں میں اور عورتوں میں بے حیائی اور بے غیرتی، بے حیائی اور بے غیرتی سے تم یہ سمجھ لو کہ ایمان کی بھی خیر نہیں ہے۔ بے حیائی ایسی چیز ہے۔ بے غیرتی ایسی چیز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان اور حیاء ایک ہی چیز ہے۔ حیاء غائب ہوئی ایمان ختم ہو گیا۔ گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کتنے بے حیائی کے کام ہم کرتے ہیں۔ کتنی بے غیرتی کے کام کر رہے ہیں۔۔۔ پھر سمجھتے ہیں کہ ہمارا ایمان سلامت ہے۔ نمازیں پڑھ لی، روزے رکھ لیے، زکوٰۃ دے دی، حج کر لیے عمرے کر لیے لیکن بے حیائی اور بے غیرتی کے کام ہم نے نہیں چھوڑے بھائی خوش فہمی ہے کہ تمہارا ایمان سلامت ہے۔ صحیح ہے۔ ایمان تمہارا صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں یہ بات

ہے کہ حیا اور ایمان ایک ہی چیز ہے تم نے بے حیائی اور بے غیرتی کے کام کیے ہیں تو یقیناً تمہارے ایمان کو نقصان پہنچا ہے، اور تم اس سے توبہ بھی نہیں کرتے، استغفار بھی نہیں کرتے تم کو اس کی توفیق بھی نہیں ہوتی، بے حیائی اور بے غیرتی کو سامنے رکھو اور دیکھو جو بھی گناہ ہوتا ہے وہ بے حیائی اور بے غیرتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جتنے بھی گناہوں کا ہم ارتکاب کرتے ہیں سب بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی کی وجہ سے کمینہ پن ہے ہمارا کہ ہم ایسی حرکتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے شریف ہیں۔ کیا سفید پوشی سے یا کسی منصب سے، یا کسی دولت سے اعمال درست ہوتے ہیں۔ ایمان درست ہوتا ہے بلکہ اعمال برباد ہو جاتے ہیں اگر ان کا غلط استعمال کیا جائے۔ ایسا نہ کرو۔ سوچ لو، سمجھ لو اچھی طرح سے ایسی بے حیائی اور بے غیرتی کی باتیں نہ کرو۔

### شرم و حیا اختیار کرو:

حیا اور شرم بڑا جوہر ہے ایمان کا۔ اندازہ کر لو اس کا عورتیں اندازہ کر لیں۔ مرد اندازہ کر لیں۔ کیونکہ یہ آج کل کا معاشرہ عورتوں کا اختلاط، برہنہ سر رہنا، باریک کپڑے پہننا، بے حجاب بازاروں میں نکلنا، بے تحاشا تقریبات میں جانا، بدعات اور رسومات کرنا سب بے حیائی کی باتیں ہیں۔ بے غیرتی کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول نے بتایا ہے کہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں ان چیزوں پر، یہ بدعات ہیں، بدعت ایسی بری چیز ہے ایسی گمراہ کن چیز ہے سوا جہنم کے دوسرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ایسی ناپاک چیزیں ہیں کہ جب تک تم یہ چیزیں کرو گے اس کا رد عمل ضرور ہو گا دنیا میں بھی ذلت ہوگی آخرت میں بھی ذلت ہوگی۔ بھائی احساس کر لو، بے غیرتی کے کاموں سے توبہ کر لو، استغفار کر لو، جہاں تک ہو سکتا ہے چھوڑ دو سیدھی سیدھی بات ہے۔ مگر یہ

آسان نہیں ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ ماحول یا معاشرے سے چاہے جتنا متاثر ہو۔ چاہے جتنا مغلوب ہو اور واجار سماً لیکن تمہارا قلب جو ہے اور تمہارا ذاتی تعلق پھر بھی جو ہے اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لو۔ کوئی بڑی بات ہے جب ایسی چیزوں کا ارتکاب ہو یا اندیشہ ہو ارتکاب کا۔ تو اللہ سے پناہ مانگ لو، اللہ ہمیں شیطان سے پناہ عطا فرما دیجئے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھیے۔ دعا کر لو اللہ تعالیٰ سے انشاء اللہ اللہ حفاظت فرمائیں گے۔

### رانج الوقت چیزیں:

اب یہ جو رانج الوقت چیزیں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ اچھے اچھے سمجھدار لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ صاحب اقتدار لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ تفریحات ہیں، ریڈیو ہے۔ ٹیلی ویژن ہے۔ گانا بجانا ہے۔ تصاویر ہیں۔ یہ سب تہذیبِ حاضرہ میں حرج کیا ہے۔ اس میں کونسا نقصان ہے ہم نمازیں پڑھتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں، وظیفے پڑھتے ہیں، تسبیحات پڑھتے ہیں اگر ہم تسبیحات میں تھوڑی دیر تفریح کر لیتے ہیں۔ ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے اخبار رسالوں سے جن میں فواحشات، خرافات اور منکرات بھرے ہوتے ہیں۔ کیا یہ تفریح ہے؟ بھی تفریح تم ایسی چیز سے کرو گے جو تمہارے لیے برباد کرنے والی ہے۔ تمہاری شرافت کو حرام کرنے والی ہے۔ تمہاری غیرت و حیاء کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ یہ تفریح کیسی تفریح ہوئی کہ جس کا نتیجہ یقیناً جہنم ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کیا ٹیلی ویژن آپ پر دیکھنا اتنا شدید ہے کہ بغیر ٹیلی ویژن دیکھے آپ نہیں رہ سکتے۔ جتنے لذیذ گناہ ہیں جیسا میں نے عرض کیا ابھی کیا آپ کے اوپر کوئی ایسی چیز غالب ہے کہ بغیر اس کے آپ کو چین نہیں آتا بغیر اس کے آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ کیا آپ کی عافیت خراب ہو جائے

گی۔ یہ عجیب خیال ہے اور محض خیال ہے۔ بھائی چھوڑ دو۔ دین حاصل کرنے آئے ہو۔ دین کی عظمت ہے دل میں تو یہ چھوڑ دو۔ جو لوگ مبتلا ہیں اس میں خواہ وہ گھر والے ہوں۔ کوئی گھر ایسا نہیں۔ ارے کوئی جھگی ایسی نہیں کہ جہاں ریڈیو نہ ہو اور ٹیلی ویژن نہ ہو۔ ایسی رائج الوقت چیز آگئی ہے لعنت کا نتیجہ یہی ہے کہ گھر گھر عجیب پریشانیاں ہیں۔ آپ کہتے ہیں ہمارے دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ ارے تم اللہ کی نافرمانی کر رہے ہو۔ اپنے ضمیر کو برباد کر رہے ہو۔ اپنے تمام ایمان کے تقاضوں کو مغلوب کر رہے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا میں کہاں سے خلوص آئے گا کہاں سے رجوع الی اللہ کی توفیق ہوگی جب منکرات میں مبتلا ہو۔ منکرات کے ہوتے ہوئے۔ اللہ کا قانون توڑتے ہوئے، بے شرمی کی باتیں کرتے ہوئے، کیا ہوگی۔

اس سے گھر برباد ہو رہے ہیں:

آج چونکہ آبادی بہت بڑی ہے وقتاً فوقتاً کوئی واقعات معلوم ہو گئے۔ اکا دکا کوئی ذہن میں آگئے لیکن گھر گھر بربادیاں ہیں رشتے۔ ازدواجی زندگی برباد ہو رہی ہے۔ زن و شوہر میں موافقت نہیں ہے۔ ایک خانہ بربادی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ لڑکیاں قابو میں نہیں ہیں۔ لڑکے قابو میں نہیں ہیں۔ لڑکے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے۔ زن و شوہر ایک دوسرے کا خیال نہیں کرتے۔ زندگی برباد ہو رہی ہے جی رہے ہیں جانوروں کی طرح۔

اپنے کردار کو دیکھو:

الزام لگا دیتے ہیں کہ فلاں بد مزاج ہے۔ فلاں بد کردار ہے اور اپنے کردار کو نہیں دیکھتے کہ اپنے کردار کیسے ہیں۔ بھائی دیکھو جو باتیں میں نے عرض کی ہیں یہ غور طلب

ہیں۔ ان کی تشریحات کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ لو۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ جو گناہ ہیں کبار وہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے بیان کیے ہیں کہ یہ گناہ ہے کبیرہ ہے صغیرہ ہے چونکہ تمہاری زندگی اس سے برباد ہوتی ہے یہ چیزیں گناہ جو ہیں یہ زندگی کو برباد کرنے والی ہیں۔ عافیت کو برباد کرنے والی ہیں۔ کیا تم نے ان کو عمدۂ ابر باد کر دیا ہے پھر سکون قلب ہرگز دنیا میں نہیں مل سکتا نہ عافیت مل سکتی ہے۔ اسی لیے گناہوں سے توبہ کرو۔ منکرات کو چھوڑو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت والی زندگی نصیب ہوگی، اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔ کیا کہتے ہو کہ دعا قبول نہیں ہوتی فسق و فجور میں مبتلا ہیں، وضع قطع لباس تو آج تک ٹھیک نہیں ہے۔ نماز کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ جھوٹ سے بھی احتراز نہیں ہے۔ غیبت سے بھی احتراز نہیں ہے۔ دنیا بھر کے جو منکرات ہیں اس میں مبتلا ہیں اب اگر کوئی معاملہ آپڑا ہے، کوئی پریشانی آگئی ہے۔ کوئی قرضہ زیادہ ہو گیا ہے۔ کسی نے دل آزاری کی ہے۔ کسی نے نقصان پہنچایا ہے۔ کوئی بیماری آگئی ہے تو اب دوڑتے ہیں وظیفے پوچھتے ہیں۔ دعائیں کراتے ہیں مگر اپنی حالت پھر بھی نہیں بدلتے۔ جس سے نافرمانی ہو رہی ہے وہ بدستور اپنی جگہ برقرار ہے۔ فسق و فجور اپنی جگہ قائم ہے۔ ٹیلی ویژن اپنی جگہ پہ قائم ہے اور شکایت یہ ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی کون دعا قبول کرے۔ اللہ میاں۔ ارے اللہ میاں تو کفار اور مشرکین کی بھی دعا قبول کرتے ہیں۔ تم تو صاحب ایمان ہو۔ تم تو خیال نکال ہی دو کہ دعا قبول نہیں ہوتی دعا تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ لیکن تم اپنی حالت تو دیکھو کہ جس مالک کی نافرمانی کر رہے ہو۔ اور اسی مالک سے کہتے ہو کہ دعا قبول کرے اور جلدی کرے ابھی کرے فوراً کرے۔ سبحان اللہ کون سے اللہ میاں ایسے ہیں کون سے اللہ میاں کا تصور ایسا ہے کہ جن کی نافرمانیاں بھی کرو۔ فسق و فجور بھی کر دے حیائی کی باتیں بھی کرو۔ اور چھوڑنے کا ارادہ



بھی نہ کرو۔ دعا قبول نہیں ہوتی کنسی ترکیب ہے۔ ہماری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ اگر آپ کی سمجھ میں آئی ہے تو سب کچھ کرتے رہو۔ فسق و فجور بھی کرتے رہو۔ کبار کا ارتکاب بھی کرتے رہو بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں بھی کرتے رہو چاہے عورتیں ہوں یا مرد کہتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتی۔ رشتے نہیں آتے لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں رشتے ہو گئے طلاقیں ہو رہی ہیں۔ اختلاف ہو رہے ہیں۔ خود کشی ہو رہی ہے بربادی ہو رہی ہے۔ گھر گھر ایسا ہو رہا ہے۔ بھائی کیوں ہو رہا ہے بھائی کوئی وظیفہ بتائیں۔ کس کے لئے وظیفہ پڑھو۔ کس کے لئے دعا مانگو۔ کیا ہمیں نہیں پتا۔ جس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں۔ جس سے دعا کر رہے ہیں۔ اس کی تو کھلی ہوئی نافرمانیاں کر رہے ہو۔ فاسقانہ فاجرانہ لباس ہے۔ بے حیائی اور بے شرمی ہے کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ کوئی دعا بتا دیجیے، کوئی وظیفہ بتا دیجیے۔ بھائی وظیفہ دعا کوئی ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ میاں کو راضی کر لیں گی۔ اور تمہارا کام بن جائے گا۔ کیسی حد ہو گئی ہے کہ بھائی اپنے فسق و فجور کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں ہے۔ منکرات کو چھوڑنے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔ بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں بھی نہ چھوڑو۔ کہتے ہیں دعا قبول نہیں ہوتی۔ دعا تو ضرور قبول ہوتی ہے ویسے بھی لیکن تم یہ چاہتے ہو کہ ہم نے دعا مانگی، وظیفہ پڑھایا کوئی عمل کیا تو فوز اس کا نتیجہ ہمارے موافق ہو جائے۔ سبحان اللہ۔ کنسی قدرت ایسی ہے جو تمہارا ساتھ دے گی سوائے شیطان کے اور کوئی مدد نہیں کرے گا اس معاملے میں۔ اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔ عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ کبار چھوڑو ان سے نفرت رکھو جہاں تک ہو سکے ان کو ترک کر دو بالکل۔ ہمارے اختیار میں ہے۔ ہم شخصی طور پر، ذاتی طور پر سب کچھ کر سکتے ہیں، خدا کے لئے ان سب چیزوں سے نفرت کرو۔ اور اپنی زندگی سادہ بناؤ۔ جہاں تک ہو سکے اسلامی وضع قطع اختیار کرو۔

لباس پوشاک شرعی ہو۔ نہیں کر سکتے تو اقرار کرتے جاؤ اور گناہ سمجھتے جاؤ۔ اور توبہ کرتے جاؤ اور اللہ میاں سے مدد مانگتے جاؤ۔

کام بنانے والے سے رجوع کرو:

بھائی اتنا تو ہو سکتا ہے۔ ورنہ دین کیا چیز ہے۔ دین یہ کوئی جادو تو ہے نہیں۔ مسمریزم تو ہے نہیں کہ مسمریزم کے ذریعے سے جن قابو کر لیا اب جو چاہیں حاضر کر لیں۔ اور جس کے اوپر چاہیں اثر ڈال لیں۔ جو چاہیں آپ دکھاسکیں اور جس سے چاہیں بات کریں۔ بھائی عقل سے کام لو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے کام بنتے رہیں اور ہماری مرادیں پوری ہوتی رہیں تو کام بنانے والے سے تم رجوع کیوں نہیں کرتے ہو۔ کارساز حقیقی کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتے ہو۔ اس سے کس نے منع کیا ہے۔ رجوع کرو اعتراف کے ساتھ۔ اقرار کے ساتھ کہ ہم قصور وار ہیں۔ گناہ گار ہیں۔ یا اللہ ہمارے اوپر رحم کیجیے۔ نہ کسی وظیفے کی ضرورت ہے۔ نہ کسی عمل کی ضرورت ہے۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

تم خود سفلی عمل میں مبتلا ہو:

کہتے ہیں بھائی فلاں پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ کسی نے سفلی عمل کر دیا ہے، فلاں بندش ہو گئی ہے ہمارے کاروبار میں رکاوٹ ہو گئی ہے جو کام کرتے ہیں اس میں نقصان ہوتا ہے۔ رشتے آتے ہیں اور واپس ہو جاتے ہیں فلاں بات ہوتی ہے۔ کوئی وظیفہ بتائیں، کیا عمل کیا جائے میں نے کہا کہ تمہاری زندگی خود سفلی عمل ہے۔ تمہارا فسق و فجور خود سفلی عمل ہے کیوں کسی پر الزام لگاتے ہو خود شیطانی عمل ہے یہ تمہارا کیوں کسی پر الزام لگاتے ہو۔ تم خود سفلی عمل میں مبتلا ہو۔ ارے بھائی اس سفلی عمل کے رد کی ترکیب یہ ہے کہ جس میں تم مبتلا ہو۔ سفلی عمل کون کرے گا تمہارے اوپر، تمہارا

فسق و فجور خود سغلی عمل ہے۔ تمہارا لباس پوشاک، برہنہ لباس عورتوں کی عریانی، بے غیرتی بے حیائی خود ایک بہت بڑا سغلی عمل ہے۔ اس سغلی عمل کے ہوتے ہوئے کسی پر سغلی عمل کا الزام لگاتے ہو۔ اسی کا تذکر صرف یہی ہے کہ اس کو چھوڑو۔ حیاء اور شرم کو اختیار کرو۔ اللہ سے رجوع کرو۔ جن باتوں میں مبتلا ہو ان سے توبہ اور استغفار کرو، اور ارادہ کرو کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ میں نے بہر حال اجمالی طور پر وہی سبق دھرا دیئے آپ کے سامنے۔ میں تو جب تک دھراؤں گا جب تک مجھے تسکین نہیں ہو جائے گی یا طمینان نہیں ہو جائے گا کہ آپ لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ ایسے موقع بہت کم ملتے ہیں ایسے واقعات بہت کم ملتے ہیں کہ یہ باتیں سننے میں آئیں ان کو کتابوں میں پڑھو اس سے بھی بہت سبق ملتا ہے۔ دین کی کتابیں میں نے بتادی ہیں۔ جزاء الاعمال ہے۔ حیوۃ المسلمین ہے۔ تعلیم الدین ہے مختصر مختصر سی کتابیں ہیں۔ ان کو ضرور پڑھ لو ایک دفعہ پھر پتہ چل جائے گا کہ اسلام کیا ہے۔ ایمان کے تقاضے کیا ہیں۔ گناہ کیا چیز ہے۔ کبائر کیا چیز ہے۔ صغائر کیا چیز ہیں۔ بھائی علم حاصل کر لو اور توبہ استغفار کر لو۔

اللہ کی طرف رجوع کرو:

اب دو باتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ فسق و فجور جس میں ہم مبتلا ہیں سغلی عمل میں خود مبتلا ہیں۔ جس کا تذکر صرف یہ ہے رجوع الی اللہ اللہ سے رجوع کرنا ہے۔ وہ قادر مطلق ہیں۔ رحیم مطلق ہیں۔ غفار الذنوب ہیں سب کچھ ہیں اور ان کے وعدے ہیں کہ جب بندہ نادم ہو کر ہمارے سامنے سر جھکا لیتا ہے ہم اس کو معاف کر دیتے ہیں تو جب ان کا وعدہ ہے تو خدا کے لئے گردن جھکا کے بیٹھ جایا کرو ان کے سامنے اپنے فسق و فجور کی فہرست سامنے پیش کر دو ان کے سامنے اور کہہ دو کہ میں یہ نہیں چھوڑ سکتا۔

اس میں مبتلا ہوں۔ اس میں مبتلا ہوں۔ یا اللہ مجھ پر رحم کیجیے۔ دنیا میں بھی عذاب نہ دیجیے اور آخرت میں بھی بھائی اللہ سے اتنی بات تو کر لیا کرو۔ میں اور زیادہ اس سے سہل نسخہ کیا بتاؤں بہت ہی آسان نسخہ ہے۔ اگر آخر شب میں موقع مل جائے تو اس وقت کر لیا کریں تو بھائی جو میں نے چیزیں ذکر کیں ان بنیادی چیزوں پر اگر انشاء اللہ آپ نے عمل کر لیا تو انشاء اللہ یہ چیزیں چھوٹ جائیں گی۔

نماز کسی حال میں نہ چھوڑو:

ایک تو ہے نماز کی پابندی۔ نماز کو کسی حالت میں مت چھوڑو۔ کسی عذر میں مت چھوڑو۔ تیمم کر کے پڑھ لو۔ بیٹھ کر پڑھ لو۔ سفر میں قصر کر لو۔ لیکن خدا کے لئے وقت پر نماز پڑھ لو۔ اگر ہو سکے تو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھا کرو۔ وہاں نمازیں قبول ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جب مسلمان ہاتھ اٹھاتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں کسی کی دعا قبول ہوتی ہے، اللہ اس کی برکت سے سارے مسلمانوں کی دعا قبول کر لیتے ہیں۔

اور ہم قوت کے کام جسمانی طور پر کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے جسمانی قوت کو بڑھانے کے لئے، روحانی قوت کو بڑھانے کے لئے کچھ وظائف ہیں۔ ان کو استعمال کرو، تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ وقت نکال کے اس لیے بیٹھ جاؤ کو اس میں ثواب ہے ثواب کے معنی ہیں کہ ان کے اندر ایک طاقت ہے جو روح کے اندر پیدا ہوتی ہے جو ایمان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور جو ہم کو منکرات سے، فواحشات سے روکتی ہے۔ تو فواحشات کو روکنے کے لئے منکرات کو روکنے کے لئے، توبہ کے قبول ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونے کے لئے چند عملیات کر لیا کرو۔ چند تسبیحات پڑھ لیا کرو۔ کئی دفعہ بتایا ہے کہ یہ روحانی غذا ہے۔ ایمانی غذا ہے۔ اس سے صفت پیدا ہوگی اور صلاحیتیں

پیدا ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ آج جو بات ناممکن معلوم ہوتی ہے ممکن ہو جائے گی آج جو کہتے ہو کہ دعائیں قبول نہیں ہوتی دعائیں قبول ہونے لگ جائیں گی۔ جو آج پریشانی رفع نہیں ہوتی رفع ہو جائیگی۔ مصائب تو بہت ہیں لیکن مومن کا قلب مطمئن رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ سے رجوع کرنے میں جو قوت ہے وہ حاصل کر لی، وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھ جاؤ ایک تسبیح استغفار کی پڑھ لو کس نیت سے کہ یا اللہ میں سراپا گناہ گار ہوں سفلی عمل کر رہا ہوں۔ بدتمیزیاں کر رہا ہو۔ کبار میں مبتلا ہوں۔ فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔ میری قوت ایمانی کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یا اللہ میں آپ سے رجوع کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں، استغفار کرتا ہوں کہ میرے سارے گناہ معاف فرما دیجیے میرے خُلق کو صاف کر دیجیے مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیے دنیا میں اور آخرت میں۔ اتنا تو کر سکتے ہو یہ کوئی مشکل بات ہے کر کے دیکھ لو ردِ عمل ہے یہ سفلی اعمال کا، گناہوں کا، کبار کا، بے حیائی کا، بے شرمی کا، بے غیرتی کا، جس کی لعنتیں مسلط ہیں۔ برداشت نہیں ہو رہی ہیں ہم سے تو استغفار سے یوں تدارک ہوگا۔

توبہ کرو:

دیکھیے اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اللہ کا اعلان ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے۔ نادم بندہ جب سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھ جاتا ہے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ خدا کے لئے فسق و فجور کی ناپاکیوں سے زمانے کی لعنتوں سے، تہذیبِ حاضرہ کی لعنتوں سے پناہ مانگو، استغفار کرو۔ ایک دن آئیگا انشاء اللہ تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔

## دروود شریف کی کثرت کرو:

دروود شریف پڑھا کرو۔ انشاء اللہ درود شریف پڑھنے سے یہ ہو جائے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے گی۔ انشاء اللہ ان سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو جائے گا لہذا درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھو۔

## اسماء حسنیٰ کی اہمیت:

اور اللہ تعالیٰ کے جو اسماء گرامی ہیں ان کے اندر بڑی برقی قوت ہے۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ کہنے کو تو الفاظ ہیں یہ ایسے آسانی سے کہہ لیتے ہیں لیکن ان کے اندر بہت بڑی قوت ہے۔ خود اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ان کے اندر بڑی قوت رکھ دی ہے۔ اس قوت کو حاصل کرنے کے لئے تسبیح پڑھو۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھو۔ اور دعا کرو کہ یا اللہ ان کے اندر آپ نے جتنی قوتیں رکھی ہیں۔ ایمان میں قوت پہنچانے کے لئے، اعمال میں قوت پہنچانے کے لئے، اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے یا اللہ ہم سب اس کے محتاج ہیں، ہمیں سب عطا کر دیجئے۔

## خلاصہ:

تین چیزیں اگر آپ کر لیں توبہ، استغفار، درود شریف سبحان اللہ، الحمد للہ انشاء اللہ تعالیٰ اتنی قوت روحانی اور اتنی غداروحانی کافی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ صدق دل سے، طالب بن کر محتاج بن کر استغفار کرو۔ درود پڑھو۔ سبحان اللہ، الحمد للہ کی تسبیح پڑھو۔

اور پھر اس کے بعد بھائی جہاں تک ہو سکے اپنی آنکھوں کو بچاؤ، اپنے دل کو بچاؤ، اپنی زبان کو بچاؤ تو انشاء اللہ پھر ان کے اندر پاکی پیدا ہوگی، نہ دیکھونا محرم عورتوں کو، نہ

دیکھو کسی کو حقارت کی نظر سے، نہ دیکھو کسی کو حسد کی نظر سے، یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ گناہ ہے یہ کبیرہ ہے اس سے پرہیز کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ قوت ایمانی بخشی جائیگی، اور کیا ترکیب بتائی جائے فی الحال اسی کو کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ آپ نے ہم کو ایمان عطا فرمایا ہے ہماری قوت ایمانیہ تو ضعیف ہو چکی ہے ماحول و معاشرے سے ہم لعنتوں میں گھر گئے ہیں نفس و شیطان سے ہم مغلوب ہو گئے ہیں یا اللہ دنیا بھی برباد ہو رہی ہے اور آخرت بھی یقیناً برباد ہو رہی ہے یہ ہماری بے حسی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں کر رہے ہیں ختم ہو گیا یا اللہ ایسا تو نہیں ہے آپ کا اعلان ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ مرنے کے بعد تمام اعمال منقطع ہو جائیں گے جو کچھ لے کر جائیں گے یہاں سے وہی ہمارا سرمایہ ہوگا اور کوئی ہمارا مددگار نہیں ہوگا یا اللہ ایسے وقت میں کہ کوئی ہمارا مددگار نہ ہو صرف ہمارے اعمال ہی ہمارے ساتھ ہوں گے یا اللہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیے اور بد اعمالیوں سے بچا لیجئے یا اللہ مرنے سے قبل ہماری سب بد اعمالیوں کو معاف فرمادیجئے یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں یا اللہ آپ کار ساز حقیقی ہیں آپ غفار الذنوب ہیں ستار العیوب ہیں ہم آپ کے سامنے رجوع کرتے ہیں یا اللہ ہم اپنے تمام عمر کے گناہوں بے حیائی اور بے شرمی کی باتوں سے یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں استغفار کرتے ہیں یا اللہ آئندہ ہمیں ان سے بچا لیجئے ہمیں توفیق دیجئے کہ ہم ان سے بچتے رہیں یا اللہ آپ ہمیں نہ دنیا میں معذب کیجئے نہ آخرت میں معذب کیجئے ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمادیجئے اور ہم کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیے اپنی عبادات اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے ہمارے ذمہ جو حقوق واجبہ ہیں ان کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے چاہے وہ حقوق والدین کہ ہوں زوجین کے ہوں اولاد کے ہوں پڑوسیوں

کے ہوں عزیز و اقارب کے ہوں کار و بار کے ہوں ہم ہر جگہ یا اللہ خطائیں کرتے ہیں حق تلفیاں کرتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی بری بات نہیں کی حالانکہ یہ بہت بری بات ہے کسی کی حق تلفی کر کے ہم کبھی خوش نہیں رہ سکتے یا اللہ ہم کو توفیق دیجئے کہ ہمارے ذمہ جو حقوق ہیں ہم ان کو ادا کرتے رہیں چاہے ہمیں کتنی ہی مشقت کرنا پڑے چاہے کتنا ہی مجاہدہ کرنا پڑے چاہے جتنی نفس پر گرانی ہو لیکن حقوق واجبہ ہم سے ادا ہوتے رہیں یا اللہ ہماری اعانت و نصرت فرمائیے یا اللہ آپ کی نصرت اگر ہمارے شامل حال رہی تو ہمارا ایمان بھی درست رہے گا دنیا بھی درست رہے گی، اسلام بھی درست رہے گا اور آخرت بھی درست رہے گی یا اللہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین اگر ہماری خطائیں معاف نہ ہوئیں تو دنیا میں بھی گھٹا ہے ہمارے لئے اور آخرت میں بھی یا اللہ ہمیں دنیا و آخرت کے گھاٹے سے بچالیجئے ذلت سے بچالیجئے بے شرمی سے بچالیجئے نفس و شیطان کے مکائد سے بچالیجئے ایک پاکیزہ زندگی ایک پاکیزہ اخلاق اور پاکیزہ معاشرہ عطا فرمائیے جس میں یا اللہ جتنے کبار ہیں جو تفریحات میں شامل ہو گئے ہیں ہمیں ان سے نفرت عطا فرمائیے ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے یا اللہ ہمیں بچالیجئے دنیا اور آخرت کی بربادی سے صدقہ و واسطہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم ان کے امتی ہیں ہم ان کا وسیلہ لے کر آئے ہیں یا اللہ ہم پر رحم کیجئے یا اللہ جو چیزیں ہم سے نہیں چھوڑیں آپ چھوڑ دیجیئے لیکن دنیا میں ذلیل نہ کیجئے ولا تسخرنا یوم القیامۃ اور روز قیامت ہم کو ذلیل نہ کیجئے یا اللہ ہم بہت عاجز بندے ہیں بہت بے شرمی اور بے غیرتی میں مبتلا ہیں ہم میں شرم و حیا نہیں رہی یا اللہ ہمارا ایمان کہاں رہے گا یا اللہ آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے تو اس کی حفاظت فرما دیجئے اس کے تقاضوں پر عمل کی توفیق عطا فرما دیجئے ان بے



شرمی اور بے غیرتی کی باتوں سے ہمیں بچا لیجئے ان کی لعنتوں سے بچا لیجئے ہمیں بھی ہمارے اہل و عیال کو ہمارے عزیز و اقارب کو ہمارے دوست احباب کو یا اللہ سب کو بچا لیجئے سب پر رحم کیجئے بگڑا ہوا معاشرہ ہے تمام ملک کا تمام مسلمانوں کا یا اللہ سب آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں چاہے صاحب اقتدار ہوں یا صاحب ثروت ہوں یا صاحب دولت ہوں جن پر ایک جہل سی طاری ہے یا اللہ ان کو بھی ہدایت عطا فرمائیے آپ مقلب القلوب ہیں ان کو بھی ہدایت فرمائیے جن کی وجہ سے یہ منکرات اور فواحشات جو رائج الوقت ہو رہے ہیں یا اللہ تمام مسلمانوں پر رحم کیجئے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں ہمارے اخلاق بہتر ہو جائیں ہمارا معاشرہ سادہ ہو جائے ہمارے معاملات آسان ہو جائیں ہماری تجارت گاہوں میں صداقت و امانت ہمارے دفاتر میں صحیح کام ہو انصاف ہو بے رحمی نہ ہو کسی پر ظلم نہ ہو یا اللہ یا اللہ ہم سب محتاج ہیں آپ کی اعانت درکار ہے صدقہ و واسطہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری اعانت و نصرت فرمائیے ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به و اعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین ، ربنا و آتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف

المیعاد ، اللهم انا نسئلك من خیر ما سألک منة نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، سب وہ خیر عطا فرما دیجئے جو آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگے ہیں ہم سب محتاج ہیں اس خیر کے یا اللہ کوئی حق نہیں ہمارا کوئی استحقاق نہیں ہے لیکن محض فضل و کرم سے عطا فرما دیجئے یا اللہ اس تمام شر سے جس سے ہم برباد ہو رہے ہیں ہماری قوم برباد ہو رہی ہے تمام ملک برباد ہو رہا ہے تمام خاندان برباد ہو رہے ہیں وہ شرفس و شیطان کا یا اللہ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں

یا اللہ اس تمام شر سے جس سے ہماری دنیا و آخرت میں بربادی ہو رہی ہے ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیے صدقہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں کے توسل سے ہم خیر طلب کر رہے ہیں انہیں کے توسل سے ہم شر سے پناہ مانگ رہے ہیں یا اللہ ہماری دعائیں قبول فرمالیجئے یا اللہ ہم آپ کے عاجز بندے ہیں ایاک نعبد و ایاک نستعین ، اللهم انی اسئلك من فضلك العظیم ، ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علینا انک انت التواب الرحیم ، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم تسلیما کثیرا کثیرا

آمین

و آخر دعوانا عن الحمد لله رب العالمین

افتتاح بخاری پر  
اساتذہ و طلبہ سے خطاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين O والصلاة والسلام على سيد المرسلين O  
وعلى آله وأصحابه أجمعين O

الحمد لله ثم الحمد لله ہمارى زندگى كے لئے آج بڑى مبارك ساعت ہے، يہ بڑى عظيم سعادت ہے كہ ہم آج دارالعلوم كراچى ميں صحيح بخارى شريف كا آغاز كر رہے ہيں، يا اللہ! درسِ حديث كى يہ مبارك ساعت جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی جس ميں ہم آپ كے نبى رحمت صلى الله عليه وسلم كى احاديث كا اور صحيح بخارى شريف كا آغاز كر رہے ہيں جس كو اللہ تعالىٰ نے ايك اعلیٰ مقام عطا فرمايا ہے، اور اس كے بڑے فيوض و بركات قیامت تك كے لئے جارى كر ديئے ہيں، يا اللہ! اس كى بركات كا تمام پڑھنے والوں كو اور پڑھانے والوں كو مؤرد بنا دييجیے، يا اللہ شرح صدر فرما دييجیے۔ يا اللہ! ایسے علوم عطا فرمائیے جو سب كے لئے باعثِ بركت و منفعت بھی ہوں اور باعثِ سعادتِ دارين بھی، پھر ان علوم كے مطابق توفيق عمل بھی عطا فرما دييجیے، يا اللہ! ہم دل سے دُعا كرتے ہيں، ہمارى دُعا قبول فرمائیے۔

يا اللہ! آج دارالعلوم كراچى كى تعليم كا آغاز ہو رہا ہے، آپ كى ہزاروں بركتوں كے ساتھ، ہزاروں حفاظتوں كے ساتھ، ہزاروں انعامات كے ساتھ آپ ہی اعانت و نصرت فرمائیے، يا اللہ! ہمارے اساتذہ كے ايمان كو بھی اور ہمارے طالب علموں كے ايمان كو بھی زيادہ سے زيادہ اپنے كلامِ پاك كے اور اپنے نبى كريم صلى الله عليه وسلم كے كلامِ مبارك كے انوار و تجليات سے بہرہ ور ہونے كى توفيقِ كامل عطا فرمائیے، ہر طرح كى خير و بركت عطا فرمائیے، ہر طرح كے شرف و فتنہ سے محفوظ فرمائیے، يا اللہ!

خالصۃً اپنی رضا کے لئے توفیقِ اعمال عطا فرمائیے، ایسے اعمال کی توفیق دیجیے جو آپ کے پسندیدہ ہوں جو آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں، یا اللہ! اس پر ہر شخص کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیے، یا اللہ! دینی تعلیم کی خیر و برکت ہمیشہ پھیلتی رہے، اس کی تذکیر بھی ہوتی رہے، یا اللہ! یہ سلسلہ ہر طرح کی توفیق کے ساتھ، اعانت کے ساتھ جاری رہے، یا اللہ! اساتذہ کو، طالب علموں کو، منتظمین کو سب کو سعادت عطا فرمائیے، اخلاصِ نیت عطا فرمائیے، یا اللہ! جذبہٴ عمل عطا فرمائیے، اپنی رضامندی کی توفیق عطا فرمائیے۔

### دارالعلوم کی عظمت و محبت:

میرے لئے یہ خوش نصیبی کی بات ہے اور آپ لوگوں کی محبت ہے کہ باوجود ضعف کے آپ لوگوں کے درمیان حاضر ہونے کی توفیق ہوئی اور یہ سعادت حاصل ہوئی، میں آپ لوگوں کے حق میں دعائیں کرتا ہوں اور اپنے حق میں آپ لوگوں کی دعائیں چاہتا ہوں، میرے دل میں اس دارالعلوم کی عظمت بھی بہت زیادہ ہے اور محبت بھی، مجھے آپ لوگوں سے ایک دلی لگاؤ ہے، مجھے بڑی مسرت ہے اور مجھے اس بات سے بڑی تقویت ہے کہ آپ سب حضرات میرا خیال رکھتے، ہیں مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں، اور میں آپ لوگوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں اور آپ کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔

میں آپ سے کیا بات کروں؟ میں صرف چند باتیں درِ دل کے ساتھ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں، پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں، دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی مجھے توفیق دے کہ میں اخلاصِ نیت کے ساتھ آپ کے سامنے آپ سب کے فائدے کی باتیں عرض کر سکوں، میں بھی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلوب میں

قابلیت اور صلاحیت دے، رشد و ہدایت کی باتیں سن کر اُن پر عمل کریں۔

دیکھنے میں یہ ایک معمولی بات نظر آتی ہے، اور ایک رسم کی طرح محسوس ہوتی ہے کہ آج دارالعلوم کی تعلیم کا آغاز ہو رہا ہے، تمام خیر و برکات کے ساتھ، تمام نیک توقعات کے ساتھ، مگر درحقیقت یہ معمولی چیز نہیں، دینی درس گاہ معمولی چیز نہیں، یہاں اللہ کے کلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تبلیغ ہوتی ہے اشاعت ہوتی ہے، تعلیم ہوتی ہے، یہ ایک بڑا مرکز ہے، بڑا بنیادی مرکز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام خیر و برکات کا ظہور ہوتا ہے، دین کی بقا اس سے ہے، دین کی حفاظت اس سے ہے، دین کی تبلیغ اس سے ہے، یہ دارالعلوم معمولی چیز نہیں ہے، اس کی قدر کرو، یہ ایمانی اور اسلامی شعائر کا ایسا مرکز ہے کہ جس کی مثال کہیں نہیں، دُنیا بھر میں جانے کتنی درس گاہیں ہیں، جانے کتنے فنون ہیں، جانے کتنی رائج الوقت چیزیں ہیں، لیکن یہ دارالعلوم کی قسمت ہے کہ یہاں پر اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کی تعلیم دی جاتی ہے، یا اللہ! حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مقاماتِ رفیعہ عطا فرما، درجاتِ عالیہ عطا فرما، کہ انہوں نے ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحیحہ کا خزانہ جمع کر دیا، یا اللہ ان کی برکات ایمانی سے ان کے فیضِ روحانی سے، پڑھانے والوں کو، پڑھنے والوں کو قیامت تک سبھی کو فیضیاب و سیراب فرما۔ یا اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جتنی بھی اس کتاب کے اندر برکات ہیں، رحمتیں ہیں، ہمیں سب سے بہرہ ور فرما، طلباء کو بھی اور اساتذہ کو بھی اور تمام حاضرین کو بھی۔

نیت خالص مومن کے ایمان کا جوہر:

آج بخاری شریف کا افتتاح ہو رہا ہے یہ کتاب بڑی بابرکت کتاب ہے، بڑی

خیر و برکت والی کتاب ہے، یہ ایمان و اسلام کی اساس و بنیاد ہے، اس کی ابتدا ایسی حدیث شریف سے فرما رہے ہیں جو نیت کے بارے میں ہے، اور نیتِ خالص ہماری تمام عمر کا سرمایہ ہے، نیتِ خالص ایک مومن کے ایمان کا جوہر ہے، یا اللہ! آپ نے جس بابرکت حدیث سے ابتدا کرائی ہے، یا اللہ! اس کی اہلیت سب کو عطا فرمائیے، صلاحیتیں عطا فرمائیے، ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرمائیے، یا اللہ! اس کے اثرات و ثمرات سے محروم نہ فرمائیے۔

**اخلاص نیت سے دعا کر لو:**

دعا کرو کہ یا اللہ! آج جو کام آپ کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے اس کو شرف قبولیت عطا فرمائیے، ہماری صلاحیتیں ہماری استعدادیں سب ناقص ہیں، لیکن ہماری نیت یہ ہے کہ یا اللہ! ہم آپ کے دین کو حاصل کریں گے اور آپ کے دین کی اشاعت کریں گے اور دین کے تقاضوں پر عمل کریں گے، ہم اہتمام سے یہ نیت کرتے ہیں، یا اللہ! اخلاص نیت کے برکات و ثمرات ہمیں عطا فرمائیے تاکہ جو کچھ بھی ہم اللہ اور اللہ کے رسول کی باتیں سنیں، ان پر عمل کریں، جو ضابطہ حیات و ممات ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے اس پر عمل کریں، یا اللہ! اخلاص نیت ہم کو عطا فرمائیے، اس کے ثمرات و برکات سے ہمیں مالا مال فرمائیے، یا اللہ! ہماری حفاظت فرمائیے ہماری نیتوں کو درست فرما دیجیے، یا اللہ! جو علم بھی ہم حاصل کریں ہمارا مقصود اصلی آپ کی رضا ہو، ہمارا مقصود حیات آپ کی رضائے کاملہ ہو۔

آپ ہمارے خالق ہیں، رزاق ہیں سب ہی کچھ ہیں، ہم آپ کے بندے ہیں، آپ کی مخلوق ہیں، ہم کیسے حق ادا کریں؟ کس طرح حق ادا کر سکتے ہیں؟ ہماری کیا مجال؟ یہ آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور طفیل ہے کہ وہ ہم کو بتا گئے

ہیں، انہوں نے اپنی عملی زندگی سے اپنے ارشادات سے ہم پر واضح کر دیا ہے کہ ایک بندہ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور وہ تعلق کس طرح صحیح ہوگا؟ یہ احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جو ہیں تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، ان کی غفاریت، ان کے تمام اسمائے حسنیٰ سے ہمارا تعلق جوڑنے اور ان سب سے ہم کو متعارف کرانے کے لئے ہیں، ان کے انوار و تجلیات سے ہمارے قلوب کو معمور کرنے کے لئے ہیں۔

### اخلاصِ نیت کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب ہے ”إِنَّ صَلَوَتِي وَنُصْرَتِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ جو کام ہو اس کی رضا کے لئے ہو، ہمارا ایک ایک لمحہ اتباعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرے، اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کرنے کا، ان کی معبودیت اور رزاقیت کا حق ادا کرنے کا واحد مستند و معتبر طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ آپ کے سامنے احادیث آئیں گی جو ہمارے لئے بڑی سبق آموز ہیں، ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں، یہ حدیثیں ہم کو بتائیں گی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس طرح تعلق پیدا کر سکتے ہیں؟ اپنا حق عبدیت کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟ اس لئے آج بخاری شریف کی پہلی حدیث شریف ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“ پڑھتے ہوئے سچے دل سے عہد کرو کہ ہم یہ درس اس نیت سے شروع کر رہے ہیں کہ جو کچھ ان احادیث میں فرمایا جائیگا اپنی زندگی کو اس میں ڈھال لیں گے، اس کو اپنا جزو ایمان بنالیں گے اس کو اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ بنالیں گے، اس نیت سے پہلی حدیث شریف پڑھو، جب پڑھنے پڑھانے کے لئے بیٹھا کرو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر لیا کرو، جیسے آج ابتدائیں ”رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تَعَسِّرْ وَتَمِّم بِالْخَيْرِ“ اور ”رَبِّ اشْرَحْ



لی صدری ویسّر لی امری، واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی“ پڑھ لیا، اسی طرح رجوع الی اللہ کر لیا کرو اور یوں کہا کرو کہ یا اللہ! ہماری صلاحیتوں میں نقائص ہیں، ہماری استعداد ناقص ہے، لیکن ہم آپ کا دین حاصل کر رہے ہیں اس لئے ہمارے نقائص دُور فرما دیجیے، ہمارے حالات درست فرما دیجیے، ہمیں عقل سلیم عطا فرمائیے، یا اللہ! دین کے مقتضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمائیے اور تقاضائے عمل بھی پیدا فرمائیے اور ہمارے اعمال کو نفس و شیطان کے مکائد سے ہمیشہ بچائے رکھے، ہر روز پہلے یہ دُعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کر لیا کرو۔

**کلام اللہ اور کلام الرسول اللہ پڑھنے کی غایت:**

تم کلام اللہ کیوں پڑھتے ہو؟ جانتے بھی ہو یہ کیا چیز ہے؟ یا صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے، ہم اس کے تراجم پڑھتے ہیں، اس کے مطالب بیان کرتے ہیں، اس کا شان نزول بیان کرتے ہیں، آداب بیان کرتے ہیں، اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس کی تفاسیر بیان کریں، کیا اتنا سمجھنا کافی ہے؟ بلاشبہ یہ چیزیں بھی بنیادی ہیں، لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کلام اللہ تو ایک مکمل ضابطہ حیات و ممات ہے، دُنیا کے لئے بھی آخرت کے لئے بھی، یہ بتلاتا ہے کہ ایک صاحب ایمان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے؟ اس کے اوپر کون کون سے فرائض و واجبات ہیں؟ اور اس کی کون کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ سب کا بیان اس کلام اللہ میں ہے، سب سے پہلے عقائد صحیح ہو جانے چاہئیں، جب تک عقائد صحیح نہ ہوں گے تو حید صحیح نہیں ہوگی، آخرت کا یقین نصیب نہ ہوگا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونی چاہیے، جب تک آپ سے محبت نہ ہوگی، ایمان غیر معتبر اور بالکل ناقص ہوگا، یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں یہ چیزیں کیسے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ کے پڑھنے سے، احادیث کے

پڑھنے سے، یہ آداب، یہ طریقے، یہ علم کلام اللہ اور کلام رسول ہی سے حاصل ہوں گے، غایتِ حیات ہماری یہی ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسول کو اپنا ضابطہٗ حیات و مِمات بنائیں، انسان اشرف المخلوقات ہے اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے؟ عالم تعلقات میں کس طرح رہنا چاہیے؟ کیا ضابطہٗ حیات ہونا چاہیے جو اس کے لئے دُنیا میں بھی سرمایہ ہو اور آخرت میں بھی؟ یہ سب کلامِ پاک اور احادیثِ شریفہ ہی سے معلوم ہوگا۔

ایک دُعا ہے بڑے کام کی ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة“ اے اللہ! ہم کو وہ حسنات عطا فرمائیے جو آپ کے علم میں ہیں، اور وہ ہمارے لئے ضروری ہیں، ہم حسنات کے محتاج ہیں، یہ حسنات ہمیں کہاں سے معلوم ہوں گے؟ کلام اللہ اور کلام رسول سے! حسنات کا کیا مفہوم ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے، لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ہم ایسی زندگی گذاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے، دُنیا میں رُسوائی سے بچے رہیں اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں، اسی لئے ارشاد ہے ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔“

کلام اللہ اور احادیثِ نبویہ پڑھنے پڑھانے کی یہی غایت ہے کہ ہم کو ضابطہٗ حیات معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں؟ اور کن باتوں سے ناراض؟ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہم پر خصوصی رحم فرما کر ہمیں شرفِ بشریت سے نوازا، اور اشرف المخلوقات قرار دے کر ممتاز فرمایا ہے، صرف اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطہٗ حیات اور ضابطہٗ مِمات کی تفسیر کرتے رہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرتے رہیں آپ کی حیاتِ طیبہ یہ اعمالِ صالحہ ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ ارشاد

ہے: ”وَاعْمَلُوا صَالِحًا“ اور ارشاد ہے: ”إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا“ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اعمالِ صالحہ کی ترغیب کس لئے دی ہے؟ ہمارے فائدے کے لئے یا ہماری زندگیاں سنوارنے کے لئے، اس لئے ہمیں اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن کس طرح؟ اتباعِ سنت کے ذریعے!

کلام اللہ اس لئے پڑھایا جاتا ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کے لئے، اشرف المخلوقات کے لئے ایسا ضابطہ حیات بنایا ہے جو اس کے لئے دُنیا میں بھی سرمایہ ہے اور آخرت میں بھی، پھر سنتِ نبویؐ کے ذریعے اس ضابطہ حیات پر عمل کرنے کا طریقہ بتادیا، اور اس کی حدود بتادیں۔

احادیثِ شریفہ کی جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں ان کی غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات ہمیں دیئے ہیں، اور جو ضابطہ حیات ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں اور دُنیا میں بھی سرخروئی حاصل کریں، اور آخرت میں بھی، اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کا، اس کی رحمتوں کا مورد بنیں، ارشاد ہے: ”وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“ اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی تو تم سرخرو ہو گے، سب پر غالب رہو گے۔

دینی تعلیم و تعلم کا مقصد:

کچھ پتا چلا کہ ہماری تعلیم و تعلم کا مقصد کیا ہے؟ اصل مقصد ہے ضابطہ حیات کا معلوم ہونا، وہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ کلام پاک سے، کس طرح اس پر عمل کریں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوگا۔ یہی مقاصد ہیں ہماری تعلیم کے، یہی غایت ہے کلام اللہ اور کلامِ رسولؐ پڑھنے کی۔

بہر حال کلام اللہ کی تفاسیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم و تربیت کی غایت آپ کے علم میں آگئی یعنی ضابطہ حیات کا معلوم ہونا، اب آپ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق بھی ادا کریں، یعنی جو کچھ بھی پڑھیں، پڑھائیں، اس پر عمل کرتے رہیں، یہ غایت عنایات ہے ہمارے تمام علوم کی، پڑھتے پڑھاتے جاؤ، سمجھتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤ، ابھی طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کر دو۔

پہلے اساتذہ ایسے ہی پڑھاتے تھے کہ ایک حدیث شریف پڑھائی، فوراً پوچھتے کہ بتاؤ اس کی غایت کیا ہے؟ اس کا مصرف کیا ہے؟ اور پھر اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتاتے، اس کی عملی تربیت بھی دیتے، اور اس کی نگرانی بھی کرتے، اس طرح ایک وقت میں اساتذہ طلبہ کو شریعت کے احکام بھی بتا دیتے تھے اور طریقت کے طریقے بھی سکھا دیتے تھے کہ یہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو، اس کا تمہاری زندگی سے کیا واسطہ ہے؟ کس طرح تم اس کو استعمال کرو گے؟ کس طرح اس کو اپنے اوپر منطبق کرو گے؟ تاکہ خیر البشر اشرف المخلوقات کہلانے کے، بجا طور پر مستحق ہو سکو اور ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ کا صحیح مصداق بن سکو۔

اعمالِ صالحہ کیا ہیں؟ کلام الہی کو ضابطہ حیات بنانا اور اس پر عمل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا، یہ میں بار بار اس لئے دُہرا رہا ہوں کہ دل نشین ہو جائے کہ تمام تعلیم و تعلم کی غایت عنایات یہ ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کو پڑھیں اور اپنے اوپر منطبق کریں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہمیں یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی رضائے کاملہ نصیب ہو اور آخرت میں بھی۔ انسان سے لغزشیں اور کوتاہیاں ضرور ہوتی ہیں، نفس و شیطان ضرور راہ میں حائل ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، وہ ان تمام خرافات سے نجات عطا فرمادے گا۔

یاد رکھو! جب بھی قرآن وحدیث پڑھنے بیٹھو، یہ دُعا کر کے پڑھا کرو کہ یا اللہ! یہ آپ کا کلام ہے، آپ کے نبی کا کلام ہے، ہماری استعداد ناقص ہے یا اللہ! اس کلام کی برکت سے، اس کلام کے انوار و تجلیات سے ہمارے ایمان کو متور فرمائیے، ہمارے اعمال کو متور فرمائیے، اور ہمیں اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنائیے، ہر روز یہ دُعا کر لیا کرو۔

اس وقت میں نے جو غایت بتائی اس کو اساتذہ اور طلبہ سب پیش نظر رکھیں۔

نیت کی درستگی عمل صالح کی لازمی شرط ہے:

کلام اللہ اور کلامِ رسول کو کوئی معمولی چیز نہیں ہیں، کوئی مخلوق ان کا تحمل نہ کر سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے ہمارے اندر اس کا تحمل پیدا فرما دیا، ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ اس کا تحمل کر سکتا۔ یاد رکھو! ہر چیز کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً نیت کی درستگی ہر عمل صالح کی لازمی شرط ہے، بخاری شریف کی پہلی حدیث میں یہی اشارہ دیا گیا ہے، جب تک تمہاری نیت خالص نہیں ہوگی، تمام اعمال بیکار ہیں، نیت کی درستگی کے ساتھ اگر کوئی عمل صالح کیا تو ضرور اس کا فائدہ پہنچے گا۔ نیت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھنا ہو خالصۃً لِلّٰہ ہو، عمل کرنے کے لئے ہو، تمہارے ایمان اور تمہاری روح پر اس تعلیم کا اثر جب ہی ہوگا جب تم یہ نیت کر کے پڑھو گے کہ اس پر عمل کرنا ہے، عمل ہی کے لئے سب کچھ پڑھایا جاتا ہے، ترجمہ کر دینا، تفسیر کر دینا بذاتِ خود مقصود نہیں۔ تفسیر، تشریحات وغیرہ تو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں وہ بھی ضروری ہیں، لیکن مقصود نہیں، غایت عنایات عمل کرنا ہے، جب تک عمل نہیں کرو گے کامیاب نہیں ہو گے۔

اس لئے سب نیت کرو کہ یا اللہ! آج ہم نے ایک مبارک حدیث شریف سے

افتتاح کیا ہے، ہماری نیتوں میں خلوص عطا فرمائیے، ہمیں تقویت عطا فرمائیے، قابلیت عطا فرمائیے، عمل کی توفیق عطا فرمائیے، دُنیا میں ہم سے راضی رہیے ”ربنا آتانا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار“۔

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے سے پہلے استغفار سے قلب کی طہارت کر لو:

اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے، ایمان کیا کرتا ہے؟ ایمان یہ کرتا ہے کہ تمام نفس و شیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے، فواحشات، منکرات، بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی سب سے محفوظ رکھتا ہے، اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام بہت مستحکم ہے، اگر یہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام آپ کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے تو اس کے اندر فواحشات و منکرات کو جگہ نہ دو، خدا کے لئے اپنی زندگی کو فواحشات و منکرات سے بچاؤ، جس طرح بغیر وضو اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی، اسی طرح خوب سمجھ لو کہ جب تک تم گناہوں کو نہیں چھوڑو گے قلب کی صفائی نہیں ہوگی۔ اور جو حضرات عہد حاضر کے موجودہ گندے ماحول میں ڈوب گئے ہیں، ان کی زندگی میں کلام اللہ اور کلام رسول کی برکات مرتب نہیں ہوتیں، سب سے پہلے آپ پر واجب ہے کہ قلب کی طہارت کا اہتمام کریں، جس طرح بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھ سکتے، اسی طرح بغیر طہارت کے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کے انوار و تجلیات ہم پر مرتب نہیں ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ نفس و شیطان تو سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، ہمارا ماحول شیطانی ہے، تمام اثرات ہمارے شیطانی ہیں، زمین و آسمان ان اثرات سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن اتنا کر لیا کرو کہ جب کبھی کلام اللہ اور کلام رسول پڑھنے کا ارادہ ہو تو استغفار کر لیا کرو، اس کی عادت ڈال لو کہ میں یہ کام آپ

کے نام سے شروع کر رہا ہوں، میں اپنے قلب و ذہن کی طہارت کا طلب گار ہوں، یا اللہ! آپ میرے ساتھ ہیں، یہ آپ کا کلام ہے، آپ کے رسول کا کلام ہے، اس کے جو انوار ہیں، تجلیات ہیں، خواص ہیں، میں ان کو کیسے حاصل کر سکوں گا؟ یا اللہ! میں استغفار کرتا ہوں، توبہ کرتا ہوں، تمام اپنے گناہوں سے جو مجھ سے عمد یا خطاء سرزد ہوئے، میری آنکھیں ناپاک ہو چکیں، میری زبان ناپاک ہو چکی، میرے قلب کے اندر وساوس و خطرات آچکے ہیں، سب میں کثافت ہے، میرے قلب کے اندر، میری استعداد میں بھی، میری قابلیت میں بھی، میری صلاحیت میں بھی، میرے ادراکات میں بھی، میرے احساسات میں بھی، ہر چیز میں کثافت ہی کثافت ہے، لیکن میں استغفار کرتا ہوں ”استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِمِیْنَ“ انشاء اللہ سب معاف ہو جائیں گے، اور اس استغفار کے بعد جب پاک صاف ہو کر کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو گے تو انشاء اللہ ان کے انوار و تجلیات سے سیراب ہو گے، کیونکہ استغفار کے ذریعہ طہارتِ قلب کی شرط تم نے پوری کر دی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو ایمان عطا فرمانے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بھی ایک بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے، وہ دولت استغفار ہے، اگر استغفار کرو گے کوئی ناپاکی نہیں رہے گی، مگر صدق دل سے کرو، اس نیت سے کرو کہ آئندہ کے لئے گناہ بالکل چھوڑ دو گے۔

جب بھی کوئی نیک کام کرو، کوئی عبادت کرو، احادیث پڑھو تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت حاصل کر لو کہ یا اللہ! ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ہمارے تحیل میں، ہمارے تصور میں، ہماری استعداد میں، جتنی بھی کثافتیں ہیں، ہم سب سے صفائی

چاہتے ہیں، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ ربی من کل ذنب، ”رب اغفر وارحم وانت خیر الرحمن“ یہ دعائیں پڑھ لیا کرو، صدقِ دل سے یہ دعائیں پڑھ لو، تو تم مؤمن ہو گئے، متقی ہو گئے، اب بسم اللہ کر کے پڑھو، انشاء اللہ اس کے انوار و تجلیات سے نوازے جاؤ گے۔

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے کے آداب:

خلاصہ یہ کہ ہر چیز کے کچھ طریقے ہوتے ہیں، آداب ہوتے ہیں، پہلے ان کو ذہن نشین کر لو، یہ نہیں کہ کتاب اٹھالی اور بسم اللہ کر دی، سب سے پہلے استغفار پڑھو، اس کے بعد بسم اللہ پڑھو، جب ختم کرو، تو دُعا کر لو یا اللہ! یہ انوار و تجلیات کے کلمات میری زبان پر جاری ہوئے، میری فہم میں آئے میرے قلب میں آئے، یا اللہ! ان کی حفاظت فرمائیے، اور آئندہ کثافتوں سے اسے محفوظ رکھئے، اس کے انوار و تجلیات سے میری روح کو میرے ایمان کو منور رکھئے، ان علوم کو محفوظ رکھئے اور ان میں برکت عطا فرمائیے۔ پھر شکر ادا کرو کہ سبق پڑھنے اور حدیث پڑھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہو گئی۔

تعلیم کے بہت سے لوازمات ہیں، آپ کا یہ مدرسہ علومِ قرآن کی تعلیم گاہ ہے، اخلاق و آداب کی تربیت گاہ ہے، اور اخلاق و آداب جزوِ ایمان ہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا پانچواں شعبہ ہیں، تعلیم کا مقصود تہذیبِ اخلاق ہی سے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ نفس کے اندر بڑی شرارتیں ہیں، بڑی گندگیاں ہیں، بڑے بڑے تقاضے ہیں، جب تم نے استغفار کر لیا تو اس کی برکت سے نفس و شیطان سے انشاء اللہ تعالیٰ چھٹکارا حاصل ہو گیا۔



علم کے ذرائع کا احترام ضروری ہے:

علم حاصل کرنے کے لئے ادب و احترام بھی نہایت ضروری چیز ہے، جب تک ادب نہ ہو، علم حاصل نہیں ہوگا، ادب یہ ہے کہ علم کے ذرائع کا احترام کیا جائے کہ کس کس چیز کو علم سے نسبت ہے، ہر ایسی چیز کا احترام کرو، عزت کرو جو حصولِ علم کا وسیلہ ہے۔ اساتذہ کی، کتابوں کی، قلم کی، روشنائی کی، غرض جتنی چیزیں علم کے ساتھ وابستہ ہیں سب کی عزت کرو، سب کا احترام کرو، جو چیز علم کی تبلیغ کے لئے ہو، علم کی اشاعت کے لئے ہو، جب تک اس کا ادب نہ کرو گے اس وقت تک علم کے انوار و تجلیات حاصل نہ ہوں گے، کلام اللہ کو، کلامِ رسول کو، فقہ کی کتابوں کو ادب کے ساتھ رکھو، اہتمام کے ساتھ رکھو، عزت کے ساتھ رکھو، جب ان کی عزت کرو گے، ادب کرو گے پھر انشاء اللہ علوم حاصل ہونگے، علوم لدنیہ حاصل ہونگے۔

ادب بڑی شے ہے، دل و دماغ کی طہارت کے بعد اور روح و قلب کی طہارت کے بعد دوسرا مطالبہ ہم سے ادب اور احترام کا ہے کہ ان علوم کا ادب و احترام کرو۔ مثلاً ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے اور حقیقت میں حدیث نہ ہو، تو فوزاً یہ مت کہو کہ حدیث میں نہیں ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ گردن جھکا لو، کیونکہ اس نے حدیث کا نام لیا ہے، اس کے آگے گردن جھکا دو، پھر کہو کہ بھائی آئندہ ایسا نہ کہنا، یہ حدیث شریف نہیں ہے، بغیر تحقیق کے ایسی بات مت کہو، لیکن اولاً نام سنتے ہی حدیث کا یا قرآن کا ضرور گردن جھکا دو، کیونکہ اللہ اور اللہ کے کلام کا حوالہ دیا گیا ہے، جھک جاؤ، اپنی علیت کا اظہار نہ کرو کہ فوزاً مناظرہ کرنے لگو، حکم یہ ہے کہ قرآن کریم کا نام یا احادیث کا نام سنو تو گردن جھکا دو، اس کے بعد پھر تردید کرو، یہ ہے ادب! جن طالب علموں میں ادب نہیں ہے وہ محروم رہتے ہیں۔

### بے ادب محروم ماند از فضل رب

تو جس طرح طہارت ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی اس کی اہمیت اور فضیلت بتائی، اسی طرح قلم، دوات، روشنائی، کاغذ کے پرزے ان سب کا ادب بھی ضروری ہے، ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ اگر کاغذ کا کوئی پرزہ پڑا ہوتا ہے تو اس کو جلدی سے اٹھا لیتا ہوں، کہیں اس کے اوپر کسی کے پاؤں نہ پڑ جائیں تو کاغذ کا اس طرح ادب کرو گے تب جا کے تم کو علم حاصل ہوگا، ادب بہت بڑی چیز ہے۔ علم سے جتنی چیزیں تعلق رکھتی ہیں ان سب کا ادب کرو، جب کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کا ادب ضروری ہے تو پڑھانے والے کا ادب اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

صاحب سعادت و اقبال بننے کے لئے اساتذہ کا ادب و احترام:

اساتذہ کرام کا ادب و احترام بڑا ضروری ہے، جب تک ان کا ادب و احترام نہ کرو گے، ان سے محبت نہ کرو گے کچھ حاصل نہ ہوگا، وہ تم کو ایسی چیز عطا فرما رہے ہیں جو تمہاری استطاعت سے باہر تھی، یہ ان کی شفقت اور محبت ہے کہ تمہیں درس دے رہے ہیں، نہایت ادب کے ساتھ سُنو اور ان کا ادب کرو، احترام کرو، ان کی عزت کرو، کیونکہ وہ تم کو بہت بڑی نعمت کا حامل بنا رہے ہیں، جب تک ان کی عزت نہیں کرو گے احترام نہیں کرو گے اس وقت تک صحیح علم حاصل نہیں ہوتا، جو طالب علم اساتذہ کا ادب کریں گے وہی ہونہار ہوں گے، وہی صاحب سعادت ہوں گے، وہی صاحب اقبال ہوں گے۔

منصب اساتذہ کے تقاضے:

دوسری بات اساتذہ سے متعلق ہے، اساتذہ کے پاس اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے کلام کی بہت بڑی امانت ہے جو وہ طالب علموں کی طرف منتقل کر رہے ہیں، ان کو

بھی اسی طہارت کی ضرورت ہے، اسی نیت اور اخلاص کی ضرورت ہے، اسی ادب کی ضرورت ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ پر فائز کیا ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ، جذبہ ایثار کے ساتھ، محبت کے ساتھ، شفقت کے ساتھ، پدرانہ محبت کے ساتھ، اللہ اور اللہ کے کلام کو طالب علموں کی طرف منتقل کریں، اپنے طالب علموں سے ایسی محبت ہونی چاہیے جیسی اپنی اولاد سے ہوتی ہے، ان کو اولاد سمجھیں، اور اولاد جس طرح جسمانی تعلق رکھتی ہے، اسی طرح شاگرد کا بھی ایک روحانی تعلق ہے، ایمانی تعلق ہے، اس لئے اساتذہ کو بڑا اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ شفقت کا، محبت کا، دل سوزی کا، ایثار کا معاملہ کریں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے، جب درس دینے کے لئے آئیں تو خوب مطالعہ کر کے آئیں، شرح صدر کے ساتھ آئیں، اس کے بغیر درس کے لئے نہ آئیں۔

ایک واقعہ ضمناً یاد آ گیا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ درس دیا کرتے تھے، ایک دن آ کے بیٹھے اور فرمایا کہ میں آج درس نہیں دوں گا، کیونکہ میں تیار ہو کے نہیں آیا۔ اس درس کا میں نے مطالعہ نہیں کیا، حالانکہ وہ بہت جید عالم تھے، بغیر مطالعہ کے بیان کر سکتے تھے، لیکن اس کو انہوں نے خیانت سمجھا کہ مطالعہ کے بغیر سبق پڑھائیں۔

تو بھئی جب تک اساتذہ بھی اس قدر احتیاط نہ کریں گے اس میں برکت نہیں ہوگی۔ برکت اس میں جب ہی ہوگی جب کہ ان کے قول میں، ان کے ارشادات میں ان کی تشریحات میں اخلاص نیت ہوگا، جذبہ ایثار ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہوگی۔

اساتذہ کو بھی اپنے طالب علموں کے ساتھ پدرانہ محبت و شفقت، دلجوئی اور

وِلسوزی کا معاملہ کرنا چاہیے، اور طالب علموں کو بھی اساتذہ کی، اپنے باپ سے زیادہ عزت کرنی چاہیے، میں نے بتایا کہ ایک جسمانی عظمت ہوتی ہے اور ایک روحانی اور ایمانی، طلبہ کا اساتذہ کے ساتھ جو رشتہ ہے، یہ روحانی رشتہ ہے، ایمانی رشتہ ہے، اور جسمانی رشتہ سے بڑھ کر ہے، اس لئے اساتذہ کرام کے ادب کا طلباء کو خاص اہتمام کرنا چاہیے، ایسا کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کامیابی ہوگی، ہمیشہ مقصود حاصل ہوگا۔ درس گاہ اور تعلیم و تعلم کے جو مقاصد ہیں وہ یہی ہیں کہ فطرتِ انسانیہ انسان کو حاصل ہو جائے، اللہ اور اللہ کے رسول سے صحیح تعلق ہو جائے، اس کی یہی تدبیریں ہیں جو ہم نے بتائیں یعنی طہارت و ادب۔

**منتظمین کے لئے نصیحتیں:**

منتظمین سے بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ آپ منتظمین ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو حسن انتظام کی توفیق دے۔

حسن انتظام بہت بڑی چیز ہے، حسن انتظام سے سب کو راحت رہتی ہے، اپنے آپ کو بھی راحت رہتی ہے، پوری برادری کو راحت رہتی ہے، ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ کوئی تکلیف نہ ہو، دوسروں کے لئے کوئی دشواری نہ ہو، یہاں یہ سب مہمانانِ رسول ہیں، طالب علم ہیں، منتظمین کو چاہیے کہ ان کی آسائش کا، آرام کا خیال رکھیں۔

طالب علموں کے لئے ایک اور اہم نصیحت ہے کہ خیر دار! جب تک طالب علم ہو، دارالعلوم کے احاطہ کے اندر ہو، اپنی دینی علمی کتابوں کے علاوہ غیر چیزیں تمہارے سامنے نہ آئیں، اخبارات ہیں، ریڈیو ہے، رسالے ہیں، جانے کیا کیا چیزیں ہیں، یہ

تمہارے سامنے نہ آئیں، یہ چیزیں ہرگز تمہارے سامنے نہ آئی چاہئیں، یہ سب چیزیں مُضر ہیں، ان سب میں سمیت ہے، دل و دماغ کو خراب کر دینے والی، ماؤف کر دینے والی چیزیں ہیں، بس تندہی کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے کلام کو پڑھتے رہو، نماز باجماعت کی پابندی کرو، ادعیہِ مانورہ کا اہتمام کرو، اور خبردار! غیر متعلق چیزوں کی طرف توجہ نہ دو، بس اپنی طرف توجہ رکھو۔

اساتذہ اور طلبہ کو اہم نصیحتیں:

آج کل کا ماحول۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ بڑا شرانگیز ہے، میں اساتذہ سے بھی اور طلبہ سے بھی کہتا ہوں کہ اس دارالعلوم کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے ہرگز نظر نہ ڈالنا کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟ کہاں کہاں کون کونسی انجمنیں اور بڑی بڑی جماعتیں قائم ہیں؟ خبردار ان انجمنوں اور جماعتوں کا تم سے کوئی تعلق نہیں، تم اپنی توجہ اپنی حدود کے اندر رکھو، اپنی صلاحیتیں تعلیم و تعلم اور درس و تدریس میں صحیح طور پر صرف کرو۔

خبردار! باہر بڑے فتنے ہیں، دین کے فتنے ہیں، جماعتیں اور انجمنیں قائم ہو رہی ہیں، اسلام کے نام پر، ایمان کے نام پر پارٹیاں بن رہی ہیں، تم کو ہرگز ان کے قریب نہ جانا چاہیے، خبردار! ان کی طرف کبھی بھی نظر نہ ڈالنا، اساتذہ بھی اپنی اپنی صلاحیتیں ان کاموں میں صرف کریں جن کے لئے انہیں مقرر کیا گیا ہے دارالعلوم کی چار دیواری کے اندر رہیں، باہر ہزاروں فتنے ہیں، دین کے نام پر فتنے برپا ہو رہے ہیں، ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا ہے، ہم کسی پر اعتراض نہیں کرتے، ہم اپنے دارالعلوم کی خیر چاہتے ہیں، ہم اپنے مذہب اور دارالعلوم کی چار دیواری سے ہرگز نہیں نکلیں گے جب تک فارغ نہ ہوں۔ آپ کیوں ان چیزوں میں حصہ لیں؟ کیا آپ خدائی فوجدار

ہیں؟ آپ کے اوپر وحی آئی ہے کہ دنیا بھر کی اسلامی ذمہ داریاں آپ اٹھاتے پھریں؟ آپ سوچتے ہوں گے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے، عالم ہونے کی وجہ سے یہی تقاضا ہے کہ اہل حق کی نمائندگی کرنی چاہیے، اہل حق کو اگر رسوخ نہ ہوگا تو باطل غالب آجائیگا، بڑی اونچی سوچ ہے! بھی تم کون ہوتے ہو باطل کو روکنے والے؟ حق کو غالب کرنے والے؟ کیا تم خدائی فوجدار ہو؟ تم اپنے مدرسہ کا اور کتابوں کا حق ادا کرو جو تمہارا شعبہ ہے اس شعبہ میں کام کرو، یہ کام دوسروں کو کرنے دو اپنے شعبہ کو چھوڑ کر دوسرے شعبوں کے کام اپنے ذمہ لو گے تو اس شعبہ سے بھی جاؤ گے، خبردار! میری نصیحت ہے کہ آج کل کی سیاست کی طرف طلبہ و اساتذہ ہرگز نظر نہ ڈالیں، آج کل کی سیاست کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔

عام طور سے کہا جاتا ہے کہ اگر ہم خاموش رہیں گے تو اہل حق کی نمائندگی کون کرے گا؟ اہل حق کو حق بھی تو پہچانا چاہیے، باطل زور کر رہا ہے، اگر ہم بھی خاموش رہے تو حق پر باطل غالب آجائیگا، کیا آپ خدائی فوجدار ہیں کہ دنیا کا ہر کام آپ کے ذمہ ہے؟ بس جس منصب تک پہنچ گئے ہو اس کا حق ادا کرو، اسلامی سیاست کا منصب بھی بہت سے واعظین و مبلغین اور مصنفین و مؤلفین نے اختیار کر رکھا ہے، یہ ان کا مذاق ہے ان ہی کو کرنے دیجئے، آپ اپنے شعبہ کو سنبھال لے، اگر آپ میں قوم و ملت کی خیر خواہی کا بہت ہی زیادہ جذبہ ہے تو دارالعلوم کی چار دیواری سے باہر چلے جائیے اور حصہ لیجئے، یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ جس کام پر مامور ہیں اس کو بھی کریں اور دوسرے کاموں کو بھی سنبھالیں، ایک صلاحیت سے دو جگہ کام نہیں ہو سکتے، ایک صلاحیت ایک ہی جگہ ہو سکتی ہے، اور اس صلاحیت میں ترقی اور برکت جب ہی ہوگی جب آپ ایک ہی شعبہ میں لگے رہیں، اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں آپ لوگوں کے سامنے باہر سے

چاہے جتنے مطالبات اسلام اور دین کے نام پر آئیں آپ کو اس سے تعلق نہیں ہونا چاہیے، آپ اس کے ذمہ دار نہیں کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے چار دیواری پھاند کر چلے جائیں اور وہاں جا کے حق ادا کریں، بھئی سیاست سے آپ کو کوئی مس نہیں، کوئی مناسبت نہیں، اس لئے اگر آپ نے میری بات پر عمل نہ کیا تو ہمیشہ دھوکا ہوگا، یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بھئی ہم خاموش کیسے رہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم دیا ہے، اس وقت ضرورت ہے حق کی حمایت کی، یہ محض شیطانی وسوسہ ہے، ہرگز ہرگز آپ سے اس کا مطالبہ نہیں، آپ سے مطالبہ یہ ہے کہ جو صلاحیت آپ کو دی گئی ہے اس کو صحیح استعمال کریں، چار دیواری کے اندر رہ کر آپ جو خدمت کر سکتے ہیں کریں، درسیا تحریر، اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہزار کوئی آپ کو مدعو کرے کہ یہ انجمن ہے، وہ انجمن ہے، کسی انجمن میں شریک نہ ہوں، ہماری انجمن ہمارے ساتھ ہے، ہماری انجمن کوئی معمولی انجمن ہے؟ یہ انجمن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی بنیادی انجمن ہے، اس کی تعلیم کی درس و تدریس کی انجمن ہے، ہم اس کا حق ادا کرتے ہیں، خبردار! کبھی سیاست کی طرف نظر نہ اٹھانا ٹھوکر کھا جاؤ گے۔

میری نصیحت یاد رکھنا، اس سلسلہ میں اللہ میاں تم سے مواخذہ نہیں کرے گا، جب انہوں نے تم میں اس کی صلاحیت ہی نہیں رکھی تو مواخذہ بھی نہ ہوگا، اگر ایک شخص آپ کا باورچی ہے تو آپ اس سے یہ مواخذہ نہیں کر سکتے کہ تم نے آج صفائی کیوں نہیں کی؟ کپڑے کیوں نہیں دھوئے؟ دارالعلوم ہی کو لے لیجیے، جو لوگ مطبخ میں کھانا پکاتے ہیں ان سے یہ مواخذہ نہیں کیا جاسکتا کہ تم نے سبق کیوں نہیں پڑھایا؟ میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ چاہے جتنی جماعتیں قائم ہوں تمہیں کسی کی طرف جانے کی ضرورت نہیں، اس کے علاوہ بہت سی انجمنیں اور جماعتیں صرف یہ چاہتی ہیں کہ کچھ

ایسے لوگوں کو بھی ساتھ لے لیں جن سے ان کا وقار بڑھ جائے، کچھ ان کی پشت پناہی ہو جائے، اس لئے وہ چاہتی ہیں کہ فلاں مولوی صاحب کو شامل کر لیں، فلاں مولوی صاحب کو بھی شامل کر لیں۔ وہ جماعتیں یہ سمجھتی ہیں ان سے ہماری جماعت میں تقویت پیدا ہو جائے گی، وہ تمہارے علم سے کچھ اخذ نہ کریں گی بلکہ اپنا اثر ضرور تم پر ڈال دیں گی، میں خیر خواہی سے، محبت سے، نصیحت کر رہا ہوں کہ خبردار! سیاست کی طرف نہ جانا، ہماری سیاست درس و تدریس ہے، تصنیف و تالیف ہے، میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو داعیہ آپ کے دل میں پیدا ہو رہا ہے کہ سیاست کے ذریعے خدمتِ اسلام کی جائے، وہ سوائے نفسانیت کے کچھ نہیں، آپ میں سے جس میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوگا وہ محض نفسانی ہوگا ایمانی نہیں۔ **الآ ماشاء اللہ**

ہاں اگر حکومت کسی دینی معاملے میں مشورہ کے لئے دارالعلوم کے علماء یا کسی اور عالم کو طلب کرے تو حق کی وضاحت کے لئے ضرور جانا چاہیے، اور جا کر شریعت کا حکم واضح کر دینا چاہیے۔ لیکن اگر حکومت کی طرف سے کسی ایسی کمیٹی کا رکن بننے کی دعوت دی جائے جس میں ارکان کی اکثریت عظمتِ دین سے غافل اور دین کے معاملے میں تاویل کوشی ہو اور وہاں جا کر اس بات کا خطرہ ہو کہ اہل حق کا وقار دینی مجروح ہوگا، یا خدانخواستہ دوسروں کی تاویل کوشی میں خود کو حصہ دار بننا پڑے گا تو ایسی رکنیت کو ہرگز قبول نہ کیا جائے، اور ایسی صورت میں اپنے فرائض منصبی کے مشاغل کثیرہ اور ایسے کام کی عدم صلاحیت و نااہلیت کا عذر کافی ہے۔

البتہ ایک بات آپ کے مقاصد میں داخل ہے، اور وہ یہ کہ آپ اپنے یہاں ایک شعبہ کھول لیں جو درس و تدریس کے علاوہ تبلیغ و اشاعت کا کام کرے، آپ کہتے ہیں کہ مکروہات پھیلے ہوئے ہیں، اور اسلام کے خلاف سازش ہو رہی ہے، آپ کو اللہ



تعالیٰ نے علم دیا ہے، قلم دیا ہے اور زبان دی ہے، زبان سے آپ وعظ و نصیحت کیجیے، قلم سے آپ مضامین لکھئے، دینی ماہناموں میں اور اخبارات میں شائع کر دیجیے، بس اتنا کافی ہے، ہمارے حضرتؒ کا یہی طریقہ رہا کہ جہاں کوئی مسئلہ درپیش ہوا مضمون لکھ دیئے، رسالہ لکھ دیا اور شائع کرا دیا۔

آج سے اساتذہ، طلبہ اور منتظمین سب کے سب یہ عزم کر لیں کہ اپنے بزرگوں کی روش پر چلتے رہیں گے اور اپنے نصب العین پر اپنی فطری صلاحیتوں کے ساتھ قائم رہیں گے اور دارالعلوم کو ایک معیاری اور مثالی دارالعلوم بنائیں گے۔

انشاء اللہ ثم انشاء اللہ

### اخلاقیات کی تربیت کی ضرورت:

ایک خاص واہم بات اور قابل عرض ہے، حضرات منتظمین اور اساتذہ کرام کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اخلاقیات جو دین کا ایک اہم اور بنیادی شعبہ ہے، اس طرف ضرور اپنی خصوصی توجہات مبذول فرمادیں۔ یعنی درستی و پاکیزگی اخلاق۔ خود بھی اہتماماً عمل کریں اور طلباء کو بھی اس کی اہمیت کی تعلیم دیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر روزانہ اس کے لئے وقت نہ ہو تو کم از کم ہفتہ وار مثلاً جمعہ کے دن، یا کسی اور دن، ناظم اعلیٰ جو مناسب سمجھیں مقرر کر لیں کہ کچھ دیر کے لئے خواہ وہ ایک گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو طلباء کو جمع کر لیا کریں۔ اگر اساتذہ بھی اس میں شریک ہوں تو اور بھی زیادہ مناسب ہے۔ ناظم اعلیٰ خود یا کسی استاذ کو اس کام کے لئے مقرر فرمائیں اور اس موقع پر کوئی کتاب جو اخلاقیات پر مشتمل ہو پڑھ کر سنائیں اور اس کی تشریح کر دیا کریں۔ اس موضوع پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر تصانیف، مواعظ و ملفوظات طبع شدہ موجود ہیں مثلاً تبلیغ دین، حیۃ المسلمین، جزاء الاعمال،

اصلاح المسلمین۔ اخلاقیات پر مشتمل مواعظ و ملفوظات جو نہایت سبق آموز اور بصیرت افروز ہیں۔ ان کو سنا کر معمولی تشریح کرنا کافی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ بہت ہی نافع اور داعی عمل ثابت ہوتے ہیں اور درسی تعلیم کی روح رواں ہیں۔

اب میں ایک نہایت اہم اور سنگین ضرورت کی طرف حضرات منتظمین اور اساتذہ کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرنا چاہتا ہوں، وہ ہے آپس میں ہم آہنگی اور خلوص و ایثار کی قابل قدر ضرورت۔ جس پر دارالعلوم کا وقار اور اعتبار منحصر ہے۔  
**باہمی اتحاد اور تخیل کی ضرورت:**

خوب یاد رکھئے اور حرزِ جان بنائیے کہ آپ کا تعلق اور دارالعلوم سے نسبت آپ کا کوئی نجی اور ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ آپ کا تعلق دین کے ایک معظم و محترم ادارے و درس گاہ سے ہے اس لئے اس کا پاس و ادب ملحوظ رکھنا آپ کا فرض ہے۔ دیکھئے اگر کسی میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو فوراً نیک نیتی کے ساتھ جلد از جلد آپس میں مل کر اس کو رفع کر لیا جائے، خواہ یہ اختلاف اساتذہ کے درمیان ہو یا اساتذہ و منتظمین کے درمیان ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ بدگمانی رکھنا، یا شکوہ و شکایت کا تذکرہ جلد نہ کر لینا، یہ یقیناً خباثت نفس ہے، اور نہایت مذموم ہے، اور انجام کے لحاظ سے شرانگیز ہے اور عاقبت سوز ہے، اور عاقبت میں اندیشہ ہے کہ قابلِ مواخذہ ہے۔ سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ دارالعلوم کی چار دیواری کے باہر رسوائی اور بدنامی کا باعث ہے اور یہ اساتذہ اور منتظمین کے وقار پر بہت بدنمادارغ ہے۔

اس لئے میں نہایت دلسوزی کے ساتھ اور اپنا حق ادا کرنے کے لئے یہ بات آپ حضرات کے سامنے عرض کر رہا ہوں، اُمید ہے کہ آپ سب اس کو اپنا شعار زندگی بنائیں گے۔ ممکن ہے کہ پھر کوئی اور آپ کو اس لب و لہجہ سے مخاطب نہ کرے۔

نصیحت گوش کن جانناں کہ از جاں دوست تر دارند

جواناں سعادتمند بہتر پیردانا را

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دولتِ تقویٰ سے اور صفائیِ قلب سے بہرہ اندوز رکھیں اور اپنی یاد اور اپنے ذکر سے ہمیشہ معمور فرمائیں۔ آمین

دعا:

اب دُعا کر لو کہ یا اللہ! ہمارے بزرگوں کو درجائے رفیعہ عطا فرمائیے۔ یا اللہ! ان کے اخلاصِ نیت کو بار آور فرما دیجئے، ان درس گاہوں کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ فرمائیے، یا اللہ! دارالعلوم کی ہر طرح نصرت فرمائیے، ہر طرح اعانت فرمائیے، اس کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی برکتیں عطا فرمائیے ہر طرح کے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! دارالعلوم کو کسی کا محتاج نہ بنائیے، یا اللہ! دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ، منتظمین، ملازمین اور ان کے متعلقین کو ہر طرح کی عافیت سے نوازے یا اللہ! اس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی قبر کو انوار و تجلیات سے بھر دیجئے ان کو مقاماتِ عالیہ رفیعہ عطا فرمائیے، یہ دُعاں آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ قبول فرمالیجیے۔

یا اللہ! آپ نے ایمان کی دولت دی ہے، اعمالِ صالحہ کی توفیق بھی دیجیے، ہمیں نفس و شیطان کے مکائد سے محفوظ رکھئے، دُنیا بھر کے فتنوں سے محفوظ رکھئے ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار“۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا، ربنا ولا تحمل علينا اِصرًا کما حملته علی الذین من قبلنا، ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به، واعف عنا

و اغفر لنا و ارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكافرين “۔ یا اللہ! ہمیں عافیتِ کاملہ عطا فرمائیے، یا اللہ! ہمارا ماحول شیطانی ہے، ہمارا ماحول کافرانہ ہے، ہماری مدد فرمائیے، ہمیں بُرے ماحول سے بچالیں۔ ”ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب “۔ یا اللہ! آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دُعا ہے وہ ہم آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، یا اللہ اس کو ہمارے حق میں، ہمارے اہل و عیال کے حق میں اور سب کے حق میں قبول فرمالیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ  
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ  
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْظِنَا وَلَا تَحْرِمْنا  
وَاَرْضِنَا وَاَرْضَ عَنَّا۔

”انت حسبی انت ربی انت ولی فی الدنیا و الآخرة و أفوض

أمری إلى الله ان الله بصیر بالعباد“

یا اللہ! سب کو عافیتِ کاملہ عطا فرمائیے، سب کو تندرستی عطا فرمائیے، ہمارے اہل و عیال کو ہمارے دوست احباب کو سب کو تندرست رکھئے۔

میرے لئے بھی دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی اور توانائی عطا فرمائے اور عافیتِ کاملہ عطا فرمائے، یا اللہ! نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہماری دُعا میں قبول کر لیجئے۔ آمین الہ العالمین، آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایمان کا جائزہ لیجئے

13 مارچ 1975ء

## بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج کچھ بات کہنے کے لئے نہیں ہے ایک بڑی سبق آموز بات سامنے آگئی ہے۔

ابھی چند دن ہوئے ایک ڈاکٹر صاحب ہمارے یہاں تشریف لائے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی تھیں ان کی آنے کی غایت کچھ دوسری تھی۔ لیکن وہ ہم سے بات کرنے لگے۔ کوئی دوسرا تھا نہیں، تنہا تھے ہم، تو ہم سے چپکے سے کہنے لگے کہ صاحب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ایمان بہت کمزور ہے۔

### ایمان کی پہچان:

ہم نے کہا کیسے معلوم ہوا اور پھر ایمان ہے کیا چیز؟ اور کیسے کمزوری محسوس ہوئی آپ کو؟ کہنے لگے کہ بس دین کے معاملات میں کچھ کوتاہیاں ہوتی ہیں نماز کی پابندی نہیں ہے کوشش کرتے ہیں نہیں بن پڑتا ہے۔ ہم نے دو چار سوال اور کئے اُن سے پھر ہم نے کہا دیکھو بھئی ہماری تمہاری پہلی ملاقات ہے برا نہ ماننا، جانیں کیا سمجھ کے آپ نے ہم سے یہ بات پوچھی چھیڑ لی۔ ہم خیانت سمجھتے ہیں اگر صحیح بات آپ کو نہ بتائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کہتے ہیں کہ ایمان کمزور ہے میں یہ کہتا ہوں کہ ایمان ہے بھی یا نہیں؟ پہلے اس کا جائزہ لو۔ میں نے کہا دیکھئے۔ اس وقت میری طبعیت سُست تھی اور انہوں نے یہ بات چھیڑ دی وقت بھی کچھ کم تھا۔ میں نے کہا آپ کے والدین جو ہیں ان سے میں واقف ہوں۔ وہ دین دار ہیں اور دین کی عظمت و محبت ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ایمان کمزور ہے، کبھی غور بھی کیا آپ نے کہ ایمان کیا چیز ہے اور کیا

کمزوری ہے اس میں؟ بس کیا صرف یہی کہ نماز میں کوتاہی ہو جاتی ہے اور اس کی تلافی کی فکر نہیں ہے اگر ایسا ایک جائزہ لیں آپ کے یہاں آپ کے پاس جو ڈگری ہے وہ یہاں کی ہے یا باہر سے لائے ہیں؟ فرمانے لگے باہر کی ہے اور بڑی ڈگری ہے اور صدر میں اُن کا کلینک ہے۔ آمدنی کیسی ہے آپ کی؟ کہنے لگے کام تو بہت اچھا ہے اور بعض وقت فرصت بھی نہیں ملتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم کہیں آتے جاتے نہیں ہیں صبح و شام مشغولیت رہتی ہے۔ ہم نے کہا ایک دفعہ ہم آپ کے یہاں گئے تھے کسی خاص عنوان سے، آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ تو ہم نے یہ دیکھا کہ ماشاء اللہ بڑی اچھی کوٹھی ہے آپ کی، سبزہ بھی ہے، پھول پھلوا ری بھی ہے۔ ڈرائنگ روم بھی بڑا اچھا سجا ہوا ہے۔ تصاویر بھی ہیں اور اچھی اچھی تصویریں ہیں، عورتوں کی بھی تصویریں ہیں۔ مردوں کی بھی تصویریں ہیں۔ فوٹو بھی ہیں۔ کیلینڈر بھی تصویر والے ہیں۔ ریڈیو بھی دیکھا، ٹیلی ویژن بھی ہے میز، کرسی، صوفے، بڑا نفیس قالین آپ کے پر تکلف کمرے میں بچھا ہوا ہے۔ لڑکے بھی آپ کے بس ایسے ہی ہیں بڑے بڑے بال والے، نہ سلام نہ دعا والے، وہ بھی دیکھے ہم نے مگر والدہ آپ کی شاید بیمار تھیں تو ہم نے ان پر بڑی خشیت دیکھی اور بڑی دعائیں دی تھیں، آپ لوگوں کے لئے دعا کرانا چاہتی تھیں۔ دعا کا بھی سلسلہ رہا۔ آپ کی بیگم صاحبہ بھی تھیں، یہاں بھی آئی تھیں۔ بال کھلے ہوئے۔ بازو کھلے ہوئے۔ سینہ کھلا ہوا۔ پیٹ کھلا ہوا ساڑھی میں۔ یہ بھی دیکھا ہم نے اور کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی کہ جو موجودہ زمانے میں ایک مہذب اور صاحب حیثیت آدمی کے کمرے میں یا ڈرائنگ روم میں موجود نہ ہوں۔ سبھی چیزیں نظر آئیں۔ فون بھی تھا۔ کار بھی ہے آپ کے پاس۔ کام بھی اچھا چل رہا ہے۔ مشغول ہیں آپ کو فرصت ہی نہیں ملتی۔ یہاں تک کے آپ کو نماز کی طرف بھی التفات نہیں۔ تو

اگر معیار لایا جائے سامنے تہذیب حاضرہ کا تو آپ فرسٹ کلاس فرسٹ گریڈ آدمی معلوم ہوتے ہیں، کوئی کسر آپ میں نہیں ہے کسی قسم کی۔ سب اپ ٹو ڈیٹ چیزیں ہیں آپ کے پاس الحمد للہ۔ صاحب حیثیت آدمی ہیں۔ یہ کہاں سے وہم آ گیا آپ کو کہ ہمارا ایمان کمزور ہے۔ ایمان ہے کیا چیز آپ کے پاس؟ بھی معاف کرنا! پہلی ملاقات ہے مجھے اندیشہ ہے کہ ایمان ہے بھی آپ کے پاس یا نہیں؟ کیونکہ ایمان و اسلام کے جو تقاضے ہیں وہ تو ایک بھی نظر نہیں آتے آپ کے پاس بدگمانی نہیں کرتا ہوں، جب آپ نماز نہیں پڑھتے ہیں، روزہ بھی نہیں رکھتے ہونگے آپ، اور اس کا سب سے بڑا عذر یہ ہوگا آپ کے پاس کہ ہم دن بھر مشغول رہتے ہیں اور تھکان ہو جاتی ہے اور ہم اگر دیر تک کھانا نہیں کھاتے ہیں تو بلڈ پریشر ہو جاتا ہے۔

آپ نے کمال حاصل کیا اپنے فن میں اور ایک بات اور بھی جانتا ہوں میں کہ آپ کے گھر میں تصویر والے رسالے بھی تھے۔ اخبار بھی تھے اور ڈائجسٹ بھی رکھے ہوئے تھے۔ تو میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اگر آپ کو کوئی فرصت کا وقت ملتا بھی ہوگا تو آپ ریڈرز ڈائجسٹ پڑھتے ہونگے یا بہت سی قسم کی ڈائجسٹ نکل آئے ہیں اس کو پڑھتے ہونگے۔ یہ ایمان کا خیال و تصور کہاں سے آ گیا کیا انہی کو دیکھ کر؟ ارے یہ دقیانوسی خیال کے لوگ ہیں پرانے زمانے، فرسودہ خیال والے ان کا کیا اعتبار؟ بڑھاپے میں ایسی ہوئی جاتی ہے بات۔ ان کو پردے کا بھی اہتمام ہے۔ آج کل عورتوں کے ذہن میں شرم و حیا اور غیرت ایک قصہ پارینہ ہے بالکل بیکار مہمل بات ہے اس سے کیا تعلق عورت کو۔ شرم و حیا اور غیرت عورتوں کا خاص شیوہ تھا۔ اب جب مردوں میں نہیں ہے تو عورتوں میں نہ ہوا تو کونسی کمال کی بات ہے۔ تو آپ نے یہ ایمان کا کیا نام لے دیا۔ ایمان کی ڈیفینیشن کیا ہے ریڈرز ڈائجسٹ میں پڑھا ہے کہ



ایمان و ایمان کیا ہوتا ہے؟ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں کبھی بہکتا خیال بھی آپ کے ذہن میں ہوا کہ مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ ہم لوگ کیوں مسلمان ہیں؟

### تقاضہ اسلام:

کیا تقاضہ اسلام ہے۔ کیا چیز ہے اسلام۔ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ مسلمان کون ہوتے ہیں؟ ذرا صحیح بات بتائیے گا۔ آپ کہیئے گا کہ بھی ہم کو اتنی فرصت نہیں ملی۔ طالب علمی کے زمانے میں ابتدا ہی سے اسکول میں بھرتی کر دیئے گئے۔ ڈگریاں حاصل کرتے رہے۔ جب کچھ یہاں پڑھ لیا۔ تو انگلینڈ چلے گئے وہاں اور کچھ کو ایلفیکیشن حاصل کر لیئے وہاں سے آئے پریکٹیس میں لگ گئے ہمیں تو اتنا موقع ملا نہیں اور اپنے والدین کے ساتھ رہنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا۔ ہم نے کہا آپ سے کیا گفتگو کریں۔ ایک اجنبی سی بات کہینگے آپ کو، آپ کی سمجھ میں نہیں آئیگا۔ تو ایسا کرو اگر کچھ ایمان و ایمان کی فکر ہے تو کبھی کسی دن فرصت میں آؤ پھر آپ سے پوچھیں ہم اور کچھ بتائیں۔ جو ہم کو معلوم ہے۔ تو یہ بات ہوئی۔ یہ بڑی سبق آموز بات ہوئی ہمارے لئے۔ ہمیں بڑی عبرت ہوئی اس سے۔ آپ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ بڑی عبرت کی بات تھی۔ مسلمان گھر میں پیدا ہو وہ اسلام سے بھی واقف نہ ہو اور ایمان سے بھی واقف نہ ہو۔ کیسی افسوس کی جگہ ہے۔ خود تھوڑی دیر کے لئے تحلیلات و تاثرات میرے دل میں پیدا ہوئے۔ میں نے کہا ان پہ تو الزام لگا دیا۔ ابھی ایمان کمزور بتا رہے ہو جائزہ لو۔ کہ ایمان ہے بھی یا نہیں۔ تو میں نے سوچا کہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا اپنا ہی جائزہ لے کر کیوں نہ دیکھ لو کہ واقعی حق ایمان ادا کر رہے ہو۔ حق اسلام ادا کر رہے ہو یا محض صرف دوسروں کو دکھانے اور سنانے

کے لئے یہ سب باتیں ہیں۔ تو ہم نے کہا اپنے احباب کے سامنے یہ چیز پیش کریں گے۔  
 بھئی یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو ہم سب نے ایک مرتبہ جائزہ لے کر دیکھ لینا چاہیے  
 کہ ہم مسلمان ہیں تو کس درجہ کے ہیں۔ ایمان ہے تو کیا چیز ہے اس کے کیا تقاضے  
 ہیں ہم لوگ بھی ایمان و اسلام کا جائزہ لے کر دیکھ لیں۔ کہ ہم لوگ کتنے درجہ کے  
 صاحب ایمان ہیں۔ کتنے درجہ میں مسلمان ہیں۔ آخر اگر یہ جائزہ نہ لیا تو کہیں ایسا نہ ہو  
 کہ آخرت کے لئے بڑا خسارہ ہو جائے۔ وہ شخص ہمارے سامنے آیا ہم نے سوچا یہ کہ  
 اب خدا معلوم ہم سے بات ہو یا نہ ہو۔ مگر شاید ہم کو یہ سبق دے گیا ہو کہ تم اپنے ایمان  
 کا جائزہ لو اپنے اسلام کا جائزہ لو کہ واقعی تم بھی صحیح صاحب ایمان و صاحب اسلام ہو کہ  
 نہیں۔ بڑی عبرت کی بات معلوم ہوئی۔ وقت کم ہے فرصت بہت کم ہے۔ موقع  
 غنیمت ہے ہم نے کہا ہم سوچیں گے نہیں اس میں اپنے احباب میں بیٹھیں گے جمعہ  
 کے دن سوچیں گے بھی اور بات بھی کریں گے جائزہ بھی لینگے سنیں سوچ بھی لیا اس وقت  
 تو کام نہ آئیگا۔ تاویل کر لے گا نفس۔ بہت سے لوگ سنیں گے تو ان کی برکت سے صحیح  
 بات سمجھ میں آجائیں گی اس لئے آپ لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ دو  
 چیزیں ہیں جائزہ، مراقبہ۔ جائزہ لیں کہ کیا حالات ہیں کس ماحول میں ہیں ہم؟ اور کیا  
 اسلام ہے ہمارا؟ کیا تقاضائے اسلام ہے؟ کیا تقاضائے ایمان ہے؟ اس کا جائزہ  
 لیں اور مراقبہ کریں۔ مراقبہ کیا ہوگا کہ یا اللہ اس سب کا انجام کیا ہوگا۔ یہ حالات  
 حاضرہ ہیں۔ ہمارے اسلام اور ایمان کی جو حالت ہے۔ یا اللہ اس کا کیا انجام ہوگا۔  
 اب جب انجام کو سوچو گے کہ کیا ہوگا تو سامنے احکاماتِ الہی آجائیں گے کہ انجام یہ ہوگا  
 پھر سب کو ڈر معلوم ہوگا خوف ہونا چاہیے اگر ایمان ہے۔ پناہ مانگنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ  
 سے قوتِ ایمان اور قوتِ اسلام کی دعاء کرنی چاہیے لحاظِ حیاتِ باقی ہیں ہمارے

پاس اس میں توبہ استغفار کر کے تلافی کر لیں جو نقصانات ہو رہے ہیں اس کی طرف نظر چلی جائیگی۔

### ایمان کا جائزہ:

ایک عنوان ہمارے سامنے آیا تھا ہم نے کہا پھر سامنے بیٹھ کے جائزہ لے لینگے۔ تو جائزہ لے لیجیے۔ جائزہ یہ ہے کہ ہم اور آپ کو معلوم ہے بنیادی جو چیز ہے ہمارے ایمان کی وہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم صاحب ایمان ہو گئے۔ اب اللہ تعالیٰ جو فرماتے ہیں کہ تم ہمارے اُوپر ایمان لائے ہو تو دیکھو اس عالم کے علاوہ ایک دوسرا عالم بھی ہے آخرت کا اور وہ اس دنیا سے زیادہ پائیدار ہے بہ نسبت اس دنیا کے دنیا کی حیات میں کسی کے لئے قابل اعتبار زندگی نہیں ہے۔ اور آخرت کی زندگی یقیناً قابل اعتبار ہے اور دائمی زندگی ہے۔ اب یہ ان کی مشیت ہے تخلیق کی کہ انہوں نے عارضی زندگی کو پیدا فرما کر اور دائمی زندگی کے لئے ہمیں دستور العمل بتا دیا ہے یہ ایمان ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اللہ کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور آخرت کے اُوپر ایمان لاؤ جو سب سے زیادہ یقینی چیز ہے۔ ایمان کا جزو اعظم آخرت پر ایمان لانا۔

### رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت:

یہ تو عقائد کے لحاظ سے ہوا اور زندگی کے لحاظ سے اللہ جل شانہ پر جب ایمان لائے تو اللہ نے مبعوث کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ یوں سمجھئے کہ ایک آواز اٹھتی ہے ایک ایسی ہستی کی ایسے ملک میں جہاں چاروں طرف جہالت و درندگی پھیلی ہوئی ہے، جہاں بت پرستی، جوا، شراب، زنا کاری، بد معاشی، لوٹ مار یہ سب جن لوگوں کا شیوہ ہو ہاں ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے۔ تم لوگ مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم

تم کو بچپن سے جانتے ہیں ہر فرد جانتا ہے کہ تم نہایت صادق و امین ہو۔ انہوں نے کہا تم کو یقین ہے کہ میں صادق ہوں اور میں امین ہوں۔ انہوں نے کہا یقیناً یہ بات ہے کسی کو شبہ نہیں کسی کو اختلاف نہیں۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ:

انہوں نے کہا کہ پھر بات میری مانو مجھ کو منجانب اللہ، رسول بنایا گیا ہے اور میں منجانب اللہ مامور ہوں اس بات پر کہ تم لوگوں کو اللہ وحدہ لا شریک کی طرف متوجہ کروں کہ تم اس پر یقین جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ میں صادق ہوں یقیناً ہوں۔ امین ہوں یقیناً ہوں۔ دنیا میں امین ہوں۔ آخرت میں امین ہوں۔ زمین پر امین ہوں آسمان پر بھی امین ہوں زمین پر صادق ہوں آسمان پر بھی صادق ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے رسالت کا، اس لئے یہ صفات مجھے فطرۃً عطا فرمادی ہیں تو میں جو کچھ تمہیں کہوں گا سچ بات کہوں گا اور تم لوگوں کی خیر خواہی کے لئے کہوں گا۔ مختصر یہ ہے کہ یہ میرے اوپر کتاب نازل ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں اور اسرار ہیں اور امر و نواہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دستور العمل دیا ہے زندگی کا ہوتا ہے قیامت تک کے لئے کہ ہم لوگوں کو زندگی کس طرح بسر کرنا چاہیے۔ جس زندگی میں شرافت علویت ہو اور پاکیزگی ہو اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے انسان کو وہ صفات اس کے اندر پیدا ہوں کہ عالم امکان میں ایسی صفات کسی دوسرے میں نہ ہوں کسی مخلوق میں نہ ہوں۔ وہ صفات اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطاء فرمائی ہیں۔  
احکامات الہی:

مختصر بات یہ ہے کہ چند احکامات اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بتائے ہیں اوامر اور نواہی یہ باتیں تم اختیار کرو تمہاری زندگی پاکیزہ ہوگی دنیا میں بھی معاملات تمہارے صحیح

ہونگے اخلاق تمہارے صحیح ہونگے معاشرہ تمہارا صحیح ہوگا خدا کی مخلوق کے ساتھ تمہارا رابطہ صحیح ہوگا اور صحیح راستے کا یہ ایکشن ہوگا کہ دنیا ختم ہوگی دوسری دنیا شروع ہوگی تو یہی تمہارے اعمال یہی تمہاری نیکیاں، یہی تمہارے اخلاق، تمہاری خوش اخلاقی یہی تمہارے حقوق کی ادائیگی کا سرمایہ بن جائیگی۔ آخرت میں اسی کا نام جنت ہے۔ مقام رضا ہے یہ اوامر ہیں اور یہ نواہی ہیں۔ یہ تمہاری زندگی کے لئے تمہاری شرافتِ نفس کے لئے مضر ہیں۔ خطرناک ہیں۔ ان کے پاس نہ جانا۔ لیکن تمہارے نفس کے اندر رجحان ہوتا ہے شر تمہاری فطرت میں رکھا ہے۔ اس نواہی کی طرف معاصی کی طرف گناہوں کی طرف طبیعت کا میلان ہوگا۔ نفس کا میلان ہوگا اور شدید ہوگا اور شیطان جو تمہارا دشمن پیدا کیا گیا ہے۔ وہ تم کو طرح طرح کے دھوکے دے کر ان لذات میں مبتلا کرے گا اور اگر تم اس کے دھوکے میں آ گئے۔ ایمان لانے کے بعد اول تو وہ اس کی کوشش کرے گا نفس و شیطان کہ تم ایمان نہ لاؤ۔ تو بہت سے لوگ تو اس کے شکار ہو جائینگے۔ وہ نہ ایمان لائینگے اللہ وحدہ لا شریک پہ اور نہ ان کے اعمال درست ہونگے۔ نہ ان کی دنیا درست ہوگی۔ نہ عاقبت صحیح ہوگی۔ ان کے لئے جہنم ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا ہے اور بتا دیا جنت یقینی چیز ہے۔ دوزخ یقینی چیز ہے آخرت میں۔ تو یہ اعمال تم نے اختیار کئے۔ تو دنیا میں بھی حیاتِ طیبہ تم کو نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی تم کو مقامِ رضا مل جائیگا۔

### ایمان کے ثمرات:

اور وہ جنت کے معاملات ایسے ہیں۔ کلام اللہ میں تفصیلاً ہیں۔ سورۃ الدھر میں سورۃ الواقعہ میں سورۃ الرحمن میں بہت سی سورتیں ایسی ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے وہاں کی تصویر کھینچ کر بتا دی ہے۔ جنت ایسی ہوگی اور دوزخ ایسی ہوگا۔ یہ غیب کی

باتیں ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مان لیا کہ واقعی یہ سچے ہیں اب وہ جو کچھ کہتے جائیں سچ ہے۔ تو جو ایمان لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ انہوں نے آپ کے ہر قول کو ہر فعل کو ہر بات کو ہر ارشاد کو آمنا و صدقنا کہا اور عالم امکان میں ان کی مثال نہیں ملے گی کہ ایسی خوشخوار قوم ایسی درندہ قوم ایمان لانے کے بعد ایسے کامل انسان بن گئے کہ ساری دنیا کو انہوں نے انسانیت سکھادی ہر شعبہ زندگی میں۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ کفر میں کتنے شدید تھے اور کون کونی حرکتیں ان سے صادر نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن جس وقت ایمان لے آئے ایسے محبلی اور مصفیٰ ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہ ہوتے۔ اللہ اکبر۔ ایمان لانے کے بعد صحیح توبہ استغفار کرنے کے بعد اتنا بڑا مرتبہ ملا اور عشرہ مبشرہ میں ہیں اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہوئی ہے جنت کی۔ تو حضور فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یہ ہوتے اور ان کا دور خلافت جو ہے۔ قیامت تک کے لئے عالم امکان میں مثالی دور خلافت ہے کہ سلطنت اس طرح کی جاتی ہے۔ امن و امان کس طرح قائم کیا جاتا ہے۔ کس طرح سے پاکیزہ زندگی اختیار کی جاتی ہے۔

### وہی ایمان وہی اسلام موجود ہے:

تو معلوم ہوا وہی ایمان وہی اسلام ہے۔ جس کی کلام اللہ میں تعلیم دی گئی تھی۔ انہوں نے اس کو اختیار کیا۔ اور ایسے ہو گئے اور وہی چیز ہمارے پاس موجود ہے وہی کلام اللہ وہی کلام رسول ہمارے پاس ہے وہی ہدایت نامہ ہے یقیناً اس کے وہی ثمرات ہیں جس کو حضرات صحابہ نے اس کے حاصل کئے۔ ہم لوگ بھی حاصل کر سکتے

ہیں۔ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ ہر دور میں قابل عمل ہے اور بہت زیادہ آسان ہے ہم کہنا یہ چاہتے تھے جائزہ لے لیجیے۔ کہ جیسے ابھی ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان کے پاس موجودہ تہذیب کی کوئی ایسی کسر نہیں ہے جو ان کے پاس نہ ہو نہیں ہے تو ان کے پاس ایمان مسلمان گھر میں پیدا ہوئے لیکن ایمان سے بالکل مبرہ ہیں موجودہ اسلام یہ کہتا ہے۔ ایمان یہ کہتا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تو نماز پڑھو۔ روزہ رکھو حج کرو زکوٰۃ دو۔ والدین کے حقوق ادا کرو اہل و عیال کے حقوق ادا کرو اور پڑوسی کے حق ادا کرو اور بھی حقوق ہیں سب کی تفصیل کلام اللہ میں موجود ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل کر کے سب کو دکھلا دیا ہے۔ تمہارے اخلاق ایسے ہونا چاہیے تمہارے معاملات ایسے ہونا چاہیے تمہارا معاشرہ ایسا ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ صرف عقائد، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی ہم پر ہوں بلکہ اسی طرح جس طرح حج زکوٰۃ ہم پر فرض و واجب ہے۔ یہ جائزہ لیجیے ایمان کا اسی طرح ہم پر فرض ہیں والدین کے حقوق ادا کرنا، پڑوسی کا حق ادا کرنا اور اہل و عیال کے حق ادا کرنا یہ ہم پر فرض واجب ہیں۔ اسی طرح عبادات میں فرض واجب ہیں۔ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ۔ معاملات میں فرض واجب ہیں۔ معاملات اس طرح کریں تجارت اس طرح کریں۔ سود نہ لینا رشوت نہ لینا۔ یہ حرام چیزیں ہیں۔ پاکیزگی کے ساتھ تجارت کریں معاملات کریں۔ اخلاق ہمارے اچھے ہوں۔ خوشگوار ہوں۔ لوگوں کو ہماری طرف سے اذیت نہ پہنچے۔ معاشرہ ہمارا ایسا ہو۔ یہ معلوم ہو کہ مسلمان کے لئے ریشم پہننا حرام ہے۔ سونا پہننا حرام ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے اور مردوں کا ستر گھٹنے ہیں کھلنے نہیں چاہیے۔ ان کے ٹخنے نہیں ڈھکنے چاہیے۔ ان کی کہنیاں نہیں کھلنی چاہیے۔ مردوں کا لباس ایسا ہو۔ اور مسلمان عورتوں کے لئے ان کا سر ڈھکا رہنا چاہیے۔ جو عورتیں سر کھلا

رکھتی ہیں۔ ان پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔ عورت ہو اور اس کا سر کھلا ہو۔

ہمارا لباس کیسا ہونا چاہیے:

ایک صاحبزادی آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ بہت باریک لباس پہنے ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر پھیر لی اس طرف فرمایا کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ بدن نہ جھلکے۔ تو عورت کے لئے بالوں کا ڈھانپنا فرض و واجب ہے۔ اور اپنی تمام ستر پوشی کرنا فرض واجب ہے۔ ایسا باریک لباس پہننا اس پر حرام ہے جس سے بدن جھلکتا ہو۔ یہ اسلام کا قانون ہے۔ مرد کے لئے بھی عورت کے لئے بھی۔ اسی طرح کھانے پینے کا معاملہ ہے۔ کہ فلاں چیزیں حلال ہیں فلاں چیزیں یقیناً حرام ہیں۔ یہ تم حلال چیزیں کھا سکتے ہو۔ حرام چیزیں نہیں کھا سکتے۔ کھانے کا یہ ہے کہ اس طرح کھاؤ جیسے ایک انسان کو کھانا چاہیے جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر کھاتے ہو۔ درندگی ہے جانوروں کا طریقہ ہے انسان کا طریقہ نہیں ہے۔ اسلام نے جہاں عبادات و طاعات بتائی آپ کو روزے نماز بتائے۔ وہاں والدین کے حقوق بتائے وہ بھی فرض و واجب ہیں۔

ہمارے اخلاق و آداب کیسے ہونے چاہئیں:

اس طرح اخلاق بتائے کہ انسان کو کس طرح ہونا چاہیے اور کس طرح نہ ہونا چاہیے۔ اچھائیاں ہونی چاہیے۔ ناپاکیاں نہ ہونی چاہیے۔ اس طرح عورتوں کو مردوں کو کھانے پینے کے سب آداب بتائے۔ اس کے خلاف جو بھی کرے گا گویا خدا کے قانون کے خلاف کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف کرے گا اور جتنا خلاف کرے گا یقیناً وہ مجرم ہے۔ تو اسی طرح ظاہر کے اعمال۔ اسی



طرح باطن کے اعمال ہیں۔ نظروں کی حفاظت نامحرموں کی طرف نظر نہیں پڑنی چاہیے۔ حسد کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔ کسی مسلمان کی طرف سے کینہ نہیں رکھنا چاہیے۔ غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ انتقام نہیں لینا چاہیے۔ لعنت نہیں کرنی چاہیے۔ سب حرام ہے ہمارے لئے۔ یہ نہیں کہ صرف بری باتیں ہیں۔ بری تو یقیناً ہیں۔ اصل اللہ کا حکم ہے۔ یہ یقیناً حرام ہے قطعی حرام ہے۔ اس کا ارتکاب کرنا غیبت کرنا کسی کی چغل خوری کرنا کسی کی برائی چاہنا یہ سب حرام رکھا گیا ہے۔ جس طرح کہ نماز فرض رکھی گئی ہے۔ تمام غلاظتوں ناپاکیوں سے بچنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان غلاظتوں باطنی غلاظتوں سے بچنا ہم پر فرض و واجب ہے۔ یہ نہیں جس کی چاہے غیبت کر لے۔ جس کا جی چاہے حسد کر لے جب چاہے نظر بہک جائے محرم نامحرم کا خیال نہ کرے یہ سب چیزیں اللہ کے قانون کے تحت جرم ہیں یہ یقیناً ایسی ہیں اگر کوئی اس کا مرتکب ہوگا تو ضرور سزا ملے گی بچ نہیں سکتا کوئی خدا کے قانون کی خلاف ورزی ہے یہ۔ تو اگر کوئی اس طرح اس انداز سے کھانا کھاتا ہے کہ جو یقیناً حرام ہے۔ تو فرائض واجبات صرف عبادات میں ہی نہیں بلکہ فرائض و واجبات معاملات میں بھی ہیں۔ فرائض و واجبات معاشرت میں بھی ہیں۔ فرائض و واجبات اخلاقیات میں بھی ہیں۔ اور اسی طرح باطن کے اعمال میں بھی ہیں۔

### اعمال باطنی:

جیسے میں نے بتایا غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، بدنگاہی کرنا، بد نیتی کرنا، غرور کرنا تکبر کرنا یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ تکبر حرام ہے۔ جس طرح سود حرام ہے۔ رشوت حرام ہے۔ وہ معاشرے میں حرام اور یہ اخلاقیات میں حرام چیزیں ہیں۔ تکبر کرنا، حسد کرنا، غصہ کرنا۔ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔ تو جب اسلام یہ چیز ہے اور ایمان کے یہ تقاضے

ہیں تو جائزہ لینا پڑے گا کہ ہم کتنا حق ادا کر رہے ہیں۔

### ایک واقعہ:

آج کل ایک دستور ہے۔ کوئی صاحب آئے۔ کیا نام ہے آپ کا۔ مجھے انصاری کہتے ہیں۔ بھی انصاری کہتے ہیں۔ فاروقی کہتے ہیں۔ یہ کوئی نام ہے۔ نام بتاؤ اپنا۔ نہیں صاحب مجھے سب انصاری کہتے ہیں۔ تو کیا آپ تنہا انصاری ہیں دنیا میں یا کراچی میں یا اپنے محلے میں یا اور بھی کوئی انصاری ہے۔ یہ خواخواہ کا خط ہو گیا ہے۔ ایک عجیب لغویت بے معنی سی بات۔ مجھے صاحب انصاری کہتے ہیں۔ مجھے فاروقی کہتے ہیں۔ مجھے عثمانی کہتے ہیں۔ ارے کیا عثمانی اور کیا فاروقی ایک صاحب مجھے کہنے لگے لطیفہ ہے۔ لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک صاحب آئے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ کہا ایم۔ اے۔ جعفری میں نے کہا ایم۔ اے۔ جعفری۔ میں نے کہا کیا کر سچن ہیں۔ کہنے لگے جعفری نہیں جعفری۔ میں نے کہا لہجھا۔ میں نے کہا جعفری کیا چیز ہوتی ہے۔ کس کو کہتے ہیں۔ جعفری کیا چیز ہے۔ کہنے لگے تعجب کی بات ہے۔ آپ مجھ سے ایسی بات پوچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ کی شکل و صورت وضع قطع وہم میں ڈال رہی ہے تو میں کیسے نہ پوچھوں آپ سے کہ جعفری اور جعفری میں کیا فرق ہو گیا۔ ایم۔ اے کیا چیز ہے۔ میں نے کہا صاحب یہ تو انگریزی نام معلوم ہو رہا ہے۔ ایم۔ اے۔ کیا ہے۔ کہنے لگے محمد عقیل جعفری۔ میں نے کہا محمد عقیل جعفری میں نے کہا آپ خاندان سے جعفری ہیں۔ ایک بات رہ گئی لطیفہ کی۔ کہنے لگے جعفری۔ آپ کو نہیں معلوم جعفری کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم ہے۔ لیکن میں بتانا نہیں چاہتا آپ کو۔ کہنے لگے آپ کیا سمجھ پھر۔ میں نے کہا ہمارے یہاں جالی ہے اس کو جعفری کہتے ہیں۔ میں نے نادان بن کر کہا کیا آپ کے خاندان میں اس کا کاروبار ہوتا ہے۔ یہ جو

ٹیپاں بنتی ہیں بانس کی اس کو ہم لوگ کہتے ہیں جعفری۔ تو کیا آپ کے یہاں اس کا روزگار ہوتا تھا۔ انہوں نے بہت غصے کا اظہار کیا۔

**میراث پدرخواہی علم پدرآموز:**

میں نے کہا معاف کرنا بھی وہم ہو رہا ہے کہ نماز کے پابند ہو یا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی بھی نہیں۔ تو ایسی جعفری ہوتی ہے جو یہ بانس کی ٹٹی ہو کر رہ جائے۔ تو یہ نسبتیں دینے سے کچھ فائدہ نہیں

**میراث پدرخواہی علم پدرآموز**

اپنے باپ دادا کا نام جعفری ہے تو کچھ تو شباہت کچھ تو وضع قطع کچھ تو اندازِ زندگی ان کی ان جیسا ہونا چاہیے۔ وہ نہیں ہے تو غیرت و شرم معلوم ہوتی ہے۔ اپنے کو جعفری کہنا فاروقی کہنا شرم کی بات ہے کس نسبت سے کہہ رہے ہو۔ کیا خصوصیت ہے تمہارے اندر کیا تمہارے باپ دادا ایسے ہی تھے۔ میراث میں تم کو صرف نام ہی ملا ہے۔ یا خصوصیات بھی ملے ہیں کچھ بھی نہیں ملا۔ تو یہ جائزہ لینے کے بعد یہ معلوم ہوا۔ اس طرح کے توہمات میں موجودہ نسلیں جارہی ہیں۔ یقیناً تباہی و ہلاکت کی طرف ہیں پھر یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ایسے مرد جو نہ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ طہارت کا ان کو خیال ہے۔ نہ روزہ رکھتے ہیں۔ نہ صداقت ہے۔ نہ اخلاق درست ہیں۔ نہ معاملات صحیح ہیں۔

**عورتوں کا طرز عمل:**

ان کی عورتیں ہیں کہ بالکل بے باک و آزاد شرم و حیاء قصہ پارینہ ہے۔ پہلے زمانے میں ہوتا ہوگا۔ اس زمانے میں عورت کو بے باک ہونا چاہیے۔ یہ کہتی ہیں آج کل کی عورتیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اب سوال یہ ہوگا کہ تم اپنے آپ کو مسلمان

کہتے ہو۔ تو کیا ایک مسلمان مرد کو ایک مسلمان عورت کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اسلام تم کو یہی سکھاتا ہے۔ ایمان کے یہی تقاضے ہیں۔ یہ وضع قطع اگر عورت جو سر کھولتی ہے۔ اور سینہ کھولتی ہے اور کھلے ہوئے بال نکلتی ہے۔ پوچھو اپنے اسلام سے ایمان سے پوچھو کتاب اللہ موجود ہے۔ حدیث رسول موجود ہے کہ جائز ہے۔ شریعت اجازت دیتی ہے۔ اسلام اجازت دیتا ہے۔ نہیں دیتا۔ تو پھر کیا کہا اللہ اور اللہ کے رسول نے یہ بتایا کہ جو عورتیں ایسی ہوگی قیامت کے دن نگلی اٹھائی جائیگی اور قیامت میں ان کو سخت سے سخت سزا دی جائیگی۔ دوزخ کے بدترین طبقے میں ہوگی۔ جو عورتیں بے حیا و بے شرم ہیں۔

#### دیوث مرد:

ایسے مرد دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہونگے۔ جو دیوث ہیں۔ بے غیرت ہیں۔ بے شرم ہیں۔ اپنی عورتوں کو بے پردہ کرتے ہیں۔ بے حجاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ فیشن کا تقاضہ ہے۔ تہذیب حاضرہ کا تقاضہ ہے۔ یقیناً تم پورا کر رہے ہو۔ لیکن اسلام و ایمان سے تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیوں اپنے آپ کو ایمان سے متعلق کرتے ہو۔ جب تم میں خصوصیت ایمان ہی نہیں۔ عورتیں ایسی بے باک ہو گئیں۔ اگر تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو۔ تو پوچھنا پڑے گا ایمان سے و اسلام سے اللہ اور اللہ کے رسول سے کہ جو ہم نمازیں نہیں پڑھتے ہیں تو کیا ان کا مواخذہ بھی ہوگا ہم سے، روزہ نہیں رکھتے ہیں تو کیا اس پہ سزا بھی ہوگی۔ قانون ہے کوئی خدا کا ایسا۔ پوچھو اللہ سے اس کے رسول سے پوچھو اور جو تم معاملات کرتے ہو جس میں رشوت بھی ہے۔ سود بھی ہے۔ بدگمانی بھی ہے اور بدعہدی بھی ہے۔ یہ سب کچھ کرتے ہو۔ کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ ایمان کا تقاضہ ایسا ہو سکتا ہے۔

### اپنا جائزہ لو:

جائزہ لو۔ نظر ڈالو۔ دیکھو تمہارے اخلاق ایسے ہیں۔ دھوکے بازی ریا کاری منافقت بے شرمی وعدہ خلافی اسمگلنگ چور بازاری ملاوٹ رشوت سود۔ زمانہ حاضرہ کی بالکل درست چیزیں ہیں یہ۔ لیکن خدا کے لئے اگر مسلمان ہو۔ صاحب ایمان ہے۔ پوچھو یہ چیزیں جائز کرتا ہے۔ اسلام اگر نہیں جائز کرتا تو اس کی سزا مواخذہ ہے یا نہیں۔ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو تو تمام اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اللہ اور اللہ کے رسول سے پوچھنا پڑے گا آپ کو نہیں تو آپ کا ایمان نہیں ہے ٹھیک۔ نہ اسلام ٹھیک ہے۔ خیال باطل ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اپنا جائزہ لے کر دیکھئے کیا واقعی عبادات کا حق ادا کرتے ہیں۔ واقعی نمازیں پڑھتے ہیں۔ واقعی آپ کی صورت و شکل وضع قطع مسلمانوں جیسی ہے۔ واقعی آپ کے اخلاق مسلمانوں جیسے ہیں۔ واقعی آپ کے معاملات مسلمانوں جیسے ہیں۔ اور اگر نہیں ہیں تو کیوں نہیں ہیں۔ کیا اسلام اجازت دیتا ہے۔ جو چاہے کرو نماز پڑھو نہ پڑھو روزہ رکھو نہ رکھو استطاعت ہوتے ہوئے حج کرو یا نہ کرو۔ چور بازاری بھی ہو رہی ہے۔ یہ روز روز کا اسلام جو ہمارے آپ کے پاس ہے۔ قطع تعلق کرو اللہ میاں سے۔ جب یہ ناقابلِ عمل ہے۔ یقیناً ناقابلِ عمل ہے۔

### تہذیبِ حاضرہ کا المیہ:

تہذیبِ حاضرہ کا عروج یہ ہے کہ یہ اسلام ناقابلِ عمل ہے یقیناً۔ ترک کر دیجیے آپ۔ یہ آپ کے پیچھے نہیں پڑتا خوشی سے آپ چلے جائیے کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ رشوت نہ لیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے سود نہ لیں۔ ہم سے نہیں ہو سکتا ہم نامحرم عورتوں کے ساتھ کلام نہ کریں تہذیبِ حاضرہ ہم کو اجازت نہیں

دیتی۔ تہذیب حاضر کا حق ادا کیجیے۔ گانا سننے ٹیلی ویژن دیکھنے تصاویر ہونی چاہیے۔ خادم صاحب اپنی مسماۃ کو برہنہ سر برہنہ بدن باریک لباس پہنا کر بازار میں ٹہلائیں یقیناً تہذیب حاضرہ کا بہت بڑا طرۃ امتیاز ہے۔ یہ کوئی منع نہیں کرتا۔ لیکن خدا کے لئے اگر اسلام ایمان سے نسبت دیتے ہو۔ پھر تو بڑے متواخذے کی بات ہے۔ یا تو اس کا نام ہی نہ لو قطع نظر کر لو۔ چھوڑو مسلمان کو چھوڑو اسلام کو تہذیب حاضرہ اجازت نہیں دیتی۔ اور اگر کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ صاحب ایمان ہیں۔ تو پھر تو یقیناً اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات ماننے پڑینگے اور اگر نہ مانو گے تو دوزخ تمہارے لیے پہلے سے ہی بتادی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب بتادیا ہے:

کھلے ہوئے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہے۔ کہ عبادات اس طرح ادا کرو۔ معاملات اس طرح ادا کرو۔ یہ سب فرض واجب ہیں۔ اوامر و نواہی ہیں۔ معاشرے میں بھی فرائض و واجبات ہیں۔ اخلاقیات میں بھی فرائض و واجبات ہیں۔ اوامر و نواہی ان سب کا حق ادا کرنا پڑے گا۔ تب آپ مسلمان ہو سکتے ہیں۔ بس یہ کہہ دیا کہ ایم۔ اے۔ جعفری ہیں۔ مجھ کو انصاری کہتے ہیں۔ مجھے فاروقی کہتے ہیں۔ ارے بھئی کیا چیز فاروقی ہے کیا چیز انصاری ہے وضع قطع لباس پوشاک کچھ تو بتاؤ یہ کیا تماشہ کر رکھا ہے۔ جائزہ لو بھئی زندگی تھوڑی سی ہے۔ آخرت یقینی ہے۔ اگر ایمان لائے ہو تو آخرت یقینی ہے اور وہاں اللہ میاں نے سب بتادیا ہے۔ کہ تمہاری عبادت ایسی ہونی چاہیے۔ اگر اس کی خلاف ورزی کی تو یقیناً تم دوزخ میں جاؤ گے۔ اور اگر تمہارے معاملات ایسے ہوئے جو ہمارے قانون کے مطابق نہیں تھے۔ تو یقینی تم کو سزا ملے گی۔ تمہارا معاشرہ لباس پوشاک وضع قطع اگر ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ مسلمان کے

لئے بتایا گیا ہے۔ اگر یہ نہ کرو گے تو ضرور سزا ملے گی۔ تو ایمان کے پانچوں شعبوں میں جائزہ لے کر دیکھئے۔ جہاں جہاں مجرم ہو وقت ابھی کم ہے تو بہ کر لو استغفار کر لو تلافی کر لو پورے مسلمان بن جاؤ۔

**اللہ کے بندوں سے رہبری حاصل کرو:**

جہاں نہ بن پڑے وہاں اللہ والوں سے معلوم کرو ابھی اللہ کے ایسے بندے ہیں جو تمہاری رہبری رہنمائی کریں گے اگر یہ احساس غالب ہو جائے کہ ہماری کوتاہیوں پر مواخذہ ہوگا اور سزا ملے گی اور ہم اپنے بیوی بچوں کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے اخلاق و کردار وضع قطع لباس و پوشاک کی ذمہ داری اور ہم پورا نہیں کر رہے ہیں۔ جو ہم کو سزا ملے گی۔ اس سے کیسے بچیں۔ تو بھی جائزہ لینے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کی پابندی کرنا پڑے گی اور جہاں نہیں کرتے ہیں وہاں یقیناً سزا ملے گی خوب سمجھ لیجیے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اقرار کرنے کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد۔ یہ بات بتا رہا ہوں۔ آپ کے اخلاق معاملات و معاشرت سب اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کے مطابق کرنا پڑیں گے۔ جائزہ لیجیے۔ اپنے ہر عمل کا کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے اس کو جائز سمجھا یا ناجائز کیا آپ نے۔ اگر ناجائز ہے تو تو بہ کیجیے استغفار کیجیے۔ جب سزا سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں۔ تہذیب حاضرہ کے تقاضوں سے تو پھر نہ جعفری، پھر نہ عثمانی، نہ فاروقی کیا فائدہ کیوں نسبت دیتے ہو۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم کو فہم سلیم عطا فرمائے اور دنیا اور آخرت میں بچالیں۔ یہ ہماری غفلتیں جو ہیں۔ کہیں ہم کو لے کے ڈوب نہ جائیں۔ کہ صاحب یہ سب جائز ہے۔ سب جائز اور ہم کہاں کے ایسے مسلمان ہیں۔ یہ سب جملے یہیں رہ جائیں گے۔ یقیناً سزا ملے گی کوئی سزا سے

نہیں بچا سکتا کون سی چیز سزا سے بچا سکتی ہے اور کون سی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا موجب بن سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ توبہ استغفار اور تلافی مافات اگر تلافی مافات نہیں کرو گے اور توبہ استغفار نہیں کرو گے وضع قطع لباس پوشاک اسلامی نہیں بناؤ گے یا اخلاق اسلامی نہیں بناؤ گے تو کوئی چیز قہر خداوندی سے تم کو نہیں بچا سکتی ہے۔ نہ تمام ملکوں کو بچا سکتی ہے۔ نہ جماعتوں کو بچا سکتی ہے کلام اللہ میں سب تفسیر موجود ہے نہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ مصلحت اندیشی ہو سکتی ہے۔ خدا کا قانون نافذ ہو چکا ہے اور نافذ قیامت تک رہے گا بچنا چاہتے ہو۔

رجوع الی اللہ کرو:

صاحبِ ایمان ہونے کی حیثیت سے توبہ کرو استغفار کرو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی پیروی کرو۔ مسلمان کے لئے اللہ نے اتنی بڑی چیز دے دی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ رحمت کی نفس و شیطان سے بہک جاؤ معاشرے سے مغلوب ہو جاؤ۔ بے ہودہ ناپاک حرکت کر بیٹھو صدق دل سے توبہ کرو آئندہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ سب معاف فرما دیں گے۔ ایک منٹ میں سب معافِ ندامتِ قلب کے ساتھ توبہ کر لو سب معافِ خبردار اب بدگمانی نہ کرنا ان کا وعدہ ہے کہ اگر میرا بندہ ندامتِ قلب سے توبہ کر کے تلافی مافات کرے آئندہ اپنے اختیار سے شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ”إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا“۔ ہم سب معاف کر دیں گے۔ اس اعلان کے بعد بھی ناقدری کرو گے پھر کوئی خدا کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔

دعا:

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے اور قہر سے بچائیں



دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی توفیق دیں تلافی کی توبہ استغفار کی اور ہماری توبہ استغفار قبول فرمائیں ہماری بھی ہمارے اہل و عیال کی بھی ہمارے دوست احباب کی بھی تمام مسلمانوں کی یا اللہ ہدایت عطا فرمائیے۔ ہمارے معاملات ہماری عبادات ہمارے اخلاقیات سب اللہ کی مرضی کے مطابق ہوں۔ یا اللہ ہمیں توفیق عطا فرما دیجیے۔ ندامتِ قلب کی توبہ استغفار کی دنیا بھی صحیح ہو جائے ہماری آخرت بھی صحیح ہو جائے۔ آپ کو واسطہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو ان کا صحیح امتی بنا دیجیے۔ یا اللہ اسی نسبت سے دنیا میں بھی اسی نسبت سے آخرت میں بھی سرخروئی و سرفرازی عطاء فرما دیجیے۔

آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
جشن فتح مکہ جشن معراج

۱۶ جنوری ۱۹۸۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی مَنْ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.  
 اما بعد

الحمد للہ اللہ کا شکر ہے کہ دین کی باتیں کرنے کا کچھ نہ کچھ موقع مل جاتا ہے۔ زندگی کے لمحات بہت مختصر ہیں۔ دعا کریں کہ آپ کو بھی اور مجھے بھی عمل کرنے کی توفیق ہو جائے محض دین کی باتیں کر لینے اور تقریریں سن لینے سے کام نہیں چلتا۔ کام تو عمل سے ہوتا ہے۔ کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسن کلام سے ہوگی۔ کوشش و اہتمام سے ہوگی۔

کا رکن کار بگذراز گفتار  
 اندریں راہ کار باید کار

عمل ہی بنیاد ہے۔

قرآن پاک میں بھی جا بجا عمل کی تلقین اور فضیلت ارشاد ہوئی ہے جس کا حاصل یہی ہے کہ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَمَلُوْا الصّٰلِحٰتِ یعنی عمل کرو اور عمل کرنے کا ارادہ کرو، اس کے لئے محنت و کوشش کرو، اپنے جذبات کو ابھارو۔ کچھ نہ کچھ عمل کرنا شروع کر دو۔ عمل مشکل نہیں ہے۔ اسلئے انفرادی طور پر ہر ایک ارادہ کرو۔ ہر ایک کو اپنی آخرت کی فکر کرنا چاہیے دوسروں کی طرف متوجہ ہو گے اعتراض کرو گے نجانے کیا کیا خیالات ذہن میں آئیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ خود کام کرو گے نہ دوسرے کر رہے ہوں گے۔ جان بوجھ کر عمل نہ کرنا بُری بات ہے۔ لہذا عمل کرتے رہنا چاہیے۔

## ربیع الاول کی فضیلت:

ربیع الاول کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ اس مہینے کی فضیلتوں کا اگر ہم جائزہ لیں تو خدا کرے کہ ہمارے اوہام و شکوک رفع ہو جائیں اور ہمارے عقیدے پختہ ہو جائیں۔ اس مہینہ میں خلاصہ موجودات کی ولادت ہوئی ہے۔ یعنی شاہکار کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس شاہکار اعظم کی تعریف، اس کی مدح، اس کے کمالات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ بہر کیف سعادت حاصل کرنے کے لئے جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ عالم کائنات کے لیے جشن تھا کہ ایک ایسی بشریت کو اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا جو ان کی محبوب ترین ہستی تھا اللہم صلی علی سیدنا و مولینا محمد و علی الہ واصحابہ وبارک و سلم ۔

## جشن ولادت کی تحریک:

مگر بات محض حضور کی ولادت پر ختم نہیں ہو جاتی آگے بھی تو کوئی مقصد تھا۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ نے کبھی ولادت کا جشن نہیں منایا۔ اور تمام عالم اسلام میں کہیں یہ طریقہ رائج نہیں۔ مملکت اسلامیہ مسلمانوں کی سلطنتیں قائم ہوئیں مگر کسی دور کے حوالے سے بھی تاریخ نہیں بتاتی کہ یوم ولادت کو یوم جشن منایا ہو۔ مگر برصغیر میں یہ کہاں سے آگیا۔ ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کا رہنا سہنا تھا لہذا کسی دشمن اسلام کی سازش ہوگی کہ جس نے یہ فتنہ پیدا کر دیا۔ ہندوؤں کے ہاں کرشنا اوتار ہوتا ہے۔ بہت جشن مناتے ہیں بڑے جلوس نکلتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کے ہاں بھی رائج ہو گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے ہم بھی جشن منائیں گے۔ سوائے ہندوستان میں کسی بھی جگہ یہ رائج نہیں۔ انگریز حکمران رہا۔ بڑی ہوشیاری سے حکومت کی۔ اس کی کوشش تھی کہ مسلمان حقیقت اسلام سے ہٹ جائیں اور حقیقت

ایمان سے ہٹ جائیں اور فضولیات میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ میلاد شریف شروع ہوا۔ عجیب عجیب لغویات نے جنم لیا۔ میلاد خواں پیدا ہو گئے بڑی بڑی فنیسیں لیتے تھے۔ بڑے بڑے معاوضے لیتے تھے۔ مٹھائیاں تقسیم ہونے لگیں۔ تجزیے میں یہ بات سامنے آئی کہ یہ رسم دشمنان اسلام کی سازش کے نتیجے میں وجود میں آئی۔

### سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک:

قادیانی تحریک جیسے کسی شرارتی سازش کے تحت چلائی گئی ویسے ہی سیرت النبوی کے نام سے تحریک چلائی گئی۔ اس کے جلسے ہونے لگے۔ میلاد شریف تو ایک حد تک عوام الناس کے جذبات تقدس اور جذبات عقیدت کا آئینہ دار تھا مگر اس میں روایات و حکایات بڑی بدعتوں کے ساتھ جوڑی جاتیں۔ اب سیرت النبوی کی بنیاد جنہوں نے رکھی وہ بڑے سیاست دان اور ہوشیار لوگ تھے۔ تعلیم یافتہ لوگ تھے اور مغرب زدہ ذہنیت کے لوگ تھے۔ سیرت النبوی کا قیام بھی ربیع الاول میں ہی ہوا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ واقعہ ولادت کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی۔ بے شک یہ واقعہ اہمیت رکھتا ہے مگر حضور سرور کائنات جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ نبی آخر الزماں تھے۔ رحمۃ للعالمین تھے لہذا ان کی شخصیت میں عمل کرنا بنیادی مقصد تھا۔

واقعات زندگی پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو ہزار ہا واقعات نظر آتے ہیں جو جشن منانے کے قابل تھے۔ اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ اس دن عالم امکان کے لیے بڑی خوشی کا مقام تھا۔ یعنی چالیس سال کی عمر کے بعد آپ کو نبی آخر الزماں اور رحمۃ للعالمین کا مقام عطا کیا گیا۔ یہ موقع تو ایسے جشن کا تھا کہ عالم میں ایسا کوئی دوسرا موقع نہ آتا۔ بہت بڑے جشن کی بات تھی کہ آپ کو آج نبوت عطا کی گئی ہے۔ اور نبی آخر الزماں قرار دیا گیا ہے۔ وہ دن بہت بڑے

جشن کا تھا مگر صحابہ کرامؓ نے کوئی جشن نہ منایا۔ اتنے بڑے جلیل القدر واقعہ کو جہاں عطاءے نبوت ہو رہی ہوں انہوں نے جشن نہیں منایا۔

اب واقعہ معراج پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ عالم امکان میں ایسا واقعہ ظہور پذیر ہی نہ ہوا۔ کہ کسی کو بشری طور پر جسمانیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا ہو۔ اور ایسے مقام پر حاصل ہوا ہو کہ جہاں ناممکن ہے ہر ایک کا پہنچنا۔ شعر

اللہ اللہ قرب معراج رسول

دوکان سے فرق ادنیٰ رہ گیا

اٹھ گئے مابین سے سارے حجاب

اک فقط آنکھوں کا پردہ رہ گیا

کہ اس مرتبے تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچائے گئے کہ لا الہ الا اللہ۔ قرآن کریم میں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَسْرٰیْ بَعْدَہ۔

یہ دن بھی جشن عظیم کا دن تھا کہ آج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم عطا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ جشن کا دن کونسا ہوگا۔ مگر صحابہ کرام نے جشن نہیں منایا۔ اس کے لیے بھی کوئی خصوصیت مختص نہ کی۔ کہ یادگار بنایا جائے اس دن کو اس کی بھی کوئی سند نہیں ملتی۔

اب آگے چلیے تو فتح مکہ پر نظر پڑتی ہے۔ بھی عالم امکان میں اس طرح کا پہلا واقعہ ہے کہ دس سال تک مشرکین نے، کفار نے، دشمنان اسلام نے تکلیف دینے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہو جس ذات گرامی پر اور بے بس بس چند ہستیاں ہیں جو مہاجر تھے، ہجرت کر کے گئے تھے، بے سرو سامانی تھی۔ اس پر بھی مشرکین کے خلاف کئی جنگیں لڑیں اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا کی۔ یہ دن کتنے بڑے جشن کا دن

تھا۔ کتنا اظہار مسرت کیا جاسکتا تھا۔ بہت بڑا موقع تھا صحابہ کرام کے لئے مگر انہوں نے اس دن کو اس واقعہ کو بھی جشن نہیں منایا۔ عروج اسلام ہوا۔ اسلام کی سرفرازی کا دن ہے۔ لیکن مؤرخین نے اس کا حوالہ کہیں بھی نہیں دیا کہ صحابہ کرام نے اس دن کو جشن منایا ہو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ولادت مسعود ہی ایسی نہیں تھی خصوصیت کے ساتھ بلکہ یہ جو واقعات حضورؐ کی زندگی میں آئے یہ تو بڑے جلیل القدر واقعات ہیں۔ تاریخ ساز واقعات ہیں۔ اُس دن بھی کوئی جشن نہ منایا گیا، کہیں بھی نہ منایا گیا اور کسی نے بھی نہیں منایا۔

اب آگے چلئے تو ”اليوم اكملت لكم دينكم“ کا اعلان ہوتا ہے۔ کہ ”ہم نے اس دین کو قیامت تک کے لئے مکمل کر دیا۔“ اور ہم راضی ہو گئے تمہارے اسلام سے۔ یہ اعلان رب العالمین کی طرف سے ہوا اور جشن نہ کیا جائے۔ کتنی بڑی دولت مل گئی، کتنی بڑی نعمت مل گئی بھی سربسجود ہو جانا چاہیے تمام عالم اسلام کو آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ پر وانہ خوشنودی تمام مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔ اور آگے فرماتے ہیں کہ

”وَاتِمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي“ فرما رہے ہیں کہ تمام نعمتیں ہم نے تم کو دے دیں۔ اس سے بڑا جشن اور کون سا ہو سکتا ہے۔ بہت بڑے جشن کی بات تھی بڑی خوشی کی بات تھی حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دن ہی جشن کا دن تھا۔

واقعہ:

ایک یہودی نے اس آیت کے حوالے سے کہا کہ اگر ہمارے ہاں ایسی کوئی آیت ہوتی تو ہم بڑے جشن مناتے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ بھئی ہمارا تو یہ عید کا دن تھا۔ یہ واقعہ اس بات کے پس منظر میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے یوم ولادت کو ہی کیوں

لے لیا اس کے علاوہ بھی دیگر ایسے واقعات ہیں کہ جہاں مسلمانوں کے لیے ادائے شکر کا انتہائی موقع تھا۔ عالم اسلام نے اور صحابہ کرام نے کہیں بھی ان تاریخوں پر جشن نہیں منایا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور قوموں میں تہوار ہوتے ہیں اور ہم نے تمہارے لیے عبدیت کے شکرانے کے طور پر دو دن عطا کیے۔ عید الفطر اور عید الفصحی۔ یہ مسلمانوں کے تہوار ہیں، جشن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا پر وانہ ہیں۔ البتہ یہ دو دن ایسے رکھے گئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا بھرپور اظہار فرمایا ہے۔ جب مسلمانوں کے پاس یہ دو بڑی نعمتیں ہیں تو پھر تیسرے جشن کا موقع ہی نہیں۔ نہ کلام اللہ میں اس چیز کا اشارہ ہے نہ کلام رسول میں، نہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں، نہ تاریخ میں ہے کہ اور ایام کو جشن منایا گیا ہو۔ اب جو ہمارے آپ کے جشن ہیں جو سیرۃ النبوی کے یہ محض تقلید ہیں ہندو اند رسوم کے اور جیسے انگریز کے ہاں کرسمس کا تہوار ہوتا ہے ایسے ہی انہوں نے مسلمانوں کے ہاں رائج کروادیا۔ اس طرح رائج کیا کہ مسلمان اپنے رائج عقیدوں سے ہٹ جائیں اور اس طرح میلاد النبی اور سیرۃ النبوی کے جلسے منعقد ہونے لگے۔ یہ سیاسی چیزیں ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

**سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی حقیقت:**

ذرا تجزیہ کریں سیرت النبوی کے جلسوں کا۔ یہ مغرب زدہ ذہنیت کے لوگ ہیں۔ کس قدر خرافات ہیں۔ کس قدر دین کا استہزاء ہے۔ کس قدر مذاق ہے۔ لوگوں نے سیرت النبوی کے جلسوں کو ایسی شکل دے رکھی ہے کہ اس انداز سے تقریب کی جاتی ہے کہ غیرت اسلامی کے بچپے ادھیڑ دیئے۔ خدا نخواستہ اگر غیرت الہی جوش میں آجائے تو بڑا سخت انتقام لے سکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کو



ہیں۔ مسلمانوں کے وقار کو ختم کر رہے ہیں۔ اسلام تو اللہ کا پسندیدہ ہے اس کا نام تو قیامت تک قائم رہے گا۔ جو منکر ہو جائے تو اس کی بد قسمتی ہے۔ یہ محض محرومی ہے ان لوگوں کی جو اس طرح کا استہزاء کرتے ہیں۔ اور ایمان سے خارج ہوتے جا رہے ہیں۔ ایمان سے ان کا کوئی علاقہ اور واسطہ نہیں رہا۔ اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یہ خوش فہمی ہے حقیقت نہیں ہے۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے دین کا استہزاء کرے گا یقیناً وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوگا۔ بڑے خوف کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کو ہدایت دے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ تقدس کا نام لے کر، خیر و برکت کا نام لے کر خرافات، لغویات، بے ہودگی اور منکرات سے ہر چیز کو بھر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بڑے خیر و برکت کی بات ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے ان لغویات پر لعنت بھیجتے ہوں گے۔ ان لوگوں پر جو ان کے قائل ہیں۔ یہ تو استہزاء ہو ا دین کی عظمت تو نہ ہوئی، محبت تو نہ ہوئی حضور اقدسؐ کی ان کے مسلک، ان کی تعلیم اور تربیت کے بالکل خلاف اور منافی چیزیں ہوئیں۔ بڑی عبرت کی چیز ہے۔ اخباروں میں مضامین آئیں گے، مقالے لکھے جائیں گے۔ ہوتا کچھ ہے اور لکھتے کچھ ہیں۔ منافقت ہوئی اور منافق تو جہنم کے سب سے نچلے درج میں ہوں گے۔ منافقت یوں رونما ہو رہی ہے۔ دین کے نام پر پس پردہ سب چیزیں منافقت کا روپ دھار رہی ہیں۔ یہ طریقہ ہرگز تقدس نہیں ہے یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق نہ ہوا۔ نہ اس میں ان کی عظمت کا حق ہے اور نہ محبت کا۔

**حضور اقدس کی شان و شوکت کے منافی عمل:**

یہ سب عمل جو میلاد النبی اور سیرت النبویؐ کے نام پر شروع ہوئے ہیں یہ ان کی شان و شوکت اور عزت کے منافی چیزیں ہیں۔ تو ہیں ہے اور بد تمیزی ہے ان کے

تقدس کی۔ بے احترامی ہے اور جانے کیا کیا لعنتیں اس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ جس مبارک ہستی نے عالم دنیا کو شرافت اور عزت والا سبق دیا ان کے ساتھ یہ مذاق۔

واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ سے فرماتے ہیں کہ اے صحابہ! دیکھو جب میں آیا کروں تو میری تعظیم کے لیے نہ اٹھا کرو۔ یہ عجیبوں کا طریقہ ہے کہ اس طرح سے سرداروں کا احترام کرتے ہیں کہ آتے ہیں تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں تو تم ہی جیسا اللہ کا بندہ ہوں بس میرے ساتھ تم یہ خصوصیت ضرور کیا کرو کہ سمجھو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔ بس میرے لیے یہ تعظیم و تکریم نہ کیا کرو۔

اب دیکھیے کہ وہ تو اپنی تعظیم و تکریم کو یوں منع کریں اور ہم ان کا یوں استہزاء کرتے ہیں۔ کبھی ایک جلسے میں بھی یوں اخلاق محمدیہ پیش نہیں کیے جاتے اور یہاں جلسے سیرت کے ہو رہے ہیں۔ مگر ریڈیو پر گانے بجانے ہو رہے ہیں۔ ہونٹوں میں گانے بجائے جارہے ہیں۔ خرافات جنم لے رہے ہیں۔ نیم برہنہ لباس، برہنہ سر عورتیں ٹیلی ویژن پر آ کر نعت و حمد پڑھ رہی ہیں۔ کیا یہ اسلام ہے۔ اسی اسلام پر ناز ہے کہ ہم واقعی مسلمان ہیں۔ یہی پسندیدہ اسلام ہے۔ کیا یہی ادب و احترام ہے۔ کتنا استہزاء ہے۔ ذرا سوچئے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ کسی بھی جلسے میں یہ بات بیان نہیں کی جاتی کہ دیکھو یہ چیز سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو سینے سے لگاؤ اور اس کو کم از کم سال بھر ساتھ لگائے رکھنا۔ اگلا جلسہ جو ہوگا اس میں پوچھا جائے گا۔ کم از کم سال بھر تو ایک سنت کا احیاء ہونا چاہیے تھا۔ سنت کے خلاف کام کرنے والوں کو ذرا بھی احساس نہیں دلایا جاتا۔ تعلیم و تربیت سے متعلق کوئی کام اس جلسے میں نہیں ہوتا۔ کسی بھی زاویے سے تبلیغ کا کوئی اشارہ نہیں ہوتا۔ کیا اللہ تعالیٰ اس عمل سے راضی ہوں

گے۔ کوئی تغیر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر جلسہ دوسرے جلسے سے بدترین صورت میں سامنے آتا ہے۔ فواحشات کے لحاظ سے، منکرات کے لحاظ سے بھی، بدعات کے لحاظ سے بھی۔ بتائیے کہ کیا تماشا ہے۔

سردار عالم رحمۃ اللعالمین، خلاصہ موجودات۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان کو پیدا نہ کرتے تو عالم امکان بھی نہ ہوتا۔ کتنی محبوب ترین ہستی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ”سراجاً منیراً“ اور ایسے ہی ”ورفعنا لک ذکرک“ فرمایا اور اب ہمیں دیکھے کہ ان ہستی کا ذکر اس طرح سے کرتے ہیں۔ ایک دن بھی ان کی تعلیم کا ذکر نہیں، کہیں ان کی تبلیغ کا ذکر نہیں۔ صفات بھی ایسی کہ غیر ضروری اور محض اپنے خیالات کے مطابق مستند نہیں، روایت صحیح سے نہیں، اپنی طرف سے نقل کر دیا۔ نبوت کے پہلے دس سال تو کفار و مشرکین نے جینے نہیں دیا۔ زندگی دو بھر کر دی۔ چاروں اطراف سے دشواریاں، ہزاروں پریشانیاں، ہر طرح سے دل آزاریاں کیں۔ اعلان حق کے بعد مملہ میں آپ کے کئی سال اسی کشمکش میں گزرے ہیں کہ عالم امکان مثال پیش نہیں کر سکتا کہ کسی نبی کے اوپر ایسے حالات گزرے ہوئے ہوں۔ ہر طرح سے ستایا گیا۔ جادو کیا گیا، پتھروں سے مارا گیا۔ برا بھلا کہا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا یہ سب کچھ۔ ان دس سالوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم امکان کو شرافت کا سبق دیا۔ وہ خونخوار قوم جو صدیوں سے جانوروں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے جو ڈاکو تھے، چور تھے، زانی تھے، کذاب تھے اور اپنے اپنے مذہب کے انتہائی بت پرست تھے۔ یہودی، نصرانی، سخت سے سخت ترین دشمن اسلام کے تھے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار جانثار۔ اس سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔ کتنی بڑی کامیابی ہے۔ صرف ایک سال کے اندر اتنی بڑی تعداد کے قلب بدل گئے۔ ان

سب کو شرف انسانیت عطا ہو گیا۔ عالم امکان میں اتنے ڈاکو، چور زانی لوگوں نے شرف کامل پایا کہ کہیں بھی اُس کی مثال نہیں ملتی۔ تبلیغ کے جذبے سے سرشار یہ جانثار ساری دنیا میں پھیل گئے۔ اسپین سے لے کر سمرقند، بخارا، ہندوستان اور یونان سب فتح کر ڈالا۔ آج جو ہم مسلمان قوم کی حیثیت سے ہیں یہ سب انہی کا کارنامہ ہے۔ ان کا سبق انسانیت کا اور شرافت کا تھا کہ دل بدلے گئے۔ ایسا کوئی شعبہ دنیا میں موجود نہیں جس کا نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود پیش نہ کر دیا ہو۔ ہر شعبے کے حوالے سے شرف انسانیت کو مقدم رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کائنات کو بھلائی کا وہ راستہ دکھایا جو کامیابی کا اصل راستہ تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کیا گیا تھا۔ کہ بھی ہمارے بندے ہیں ہمارا تعلق ٹوٹ رہا ہے، کوئی بت پرست ہے، کوئی منافق ہے، کوئی نصرانی ہے لہذا ان سب کو ہمارا راستہ پھر سے دکھا دو۔ صراطِ مستقیم دکھانے والی ہستی کو ہم ایسا اعزاز پیش کرتے ہیں۔ ایسے محسن کے لئے جانثاری کا جذبہ ہونا چاہیے۔ فدائیت کا جذبہ ہونا چاہیے۔ لہذا ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ بجائے جلسے کرنے کے ان کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

### نمازوں کا ضیاع:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے گھر یعنی مسجدوں کی بنیاد رکھی۔ کہ مسلمانوں کی پناہ ہے۔ اللہ کے آگے سجدے کرو، دعائیں مانگو۔ اس کی بارگاہ میں حاضری دو۔ تمام مسجدیں آباد ہو گئیں۔ ساری دنیا میں مساجد بن گئیں۔ ساری دنیا میں اللہ اکبر کی صدائیں آنے لگیں۔ چوبیس گھنٹے میں ایسا کوئی لمحہ نہیں کہ جب اذان کی صدا نہ آ رہی ہو۔ سارے عالم امکان میں آوازیں گونج رہی ہیں۔ اللہ جل شانہ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جا رہا ہے۔ کیا ہم یہ حق ادا کر رہے ہیں۔ اس

طرح سے مسجدیں آباد کر رہے ہیں۔ کہاں گیا مسجدوں کا ذوق و شوق۔ مسجدیں ویران ہیں اور جلوس نکل رہے ہیں۔ غیرت کی بات ہے۔ افسوس کی بات ہے۔ مسلمان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ہو کر، اذان کی آواز سن کر بھی نماز کا اہتمام نہیں۔ کس قدر کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو انسان بنا گئے۔ ہر طرح کے آداب سکھا گئے۔ شرافت کے ساتھ چلنا کس کو کہتے ہیں، اللہ کے کیا حقوق ہیں۔ والدین کے کیا حقوق ہیں، یہی تمہاری عبدیت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ تم انسان بن جاؤ، شریف ہو جاؤ اور ایسے بن جاؤ کہ جس پر فرشتوں کو بھی ناز ہو۔ اور صحابہ کرام بھی ایسے ہی بن گئے تھے کہ فرشتوں کو بھی ان پر رشک آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تو یہ تھی کہ انہوں نے جانوروں کو بھی انسان بنا دیا۔ اور ایسا انسان بنا دیا کہ انہوں نے ساری دنیا کو انسانیت کا سبق دیا۔ آج ان کی ولادت میں ایسے جشن کرتے ہو۔ کیا شرافت ہے۔ جتنی انسانیت تھی سب کا فقدان ہو رہا ہے۔ اب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اب اخباروں میں بھی آئے گا کہ سیرت کے بڑے بڑے کامیاب جلسے ہوئے۔ کیا کامیابی لغویات میں، منکرات میں اور اسلام میں، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کرنے میں ہوئی۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوشگوار زندگی، ایک پاکیزہ زندگی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ کہ اگر تم پاک رہو گے تو تمہارا دل بھی پاک رہے گا، تمہارا دماغ بھی پاک رہے گا اور تم طاہر و مطہر رہو گے ظاہر میں بھی باطن میں بھی، نماز بڑی چیز ہے، جس دن اللہ کو حاضری دینی ہے۔ اس دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ کس کے طفیل اللہ نے ہم پر کرم فرمایا۔ شرافت تو یہ ہے کہ سوچنا چاہیے کہ جس ہستی نے ہمیں ایسی شرافت سکھائی اس پر تو ہزاروں جانوں سے قربان ہو جانا چاہیے۔ محبت و عظمت کا تقاضا یہی

ہونا چاہیے۔ جو انہوں نے فرما دیا وہی ہم کریں گے۔ کون سی چیز کی تعلیم دی تھی انہوں نے، کھانا کھانا، استنجا خانہ جانا انہوں نے سکھایا، بیوی بچوں سے ملنا انہوں نے سکھایا، اولاد کے حقوق انہوں نے سکھائے۔ معاشرے کے ساتھ برتاؤ کرنا کس نے سکھایا۔ بری باتوں سے انہوں نے ہم کو روکا اچھی باتوں کی تعلیم انہوں نے دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان، شریف النفس انسان ان سے بہتر عالم امکان میں کوئی نفس نہیں ہو سکتا۔ بھی ایسی تعلیم دینے والے کے لئے جان بھی نثار ہے۔ ان کی خدمت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ ان کی عظمت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق عظمت اور اللہ تعالیٰ کا حق عظمت بھی ادا ہو جاتا ہے نماز سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا نمونہ موجود ہے۔ ایسا طریقہ اختیار کرو جس میں سادگی ہو اور جس میں حق عظمت بھی ادا ہو۔ تقریبات ہوں مگر اتباع سنت کرو۔ اسی میں عافیت ہے، اسی میں سلامتی ہے۔

دعا:

یہ تمام لغویات فتنہ عظیم ہیں۔ یہ دشمنانِ اسلام کی سازش ہے تاکہ حضورؐ کا غلط تقدس ہمارے ذہنوں میں آجائے تاکہ یہ نماز سنت سے بے نیاز ہو جائیں۔ خدا کے احکامات ماننے سے بھی بے نیاز ہو جائیں۔ یا اللہ اس لعنت سے ہمیں بچالے۔ یہ فتنہ ہمیں رسومات کی ترغیب دیتا ہے کہ دوسری قومیں بھی کہیں کہ اسلام رسومات کا مذہب ہے۔ یا اللہ! ہمیں ان کی عظمت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ! ہمیں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ شریعت کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ ہر شعبہ زندگی میں ہمیں شرافت عطا فرما۔ اے اللہ اتباع سنت کی توفیق عطا فرمادے۔ یا اللہ! شیطان کے فریب سے

بچالے۔

آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

رمضان المبارک کی برکات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ  
رمضان کی آمد ہے:

رمضان المبارک کی آمد ہے دس دن بعد امید ہے یہ مبارک مہینہ شروع ہو جائیگا اس مہینہ کی قدر کرو اور یہ سمجھ کر کرو کہ پتہ نہیں پھر موقع ملے گا یا نہیں زندگی رہے گی یا نہیں تندرستی کیسی رہے گی کیا معلوم ماحول کیسا ہو جائے آئندہ کے حالات میں کیا کیا تبدیلیاں آجائیں کچھ پتہ نہیں اسلئے اس رمضان کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ یہ مہینہ جسے قرآن کریم میں ایام معدودات فرمایا گیا ہے گنتی کے چند دن ہی ہیں وقت گزرتے کیا دیر لگتی ہے آج تو ہم یہ دیکھا کرتے ہیں کہ ایک جمعہ گیا دوسرا آ گیا پچھلا جمعہ گیا یہ جمعہ آ گیا وہ بھی ختم ہو رہا ہے تو وقت تو آتا ہے چلا جاتا ہے۔

اس مہینہ کی قدر کریں:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مبارک مہینہ کے جو لمحات بھی مل جائیں اسکی بڑی قدر کرو، معمولی بات نہیں ہے کہ روزہ رکھنا نصیب ہو جائے یہ بڑا کرم اور فضل الہی ہے کہ ہمیں آپ کو توفیق ہو جائے خوب قدر کرنے کی ضرورت ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس رمضان کی اہمیت سے باخبر ہو کر کام کیا جائے رمضان کے مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے جو برکات رکھی ہیں رمضان اپنی سب برکتوں کے ساتھ آتا ہے چاہے ہمیں اس کے انوار و برکات اور تجلیات کا احساس ہو یا نہ ہو اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم بھی ہوگا رحمتوں کا نزول بھی ہوگا شب قدر بھی آئے گی کلام اللہ کی

تلاوت کرنے سے اس کے انوار و تجلیات سے بھی لمحات زندگی معمور منور ہوں گے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ہم ان کی حقیقت و خاصیت کا ادراک و احساس نہیں کر سکتے مگر ان کے اثرات ہمارے محسوس کیئے بغیر رونما ہو جاتے ہیں مثلاً ایک یونانی دوا ”جواہر مہرہ“ ہے چاول برابر زبان پر رکھ دیا جائے طاقت اور توانائی پیدا ہوتی ہے اگرچہ کھانے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ سب کیسے ہو گیا مگر اس کے نہ سمجھنے کے باوجود توانائی آ جاتی ہے ایسی بہت سی اشیاء کی تاثیر کا مشاہدہ ہم اور آپ کرتے رہتے ہیں جن کی حقیقت و خاصیت ہمیں معلوم نہیں اسی طرح رمضان کے برکات اور انوار و تجلیات ہیں یہ سب رمضان کی آمد سے رونما ہونے لگتے ہیں خواہ ہمیں انکا احساس ہو یا نہ ہو۔

اسلئے میں عرض کر رہا ہوں کہ بھائی! رمضان کے انوار و برکات ظاہری طور پر آپ کو محسوس ہوں یا نہ ہوں اس کی قدر کیجئے اور اس کی اہمیت کا احساس کر کے یہ مبارک اوقات گزاریں اخلاص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے محتاج بن کر یہ مہینہ گزاریں۔

ابھی تک آزادانہ جو کام کر رہے تھے اب ان پر بریک لگا دیں، دجن باتوں کا برا ہونا ہم سب جانتے ہیں کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے انہیں چھوڑ دو جتنی چیزیں غبار پیدا کرتی ہیں آنکھوں کیلئے دل کیلئے زبان کیلئے کانوں کیلئے انہیں چھوڑ دو۔

بھئی آپ لوگ ماشاء اللہ پڑھے لکھے لوگ ہیں آپ کے سامنے کیا بات کروں بعض اوقات مجھ کو شرم بھی آتی ہے آپ لوگوں کے سامنے بات کہتے ہوئے گویا میں بہت جانتا ہوں اور آپ لوگ کچھ نہیں جانتے ”استغفر اللہ“ یہ بات نہیں ہے

بس اتنی سی بات ہے کہ مخاطب علمی لحاظ سے کچھ بھی ہوں جب بات کرنے لگتا ہوں تو دل کی بات زبان پر آ جاتی ہے جن چیزوں سے خود بچنا چاہتا ہوں دل چاہتا ہے کہ انہی باتوں کی طرف آپ لوگوں کو بھی متوجہ کر دوں ورنہ خدا نخواستہ کسی کی کم علمی کی بنا پر یہ بات نہیں کہی جاتی کیونکہ سب سے زیادہ کم علمی مجھ میں ہے میری معلومات اتنی وسیع نہیں ہے جتنی آپ لوگوں کی ہے۔ بہر کیف! جی چاہتا ہے اپنے لئے بھی اور آپ لوگوں کیلئے بھی کہ جہاں تک ہو سکے رمضان شریف کا فائدہ اٹھا لو کسے معلوم کہ اب آئندہ رمضان ملے گا یا نہیں اس حادثاتی دنیا میں حوادث کی دنیا میں آئندہ کی کیا خبر بھی غنیمت سمجھو رمضان آنے میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں ذرا احتیاط کر کے دیکھو کیا ہوتا ہے۔

ابھی حال ہی میں ایک افسوس ناک بات سامنے آئی بعض حضرات ہیں جو خود بھی اور ان کے گھر والے بھی نماز کے بہت پابند ہیں روزے بھی رکھتے ہیں عمرہ بھی ادا کر آئے ہیں لیکن افسوس کہ ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں ریڈیو بھی سنتے ہیں خیال یہ کرتے ہیں کہ یہ تو تفریح کی چیز ہے اور تفریحات میں کیا حرج ہے غور کرنیکی چیز ہے کہ ہم اور آپ کون ہوتے ہیں اس بات کا فیصلہ کرنے والے کہ ہر تفریح جائز ہے تفریحات میں کیا حرج ہے تفریح کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے ان میں بعض تفریحات تو ایسی گندی اور ناپاک ہوتی ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ بھی آپ کے سامنے آ جائے تو گھن محسوس ہونے لگے اس ٹیلی ویژن کو ہی لے لیجئے، دماغوں میں بے غیرتی اور بے شرمی کی لہر دوڑ گئی اور گھر کے گھر اس بے شرمی نے برباد کر دیئے، طبی نقطہ نظر سے بھی یہ بات ہے کہ آنکھوں پر دماغ کی رگوں پر اس کی شعاعوں کا اثر پڑتا ہے اس کا قلب پر بھی

اثر پڑتا ہے دلی تکالیف کا یہ بھی ایک سبب ہے اگرچہ دل کی تکلیفوں کا ایک سبب بعض دواؤں کو بھی قرار دیا جاتا ہے جو ہمارے دل کو بے حساب دے دی جاتی ہے ان سے دل کمزور ہوتا ہے اور بھی بہت سے اسباب ہیں ایک سبب یہ ٹیلی ویژن کی شعاعیں بھی ہیں۔ سنایہ ہے کہ یہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی لہریں قلب پر اثر انداز ہوتی ہے بعض لوگوں کے قلب تو بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور بعض کے متاثر تو نہیں ہوتے مگر اندیشہ رہتا ہے ان کے متاثر ہو جانے کا۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی بات سے منع فرمادیا تو یہ ممانعت ہمارے ہی فائدے کیلئے ہے اسلئے تفریحات کے بارے میں خود ہی فیصلے نہ کرو جو تفریحات شرعی اعتبار سے مباح ہیں جائز ہیں اسمیں تو مضائقہ نہیں مگر جب کسی چیز کو شریعت نے منع کر دیا تو خدا کیلئے اس متبرک مہینے میں اسکو چھوڑ دو، اس حرام چیز کو روک دو ناجائز کام نہ کرو ناجائز باتیں نہ سنو، ایسی تفریحات کا باب ہی بند کر دو تھوڑا سا ہی صبر کر لو ان تیس دنوں میں، ایسی سب تفریحات چھوڑ دو جہاں جہاں شک ہو یہ کام مکروہ ہے یا ناجائز ہے تو عقل کا فتویٰ یہی ہے کہ ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے ہمارے روزے میں ہماری عبادت میں غبار آجائے اسی طرح بے ضرورت کام میں جیسے اخبار بنی ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ مثلاً جنگ اخبار ہے تو لفظ جنگ سے شروع کرتے ہیں اور پبلیشرز پہ ختم کرتے ہیں حاصل اس کا سمجھ نہیں ہوتا دیکھو میں اخبار نہیں پڑھتا سرسری نظر ڈال لیتا ہوں موٹی موٹی سرخیاں دیکھ لیتا ہوں وہ بھی کبھی دیکھی کبھی نہ دیکھی تو اسمیں نقصان ہی کیا ہے ایسی لغو چیزیں بھی چھوڑ دو لغو کے معنی یہ ہے کہ ایسی چیز جس کا تم کو نہ دنیا میں کوئی فائدہ نہ آخرت میں کوئی فائدہ بس ایک مہمل سی بات ہے

ابھی کل ہی کی بات ہے، کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ کیا شطرنج کھیلنا گناہ ہے نا حرام ہے؟ میں نے کہا جب شریعت نے ممنوع کر دیا تو بس جرم ہے، کیونکہ اسمیں ہمارے لئے کوئی اچھائی نہیں ہے یہ لغو ہے یہ لغو کام کو ترک کر دیں، دس بارہ دن احتیاط کر کے دیکھو کون سا نقصان ہو جائیگا۔

کیا معلوم موقعہ ملے یا نہیں کیا معلوم تندرستی ہو کیا معلوم ماحول کیسا ہو؟ اسکو غنیمت سمجھنا چاہئے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جس کی ہم کو حقیقت و ماہیت نہیں معلوم۔ لیکن مشاہدہ ہے کہ اس چیز میں تاثیر ہوتی ہے۔

جو اہرمبرہ ہے چاول برابر زبان پر رکھ دیا ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے طاقت اور توانائی آ جاتی ہے۔ بھئی یہ مشاہدہ میں ہے اسی طرح رمضان شریف کے فضائل و برکات انوار و تجلیات کا ہم کو علم و احساس نہ ہو حقیقت تو اب بدلے گی نہیں رمضان شریف میں تمام برکات آئیں گی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بھی ہوگا۔ رحمت بھی نازل ہو گی۔ شب قدر بھی آئے گی۔ کلام اللہ کے انوار و تجلیات سے لمحات زندگی معمور و منور ہو جائیں گے۔

### اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مہینہ:

بھائی! اخلاص نیت کے ساتھ محتاج بن کے اللہ کی رحمتوں کا یہ مہینہ گزار دیں یہ مہینہ ایام معدودات کا ہے بہت گنتی کے دن ہیں بھائی! آج تو ہم یہ دیکھا کرتے ہیں ایک جمعہ گیا دوسرا جمعہ آ گیا۔ پچھلا جمعہ گیا۔ دو روز ہوئے تھے کہ خیال ہوا کہ جمعہ کا روز ہے جمعہ آ گیا وہ بھی ختم ہو رہا ہے تو وقت تو آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ جو لمحات بھی مل

جائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی قدر کرو اس کی بہت بڑی قدر کی ضرورت ہے معمولی بات نہیں روزہ بڑا کرم اور فضل الہی ہے۔ کہ ہمیں آپ کو توفیق ہو جائے لیکن باخبر ہو کر کام کیا جائے تو اچھا ہے اور باخبر ہونے کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ تھوڑے دنوں کے لئے اپنے اوپر بریک لگا دیں۔ ابھی تک آزادانہ جو کام کر رہے تھے۔ وہ نہ کرو اور دوسری بات یہ کہ یہ خود بتانے کی ضرورت نہیں ہے سب جانتے ہیں بھائی! جس کام کی برائی جانتے ہو چھوڑ دو نہ کرو اس کام کو۔

### وقت کو غنیمت سمجھو:

رمضان شریف کے دس، بارہ، دن ذرا احتیاط کر کے دیکھو کیا ہوتا ہے کون سا نقصان ہو جائے گا، بہت سہل نسخہ ہے بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کہو ہم بڑے قصور وار ہیں۔ رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے لیکن کیا کریں اس میں مبتلا ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ہم خود اسکو ناپسند کرتے ہیں چھوڑنے کا جی چاہتا ہے لیکن نہیں چھوڑتی آپ چھوڑو ادیتجئے۔ اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ پسند ہیں ہمیں ہمارا شوق اس کے اندر پیدا ہو گیا ہے ان کو چھوڑنے میں ذرا تامل معلوم ہوتا ہے کہ یا اللہ آپ کو پسند نہیں یہ باتیں اور چونکہ ہمیں پسند ہیں یہ باتیں اس لئے ہم تو یہ ارادہ کرتے ہیں چھوڑنے کا آپ ہماری مدد فرما دیجئے کہ ہم وہ چیزیں بھی چھوڑ دیں جو آپ کو ناپسند ہیں اور فی الحال ہم کو پسند ہیں۔ اور یا اللہ بہت سے باتیں ایسی ہیں کہ معلوم نہیں کہ ہم سے کیسی چھوٹیں گی۔ ان کی چھوٹنے کی قدرت بھی نہیں معلوم ہوتی ایسی عادت ثانیہ بنی ہوئی ہے بہت سے حالات ایسے بنے ہوئے ہیں تقریبات غمی و شادی کی جب ان

میں جاتے ہیں تو اگر لوگوں سے ملتے جلتے نہیں ان سے تو ایک قسم کی ناراضگی بن کر رہتی ہے۔ اور بیگانہ بن کر رہنا بھی مشکل ہے۔ تو یا اللہ میں کیا کروں اس میں میری مدد فرمائیں اسمیں ایک صاحب سے چپکے سے پوچھا ہم نے ایک دفعہ ایک سہل نسخہ بتا دیا تھا تم نے عمل کیا۔ انہوں نے کہا لکھ لیا ہے عمل نہیں کیا۔ میں نے کہا کیوں نہیں عمل کیا کہا میں نے سوچا دعا اگر قبول ہوگئی تو پھر میری عادت بدل جائے گی اور میں ابھی تیار نہیں ہوں اپنی عادت بدلنے کو اسلئے میں نے ملتوی کر دیا میں نے دعا نہیں مانگی۔

آسان نسخہ:

بھئی ایسا نہ کرو بات تو ہر کوئی سنتا ہے لیکن ہر شخص کو ایسا ہونا چاہئے کہ اس بات میں ہم منفرد ہو جائیں۔ تو ہر شخص انفرادی طور پر یہ ارادہ کرے ہر اچھی بات پر عمل کرے یہ اس کی بڑی خوبی ہے باتیں تو سب اچھی ہیں مگر بات وہ اچھی ہے جو عمل میں آجائے۔

مختصر وقت ہے میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ہم لوگ بڑے ناقدر دان ہیں صرف ضابطے کے مسلمان ہیں۔ محض ضابطے کا ایمان ہے بھئی خدا کے لئے اس ضابطے کو رابطے میں بدل لو کیونکہ رابطے کا بہت فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اعلان فرما رہے ہیں کہ مہینہ ہمارا ہے اللہ سے رابطہ تو کر لو۔ ہم ان کے سارا عالم کائنات ان کا سارے مہینے ان کے سارے دن ان کے مگر اب کیا کیا جائے ان کے فضل و کرم کی انتہا کو کہ کچھ راتوں میں فضیلت دے دی، کچھ دنوں میں فضیلت دے دی، کچھ لمحات میں فضیلت دی اور یہ فضیلت اپنے مخلوق پر رحم فرمانے کے لئے تو ہے۔ اللہ میاں کیوں

اعلان فرماتے ہیں کہ ہم آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ ارے! ان کی شان نزول کی انتہا ہے ہی نہیں وہ تو ہر جگہ ہر حال ہماری رگ جاں سے قریب ہیں ان کا نزول تو یہی ہے کہ ہم یہ ادراک کر لیں۔ کہ وہ ہماری رگ جاں سے قریب ہیں ایک شعر یاد آیا ہے۔

یہ حسن یقین روح رواں میرے لئے ہے  
کہ ان کا حریم رگ جان میرے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کی نوازش:

انہوں نے میرے رگ جان کو اپنا حریم بنایا کتنے بڑی ناز کی بات ہے کتنے بڑے خوش نصیب ہیں ارے بڑی ناقدری ہے۔ ارے کتنا بڑا اللہ کا فضل ہے کہ رگ جان کے قریب ہیں حسرت موہانی کا شعر یاد آیا۔

کہ کچھ خلش محسوس ہوتی ہے رگ جاں کے قریب  
آن پہنچے ہیں مگر منزل جاناں کے قریب

تو بھائی منزل جاناں تو رگ جاں ہے جس چیز کو وہ اپنا بنالیں تو اللہ کے لئے ہم آپ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اور اصل میں حقیقت یہ ہے کہ ماہ مبارک جو ہے ۲ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر بے انتہا نوازش ہے جس کی حد و حساب نہیں، اسی لئے فرماتے ہیں یہ ہمارا مہینہ ہے ہمارا مہینہ اس کا اجر ہم دیں گے ہم خود دیں گے کون دیکھا اجر ارے ہمیشہ وہی دیتے ہیں مگر مخصوص کرتے ہیں اگر چاہیں تو نوازش نہ کریں اس کا اعلان نہ کریں۔ مگر چونکہ ہم کو اپنا بنانا مقصود ہے اس لئے مہینہ اپنا



بنالیا۔ یہ بہانہ ہے مہینے کا ورنہ مقصود یہ ہے کہ تم ہمارے ہو جاؤ اور ہم تمہارے۔ تو بھی کیسے ہو جائیں تو تھوڑا سا مجاہدہ ہے اور مجاہدہ بھی کوئی مجاہدہ نہیں اگر کیا جائے جیسے کہ اگر دسترخوان کی ہر کوئی چیز بادی ہے جیسے ہمارے حیدر آبادی دوست کبھی کبھی بینگن کا گودہ پکا کر بھیجتے ہیں ہوتا بادی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بھی ہم تو نہیں کھائیں گے اس لئے کہ مضر ہے، بہت لذیذ صحیح، لیکن اپنی صحت کا تحفظ بہت ضروری ہے آج اگر کھالیں تو گلے پر اثر ہو جائے گا کل نزلہ ہو جائے گا پھر کھانسی ہو جائے گی تو پہلے پرہیز ضروری ہے اور یہ کوئی اتنا مشکل بھی نہیں اسلئے تھوڑا سا مجاہدہ کریں اپنی آنکھیں بچائیں فاصلہ دیں نیچے رکھوا اپنی آنکھیں۔ مانا کہ آج کل بہت بے شرمی بے حیائی گھر میں آگئی ہے مگر آپ احتیاط کر لیں اسی طرح خاندانی تصاویر ہوں یا اخبارات میں تصاویر ہوتی ہیں اپنے سونے کے کمرے سے الگ ڈال دیں اتنی سی احتیاط کر لیں۔ ایک صاحب تھے صوفی منش رمضان شریف سے ایک ہفتے پہلے اپنے گھر کی آرائش کرتے ہر چیز سلیقے سے صفائی سے رکھتے بھی کیا ہو رہا ہے تو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے جنتیں سجاتے ہیں تو میں بھی اپنا گھر سجا رہا ہوں۔ سید سلیمان ندوی کا ایک شعر یاد آگیا۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل

سج رہا ہے شاہ خواباں کے لئے دربار دل

جب شاہ خواباں کے لئے دربار دل سج رہا ہے اور جب اللہ میاں جنتیں سنوار رہے ہیں تو اپنے قلب کو کیوں نہ سنوارے۔ اس کو کیوں نہ مصفی و مچلی کر لو تا کہ ان انوار و تجلیات کا صحیح ادراک ہو سکے تو لغو باتیں چھوڑ دو، غیر ضروری مشاغل چھوڑ دو،

غیر ضروری تعلقات چھوڑ دو، ارے کیا حرج ہو جائے گا تو اول تو ہو گا نہیں اگر ہو جائے تو ہونے دو

آرزو میں خون ہو یا حسرتیں برباد ہوں  
اب تو اس دل کو بنانا ہے ترے قابل مجھے

اپنے دلوں کی صفائی کر لیں:

اب اس رمضان میں اس دل کو قابل تو بنا لو۔ قابلیت کا احساس تو پیدا کرو۔ کتنے دن رہ گئے ہیں پہلے سے انتظام ہو جائے یہ بہت مبارک بات ہوگی چھوڑ دو ایسی باتیں جس کو گناہ کہا جاتا ہے آج کل لوگوں نے گناہوں کو بھی مباح سمجھ لیا ہے تو ایسی تقریحات میں چاہے شادی کی ہو یا غمی کی اس سے احتراز کریں اگر اندیشہ ہو کہ تعلقات خراب ہوں گے غمی کی مجلس میں تو شرکت ضروری ہے خوشی کی تقریبات میں ضروری نہیں ہزاروں عذر کر سکتے ہیں۔ ہمارے بھی احباب ہیں تعلقات ہیں ہم تو عذر کر دیتے ہیں کہا آج ہماری طبیعت اچھی نہیں ہمیں ضعف زیادہ معلوم ہو رہا ہے تو قبول کر لیتے ہیں تو ایسی کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تھوڑا سا پرہیز کر لیا جائے تو رمضان شریف کے قبل اپنے دل کی صفائی کر لینی چاہیے جیسے میں نے عرض کیا کہ لوگوں نے تو اپنے گھر کو سنوارا۔ بھئی ہم اپنے قلوب ہی لغویتوں سے صاف کر لیں اور کچھ حقوق واجبہ ایسے ہیں کہ عادت ثانیہ بن گئے ہیں مثلاً اہل و عیال کے معاملات مگر سب سے زیادہ کاروباری سلسلہ ہے بھئی اس میں ضرورتیں ہیں مگر انہیں بھی احتیاط کے ساتھ پورا کیا جاسکتا ہے، ایک جج صاحب تھے تو انہوں نے رمضان شریف سے پہلے اعلان کیا تمام وکلاء سے کہ میں سود کی ڈگری نہیں دوں گا چاہے تم اور جو کچھ بھی کر لو اس کو اجر

امت کرانا۔ اگر میرے سامنے لائی گئی میں ریجیکٹ کر دوں گا اگرچہ اس کے بعد تم اس کو ریوائیو کر دو بات دوسری ہے میں تو نہیں کروں گا ۲۹ تاریخ تھی رمضان شریف کی ۷۵ ہزار روپے کی بلکہ لاکھ روپے کی ڈگری تھی تو ان وکیل صاحب نے کہا کہ میں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ۲۹ تاریخ تک سودی ڈگری نہیں لوں گا اس لئے اس کاروائی پر میں نے اعتراض کیا ہے۔ اب ان کا چاہے بڑا نقصان ہو جائے چاہے میری سروس جاتی رہے ہائیکورٹ مجھے معطل کر دے پھر میں ریجیکٹ کرتا ہوں تو بھائی جو ہمت کرے کر سکتا ہے بھی ریوائیو کر لینا بعد میں کر لینا تہیہ کرنے والا آدمی اللہ کے رضا کے لئے ارے کیسی بات کرتے ہو مخلوق کو راضی کر سکتے ہو غلط باتوں سے اور غلط انداز سے گناہوں سے اور اللہ میاں کو راضی نہیں کر سکتے اور مخلوق چاہے راضی ہو یا نہ یہ بھی شبہ ہے مشکوک ہے کہ مخلوق راضی ہو مگر اللہ میاں تو یقیناً راضی ہیں تمہارے اس رویے سے تو جہاں تک ہو سکے اپنے آنکھوں کو رو کو دل کو رو کو زبان کو صاف کرو تو استغفار کی کثرت کرو درود شریف کی کثرت کرو میں نے عرض کیا کہ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ ہم لوگ ضابطے کے طور پر تسبیحات پڑھ لیتے ہیں ضابطے کے طور پر نوافل پڑھ لیتے ہیں ضابطے کے ساتھ اور مستحبات کر لیتے ہیں ارے بھی تم یہ نیت کر لو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اللہ کی رضا کے لئے اب جو بھی ثواب کا وعدہ کیا ہے تسبیحات میں اور دو وظائف میں قرآن شریف کی تلاوت میں یہ تو ان کا کرم و فضل ہے جتنا چاہیں جس کو دیں۔ میں اپنی طرف سے اللہ کی خوشنودی اور رضا کا ارادہ کرتا ہوں خوشنودی کے لئے ثواب تو وہ دیں گئے تم اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ثواب کی نیت سے نہ کرو ثواب بھی ان کی رضا ہے۔ ثواب تو وہ دے دیں گے تم یہ کہو کہ ثواب بھی آپ کی عطا ہے، ہم تو

آپ کی عطا چاہتے ہیں۔ آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ اس نیت سے جو عمل کرو آپ اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اور ہم ان کے امتی ہیں اور ان کا پورا پورا حق ہے کہ ہم ان کی اتباع کریں۔ اور جتنے فضائل اور برکات اور رحمتیں ان کی موعود ہیں رمضان شریف میں ہم ان سب کے محتاج ہیں۔

استغفار کے فضائل:

ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہم نے پچھلا رمضان غفلت میں گزرا یا اللہ ہم نے بے خبری میں روزے رکھ لئے اور بے خبری میں تراویح پڑھ لی اور تلاوت کر لی اب یا اللہ ہم ہوش و حواس کے ساتھ ایمانی تقاضے کے ساتھ عزم کرتے ہیں کہ جو کچھ کرینگے آپ کی رضا کے لئے کریں گے آپ کی خوشنودی کے لئے کریں گے کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں اب یہ نیت کر لیں اور اس نیت میں بزرگان دین نے یہ فرمایا ہے کہ استغفار سب میں بڑی چیز ہے اور بڑی نعمت ہے کہ اس سے اللہ کا وعدہ ہے (اِنَّ اللہَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیْعًا)۔ جمیعاً کے معنی میں لوگ کہتے ہیں کہ تمام حقوق العباد آجاتے ہیں کہ جمیعاً کے اندر کوئی چیز چھوٹی نہیں ہے جس میں ہم کہیں کہ شاید ہمارا یہ گناہ معاف نہ ہو ہمارا یہ قصور معاف نہ ہو غلط بات ہے بالکل بدرجہ کفر ہے یہ کہ اللہ نے یہ وعدہ کیا شاید ہم پر منطبق نہ ہوں ارے تم پر ضرور منطبق ہے مخاطب تم ہی تو ہو۔ شان نزول ان آیات کی ان کے لئے ہے جو نئے مسلمان ہوئے ہیں، مگر وہ مسلمان پہلے سے مرجع ہیں جو لوگ ایمان لائے تھے صحابہ کرامؓ سے انہوں نے کہا کہ ہماری پچھلے زندگی تو

آلودہ ہوگئی ہے غفلتوں میں گذر گئی ہے کبار میں گذر گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کفار مشرکین کے ایمان لانے کے بعد یہ احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جو صاحب ایمان پہلے سے ہیں ان کا تو اور بھی زیادہ حق ہے ان کے لئے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ اور بھی زیادہ دینگے تو بہ کس چیز کو کہتے ہیں ”ندامت قلب“ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ تو بہ تو کر رہا ہوں لیکن شاید قائم نہ رہے تو بہ کرتے وقت آئندہ کا اندیشہ کر کے شاید کالفظ بھی خیال میں نہ لائیں۔ فی الحال عزم بالجزم کر لو کہ میں تو بہ کرتا ہوں تو بہ نام ہے ندامت قلب کا گردن جھکا کر بیٹھ جاؤ اور کہو یا اللہ میں سخت نادم و پشیمان ہوں کہ میں صاحب ایمان ہونے کے باوجود، آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو نے کا باوجود میں نے کوئی حق ادا نہیں کیا بہت ہی مجرم ہوں، سخت نادم ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو خود برباد کر دیا ہے یا اللہ مجھ پر رحم کیجئے کہ ”انی مغلوب فاقصر“ میں تو اب مغلوب رہ چکا ہوں نفس و شیطان سے میری نصرت فرمائیے۔

### ندامت قلب:

یہاں پر عارفین نے کہا ہے کہ تو بہ ندامت قلب کے ساتھ کرو خوب سوچ سمجھ کر عمر بھر کے گناہوں کے لئے جو یاد آجائیں یا نہ یاد آجائیں۔ حدیث شریف میں منقول دعائیں یہ لفظ آیا ہے کہ جو گناہ مجھے یاد ہیں اور جو گناہ مجھے یاد بھی نہیں آپ کے علم میں ہیں سب معاف کر دیں۔ میں چاہتا یہ ہوں یا اللہ یہ ماہ مبارک جو آرہا ہے اس کے تمام فضائل و تجلیات و انوار برکات آپ کی رحمتوں کا نزول کچھ میرے قلب پر ہو تو میرے قلب میں صلاحیت پیدا ہو جائے میرے ایمان میں قوت پیدا ہو جائے

استغفار کریں جی بھر کے اس کا مشغلہ بناؤ ایک دو دن خوب ندامت قلب کے ساتھ اپنے پچھلے گناہوں پر خوب نادم ہو کر توبہ استغفار کریں۔ پھر خبردار یہ وسوسہ بھی نہ آئے کہ ہماری توبہ جانے قبول ہوئی یا نہیں۔ الحمد للہ حضرت کا فیض ہے کہ میری زبان پر یہ بات آگئی کہ توبہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ میں اقراری مجرم ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا گناہ کیا اور کتنے سخت گناہ کئے۔ میں نادم ہوں ندامت قلب کے ساتھ توبہ استغفار کرتا ہوں اس میں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ توبہ استغفار کریں۔ اور آپ کا وعدہ ہے کہ جو توبہ کرتا ہے آپ قبول کرتے ہیں۔ تو امتثال امر کے ساتھ توبہ کر رہا ہوں۔ ایک تو امتثال امر ہی کی سعادت حاصل ہوگئی۔ اپنا خیال چھوڑو کہ ہم نے ندامت قلب کیا ساتھ اپنا اقرار جرم کر لیا۔ یہ دیکھو کہ کیوں توبہ کی، تم نے امتثال امر بھی کی آپ نے ان کے حکم کی تعمیل بھی کی جب حکم کی تعمیل بھی کی تو راضی ہو جائیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی ہے اور ہم سے بھی فرمایا ہے کہ تم بھی توبہ کرو، تو جب اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں توبہ کی پھر آپ کی توبہ کیسے قبول نہ ہو۔ کون سا ولی ایسا ہے کہہ سکتے ہیں کہ میری توبہ قبول نہیں ہو سکتی آپ کی توبہ اگر ایسی ہے تو آپ مجرم ہیں استغفر اللہ، اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کرتے ہو ان کی رحمت سے بدگمان ہوتے ہو تم ایسے بڑے گناہ گار ہو کہ کوئی رحمت تم پر کام نہیں کرے گی، کوئی اعلان رحمت تم پر صادق نہیں آتا کتنی بڑی گستاخی ہے کتنی بڑی بدتمیزی کی بات ہے اسلئے خبردار توبہ کرنے کے بعد یقین واثق رکھو کہ میری توبہ قبول ہوئی۔

میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ مجرم بن کر بیٹھ جاؤ کہ یا اللہ بہت سی عادتیں ایسی

ہیں جنہیں میں چھوڑ سکتا ہوں مگر نفس کی شرارت مجھ سے نہیں چھوٹی اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو دفعۃً چھوڑنا میرے لئے ممکن نہیں۔ یہ کس سے کہہ رہے ہو گردن جھکا کر اللہ میاں کے سامنے بیٹھے ہوئے ان سے کہہ رہے ہو ان کے سامنے عرض معروض کر رہے ہو کہ بہت سی چیزیں تو میں چھوڑ دوں لیکن مجھے تکلیف دیں گی۔ باقی باتیں مجھے ایسی معلوم ہو رہی ہیں کہ میں رفتہ رفتہ چھوڑ دوں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ یا اللہ جو راسخ ہو گئی ہیں جو چھوڑے نہیں چھوٹی میں اپنے آپ میں قدرت نہیں پاتا کہ چھوڑ دوں مگر یقین ہے وہ جرم ہے، گناہ ہے، یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں ”بیدک الخیر انک علیٰ کلّ شیء قدير“ آپ اس کو بدل دیں۔ یہ دعا نہیں کر سکتے، اس دعا سے مانع کون سی چیز ہے جیسے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس لئے دعا نہیں مانگی کہ میری حالت بدل جائے گی۔ انتہا ہے نفس پرستی کی کہ اس لئے دعا نہیں کی کہ قبول ہو جائے تو حالت بدل جائے گی۔ ”اَنَا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ“ کتنی گستاخی کی بات ہے۔

### درویش شریف کے فضائل:

تو اب کیا کرنا ہے اب کپڑے میں داغ دھبے تھے دھو لیئے، آپ کا کپڑا صاف ہو گیا کپڑا صاف تو ہو گیا اس میں پاکیزگی تو آگئی لیکن نزاکت و لطافت اس میں نہیں آئی ہے یہ بھی تو ایک چیز ہے وہ بھی اتباع سنت ہے کہ عطر لگایا کرو کہ جب جمعے میں جاؤ تو عطر لگانا مسنون ہے تاکہ دوسرے مصلیوں کو بھی تمہاری وجہ سے اور فرشتوں کو بھی تمہاری وجہ سے راحت ہو، فرشتے بھی راحت محسوس کرتے ہیں۔ عطر

مسنون ہے اس وجہ سے عطر لگایا کرو عالم امکان میں اس سے بڑا زیادہ معطر عطر کوئی نہیں کہ دور و شریف پڑھا کرو۔ درود شریف جو ہے یہ دل جان و ایمان تک کو معطر کر دیتا ہے فرمایا ”ان الله وملتئكة يصلون“ ارے اللہ تعالیٰ نے وظیفہ دیا ہے کہ ہم معطر کر رہے ہیں اپنی مجلس کو کہ ملائکہ معطر ہو رہے ہیں دور و شریف بھیج کر تم بھی شریک ہو جاؤ۔ تو الحمد للہ درود شریف ایسا عمل ہے کہ جس میں ملائکہ کے ساتھ شرکت ہو جاتی ہے بحیثیت مخلوق کے اور اللہ تعالیٰ بھی چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہیں۔ جیسے بھی ان کی شان ہے اور اتثال جیسے کہ ”یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ“ تم ہم اتثال امر میں درود شریف پڑھ رہے ہیں تو اس میں بھی وہی بات پیدا ہو جائے گی اعلیٰ مقام میں درود شریف پڑھ رہے ہیں ہم کہتے ہیں ”اللہم صل علی“ اے اللہ آپ بھیج دیجئے جیسے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے زمانہ میں جب بادشاہ کے یہاں دوسرا بادشاہ مہمان ہوتا تھا تو وزیر اعظم خاطر مدارت کے لئے ہدیہ پیش کرتا تو بادشاہ کے سامنے تو وہ وزیر اعظم اپنے بادشاہ کو دیتا تھا کہ آپ ہی دیجئے ”شاہاں باشاہاں می دہند“ میری ہستی نہیں ہے ایسی کہ میں بادشاہ کے سامنے پیش کر سکوں آپ بادشاہ ہیں آپ ہی میزبان ہیں تو ایسے ہی ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہم کیا درود بھیجیں گئے اتنی بڑی عالی شان ہستی کے لئے جس کو مخصوص کر دیا ہوا اپنے لئے، جس کے لئے مقام محمود مخصوص ہو گیا ہو۔ یا اللہ اتنے بڑے عالی مرتبہ کے لئے ہم کیا درود بھیجیں گے ”اللہم صل علی“ آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں آپ ہی بھیج دیجئے جس درود شریف میں واسطہ بناؤ گئے اللہ کو تو وہ درود کیسا ہوگا۔



## قلب کی صفائی کر لیں:

لا الہ الا اللہ استغفار کرتے رہو تا کہ دل پاک ہو جائے ناپاک کی دور ہو جائے۔ داغ دھبے دور ہو جائیں آنکھوں کو بچاؤ زبان کو بچاؤ، کانوں کو بچاؤ اور دل کو بچاؤ اب ذکر و اذکار ہوں گے کلام اللہ کی تلاوت ہوگی۔ نوافل ہوں گے تراویح ہوگی، شب بیداری ہوگی۔ اب الحمد للہ قلب منور ہو چکا ہے صاف ہو چکا ہے۔ اب عبادت کرو انشاء اللہ ایسی بات حاصل ہوگی جو وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی۔ تو اس لئے پہلے سے قلب کو صاف کرنا شروع کر دو بری باتوں کو چھوڑ دو، لغو باتوں کو چھوڑ دو اور اگر لغزش ہو جائے تو توبہ استغفار کرو بلکہ توبہ استغفار کا وظیفہ بنا لو یہ بات ایسی ہے کہ دل ہی دل کے اندر ہو جاتی ہے استغفار کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

میان عاشق و معشوق رمزیت  
کرانا کاتبیں راہم خبر نیست

کوئی غلط بات آئی لغزش آئی دل میں کوئی وسوسہ آیا کوئی خطرہ آیا دل میں استغفر اللہ ”استغفر اللہ“ کہہ لیا پاک ہو گیا یقیناً پاک ہو گیا کوئی ایسی خوشی والی بات سمجھ میں آئے تو الحمد للہ کہہ دیا۔ تو جس وقت استغفر اللہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا اور جس وقت الحمد للہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا۔ جو جس طرح اعوذ باللہ کہا تو اللہ سے تعلق ہو گیا تو اللہ سے تعلق بار بار بار بار، یہ یقیناً رنگ لائے گا یہ اللہ کا نام لینا بار بار اپنے ہر لفظ کے اوپر اپنے ہر عمل کے اوپر اللہ میاں کو یاد کر لینا ہی تو رجوع الی اللہ ہے اسی کا نام ہی تو تعلق مع اللہ ہے۔

## ذکر کی برکات:

بے خبری میں کرتے ہیں اس لئے اس کی قدر نہیں سمجھتے کہ یہ کیا کہا ہے  
 ارے بھائی ایک دفعہ اللہ کہہ دیا تو اللہ نور السموات والارض ہے تمام عالم ان  
 کے نور سے بھرا ہوا ہے تم نے اس اللہ کا نام لے لیا تو اس چیز کو معمولی نہ سمجھو۔ جس  
 طرح میں نے عرض کیا کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے صبح صادق ہوتی ہے اب  
 اس طرح صبح صادق ہو رہی ہے رمضان شریف کے شروع ہونے سے اب یہ صبح  
 کاذب جاتی رہی جس میں مبتلا تھے خود فریبی میں دنیا کے مشاغل میں اب ذرا صبح  
 صادق کی روشنی میں توبہ استغفار کرو، اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو جب طلوع آفتاب ہوگا  
 یعنی انوار و تجلیات کا ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ تمہارا قلب اس سے معمور ہوگا۔

## ایک شبہ کا ازالہ:

ایک بات بتادیں۔ عام طور سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے نمازیں بھی  
 پڑھیں ہیں، توبہ بھی کی، استغفار بھی کی قرآن شریف بھی پڑھا اور سب کچھ کیا جیسا  
 رمضان شریف ختم ہوا جیسے تھے ویسے ہی رہے کوئی فرق نہیں معلوم ہوا ان کی یہ عبادت  
 کیا قبول نہیں ہوئی، شب بیداریاں یوں ہی گئی، کلام اللہ کی تلاوت یوں ہی  
 گئیں۔ اشراق کی نماز پڑھی تہجد پڑھی، تراویح پڑھی، سجدے کئے کیا تغیر محسوس کرتے  
 ہو اپنے آپ میں اتنی بڑی بات نہ ہوئی۔ ارے یہ بھی اللہ میاں کا کرم ہے کہ دیتے جا  
 تے ہیں اور پوشیدہ کرتے جاتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے جو تم نے کیا ہے اس سے  
 ایمانی قوت پیدا ہوتی ہے، تمہارے اندر تمہاری روح کو پاکیزگی اور بلندی ہوئی ہے

اور تمہاری روح کو معراج حاصل ہوا ہے، تمہاری روح کے اندر انوار و تجلیات کا ظہور ہوا ہے اس روحانیت کا تم جسمانی اعضاء سے احساس کرنا چاہتے ہو، اپنی عبادات و طاعات کا جو اجر ملا ہے تمہاری روح میں جو پاکیزگی پیدا ہوتی ہے تمہارے ایمان میں جو تقویت پیدا ہوتی ہے اس کا احساس تم اپنے ظاہری اعضاء سے کرنا چاہتے ہو۔

عالم ارواح میں اس کا ظہور ہوگا:

یہ انوار و تجلیات یہ اجر و ثواب تو پاکیزہ اور روحانی لطائف ہیں اور باطنی احساسات ہیں اس کو جسمانی دل جسمانی عقل جسمانی اعضاء کیسے محسوس کر سکتے ہیں ان ظاہری اعضاء کے احساس نہ کر سکنے سے یہ سمجھ لیا کہ کچھ ہے ہی نہیں جب روحانیت کے عالم میں ہم جائیں گے تب یہ سب چیزیں روح پر منکشف ہو جائیں گی جب عالم ارواح میں جائیں گے اور جسم کی کثافت سے پاک ہو جائیں گے تب اس وقت ظہور ہوگا کہ تم نے رمضان شریف میں کیا انوار حاصل کئے اور شب قدر کی کیا تجلیات تمہارے دل پر نازل ہوتی ہیں میں، اس وقت اس کا ظہور ہوگا عالم ارواح میں تو ابھی سے یہ کہنا کہ ہمیں تو کچھ محسوس نہ ہوا روزے بھی رکھ لیے نمازیں بھی پڑھ لیں سب کچھ کر لیا۔ مگر کچھ محسوس نہیں ہوا ج بھی کر لیا عمرہ بھی کر لیا جیسے تھے ویسے ہی ہیں جو موعودہ ثواب تھا وہ تو ضرور ملے گا یہ کہہ کر ناقدری نہ کرو ہم تو ایسی ہی دنیا دار ہیں تم تو اللہ والے ہو یہ دل جو تمہارا ہے یہ تو تجلی راہ نمائی بن گیا ہے تمہیں اندازہ اس لئے نہیں ہو رہا ہے کہ مادیت سے محسوس کرنا چاہتے ہو، مادی قلب سے محسوس کرنا چاہتے ہو، مادی ذہن سے محسوس کرنا چاہتے ہو یہ محسوسات سے بالاتر ہے بالکل اس سے انکار کر

ہی نہیں سکتے کہ ثواب نہیں ملا اس سے تو انکار کر ہی نہیں سکتے کہ روحانیت حاصل نہیں ہوئی روحانیت حاصل ہوئی ہے تو اس کو رہنے دو۔ جب وقت آئے گا تو اس کا ظہور ہوگا مگر یہ تو ایک بات کر دی خیر یہ تو اس شبہ کا ایک جواب ہے جو اپنی جگہ حقیقت ہی ہے مگر ظاہری طور پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ہو ہی جاتا ہے پھر بھی ایک تغیر عظیم محسوس ہوتا ہے ہمارے خیالات پاکیزہ ہو جاتے ہیں ہمارے اندر اچھے اطوار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہم کو گناہ گناہ معلوم ہونے لگتا ہے ہم کو طاعت، طاعت معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہ بھی تو انہی اچھے اعمال کا اثر ہے۔

دل کو غیر اللہ سے پاک کریں:

تو بھائی رمضان شریف زیادہ تر بقول سید سلیمان ندوی کے کہ دور باش افکار باطل۔ افکار باطل کو چھوڑ دو یہ بے حاصل چیز ہے، یہ کیا ہوگا یہ سب کا دشمن کو چھوڑ دو مستقبل کے لئے حال کو دیکھو ہمارے مستقبل کے مالک تو اللہ تعالیٰ ہیں اپنے حال کو درست کرو۔

”دور باش افکار باطل، دور باش اغیار دل“

جو دل کے لئے غیر چیزیں ہیں ان کو نہ لاؤ اپنے دل میں غیر اللہ کی چیزیں نہ لاؤ اپنے دل میں ”سج رہا ہے شاہِ خواہاں کے لئے دربارِ دل“ دل کو سجا کر دیکھو تو سہی۔  
نعمتوں کا ظہور:

مجھے یہ ہی عرض کرنا تھا کہ رمضان شریف آ رہا ہے اس کی بھرپور نعمتوں کا ظہور ہوگا انوار و تجلیات کا نزول ہوگا شبِ قدر آئے گی تشنگی اور طلب یہ مسلمان کا ایک

جو ہر ہے ایمان کا تقاضا ہے انسان میں تشنگی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو جس طرح بھی ہو حاصل کریں۔ یہی باتیں ہیں جو میں نے عرض کیا کہ ان چیزوں سے تھوڑا پرہیز کر لیا جائے اور غیر ضروری تعلقات کم کریں۔ اب زیادہ وقت تحلیلہ رکھو۔ گھر کے اندر رہو، غیر ضروری ملاقات ختم کرو۔ اور ہر وقت عبادت کرنے کی بھی ضرورت نہیں عبادت کرنا فی عبادت کے کیا معنی ہیں عبادت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا تو وہ اعمال سے بھی ہوتا ہے خاموش رہنے سے بھی ہوتا ہے اور سوتے رہنے سے بھی ہوتا ہے۔ تم اس فضا کے اندر آ جاؤ تو تمہارا سونا بھی عبادت میں شمار ہو جتنی دیر سوتے رہو گئے تو تمہارا سونا بھی عبادت ہو گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے بہت بڑی نعمت ہے نیند۔ نیند بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کا بھی حق ادا کرتے رہو حضرت فرماتے ہیں کہ شب قدر کی رات یہ ضروری نہیں کہ ساری رات جاگا جائے بلکہ ارادہ اور نیت یہ کرو کہ ہم ساری رات جاگیں گے اگر سو جاؤ گے اور شب قدر کا نزول ہو گا تم اس سے محروم نہ ہو گے۔ تم آغوش رحمت میں ہو اللہ تعالیٰ کی تم طلب رکھتے تھے تشنگی تھی تم کو، اب تمہیں نیند کا غلبہ آیا اور تم سو گئے بعض لوگ اظہار افسوس کرتے ہیں بھی ہم تو سو گئے رات میں شب قدر کی فضیلت ہمیں نہیں ملی ایسا نہیں ہے چاہے سوتے رہو چاہے جاگتے رہو چاہے خاموش رہو وہ ضرور نازل ہوگی مقصد یہی ہے کہ مباحات کے اندر رہو، لغویات سے پرہیز کرو فضول باتیں نہ کرو۔ جتنی عبادت کرنی ہے کر لو پھر توبہ استغفار کر لو میں نے اپنے تجربے سے ایک بات کی مگر ہر شخص سے عمل نہیں ممکن ہے جس سے ممکن ہو سمجھیں اچھا ہے اعتکاف کیا چیز ہے۔ اعتکاف کے معنی کہ اللہ کے لیے آپ عالم تعلقات کو چھوڑ دیں۔ اور اللہ کے گھر میں آپ آ کر مقیم ہو گئے۔ اور

اب۔ اعتکاف کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وقت عبادات ہوں۔ قرآن شریف کی تلاوت ہو۔ اور ذکر اللہ ہو۔ بلکہ سوتے رہیں۔ خاموش رہیں۔ دین کی کتابیں پڑھتے رہیں۔ وہ گویا اعتکاف ہے۔ اسی طرح ہمارا آپ کا اعتکاف جو ہے۔ تھوڑی سی سعادت مل جائے کہ عصر سے لیکر مغرب تک مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ یہ وقت ہوتا ہے غلو معدہ کا اس میں نہ تبخیر ہوتی ہے نہ سر میں گرمی ہوتی ہے۔ نہ بھوک ہوتی ہے نہ پیاس ہوتی ہے۔ عالم تعلقات کو ترک کر دو۔ سب سے نہ بنے جس سے بھی بنے کر دو۔ بیٹھ جاؤ عصر کی نماز کے بعد کچھ دیر کلام اللہ پڑھ لو کچھ تسبیحات پڑھ لو۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لو یہ بھی مسنون ہے نیت کر لو اعتکاف کی، یہ بھی مسنون ہے جب مسجد میں داخل ہو۔

عام دنوں میں ”نوبت سنة الاعتکاف“ پڑھ لیا کرو۔ جب مسجد میں داخل ہو تو دس منٹ، پندرہ منٹ، بیس منٹ جتنی دیر مسجد میں رہو گے اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ جب اتنا عام ہے اعتکاف ہر وقت پنج گانہ نماز میں کر سکتے ہو۔ تو رمضان شریف میں آپ عصر سے مغرب تک اعتکاف کی نیت کر لیں۔ عورتوں میں بھی ہے کہ اپنے مشاغل سے سبکدوش ہو جاؤ۔ گھر کی ذمہ داریوں سے جلد فارغ ہو جاؤ تو عصر سے مغرب تک، اگر اس میں عصر سے مغرب تک بھی موقع نہیں ملے تو غروب آفتاب سے کم سے کم آدھ گھنٹہ قبل ایسا کر لو۔ تو نماز پڑھی، قرآن کی تلاوت کی، درود شریف پڑھا استغفار کر لی۔ اب آدھ گھنٹہ رہ گیا ہے غروب آفتاب میں، یہ وقت ہوتا ہے نزول رحمت کا روزہ دار کے اوپر کیونکہ جب وہ افطار کرتا ہے تو لذت ملے گی ایک افطار کے بدلے اور ایک جنت میں۔

## افطار کے وقت کے اعمال:

افطار کا وقت قریب آ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نزول رحمت اب بھی ہے اس وقت بھی ہوگا اور غروب آفتاب کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اب بیٹھ جاؤ چپ چاپ، خاموش اللہ میاں کے سامنے کہ اے اللہ آپ کا ایک ناکارہ بندہ حواس باختہ گندے مشاغل کی زد میں پڑا ہوا گھر گریستی کے امور میں مبتلا بندہ، تمام دنیا بھر کے کاروبار کے حواس باختہ فکر کاوشوں والا بندہ آپ کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے محتاج بندہ (ایک نعبہ دایا ک نستعین) میں تو آپ کا عاجز بندہ ہوں میری مدد فرمادیں۔ کس میں مدد فرمائیں جو بھی دنیا میں ضروری ہو جو بھی آخرت میں میرے لئے ضروری ہو میں اس کا محتاج ہوں۔ سب عطا فرمادیں۔ اب اللہ میاں سے مانگو۔ آدھ گھنٹہ خوب مانگو۔ سب سے بڑی بات ذمہ داری کو محسوس کرو۔ اپنے والدین اپنے آباؤ اجداد کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ حقوق ہیں تمہارے اوپر اللہ میاں کا احسان ہے کہ انہوں نے بتایا کہ تمہارے اوپر ان کے احسانات ہیں۔ ان کا حق ادا کرو ان کے لیے دعائے مغفرت کرو اپنے اہل و عیال کے لیے رشد و ہدایت کی دعا کرو۔ سلامتی ایمان کی دعا کرو۔ خدا کی مخلوق کے لیے دعا کرنا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ آفات اور سانحات تمام ارضی و سماوی سانحات سے ہماری حفاظت فرما۔ ہر طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں سے ہماری حفاظت فرما۔ یا اللہ ہر طرح کے سنگین حالات سے تشویشوں سے، افکار سے یا اللہ ہمیں محفوظ فرما۔ ہر طرح کی بیماریوں سے ہمیں محفوظ رکھیے اور ہمارے اہل و عیال کو محفوظ رکھیے۔ ہمارے دوست احباب کو محفوظ رکھیے تمام مسلمانوں

کو محفوظ رکھیے۔ بھائی اللہ میاں کی قدرت کاملہ سب کے لیے برابر ہے۔

اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات

الاحياء والاموات

سب کے لئے دعا کرو:

جب تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی مخلوق کے لئے بھی تم دعا کرو۔ اب اس وقت ممالک اسلامیہ میں جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کے لیے بھی تم دعا کرو کہ ان کی سازشوں سے مسلمان بچے رہیں۔ افغانستان میں، ایران میں۔ پاکستان میں، دشمنان اسلام کی ان پر نظر ہے یا اللہ ان سب کو اندھا کر دیجیے ان کی تمام قوتوں کو زائل کر دیجیے ان کو ناز ہے اپنی سائنس پر سب کو ناکارہ کر دیجیے۔ مسلمانوں کو چاہیے ”واللہ اعلم باعدائکم و کفیٰ باللہ ولیا و کفیٰ باللہ نصیرا“ جب اللہ حق کے ساتھ ہیں اور ہماری نصرت فرما رہے ہیں تو کیسے دشمن ہمارے؟ کیسی حقیقت؟ کوئی حقیقت نہیں ”بیدک الخیر انک علی کل

شئی قدیر“ تو یہ خیر خواہی کا جذبہ آدھ گھنٹہ روز معمول بنالیں۔ اللہ میاں کے سامنے سر کو جھکا کر مسجد میں بیٹھ جائیں۔ یہ عورتیں ہیں وہ اپنے گھر میں مصلے پر بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، توبہ کریں، استغفار کریں، پناہ مانگیں، تو کیا چیز ہوئی۔ ماضی کے لیے استغفار، حال کے لیے عافیت اور توفیق اعمال صالحہ، حال میں کیا ہے اعمال صالحہ کی توفیق اور عافیت کاملہ اور مستقبل کے لیے پناہ۔ ہر آنے والے انقلابات سے، ہر آنے والی تشویشات سے، ہر آنے والے تفکرات سے، ہر آنے



والے تغیرات سے پناہ مانگیں۔ بھئی کتنا سہل نسخہ ہے یہی ایمان ہے۔ یہی تقاضائے ایمان ہے اس کے علاوہ اور کیا کرنا چاہیے ہم اور کر کیا سکتے ہیں۔ آج ہماری اور آپ کی حالتیں ایسی ہیں کہ بہت رحم کے قابل ہیں۔ جگہ جگہ مغلوب ہیں کہیں مظلوم ہیں۔ کہیں حکومت کے اثرات ہیں۔ کہیں برادری کے اثرات ہیں۔ کہیں شیطان کے اثرات ہیں۔ غرض یہ کہ جدھر سے دیکھو مغلوبیت ہے۔ ارے اگر مغلوبیت پر غالب آنا چاہتے ہیں تو پھر انفرادی طور پر بھی یہی ہے اور اجتماعی طور پر بھی۔

”وانتم الا علون ان کنتم مومنین“ اگر تم صاحب ایمان ہو۔ تو تم ہی غالب ہو کر رہو گے کہ جب یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا تو دعا کرو کہ وہ ایمان عطا فرمادیجیے کہ ہم مغلوب نہ ہوں غالب ہو جائیں۔ تو مانگو اللہ تعالیٰ سے کہ یا اللہ ہم مغلوب نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ مغلوب نظر آتے ہیں۔ کہیں ہمارے اوپر ظلم ہو رہا ہے مظلوم ہیں یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور نہ ہم مظلوم ہونا چاہتے ہیں۔ اور نہ مرعوب ہونا چاہتے ہیں برادری کی رسومات کی وجہ سے ہم تو آپ کے بندے ہیں۔ یا اللہ ہماری نصرت فرمادیجیے۔ تنہائی میں بیٹھ جاؤ۔ ضروریات کے لیے دعا کر لو۔ انشاء اللہ، انشاء اللہ ضرور مراد پوری ہو جائے گی۔ ایمان میں قوت آجائے گی روح میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔ اور پھر ان کا کرم یہ ہے کہ جس طرح۔

”گناہ بیند و پردہ پوشد“

طاعات و عبادات کو چھپا دیتے ہیں:

تو اس طرح طاعت و عبادت کو چھپا دیتے ہیں تاکہ تم مغرور نہ ہو جاؤ۔ کہیں تم

میں تشنگی باقی نہ رہے۔ تشنگی باقی رہنے کے لیے چھپاتے رہتے ہیں۔ انکا کرم ہے یہ بھی کرم ہے۔ لیکن یہ کہ جو موعود ہے۔ انعامات وہ قول کے رہیں گے۔ ضرور ملیں گے لیکن تمہاری تشنگی یہ ہے کہ اللہ اور بھی دے ہل من مزید، ہل من مزید یا اللہ اور بھی دے یا اللہ اور بھی دے۔ تو جتنا بھی مانگو اللہ میاں سے اتنا ہی ان کے رحمت واسعہ سے سب کچھ ملے گا۔ بقدر ضرورت آج ہماری آپ کی قابلیتیں بہت مغلوب ہو چکی ہیں۔ ان ہی اعمال سے اس ہی رمضان شریف میں انشاء اللہ تعالیٰ قابلیتیں بھی درست ہوں گی۔ صلاحیتیں بھی درست ہوں گی اور انشاء اللہ ایمان کی تکمیل بھی ہوگی۔ تقاضائے ایمان بھی بیدار ہوگا۔ اور روح کے اندر لطافت کا دور ہوگا۔ بھئی یہ اعمال ہیں کرنے کے لیے اور اس سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی محروم نہیں ہوگا۔ اس زمانے میں بزرگان دین نے یہ تعلیم دی۔ چونکہ کلام اللہ کا نزول ہوا ہے رمضان المبارک میں اس کلام اللہ کی تلاوت کرو۔ اور میں نے جو اعمال بتائے ہیں ان کو تدریجاً کر لیجیے۔ استغفار پڑھیے جی بھر کر، درود شریف پڑھتے رہیں۔ ”سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر“ کی تسبیح پڑھتے رہیے۔ چلتے پھرتے اور کلام اللہ کی تلاوت اور اس کے بعد کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ“ یہ بنیاد ہے۔ چلتے پھرتے عادت ڈال لیجیے۔ بھول جائیں، پڑھنے لگیں پھر بھول جائیں پھر پڑھنے لگیں۔ ”لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ“ دس، بارہ مرتبہ کہہ کر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ اپنے ہر وقت شغل کر لیجیے۔ تو اس زمانے میں بھی کچھ عادت پڑ جائے گی امید ہے کہ انشاء اللہ آگے بڑھتی رہے گی۔ مگر عادت تو ڈالو بیس دن، چالیس دن پھر چلہ پورا ہو جائے گا ابھی دس دن باقی ہیں۔ ابھی سے ہی آکر عادت ڈال لیجیے ان تمام باتوں کی جو میں عرض کیا ہے۔ بھئی

رمضان المبارک کا کتابچہ شائع ہوا ہے وہ ایک صاحب نے کہا تھا کہ وہ آج جمعہ کو پہنچا دیں گے۔ کیا اگلا ایک اور جمعہ آنے والا ہے جمعہ تک کو آجائے گا۔ تو اس میں الحمد للہ کچھ بے ساختہ دعائیں ہیں۔ اس کو معمول بنالیا جائے یہاں ہیں کچھ بھی آج ہمارے کاریگر لوگ نہیں آئے۔ دیکھو انوار! وہاں رکھے ہیں ”انوار ال رمضان“ تم ہی دیکھو بھی تم ہی انوار ہو۔ بھی مختصر سی بات ہے بہت کام کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مہینہ میرا ہے۔ تو پوچھو اللہ میاں سے میں کون ہوں مہینہ تو آپ نے اپنا بنا لیا جواب ملے گا کہ تم کو اپنا بنانا چاہتے تھے اس لیے اپنا کہہ دیا۔ تم ہمارے بن جاؤ۔ بھی اس کو تقسیم کر دو جتنے بھی ہیں۔ تھوڑے سے مستحسن اندر بھیج دو۔ پندرہ بیس کچھ تو اپنے سے انتظام ہونا چاہیے۔ بھی جن کو نہیں ملی ہے ختم ہوگئی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ جمعے میں مل جائے گی۔ انشاء اللہ آئندہ جمعے کو اور دے دیں گے تو آپ لوگ لے جائیے گا۔ اپنے احباب و اعزاء میں تقسیم کر دیجیے گا۔

ماہ مبارک کے معمول:

اس ماہ مبارک میں کثرت سے قرآن شریف کی تلاوت اور چلتے پھرتے لا الہ الا اللہ، کبھی کبھی استغفار پڑھ لی اور کبھی کبھی درود شریف پڑھ لی اور برابر عادت ڈال لو۔ چلتے پھرتے جارہے ہیں دفتر جارہے ہیں۔ کار میں بیٹھے ہیں بس کے اوپر بیٹھے ہیں عادت ڈال لو لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ۔ ارے دیکھو تو سہی اس میں کیا حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا اللہ ایسا کلمہ بتا دیجیے مجھے کہ جو صرف خالصتاً آپ کی طرف متوجہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ کہو لا الہ الا اللہ یا اللہ یہ تو سب ہی

پڑھتے ہیں۔ میرے لئے کوئی مخصوص چیز کہا اے موسیٰؑ یہ وہ کلمہ ہے کہ عالم کائنات ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور یہ کلمہ ایک پلہ میں تو یہی بھاری ہوگا۔

تو بھئی لا الہ الا اللہ کا ورد کوئی معمولی نہیں ہے کیا ہو رہا ہے۔ عالم انسانیت میں دیکھو حالات کو دیکھو سیاست کو دیکھو، معاملات کو دیکھو یہ سب ہیں۔ سب کہو لا الہ الا اللہ کیا پڑھایا اللہ سب آپ کی ہی مشیت جاری ہے کہ آپ خالق الخیر بھی ہیں خالق الشر بھی ہیں۔ شر کا ظہور بھی حکمت اور رحمت ہے اور رحمت تو پھر تو کیا ہوا لا الہ الا اللہ یہ جو حالات حاضرہ ہیں، پریشانیاں ہیں، افکار ہیں، گرائیاں ہیں۔ رد و بدل ہے حکومت ہے فلاں سیاست ہے، جاگیر داری ہے یہ سب کا ماحول چھایا ہوا ہے ہمارے اوپر کس کے حکم سے کس کی مشیت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت جاری ہے:

لا الہ الا اللہ، یا اللہ یہ سب آپ کی مشیت تو ہے اقرار کرو اس کا کہ جو کچھ عالم امکان میں جو مشیت جاری ہو رہی ہے۔ اقرار کرو لا الہ الا اللہ۔ پھر اے اللہ رفع کون کرے گا۔ پھر پڑھو لا الہ الا اللہ پھر دوبارہ پڑھو اسی کو کیا آپ ہی رفع کر لیں گے اسی کو۔ ایک مجرم کو ایک مجسٹریٹ حوالات بھیجتا ہے اپنے دستخط سے ضابطہ یہی ہے کہ اگر صدر مملکت سے یا کسی سے سفارش کی جائے کہ تو جس کے دستخط سے وہ جیل خانے میں جائے اسی کو تائید کی جائے گی کہ اس کو بری کرو۔ چاہے صدر مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ مگر مجسٹریٹ کے دستخط کے اسی طرح یوں سمجھ لیجیے کہ لا الہ الا اللہ کس کے حکم سے مشیت جاری ہوئی اللہ کے حکم سے کون منع کرے گا وہی جس نے جاری کی ہے۔ تو پھر

اللہ میاں کی طرف رجوع اسی طرح کرو ہر معاملے میں یہ کہو کہ یا اللہ یہ بات کہاں سے آگئی یہ فکر کہاں سے آگئی۔ یہ کاوش کہاں سے آگئی۔ آپ نے تو بھیج دی آپ ہی کی طرف سے تو ہے۔ یہ کاوش یا پریشانی یا بیماری بے شک آپ ہی کے حکم سے ہے۔ بغیر آپ کے مشیت کے تو ذرا پتہ بھی ہلتا اتنے بہت پتے ہل رہے ہیں۔ میرا قلب ہل رہا ہے۔ دل و دماغ معطل ہو رہا ہے۔ یہ کس کے حکم سے ہو رہا ہے۔ آپ ہی کے حکم سے ہو رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ یا اللہ تجل نہیں ہوتا لا الہ الا اللہ۔ ربنا ولا تحملنا مالا طاقتہ لنا بہ، ایاک نعبد و ایاک نستعین ، اب تم آگے اللہ کی پناہ میں چاہے جو کچھ ہوتا رہے۔ کیا ہو مشیت کو دیکھا کس کے حکم سے۔ اللہ کے حکم سے ہے۔ لا الہ الا اللہ کون بٹائے گا کون دور کرے گا۔ وہی اللہ جس کے مشیت سے ہوئی یہاں تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کی قدرت میں دخل دے جب کوئی دشواری پریشانی ہو تو پڑھو لا الہ الا اللہ یہ آپ کے حکم سے ہے مگر ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، انشاء اللہ دور ہوگئی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں چلے گئے اب آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کسی طرف سے نہیں اگر بظاہر نقصان ہوگا ہو سکتا ہے ایسا تو سمجھو من جانب اللہ اسمیں بھی رحمت ہے جب تم نے رجوع کر لیا اللہ تعالیٰ سے ایک بات کرتا ہوں کہ جب تو تم نے رجوع کر لیا کسی حاکم سے تو اس کے حسب منشاء آپ نے کام کر لیا کہ جب اس نے کہا کر لو اب اس میں ہوا نقصان ہم کو تو آپ ہی کے حکم سے تو کیا تھا ہم نے انہوں نے کہا کہ ہاں کہا تو تھا مگر وہ بھی آخر بندے ہیں مستقبل نہیں معلوم تھا مگر خیر چونکہ تم نے ہمارے منشاء سے کیا ہے جاؤ مواخذہ نہیں ہوگا اس کا بس اسی طرح اللہ میاں سے کہو۔ میری ان تمام گذارشات کا مقصد سمجھ لیجئے اب خدا کیلئے پاک صاف ہو جائیے

تہیہ کر لو کہ تیس دن تک گناہ نہ کریں گے نہ آنکھوں سے نہ کانوں سے نہ زبان سے عورتیں بھی تہیہ کر لیں کہ حجاب اور پردہ کے ساتھ رہیں گے بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے باہر نہیں نکلیں گے تیس دن اہتمام کر لو تیس دن کوئی بڑی مدت نہیں اس کے بعد پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کا ظہور کن کن عنوانات سے ہوتا ہے۔

### رمضان شریف کی قدر کریں:

مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا، کہ رمضان شریف کی قدر کرو اور یہ سمجھ کر قدر کرو کہ مبارک مہینہ پھر نہیں ملے گا خدا معلوم زندگی رہے یا نہ رہے بڑے بڑے بزرگان دین نے بڑے بڑے عارفین نے تمنائیں کی ہیں کہ رمضان شریف کا ماہ مبارک مل جائے رمضان شریف میں جو داخل ہو گیا تو گویا وہ جنت میں داخل ہو گیا کیونکہ اس میں بے انتہا اور بے حساب رحمتوں کا نزول ہوتا ہے بے انتہا مغفرتوں کا نزول ہوتا ہے بے انتہا عذاب نار سے بچانے کے سامان ہوتے ہیں اس مبارک مہینہ میں اکثر مسلمانوں کی عبادات رات بھر تو ہو ہی جاتی ہیں افطار سے لے کر صبح کی نماز تک دن کے معاملات میں بھی اپنے آپ کو بچاؤ جی بھر کہ توبہ استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرو۔ بس اب دعا کرو۔

دعا:

یا اللہ رمضان المبارک آ رہا ہے آپ کی ہزاروں رحمتوں اور نعمتوں کے ساتھ آ رہا ہے جنت کی نشانیوں کے ساتھ آ رہا ہے آپ کا وعدہ ہے کہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

یا اللہ رمضان المبارک کی جتنی رحمتیں ہیں جتنے انعامات و احسانات ہیں جتنے انوار و تجلیات ہیں ہم سب کو ان کے حاصل کرنے کی استعداد و صلاحیت عطا فرمادیجئے کسی چیز سے ہمیں محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیے یا اللہ لغرضوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے یا اللہ مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے یا اللہ یہ رمضان آپ کا مہینہ ہے اور آپ اس کا اجر خود عطا فرمائیں گے تو یا اللہ ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار سچا امتی بنا دیجئے یا اللہ ہم کو اب ان کاموں کی توفیق عطا ہو جو آپ پسند فرماتے ہیں جو آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیئے ہیں یا اللہ تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں، ربنا لا توء اخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرأکما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶)

ہم پر جو شامت اعمال طاری ہے ہم سے اس کا تحمل نہ ہو سکے گا دنیا میں نہ

آخرت میں واعف عتاً ہمیں معاف فرمادیجئے واغفر لنا ہماری مغفرت فرمادیجئے وارحمننا ہم پر رحم کیجئے انت مولنا آپ ہمارے مولا ہیں ہم کو اپنا بنا لیجئے آپ قادر مطلق ہیں جس کو چاہیں بنا سکتے ہیں یا اللہ ہم آپ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور آپ سے رحم کی درخواست کرتے ہیں، اپنے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں ہماری دعائیں قبول فرمالیجئے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلبگار ہیں یا اللہ اس ماہ مبارک کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے، یا اللہ ہمیں ہر خطا وعصیاں سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے ہمیں اس ماہ مبارک میں اپنی رحمتوں کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے نجات بھی عطا فرمائیے۔

یا اللہ! آپ نے توفیق دی ہے اور آپ چاہتے بھی یہی ہیں کہ آپ کے بندے آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں عجز و نیاز کا اظہار کریں اقرار جرم کریں یا اللہ ہم سب اقرار جرم کر رہے ہیں ہم مجرم ہیں ہم سے اب تک بڑی نالائقیوں سرزد ہوئیں ہمارے اندر شیطانت تھی ابلیسیت تھی جس میں ہم مبتلا رہے لیکن اب ہم اس ماہ مبارک میں داخل ہو رہے ہیں اس میں ہمیں پاک صاف کر کے داخل کر لیجئے اس کے ایک ایک لمحہ میں جو آپ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس کا ہم کو مورد بنا دیجئے، مستحق بنا دیجئے اور دائماً اس پر یا اللہ ہماری حیات کو قائم رکھیئے ہم کو بھٹکنے اور بے راہ رو ہونے سے بچا لیجئے۔



یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچالیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے، تمام عالم اسلام پر سارے پاکستان میں ہر جگہ، ہمارے والدین پر اعزاء اقربا پر ہمارے دوست احباب پر سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں سازشوں میں ہیں ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے یا اللہ ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچالیجئے یا اللہ آپ ایک عاجز بندے کی دعا قبول فرما کر سارے عالم اسلام پر اپنی رحمت فرمائیں ہم پر بھی رحمت فرمائیں ہمارے اہل و عیال پر بھی رحمت فرمائیں ہمارے عزیز و اقارب پر بھی رحم فرمائیے، یا اللہ جو بیمار ہیں ان کو شفاء عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی رفع فرما دیجئے یا اللہ جن کے ایمانوں میں ضعف ہے ان کے ایمانوں میں قوت پیدا فرما دیجئے ہم کو کسی خیر سے محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے ان کی اعانت و نصرت فرمائیے یا اللہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں ان سے محفوظ رکھینے، یا اللہ! یہاں کے علما صلحا کو توفیق دیجئے کہ آپ کے دین کی اشاعت کرتے رہیں۔

یا اللہ جو لوگ صاحب اختیار ہیں جن کو آپ نے اپنی مخلوق کا امین و پاسبان

بنایا ہے ان کو حوصلہ دیجئے، فہم دیجئے، صلاحیت دیجئے، ان کی اعانت و نصرت فرمائیے اور ان کے ذریعے پاکستان کو صحیح معنی میں مملکت اسلامیہ بنادیجئے اور نفاذ شریعت کا اتمام فرمادیجئے۔

یا اللہ اس مملکت اسلامیہ کو گمراہی سے ذلت سے رسوائی سے اور بدنامی سے بچالیجئے، یا اللہ اس ملک میں کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا فرمادیجئے جو اس ملک کی کاپالٹ دے فسق و فجور کو مٹا دے احکام شریعہ کا نفاذ کر دے اور اسلامی فضا ملک میں پھیلا دے یا اللہ ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرمادیجئے ایمانوں میں تازگی عطا فرمادیجئے تقاضائے ایمان بیدار فرمادیجئے، ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرمادیجئے، غیرت پیدا فرمادیجئے یا اللہ ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچالیجئے، یا اللہ اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بنادیجئے اور عذاب نار سے بچالیجئے۔

اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ وَلِیُّ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اللّٰهُمَّ

انسی اسئلك من خیر ماسئلك منه نبیک سیدنا محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اللّٰهُمَّ انی اعوذ بک من شر ماستعاذمنه نبیک سیدنا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یا اللہ اس ماہ مبارک میں ہر شر سے بچالیجئے نفس و شیطان کی شرارتوں سے گمراہیوں سے ضلالتوں سے بچالیجئے، یا اللہ اپنی رحمتوں کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اپنے انعامات و احسانات کے دروازوں کو کھول دیجئے، یا اللہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی رحمت کا مورد بنالیجئے ہم تمام عمر کے گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبۃ النصوح کرتے ہیں معاف فرمادیجئے، تمام عمر کے گناہوں کو معاف فرمادیجئے

سب کو پاک صاف کر دیجئے، ہم کو بھی پاک صاف کر دیجئے یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے اور ہم کو راضی کر دیجئے یا اللہ رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کے جو برکات و انوار ہیں ہم سب کو ان سے بہرہ ور فرمائیے، ہماری استعداد ناقص ہیں تو اس کو درست کر دیجئے ہماری صلاحیتیں بگڑی ہوئی ہیں تو ان کو ٹھیک فرما دیجئے ہمارے ایمانوں میں تازگی عطا فرمائیے ہمارے اسلام میں قوت عطا فرما دیجئے اور کسی خیر سے ہم کو محروم نہ فرمائیے

یا اللہ ہم آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگی ہوئی دعا مانگ رہے ہیں جو دعا مقبول ہے، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں ہم آپ کی بارگاہ میں آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔

اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تهنا واعطنا ولا تحرمنا

واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا

یا اللہ جو مانگ سکے وہ بھی اور جو نہ مانگ سکے وہ بھی سب عطا فرما دیجئے، یا اللہ کیا ہماری قابلیت اور کیا ہماری قوت اظہار، آپ علیم وخبیر بذات الصدور ہیں آپ اپنے بندوں کے حالات کو خوب جانتے ہیں، ہمیں کسی نعمت سے محروم نہ رکھیے اور ہر شر سے بچا لیجئے اور ہر اس چیز سے بچا لیجئے جس میں آپ کی ناراضگی ہو۔

اے اللہ ہم سے راضی ہو جائیے یہ آپ کا مہینہ ہے تو اس مہینہ میں ہمیں اپنا بنا لیجئے، ضرور اپنا بنا لیجئے، ہماری کوتاہیاں ہم سے دور فرما دیجئے اور یا اللہ ہمیں محرومی سے بچا لیجئے۔

ربنا لاترغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة

انك انت الوهاب O آمين ثم آمين

ربنا تقبل منا ء انك انت السميع العليم ء وصلى الله تعالى

على خير خلقه محمد واله واصحابه واهل بيته اجمعين O

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

روحانی امراض اور ان کا علاج

بسم الله الرحمن الرحيم  
 الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى،  
 اما بعد

روحانی بیماریاں اور ان کا علاج:

بیماریاں دو قسم کی ہیں (۱) ظاہری بیماریاں (۲) باطنی بیماریاں، دونوں قسم کی بیماریوں کا علاج ضروری ہے۔ (۱) روحانی علاج (۲) جسمانی علاج، مسلمان کو شفاء کامل کی ضرورت ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مسلمان کا بدن بھی صحیح ہو اور روحانی صحت بھی صحیح ہو۔ ہم ایک قسم کی بیماریوں کا علاج بڑی اہتمام سے کرتے ہیں، اور بڑے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، بڑا ڈاکٹر وہ ہے جو کم ملے، اور فیس زیادہ ہو کم از کم دو ہزار روپے۔ اور پہلا سوال ہوتا ہے کہ خون ٹیسٹ کراؤ۔ جب تک یہ چیزیں نہ ہوں اس کا تجربہ کام نہیں کرتا۔ اس کا سارا تجربہ منحصر ہے مذکورہ ٹیسٹ پر یعنی ایگزیمیشن پر۔ اناللہ،، وانا الیہ راجعون،، ہم نے ایسے ایسے ایلوپیتھی کے کامل ڈاکٹر دیکھے ہیں جو نبض پر ہاتھ رکھتے ہیں اور بتا دیتے ہیں بھائی تجربہ بھی کوئی چیز ہے، تجربہ کے مقابلہ میں خون ٹیسٹ، پیشاب ٹیسٹ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ البتہ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن کیلئے یہ ٹیسٹ کارآمد ہوتے ہیں ان کیلئے ٹیسٹ کرا لو، اب سر درد ہو، ملیریا بخار ہو، بد ہضمی ہو، ہر ایک کیلئے ٹیسٹ کرائے جاتے ہیں۔ یہ کیا مذاق ہے، اور ہم اس طریقہ کار سے متفق نہیں ہیں اور آپ سب حضرات اس حوالہ سے جانتے ہیں، ایک ڈاکٹر سے علاج کرایا ٹیسٹ کرائے گئے افاقہ نہ ہوا دوسرے کے پاس چلے گئے، اس نے کہا نئے ٹیسٹ کرائے جائیں یہ سب پرانے ہو گئے۔

## روحانی علاج کے درجات:

ایلو پیتھی اور دیگر ڈاکٹروں کے ہاں جسمانی بیماری کے علاج کیلئے خون ٹیسٹ کرائے جاتے ہیں اسی طرح روحانی علاج کیلئے ٹیسٹ کی ضرورت ہے اس کا بھی خون جانچنا چاہئے تاکہ صحت اچھی ہو جائے یہ عنوان بہت عمدہ ہے اور ہم سب کیلئے مفید ہے۔

### درجہ نمبر ۱:

روحانی علاج کیلئے سب سے پہلا درجہ ایمان باللہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا، عقائد کا درست ہونا، یہ ایک سرے ہے سب کچھ سامنے آ جاتا ہے، تمام مطالبات دین سامنے آ جاتے ہیں عالم اسباب میں اس قدر پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ یعنی ہماری زندگیوں میں ہزاروں قسم کی غیر ایمانی اور غیر اسلامی چیزیں شامل ہو گئی ہیں۔ خدا کیلئے ان کو خارج کرو، خون چچو، بہت سی آمیزش ہو گئی ہے، ایک سرے کر او اپنی توحید ٹھیک کرو عالم کائنات میں عام تعلقات ہیں، عام حالات ہیں ان کے اندر ہزاروں گندگیاں داخل ہو گئی ہیں، اسی طرح ہماری روح میں ہزاروں آزار آ جاتے ہیں ہزاروں امراض باطنی آ جاتے ہیں ان کا ایک سرے کر او روحانی طریقہ سے اور یہ طریقہ میں بتاتا ہوں۔ یاد رکھیں یہ اللہ کا دین ہے ہمارا دین نہیں ہے یہی ہمارے لئے ضابطہ حیات ہے اور یہی ضابطہ ممت ہے قیامت تک اس میں تبدیلی نہیں آئے گی اور یہی معیار ہے حیات طیبہ کا، یعنی صحت کامل کا معیار، صحیح عمل صالح ہے اور عمل صالح میں بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ عمل صالح کے ساتھ نفس اور شیطان لگا ہو ہے ان میں نفس بھی شرارت کرتا ہے اور شیطان بھی شرارت کرتا ہے، ان دونوں سے آمیزش ہو جاتی ہے۔ ہمارے اعمال صالحہ میں ہماری روحانی تندرستی اور صحت بگڑ جاتی

ہے عادت ڈالو اور یقین کرو کہ یہ منجانب اللہ ہے اور یہ تصور ہر عمل کے وقت ہو پھر تدبیر کرو حالات دیکھو اور اس کا تذکرہ کرو یہ عالم اسباب ہے لیکن پہلی نظر اسکی طرف کرو کہ اسکی مشیت سے ایسا ہوا ہے اور ہماری شامت اعمال ہے ہم سے کوئی گناہ ایسا ہوا ہے اسکی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ تو حید کو خالص کرو اور مسبب پر نظر کرو کہ یا اللہ یا ارحم الراحمین یا مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی رجوع الی اللہ کرو انسان مرکب ہے خطا و نسیان سے، انسان کی فطرت میں فسق فجور ہے اور نہ جانے کیا کیا ہے۔

برائیوں کے محرک:

انکے محرک نفس و شیطان ہیں یہ آمیزش کرتے ہیں اور ہم بیمار ہو جاتے ہیں اور ہماری صحت ایمانی اور صحت روحانی متاثر ہو جاتی ہے عالم اسباب میں عالم تعلقات میں کہیں غصہ آتا ہے کہیں نظر بہکتی ہے اور کہیں زبان بہکتی ہے، کہیں دل بہکتا ہے کہیں دماغ بہکتا ہے جب کہیں کوئی پریشانی ہو تو سمجھو کہ یہ روحانی بیماری ہے کچھ بد پرہیزیاں ہم سے ہو رہی ہیں، کیا بد پرہیزیاں ہو رہی ہیں، نظریں بہکتی ہیں، زبان بہکتی ہے ان بد پرہیزیوں میں نفس و شیطان کا فرما ہیں۔

نفس و شیطان کیا ہیں؟

نفس و شیطان کوئی چیزیں ہیں، بڑی لذیذ، دلکش، جاذب دل و دماغ قوتیں رکھتی ہیں جسمیں ہم بڑی آسانی سے بہک جاتے ہیں، یہ چیز بہت اچھی ہے، یہ طوہ بہت اچھا ہے، معدہ ہضم نہیں کر سکتا لیکن لذت نفس کی وجہ سے کھا رہے ہیں لذیذ سمجھ کر کھا رہے ہیں۔ اور اسی سے بد پرہیزی ہوتی ہے اور اسی سے بیماریاں پیدا



ہوتیں ہیں یہ ہواؤں کی چاہت ہے دانستہ طور پر خراب چیز تو کوئی کھاتا نہیں، البتہ نفس کی لذت کی وجہ سے کھاتا ہے اور بیماری پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح نفس و شیطان کی دلکشاں ہیں یہ بڑی لذیذ ہیں ہم آسانی سے ان لذتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بیمار ہو جاتے ہیں یہ ہے حقیقت اسکی۔

علاج و تدارک:

اسکی صحت اور اس کا تدارک اللہ تعالیٰ نے رحمت سے فرمایا ہے اور وہ ہے ،، یا ایہا الذین امنوا اذکرو اللہ ذکراً کثیراً ،، اور اسکا نتیجہ ،، لعلکم تفلحون ،، یعنی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو ان روحانی بیماریوں کا روحانی علاج کیا بتایا اللہ تعالیٰ نے، اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا ہے، تسبیحات نہیں یہ ذکر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یہ حلال ہے۔

حلال و حرام:

اور یہ حرام ہے، یہ ذکر اللہ ہے، یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے، یہ گناہ صغیرہ ہے اور انہیں چیزوں کو جب لذیذ سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں تو ہماری روح بیمار ہو جاتی ہے۔ اور اسکی شفا و صحت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یعنی جائز و ناجائز کا خیال رکھو اور اب تجویز کرو ایک سرے کرو اور خون جانچو پیشاب جانچو، یہ ٹیسٹ ہیں۔

نماز، ہجگانہ غذا ہے:

دیکھو یہ ہجگانہ نماز روح کی غذا ہے، اگر روح کو یہ غذا نہیں دیں گے تو ہماری روح بیمار رہے گی، اور یہ چیز اللہ کے فائدہ کی نہیں بلکہ ہمارے فائدے کی ہے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اور اس کی فرضیت اس لیے ہے کہ ہم روح کیلئے غذا لے لیں اور بعد میں بیماریوں کا تدارک ہو تارے گا۔

## معاملات کی اصلاح:

اب دیکھو کہ معاملات کیسے ہیں کیونکہ معاملات میں نفس بہکتا ہے اور شیطان اغوا کرتا ہے معاملات اگرچہ عبادات میں بھی بہکاتا ہے لیکن اس میں نقصان نہیں ہوتا اور اسی طرح ذکر اللہ میں اطاعت الہی میں جو خالصۃ اللہ کے واسطے عبادات ہیں ان میں ہزار شیطان بہکائے چونکہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے لیے کیا، ہزار شیطان نے تم سے کہا ہو ہزار تمہارے نفس نے بہکایا ہے تم نے نماز پڑھ لی، ہم تم سے راضی ہیں تمہیں شفا ہو جائے گی البتہ معاملات میں آؤ اور اس کا ایک سرے کرو تشخیص کرو کہ کونسا مرض ہے کونسی بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والدین کے حقوق رکھے ہیں۔ دیکھو تمہارے والدین تم سے راضی ہیں یا نہیں۔ اگر حیات ہیں تب بھی دیکھو اور اگر رحلت کر گئے ہیں پھر بھی دیکھو کہ راضی ہیں یا نہیں اور رحلت کے بعد یہ کہ تمام احادیث کی روح سے یہ ثابت ہے کہ ان کے لیے ایصال ثواب کرتے رہو۔

## والدین کی خدمت:

والدین کی خدمت یہ ہے کہ زندگی میں انہیں جسمانی راحت پہنچاؤ اور جب ان کا انتقال ہو جائے تو انکی روحانی خدمت کرو وہ یہ ہے کہ، انہیں ایصال ثواب کرو۔ انکی خدمت سے ہمیں کبھی چھٹی نہیں ملے گی ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم انہیں ایصال ثواب کرتے رہیں۔

## بیوی کا حق:

اس طرح یہ دیکھو کہ تمہاری بیوی تم سے راضی ہے یا نہیں اگر راضی نہیں ہے تو کچھ تو معاملہ ہوگا مثلاً تمہاری بد خلقی ہوگی، تمہاری روش ایسی ہوگی کہ اس کی ناراضگی ہوتی

ہے اس کا سبب دیکھا جائے کہ وہ کیوں راضی نہیں ہے اب یہاں سے ایکسرے شروع ہو گیا ہے کہ تمہاری اولاد تم سے خوش ہے یا نہیں تم نے انکی اچھی تربیت کی ہے یا نہیں تم نے انہیں دین کی تعلیم دی ہے یا نہیں اگر ایسا نہیں ہے تو تم نے ان کا حق تلف کیا ہے تم منجانب اللہ انکے کفیل تھے تم نے انہیں اچھی باتیں نہیں بتائیں، اچھی چیزیں نہیں سکھائیں، دین کی تعلیم نہیں دی، یہ تمہاری ذمہ داری تھی اسکی عدم ادائیگی تمہارے جسم کا روگ ہے، اس کا مواخذہ ہوگا، اسپر پکڑ ہوگی، مواخذہ اس اسٹج پر ہوگا جہاں بیماری ہوگی۔

### عزیز واقارب کے حقوق:

اسی طرح یہ دیکھو کہ تمہارے عزیز واقارب تم سے خوش ہیں یا نہیں صلہ رحمی، صلہ رحمی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں، وہ مومن نہیں، وہ مومن نہیں کون مومن نہیں ہے جو صلہ رحمی نہیں کرتا دیکھو تمہارے تعلقات برادری سے کیسے ہیں بھائی بہنوں سے عزیز واقارب سے درست ہیں یا نہیں، اگر درست نہیں ہیں تو روگ ہے بیماری ہے اس بیماری کا علاج کرو یا تو انہیں معاف کرو یا ان سے معافی مانگو یہ اس کا علاج ہے ان کے حقوق ادا کرو اگر حقوق میں کوتاہی ہوگئی ہے تو اگر وہ اپنی کسی غرض سے خفاء ہیں تو ہمیں اسکی پرواہ نہیں ہماری وجہ سے ناراض ہیں یا نہیں ہم کو اس کو دیکھنا ہے ہمیں اپنی صحت کا جائزہ لینا ہے دیکھو اگر ہماری صحت درست نہیں ہے تو اس کا علاج کرو واقارب کو معاف کر دو اس سے ہمارے اندر جو بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً غصہ انتقام وغیرہ کی تو اس کا اس سے علاج ہو جاتا ہے۔

### پڑوسیوں کے حقوق:

اسی طرح پڑوسیوں کو دیکھو کہ وہ تم سے راضی ہیں یا نہیں اگر وہ کسی غرض سے نا

راض ہیں تو ہمیں اسکی کوئی پرواہ نہیں، ہاں ہماری وجہ سے تو ناراض نہیں اگر ایسی صورت ہو تو معاف کرو یا معافی مانگو اس سے ہماری روح تندرست ہو جائے گی۔ روحانی بیماریوں کا تذکرہ ہو رہا ہے ہم زیادہ تر جو بیمار رہتے ہیں اسکی بڑی وجہ یہی ہے۔ کیا دیکھ لیا والدین کو دیکھ لیا زوجین کو دیکھ لیا عزیز واقارب کو دیکھ لیا پڑوسیوں کو دیکھ لیا اولاد کو دیکھ لیا۔

### کارہائے زندگی کا جائزہ:

انسان کا زندگی میں نہ جانے کن کن سے وابستہ ہوتا ہے اور کن کن سے واسطہ پڑتا ہے، معاملات کیسے ہیں صاف ہیں، اخلاص سے ہیں یا دل میں کھوٹ ہے اور تم جس سے معاملہ کر رہے ہو اور اپنا واجبی فرض ادا کر رہے ہو چاہے سروس میں ہو یا تجارت میں اگر دیکھا جائے کہ غلط بیانی کر رہے ہو اور اس سے تمہاری ملازمت سے تمہارے منصب سے کسی دوسرے کو نقصان ہو رہا ہے یا نہیں اگر نقصان ہو رہا ہے تو یہ بیماری ہے روگ ہے اس کا علاج ضروری ہے یعنی اس سے معاملہ صحیح کرو۔

### معاشرہ کی بیماریاں:

معاشرہ میں لاکھوں بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں اور اس معاشرہ نے ہمیں مہلک بیماریوں میں مبتلا کر رکھا ہے گناہ کبیرہ مہلک بیماری ہے کینسر ہے، اس میں یعنی معاشرہ میں جائز و ناجائز، حلال و حرام ہے ہزاروں گناہ کبیرہ ہماری عادت ثانیہ بن گئی ہے اور ہم ان سے مانوس ہو گئے ہیں اس لیے ہمیشہ بیمار رہتے ہیں ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ہمارے آلام ہیں ایک بیماری ہے دوسری بیماری ہے یہ پریشانی ہے وہ پریشانی ہے، کس وجہ سے کہ ہمارے معاشرہ میں اتنی گندگی آگئی ہے کہ الامان والحفیظ، ہمارے عقیدے خراب ہو رہے ہیں ہماری عبادات خراب ہو رہی ہیں ہمارے معاملات

خراب ہو رہے ہیں ہم دوسروں کیلئے وجہ عذاب ہیں۔

مختلف رسومات:

معاشرہ میں اس قدر رسومات ہیں کہ اللہ کی پناہ مثلاً شادی کی رسومات ہیں اس میں اسراف بے جا ہو رہا ہے، گناہ کبیرہ ہے اور اسراف کرنے والے اخوان الشیطان ہیں اس میں نکاح مسنونہ اور ولیمہ مسنونہ کے کارڈ آتے ہیں اور اس دعوت دینے والوں کی لمبی فہرست ہوتی ہے، بیگم و فلاں، پہلے بیگم آتی ہے اور شوہر صاحب بعد میں آتے ہیں۔

اسکی علت:

اسکی وجہ میری سمجھ میں بہت اچھی آتی ہے کہ اس تقریب کا معاملہ میری بیگم کے حوالہ ہے وہ جس طرح چاہیں گی اسی طرح ہوگا، اگر اس کی چاہت پوری نہ ہوئی تو کام خراب ہو جائے گا وہ جس طرح کہے گی ہوگا جس طرح کی خرافات کہیں گی اسی طرح کی خرافات ہونگی، ہم منشا کے مطابق کریں گے وہ پہلے اور ہم بعد میں۔

بیگم کا کردار:

اور بیگم صاحبہ کیا کر رہی ہیں دنیا بھر کا شرک کر رہی ہیں مہندی ہوگی، گانا بجانا ہو رہا ہے سرخی لگائی جا رہی ہے میک اپ کیا جا رہا ہے یہ سب گناہ کی چیزیں ہیں۔ باریک لباس پہنا جا رہا ہے خود کو تماشہ بنایا جا رہا ہے، نیل پالش بھی لگی ہوئی ہے تمام خرافات ہو رہی ہیں یہ ساری ہندوانہ اور مشرکانہ رسومات ہیں۔

نکاح کی دعوت:

لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نکاح پڑھا دیجئے برکت ہوگی، خاک برکت ہوگی، میں روحانی بیماریاں بتا رہا ہوں ان کا ایکسرے لو تجزیہ کرو تا کہ اندازہ ہو کہ

معاشرہ کے اس حصہ میں بیماری ہے فلاں حصہ میں مرض ہے۔  
دولہا کی تیاری:

شادی کے موقع پر دولہا تیار ہوتا ہے سہرا پہنتا ہے، یہ ہندوانہ رسم ہے اسلام اسے ناجائز سمجھتا ہے فوٹو لیے جارہے ہیں تصویریں بنائی جاتی ہیں، اسی طرح دولہا اور دلہن کو اکٹھا بٹھا کر تصویریں لی جاتی ہیں مختلف پہلوؤں سے یہ گناہ کبیرہ ہے، تصویر بنانا، تصویر بنوانا تصویر رکھنا، یہاں گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہو رہا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ بڑی تقریب ہو رہی ہے اور یہ بڑی مسرت کا اظہار ہے۔ اسلامی روح مجروح ہو رہی ہے اور روح مسموم ہو رہی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جشن ہو رہا ہے الحاصل کہ اسراف بے جا ہوا، فوٹو ہوئے مرد و عورت کا اختلاط ہے کھڑے ہو کر کھانا کھایا جا رہا ہے یہ سب ناجائز ہے، گناہ ہے، شریعت اسے ناجائز قرار دیتی ہے، گناہ کبیرہ ہے اور روحانی اعتبار سے بیمار ہو گئے ہو کیونکہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔

نتیجہ:

ان ساری خرافات کا نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ ادھر شادی ہوئی اور مہینہ دو مہینے گزرتے ہیں اور نتیجہ لڑائی جھگڑا فساد شروع ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ کہ لڑکے کی آنکھ میں شرم نہیں ہے اور شرم ایمان کا جزو ہے۔ اسی طرح لڑکے کی زبان قابو میں نہیں ہے یہ سم قاتل ہے اور لڑکی بے شرمی کا مظاہرہ کرتی ہے اس لیے کہ اس نے جو تعلیم حاصل کی ہے وہ دنیاوی ہے بی اے کیا یونیورسٹی سے اس کی سند ملی ہے اور پڑھ لیا ہے انگریزی پڑھی ہے مغربی زبان پڑھی ہے دین نہیں پڑھا دین کی باتیں اسے نہیں بتائی گئیں، اسکی روح مسموم ہو گئی ہے اسکی روحانیت ماؤف ہو چکی ہے اسی طرح دولہا صاحب بھی بیمار اب دونوں میں اتفاق کیسے ہو سکتا ہے نہ شوہر میں شرم و حیا، نہ بیوی میں شرم و حیا، نہ شوہر

میں اخلاق، نہ بیوی میں اخلاق اور جب شرم و حیا نہیں تو جزو ایمان ختم۔ حیاتو ایمان کا حصہ ہے اور وہ ختم ہو گیا تو باہمی عداوت کا تذکر ممکن ہی نہیں خواہ کس قدر وظائف پڑھو کتنے عملیات کرو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ روح مسوم ہو چکی ہے اور جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ اس کیلئے بالکل نامناسب ہے دیکھا آپ نے کیا ہو رہا ہے یہ ہماری بیماری ہیں یہ ہماری پریشانی کا سبب ہے ہماری بدحواسی کا سبب کہ ہم نے خدا کے قانون کو توڑ کر روح کو گندا کر لیا ہے اور ایمان کو مجروح کر دیا ہے پھر شکوہ کرتے ہیں کہ یہ عافیت نہیں ہے یہ فائدہ نہیں ہے۔

غمی کے مواقع:

ہمارا حال غم کے حوالہ سے بھی دلخراش ہے کہ میت کے موقع پر جس قدر غیر شرعی چیزیں ہیں وہ مرض سے شروع ہو جاتی ہیں جس کمرہ میں مریض ہے اس جگہ عورتیں برہنہ سر آئیں گی وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ اسی طرح جس کمرہ میں تصویریں ہوں گی وہاں میت ہوگی وہاں بھی رحمت کا فرشتہ نہیں آئے گا۔ یہ بات احادیث سے ثابت ہے اسی طرح عیادت کیلئے عورتیں برہنہ سر آرہی ہیں تصویریں لگی ہوتی ہیں طرح طرح کے لوگ آرہے ہیں میت کے موقع پر محرم و غیر محرم دونوں قسم کے لوگ آرہے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے۔

میت کی روانگی:

جب میت کو لیجایا جاتا ہے تو تمام میت کو پھولوں سے ڈھانپ دیا جاتا ہے یہ سراسر ناجائز ہے مشرکانہ انداز ہے۔

### واقعہ:

ایک عالم و مفتی کے نماز جنازہ کیلئے بلایا گیا میں نے دیکھا کہ میت پھولوں سے ڈھکی ہوئی ہے میں نے کہا یا اللہ یہ مفتی ہے عالم ہے میں نے سب کچھ اٹھا دیا اور دل میں خیال کیا کہ بعد میں دیکھا جائے گا، یہ روحانی بیماری ہے، ایمانی بیماری ہے، اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم عزت کے ساتھ اسے رخصت کر رہے ہیں اور حق ادا کر رہے ہیں نماز جنازہ:

اسی طرح نماز جنازہ ہے یہ دعا ہے میت کیلئے اس کے بعد اس دفن کیا، یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اسے قبلہ رخ کیا یا نہیں اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ یہ غیر مسنون عمل ہے سنت سے ثابت نہیں ہے نماز جنازہ ہو چکی اور نماز جنازہ تو نام ہے، اصل میں یہ دعائے مغفرت ہے، جو ہو چکی اجتماعی طور پر اب اجتماعی طور پر جو دعا مانگی جاتی ہے یہ بدعت ہے۔

### مروجہ قرآن خوانی:

اس کے بعد میت کے گھر پہنچے تعزیت کیلئے وہ باتیں ہوتیں ہیں جو سنت کے خلاف ہیں، مثلاً! قرآن خوانی ہو رہی ہے اور یہ کسی جگہ سے ثابت نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے کتنے صحابہ کو دفن کیا اسی طرح اپنے لڑکوں کو دفن کیا ہے اور اپنی لڑکیوں کو دفن کیا ہے کسی ایک جگہ سے بھی ثابت نہیں ہے کہ اپنے قرآن خوانی کی ہو اسی طرح نہ صحابہ سے ثابت اور نہ تابعین سے ثابت ہے جو چیزیں خلاف سنت ہے اس پر ثواب تو کیا ملے گا؟ وہ روحانی بیماری ہے۔

### قانون شکنی:

مسلمان جہاں، جہاں اللہ اور اس کے رسول کے قانون توڑتا جائے گا وہ روحانی



بیماری ہے چالیسواں ہو رہا ہے نتیجہ ہوتا ہے یہ سب بدعات ہیں۔

### بدعت کا انجام:

اور بدعت کیا ہے ضلالت ہے گمراہی ہے اور جہنم میں لیجانے والی چیز ہے اسے تجزیہ کر کے دیکھو کیوں بیمار ہو، کیوں پریشان ہو، اسکی وجہ یہ ہے کہ ایسے گناہوں کا ارتکاب کر لیا ہے جن کو تم سمجھتے تھے کہ رسم ہے اور یہ کہنا کہ ایسا ہوتا رہتا ہے ہم نے تو قرآن خوانی کی ہے کونسا حرج کیا ہے اسمیں حرج یہ ہے کہ یہ عمل خلاف سنت ہے اور جو کام خلاف سنت ہے وہ ضلالت ہے اور ضلالت کا انجام جہنم ہے۔

### خلاصہ کلام:

میں نے اس وقت تک معاشرہ کا مختصر سا جائزہ لیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ میاں ایسے ہیں کہ ہم جو بھی کرتے ہیں ٹیلی ویژن دیکھتے رہیں، بے حیائی کرتے رہیں بے پردگی اختیار کرو جو چاہو کرو جب پریشانی آئی مصیبت آگئی، تو اب اسکے لیے قرآن خوانی کراتے ہیں ایسے لوگ جو فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے ہیں اعلانیہ بغاوت کرتے ہیں جب وہ پریشان ہوئے مصیبت میں گھر جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آیت کریمہ کا ورد کراؤ اور یہ نہایت بد تمیزی ہے کلام اللہ کے ساتھ استہزاء ہے کہ گناہوں میں مبتلا ہو اور کلام اللہ کو پیش کر کے اسے دفع کرنا چاہتے ہو اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہے کہ جو بہت سخت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ بے حرمتی کا معاملہ ہے کلام اللہ اس لیے نازل نہیں ہوا تھا

اسکے برعکس جو لوگ نمازی ہیں پرہیزگار ہیں عمل صالح کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پریشان ہوتے ہیں ان کیلئے حق ہے کہ وہ کلام اللہ کا ورد کریں خواہ آیت کریمہ کا ہو یا کسی دوسری آیت کا اللہ تعالیٰ ان پر ضرور رحم کریں گے۔ اور جنہوں نے

مشغلہ بنایا ہے کہ تمام کبار کا ارتکاب بھی کرتے رہو گناہ پر گناہ کرتے جاؤ اور ٹیلی ویژن بھی چلتا رہے اور ایصالِ ثواب کیلئے قرآن شریف کی تلاوت بھی ہوتی رہے یہ کلام اللہ کی بے حرمتی ہے اس کی سزا ضرور ملے گی یہ روحانی بیماریاں ہیں جنہیں ہم بتلا ہیں میں تجزیہ پیش کر دیا ہے اس تجزیہ میں اپنے آپکو دیکھ لیا جائے اور بچاؤ کی تدبیر کی جائے۔

توحید خالص ہو:

اس کا حل ہے کہ اپنی توحید خالص کی جائے اور عبادت خالص کی جائے اور اگر چہ اسمیں اخلاص نہ ہو عادت پڑھا ہو اور دعا کر لے کہ یا اللہ میں نے عبادت کی تیرا کلام پڑھا ہے اسمیں روحانیت پیدا کر دے اور اسے قبول کر لے یقیناً اللہ پاک روحانیت پیدا کر دے گا۔

پھر خانگی معاملات پر نظر ڈال لو کہ میرا رہنا سہنا سنت کے مطابق ہے یا نہیں گھر میں کوئی خلاف شرع چیز تو نہیں ہے؟ اسی طرح یہ بھی دیکھ لو کہ عزیز واقارب کے ساتھ تعلقات درست ہیں یا نہیں اگر درست نہیں ہیں اور اسمیں تمہارا قصور ہے تو معافی مانگ لو اور اگر ایسا نہیں تو معاف کر دو اور جائزہ لے لو اگر اسمیں نفس و شیطان کی آمیزش ہے تو استغفار کر لو اور کہو،، اللہم انی اعوذ بک من شر و النفسنا،، توبہ کر لو تو پاک ہو جاؤ گے۔

توبہ کی تاثیر:

توبہ و استغفار ایمان کے بعد ایسی زبردست چیز ہے کہ اللہ پاک نے اپنی صفت رحمانیت کا جو کرم کیا ہے وہ ایمان کے بعد استغفار ہے کہ جیسے چاہے بد پر ہیزی ہو جائے گی ارادۂ ہو جائے یا غیر ارادی طور پر ہو جائے یعنی عہد اہو جائے یا بھول کر ہو

جائے نفس بہکادے شیطان بہکادے بہر حال مسلمان ہو صاحب ایمان ہو اسکی صحت کاملہ کیلئے استغفار ہے۔ استغفار کر لو پاک ہو جاؤ گے آئندہ کیلئے بھی گناہوں سے تحفظ ہو جائے گا گناہوں کے ماحول کو دیکھو ان بیماریوں کے اسباب کو دور کرو اور جہاں جہاں اضطرابی حالت میں ہو جائے تو فوراً توبہ استغفار کر لو۔

یومیہ جائزہ:

روزانہ اس کا جائزہ لیتے رہو انشاء اللہ اس سے روح بھی پاک رہے گی اور ایمان بھی صاف رہیگا اور مضبوط بھی رہے گا اور تعلق مع اللہ بڑھتا رہے گا۔  
اس ایکسرے کے بعد اس سے جانچ پڑتال کے بعد ہمارا ایمان روزانہ صحیح ہوتا رہے گا اور اس سعادت میں موت بھی آجائے گی تو ہماری روح انشاء اللہ مصفیٰ و مجلیٰ ہو جائے گی۔ ہم روحانی و ایمانی بیمار نہ ہوں گے بلکہ کمزور ہونا اور بات ہے ہمارا ایمان کمزور ہو یہ بات اور ہے لیکن ایمان صحیح ہوگا انشاء اللہ۔

صحیح اور مضبوط میں فرق:

صحیح ہونا اور چیز ہے اور مضبوط ہونا اور چیز ہے مثال کے طور پر یہ رومال اپنی حقیقت میں صحیح ہے اور میلا ہے گندا ہے اسی طرح ہمارے اعمال نفس و شیطان کی آمیزش سے گندے ہو گئے استغفار کر لو پاک ہو جائیں گے۔

بلا ترک گناہ کی حالت:

اور جب تک بد پرہیزیاں نہیں چھوڑو گے یہ گناہ لغویات کبار، ٹیلی ویژن، نہ جانے کتنے خرافات ہیں ان سب کو گناہ سمجھو اور ان کو ترک کرو اور جہاں تک قدرت ہے ترک کرتے رہو اور اگر ترک نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ لو اللہ پاک مدد

کریں گے مانگنے پر اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی کہ جب تم ارادہ کرو کہ ہم ایسی باتیں نہیں کریں گے۔ اور احیاء کرنا پڑتی ہیں برادری کے لحاظ سے دوست داری کے لحاظ سے اور نادم ہو جائے شرمندہ ہو جائے، استغفار کرو، انشاء اللہ پاک ہو جاؤ گے یہ دافع امراض ہے انشاء اللہ اس سے صحت بھی آئے گی اور ایمان بھی تازہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی آئے گی یہ کچھ باتیں ہیں جو کہہ دیں ہیں۔

### معاشرہ کا بگاڑ:

اس معاشرہ میں ہمارا اختیار نہیں ہے نہ جسمانی صحت قائم رکھنے کا اور اسی طرح نہ روحانی صحت برقرار رکھنے کا اختیار ہے ایسا ماحول ہے ایسا معاشرہ ہو گیا ہے کہ اگر ہم اجتناب کرنا چاہیں پھر اجتناب نہیں ہو سکتا ارتکاب ہو جاتا ہے مجبوراً گناہوں میں پھنس جاتے ہیں بھول جاتے ہیں اور معاشرہ کو دیکھتے دیکھتے عادی ہو گئے ہیں معاملات کو دیکھتے دیکھتے ان کی خرابیوں کو دیکھتے دیکھتے کچھ عادت ہو گئی ہے۔

### حالات طاری ہوتے ہیں:

روزانہ ہمارے جسم پر حالات طاری ہوتے ہیں کبھی غصہ آتا ہے، کہیں نظر بہک جاتی ہے کہیں زبان بہکتی ہے کہیں کان بہکتے ہیں کسی جگہ معاملہ خراب ہوتا ہے یا اللہ صبح و شام اسی گردش میں رہتے ہیں اور یہ ہماری روحانی بیماریاں ہو جاتی ہیں یا اللہ آپ شافی مطلق ہیں ہم اپنی جسمانی و روحانی بیماریوں کیلئے تیری طرف رجوع کرتے ہیں یا اللہ

العالمین یا رب العالمین ،، ایاک نعبد و ایاک نستعین ،، ربنا لا تو اخذنا ان نسينا او اخطانا ،، یا اللہ ہم سے بھول چوک ہو جاتی ہیں ہمیں معاف کر دے نفس و شیطان ہمیں گھیرے رکھتے ہیں ہمارا مواخذہ نہ کرنا ،، ربنا ولا تحمل علينا اصرارکما حملته علی الذین من قبلنا ،، یا اللہ ہمارے

خیالات تصورات شہوانی، نفسانی، بے ہودہ ہیں ہمارے دل و دماغ میں بھرے ہوئے ہیں یا اللہ آپ پاک کر دیجئے، یا اللہ احياناً مجبوراً غفلت میں ہم سے کبار کا ارتکاب ہو رہا ہے ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم سے کیا گناہ ہو جاتا ہے کبیرہ گناہ ہو جاتا ہے ہماری زبان بہک گئی، ہماری آنکھ بہک گئی، کبھی ہمارا دل بہک گیا، کبیرہ گناہ ہو گیا، یا اللہ ہم سب چیزوں کے بہکنے سے خوف زدہ ہیں کہ ہم آپ کے مواخذے میں نہ آجائیں استغفر اللہ استغفر اللہ یہ جس قدر ہم پر بیماریاں ہیں روحانی جسمانی بد حواسیاں یا اللہ یہ ہماری شامت اعمال ہیں کچھ تو ہم نے خود سے کیئے ہیں اور کچھ غیروں کے سبب سے کیئے ہیں۔

### شامت اعمال اور قانون فطرت:

اس وقت ہم پر شامت اعمال طاری ہے اور آپ کا قانون فطرت ہے اور ہمارے اعمال کا رد عمل ہے، اور اس کے بدلے جس قدر پریشانیاں ہیں۔ ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔ ہم نے نادانی سے عمل کر لیا اس کا رد عمل ہو رہا ہے، اور ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ یا اللہ ہمیں معاف کر دے عمد اہوئی۔ سہو اہوئی، جیسے ہوئی ہم نے گناہ کا ارتکاب کر لیا ہے، اور آپ کو ناراض کر دیا ہے، اور اپنے آپ کو بیمار کر لیا ہے، اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے، اب یہ ہماری ہلاکت اور یہ بیماری ہم سے برداشت نہیں ہوتی ہمیں معاف کر دے واغفر لنا، ہم پر رحم فرمائیے انت مولانا ہماری حمایت فرما دیجئے۔ یا اللہ آپ ہمارے مالک ہیں، ہمیں مواخذہ سے بچائیے۔ فانصرنا علی القوم الکفرین، ہمارے گرد و نواح کا جو ماحول ہے یہ شیطانی ماحول ہے، اس کی زد سے ہمیں محفوظ فرمادے۔ اسی طرح نفس و شیطان سے اور ماحول سے اور اس ماحول کے معاشرے سے۔ اس ماحول کے گناہوں سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔

یا اللہ ہمیں محفوظ رکھیے گا۔

بعد ہدایت استقامت:

اور جب آپ ہمیں ہدایت دے دیں تو پھر ہمیں گمراہی سے بچالے، ہر حال میں ہم توبہ واستغفار کرتے ہیں یا اللہ ہماری توبہ واستغفار کو قبول فرما۔

بعد صحت بد پرہیزی:

روحانی صحت کے لئے ضروری ہے کہ استقامت کا راستہ اختیار کرے۔ اگر بار بار بد پرہیزی کی جائے تو روحانی صحت حاصل نہیں ہوتی۔ متقی بننے کا ارادہ نہ کرنا تقویٰ نہیں ہے، جہاں تقویٰ کا خیال آیا شیطان مال لے گیا بس چپ چاپ چلے چلو۔ تقویٰ ملتا رہے گا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ دل کے مخفی خزانہ میں اسے چھپاؤ۔ ظاہر کیا تو نفس و شیطان لے بھاگے گا جہاں تقویٰ کا اظہار کیا کہ ہم متقی ہیں بس شیطان حملہ آور ہوگا۔ اس لئے اتنی بڑی چیز کو دل کے اندر چھپاؤ۔

تعریف:

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں (سینہ) میں ہوتا ہے یعنی دل کے اندر ہوتا ہے۔ بھالی دل کے اندر چھپا لو اسے۔

حفاظتی تدابیر کریں:

اس کے ساتھ ساتھ حفاظتی تدابیر بھی کرے۔ کہ اللہ ہماری حفاظت فرما۔  
واعوذ بک من ہمزات الشیاطین۔ واعوذ بک رب ان یمکھرون۔

دعاؤں کا اہتمام:

یا اللہ آپ نے احسان عظیم فرمایا ہے کہ ایمان عطاء کر کے اپنے مقبول بندوں سے وابستہ کر دیا ہے۔ اور انہوں نے آپ کی رضا حاصل کرنے کا سہل سے سہل راستہ بتا دیا

ہے۔ یا اللہ اسے شرف قبولیت عطاء فرمائیے۔ اور اس میں دوام عطاء کیجئے۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ توفیق عطاء فرمائیے۔ ان کلمات میں آپ کا اسم گرامی ہے۔ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے، کلام اللہ کی تلاوت یا اللہ یہ سب آپ کی عطا ہے۔ جو مومن کو عطا کی گئی ہے۔ یا اللہ ایمان عطا کرنے کے بعد یہ سب سعادتیں آپ نے ہمیں عطا کر رکھی ہیں۔ ہم تلاوت بھی کر لیتے ہیں۔ اور اود و وظائف بھی کر لیتے ہیں۔ استغفار بھی کر لیتے ہیں۔ درود شریف بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جیسی ہماری قدرت ہے ہم کر لیتے ہیں۔ یا اللہ مختصر مختصر ہم دوام بھی کر رہے ہیں۔ اور نیت کر رہے دوام کی۔ آپ مالک ہیں۔ آپ کے سامنے سوال کرتے ہیں ہم سب کو اس کا اجر عطا فرما اور شرف قبولیت دے ہمیں محروم نہ کرنا۔ ہماری اہلیت، نا اہلیت، ہماری استعداد سب آپ کے ہاتھ میں ہے، یا اللہ آپ نے جو استعداد اور صلاحیت ہمیں دے رکھی ہے، اس کے مطابق ہم کام کر رہے ہیں، جو ماحول عطاء کیا ہے یہ بھی آپ کی عطا ہے، اس ماحول میں آپ نے اپنے فکر کی توفیق دے دی۔ ذکر کی توفیق دے دی۔ یہ آپ کا احسان عظیم ہے۔ ہمیشہ اس کو شرف قبولیت عطا کر دے، اور اپنی نوازشوں اور رحمتوں سے الغرض کسی عنوان کی رحمت ہے اس سے ہمیں محروم نہ فرمانا۔ ہم آپ کو اپنا بنانا چاہتے ہیں۔ آپ ہم کو اپنا بنا لیجئے۔

ہمارا معمول:

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آرام سے کھالو۔ پی لو۔ سو جاؤ۔ زیادہ سے زیادہ نماز کا اہتمام کر لو۔ حلال و حرام کا اہتمام رہے۔ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں توبہ و استغفار کرتے رہو۔ بس آنکھ بند ہوگی سیدھا جنت میں جائیں گے۔ جنت مقصود ہے یا جنت کے درجات۔

## واقعہ بطور تمثیل:

ایک جھگی والے سے پوچھا گیا کہ کھانا کھاتے ہو کہا کہ ہاں۔ آرام سے سو جاتے ہو کہ نہیں کہا کہ ہاں پوچھا گیا کہ کوئی خواہش ہے یا نہیں کہا کہ نہیں۔ اس کے برعکس ایک کوٹھی والے سے پوچھا کہ کوئی خواہش ہے کہا کہ یہ خیال ہے وہ خیال ہے، یہ تردد ہے وہ معاملہ ہے۔ پراپرٹی ٹیکس والے ستار ہے ہیں کے ایم سی والوں نے تنگ کیا ہوا ہے۔ فلاں شریف نے یہ دھوکہ دیا۔ اب بتائیے کہ جنت جھگی والے کو نصیب ہے یا کوٹھی والے کو۔

## قناعت کرو:

مذکورہ بالا تمثیلی واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے جو دیا ہے اس پر قناعت کرو اور اس پر راضی رہو۔ ہم تو اس کے بھی مستحق نہیں تھے۔ جتنا اس نے سکھ چین عطا کر دیا ہے ہزار نعمت ہے۔

## کمال رزاقیت:

اس اللہ کی رزاقیت کا کمال ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ مطمئن ہے چاہے کوئی شخص مومن ہے وہ جھگی میں رہتا ہے وہ اپنی جگہ مطمئن ہے۔ چاہے کوٹھی میں رہتا ہو۔ صاحب اقتدار ہو۔ صاحب تجارت ہو۔ اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہے تو وہ سب کے سب کامیاب ہیں۔ اگرچہ زیادہ مجاہدے نہیں ہوتے۔ ریاضت نہیں ہوتی۔ زیادہ اوراد و وظائف نہیں ہوتے۔ لمحات زندگی یوں گزر رہے ہیں۔

## مشاغل کی برکت:

الحمد للہ مشاغل میں ایک بات یہ ہے کہ یہ گناہوں سے بچا دیتی ہے، اور مشغول



رہنے میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ کہ یہ لوگ لغویات سے محفوظ ہیں۔ ہم اپنی تسکین کے لئے باتیں کر لیتے ہیں۔

نیک و بد ماحول کا فرق:

جو لوگ نیکی میں مصروف رہتے ہیں اور نیک مجلسوں میں وقت گزارتے ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ گناہ کیا ہوتا ہے۔ ارے ہم سے پوچھو کہ گناہ کیا ہے۔ ہم اس میں غوطے لگا کر آئیں ہیں۔ ہم ظلمانیہ سے انوار میں آئے ہیں۔ ہمارے پاس ظلمت کے تمام اثرات موجود ہیں۔ نیک صحبت میں بیٹھنے والوں کو ان کا اندازہ بھی نہیں ہوگا۔ یہ ساری مخلوق کہاں بہک گئی ہے۔ عیسائی کہاں بہک گئے۔ یہودی کہاں بہک گئے۔ ہندو کہاں بہک گئے۔

جو پور کا واقعہ:

میں جو پور گیا اور وہاں ایک دیہات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ نماز کا وقت آگیا۔ کہیں جگہ اچھی نہیں تھی۔ ایک مندر تھا وہاں بت رکھے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ نماز کہاں پڑھوں۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بت پشت کی طرف ہو گئے اور قبلہ کی طرف جگہ موجود تھی۔ ایک چبوترہ تھا میں نے اس پر جائے نماز بچھائی اور نماز پڑھی دل میں خیال آیا کہ یا اللہ آپ نے بت کدہ کو بھی مسجد بنا دیا۔ یہ آپ کی کرم نوازی ہے کہ آپ نے بت خانہ میں نماز پڑھا دی۔ حیرت کی بات ہے کہ میرے پیچھے بت ہیں اور سامنے آپ ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا شان ہے آپ کی۔ کہاں بھیجا۔ کہاں نماز پڑھ رہا ہوں، اور ایسی جگہ سجدہ کر رہا ہوں کہ جہاں سے تیری بارگاہ میں کبھی سجدہ نہیں ہوا تھا۔ یہ زمین بھی متبرک ہے اور میں بھی بڑا خوش نصیب ہوں۔

### ہندو سے ملاقات:

ایک کٹر ہندو نو جوان تھا۔ ملنے آیا کرتا تھا یہ تقسیم کے بعد کا واقعہ ہے۔ ایک دن عصر کے وقت آیا کہنے لگا کہ ایک مریض کو دیکھنا ہے۔ میں چلا گیا اور دل میں سوچا کہ مغرب تک واپس آ جاؤں گا۔ جب وہاں ان کے ہاں پہنچا تو بہت گہرے بادل آ گئے۔ جس کے ساتھ میں گیا تھا وہ مسلمان تھا۔ بارش شروع ہو گئی اور ہوتی چلی گئی۔ وہاں رکتا پڑا۔ مغرب کے بعد کہنے لگا کہ کچھ کھانا کھا لو میں نے انکار کر دیا۔ نماز عشاء پڑھی میں نے کہا کہ میں لیٹ رہا ہوں۔ اچانک آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ ڈاکٹر صاحب اب کیسے بچو گے ہم آ گئے اب آپ بچ بھی نہیں سکتے۔ میں نے کہا کہ میں ایک خدا کو ماننے والا ہوں۔ آؤ جو ہو سکتا ہے کر لو کم از کم ایک آدمی کو تو میں بھی لے لوں گا۔ خدا میرے ساتھ ہے آؤ مقابلہ کر لو۔ ہاتھ جوڑ دیئے اور کہنے لگا کہ آپ میرے مہمان ہیں۔ پاؤں پکڑ لئے اور پاؤں دبائے لگا۔ میں نے کہاں یا اللہ یہ تیری نام کی تاثیر ہے۔

### دوسرا واقعہ:

تقسیم کے وقت ریل گاڑیوں سے اٹھا اٹھا کر قتل کیا جا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لے لوں۔ اس میں پڑھے لکھے شریف لوگ ہوتے ہیں۔ اندر پہنچا تو دیکھا کہ ایک ہندو اور ایک سکھ نو جوان بیٹھا ہوا تھا۔ نئی شادی کر کے لایا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی، ہندو نے سکھ نو جوان سے کہا کہ سردار جی بڑا سناٹا ہے۔ میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا میں نے کہا کہ سناٹا دور کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا کرپان ہے تمہارے پاس اب کہو کیا کہنا چاہتے ہو سناٹا نہ رہے۔ میں نے کہا اس بے وقوف نے تجھے اشتعال دلایا ہے اور سن لے کہ نہ تیری خیریت ہے اور نہ اس کی

خیریت ہے، میں مسلمان ہوں تم دونوں میں سے کسی کی خیریت نہیں ہے، سناٹا ابھی دور ہو جائے گا کرو کیا کرنا ہے، کہنے لگے کہ آپ تو ناراض ہو گئے میں نے کہا نہیں میں سناٹا دور کرنا چاہتا ہوں ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ کانپنے لگا۔ میں نے کہا کہ تمہارے پاس کرپان ہے اور میرے ساتھ اثر ہے۔ کہنے لگا کہ ایسا نہ کریں۔ کہنے لگا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ڈاکٹر ہوں۔ کہنے لگا کہ ہو میو پتھک سے مجھے بھی شوق ہے، کہنے لگا کہ جب جو پور آؤں گا تو ملاقات کروں گا۔ میں نے کہا کہ یہ ہے ایمان اور اللہ پاک ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس وقت میرا ایمان تازہ ہوا کہ اس بے بسی کے عالم میں تیرے دشمنوں کے درمیان بیٹھا ہوا ہوں اور تو نے بھی میری حفاظت فرمائی ہے، اور یا اللہ ایمان وہ قوت ہے کہ اس جیسی کوئی قوت نہیں ہے، کچھ ہو یا نہیں لیکن صاحب ایمان تو ہو۔ اور ایمان وہ قوت ہے کہ عالم کائنات مسخر ہے ایمان کے آگے۔ وسخر لکم مافی السموات و مافی الارض۔ آسمانوں کو۔ زمین کو۔ دریاؤں کو۔ سمندروں کو۔ صحراؤں کو بھی ایمان والوں کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ لیکن مؤمن مسخر ہو گیا ہے ایمان کی بدولت اللہ پاک کی ذات اقدس کا۔ لہذا اس کے پاس جو قوت ہے وہ کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ اللہ پاک ایمان کو مضبوط کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین آمین

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

# شامت اعمال اور اس کا ازالہ

بروز جمعہ 21 مارچ 1986ء

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم .  
اما بعد .

بڑھاپہ غالب آ گیا ہے:

وقت بڑی تیزی سے بھاگتا جا رہا ہے۔ ضعف غالب آ گیا ہے اس کے باوجود دین کی بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور باتیں تو میں بہت کر چکا لیکن معلوم نہیں کہ آپ نے کیا اثر لیا ہے۔ لیا ہے یا نہیں۔ آپ نے کیا حق ادا کیا ہے۔ یہ بات آپ کو معلوم ہے۔ البتہ میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔ آج کل کے معاشرہ نے آج کل کے ماحول نے ہمیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے ہمارے ایمان کو ہمارے اسلام کو برباد کر رکھا ہے۔ ہم رسی مسلمان ہیں رسی مؤمن ہیں اگر کسی سے یہ پوچھا جائے کہ ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے تو الا ماشاء اللہ چند آدمیوں کے علاوہ معلوم نہیں ہو گا تاہم ہم مسلمان ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ ایمان کا اسلام کا ہم کو کیا حق ادا کرنا ہے اور کیا حق ادا کرنا چاہیے۔ یہی باتیں آپ کے گوش گزار کرتا رہتا ہوں جن لوگوں نے سمجھ لیا اللہ پاک ان کو مبارک کرے اور جنہوں نے اب تک نہیں سمجھا اللہ پاک ان پر رحم کرے۔

ایمان کی حقیقت کیا ہے:

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ایمان کہ معنی ہی نہیں سمجھے اور اس طرف توجہ بھی نہیں ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ ایمان کیا ہے۔ ایمان اور اسلام بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑی دولت ہے اگرچہ لاکھوں افراد ایسے ہیں کہ جنہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ ایمان کا حق بھی ادا نہیں کرتے اس کے تقاضے بھی پورے نہیں کرتے تاہم نسبت تو ہے اور یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑی دولت ہے امید ہے کہ اللہ

اسی نسبت سے نجات دلا دے اور اسی نسبت کو ہمارے عذر کا سبب بنا دے یہ نسبت کوئی معمولی نہیں ہے غیرت کی چیز ہے مگر ہم سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے میں نے آپ سے کئی بار کہا ہے کہ اس کے متعلق بہت ساری کتابیں ہیں چھوٹی کتابیں بھی ہیں اور بڑی کتابیں بھی ہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کی کتاب تعلیم الدین اسی طرح۔ حیاۃ المسلمین۔ اسی طرح جز الاعمال کم از کم آپ لوگ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں آپ انہیں تو پڑھ لیں۔ ملتان کے ادارے نے بہت اچھا کام کیا ہے کہ حضرت مولانا کی دس بڑی کتابیں شائع کی ہیں جو ہر مسلمان اور ہر مومن کیلئے ضروری ہیں ان کا نام ہے۔ اصلاحی نصاب۔ جو لوگ اسے خرید سکتے ہیں ضرور خریدیں اور ضرور پڑھیں بہت اچھی ہے بہت عمدہ ہے اسے پڑھ کر کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے کہ ایمان کیا چیز ہے اسکی حقیقت کیا ہے اور اس کے کردار کو دیکھ کر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ ایمان والا ہے۔

تیس برس گزر گئے:

تقریباً تیس برس گزر گئے میں انہی باتوں کو دہرا رہا ہوں۔ کیونکہ ہمارے اور آپ کے ایمان میں اس قدر کمزوری آگئی ہے اسی لئے بار بار ان باتوں کا تکرار فائدہ دیتا ہے اور میں کئی بار یہ بات کہہ چکا ہوں کہ مجھے عالمانہ تقریر نہیں آتی میں تو نا صحابہ باتیں کرتا ہوں خدا کیلئے وہ چیزیں اختیار کریں جن چیزوں سے مجھے نفع ہوا ہے اور میری کوشش یہی ہے کہ آپ کو بھی انہیں چیزوں سے نفع ہو۔

وہ کون ہے:

ایمان کا جزو اعظم ہی ہم پر مخفی ہے ہم کس پر ایمان لائے وہ کون ہے کائنات کا خالق کائنات کا مالک، وحدہ لا شریک ہے، حمد و ثنا کا مالک جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسی

کی مشیت سے ہو رہا ہے اللہ کی مشیت جاری ہے ہم لوگ اسباب کو دیکھتے ہیں اور جو اصل ہے یعنی مسبب اسے بھول جاتے ہیں اس لئے کہ وہ مخفی ہے مثلاً ہم کہتے ہیں کہ فلاں بات صحیح ہوگئی فلاں بات غلط ہوگئی فلاں کام اس طرح ہو گیا۔ فلاں اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا حالانکہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے اسباب کا عمل دخل ان میں نہیں ہے خود اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک ذرہ اور ایک پتی اللہ کی مشیت و ارادہ کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی اور ایک ذرہ میں جنبش نہیں آسکتی جب تک اس کی مشیت نہ ہو اس ذات پر ہمارا ایمان ہو، عالم امکان میں جو کچھ ہو رہا ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں سب کچھ اللہ کی مشیت کے ساتھ ہو رہا ہے کیا ہمارا یہ ایمان ہے یقیناً ایسا نہیں ہے۔

موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے:

ہماری نظر سب پر جاتی ہے اور جو مسبب ہے یعنی اللہ پاک کی ذات جو سب میں تاثیر پیدا کرتی ہے اور وہی موثر حقیقی ہے اس پر نظر نہیں جاتی اور ہم لوگ مخلوق کی تاثیرات سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور جس نے یہ ہر قسم کی تاثیر رکھی ہے اسے بھول جاتے ہیں اور ہمارے زوال کا سبب بھی یہی ہے کہ ہمارا جو ایمان خالص ہونا چاہئے تھا وحدہ لا شریک پرودہ نہیں ہے۔ صرف اس کی مشیت جاری ہے حقیقت یہی ہے کہ صرف اس کی مشیت جاری ہے ہم الزام لگاتے ہیں اسباب کے نقائص پر، لوگوں کی دل آزاری پر ڈاکٹر سے غلطی ہوئی مریض مر گیا فلاں غلطی ہوئی نقصان ہو گیا عالم اسباب پر ہماری نظر جاتی ہے اس پر نظر جاتی ہی نہیں کہ کس کی مشیت سے ایسا ہو گیا بھائی اپنا ایمان تازہ کرو اپنے ایمان کی خبر لو پھر کہو کہ یا اللہ آپ کی مشیت جاری ہے عالم امکان میں جو کچھ ہو رہا ہے آپ کی مشیت سے ہو رہا ہے آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے۔

آپ ہی کر رہے ہیں۔ آپ کی مشیت غالب ہے۔ اور اس میں بہت بڑا امتحان ہے۔  
اور بہت بڑی آزمائش ہے۔  
خالق خیر و شر وہی ہے:

جب انہوں نے کہہ دیا کہ خالق خیر بھی ہم ہیں اور خالق شر بھی ہم ہیں۔ عالم کائنات میں جو خیر ہو رہا ہے وہ بھی اللہ کی مشیت سے اور جو کچھ شر ہو رہا ہے وہ بھی اللہ کی مشیت سے شریکوں پیدا کیا اسکی حکمت اس پر کوئی گفتگو نہیں کر سکتا، آدمی کو اشرف المخلوقات بنایا کیوں بنایا اس کی مشیت شیطان پیدا کیا، نفس پیدا کیا کیوں پیدا کیا اس کی حکمت و مشیت ہے ہاں یہ ایمان رکھو کہ شیطان کا وجود وہ بھی اس کی مشیت و ارادہ سے ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور کلام اللہ کا وجود وہ بھی اس کی مشیت سے ہے۔ شیطان بھی پیدا کر دیا اور اسے گمراہی کی طاقت بھی دیدی۔ سانپ کے اندر زہر پیدا کر دیا۔ سکھیا کے اندر زہر پیدا کر دیا، کیوں پیدا کر دیا؟ یہ اس کی مشیت ہے۔ خبردار اس میں گفتگو نہیں کرنا۔ یہ دیکھو کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے بھائی ان جوانوں سے پوچھو کہ اس بوڑھے کے پاس آنا کیوں ہوا ہے۔ بھائی محض اس جذبہ سے کہ اللہ اور اسکے رسول کی کچھ باتیں معلوم ہو جائیں یہ تشنگی ہے اور اس تشنگی کو ختم کرنے کیلئے آنا ہوا ہے۔

پیاس اور طلب ہو تو پانی بہت:

پیاس پیدا کرو پانی بہت ملے گا۔ تشنگی کا اظہار ضروری ہے سوال یہ ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کی تشنگی کی وضاحت کیا ہے۔ اس کا اظہار کرو تا کہ پانی میسر آ سکے اور پیاس بجھ سکے۔ تشنگی دور کرنے کیلئے ہزاروں سینکڑوں مواقع پیدا کئے ہیں۔ اسباب بنائے ہیں۔



## جنت دوزخ کو پیدا کیا:

جنت بھی اسی نے پیدا کی ہے اسکی نعمتیں بھی اسی نے پیدا کی ہیں جہنم بھی اسی نے پیدا کی اور اس کے عذاب کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے دنیا چند روزہ ہے ختم ہو جائے گی دنیا کب ختم ہوگی یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ وقت مل گیا ہے، موقع مل گیا ہے، یہ معلوم کرنے کیلئے کہ جنت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے اور گناہ ایسی چیز ہے جو جہنم کا سرمایہ ہے، دنیا میں بھی جہنم کا سرمایہ ہے، اور آخرت میں بھی جہنم کا سرمایہ ہے اور نیکی جنت کا سرمایہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جنت کا سرمایہ ہے۔

## اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کر کے بتا دیا کہ نیکی جنت کا سرمایہ ہے اور اسی طرح برے اعمال دوزخ کا سرمایہ ہیں ان سے بچو اسکے بعد بھی ہمیں متنبہ نہ ہو۔ وعظ و نصیحت سے اس کو کوئی فائدہ نہیں جو ان چیزوں سے نہ سمجھ سکے اسکو کون سمجھا سکتا ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتا دیا ہے، ہر نیکی اور برائی کی وضاحت کر دی ہے اس کے بعد بھی کوئی نہ سمجھے اور کوئی فائدہ نہ اٹھائے تو خدا حافظ ہے، میں عرض کر رہا تھا کہ ہر عمل اور معاملہ کو منجانب اللہ سمجھا جائے یہاں تک کہ تمام تکالیف، مصائب، پریشانیاں، بیماریاں سب کچھ اللہ کی طرف سے ہیں کیا یہ چیزیں خود بخود پیدا ہو گئی ہیں نہیں ان تمام کا خالق اللہ جل شانہ کی ذات ہے وہ بیماری کا بھی خالق ہے اور پریشانی کا بھی خالق ہے، تم نے اپنے ذمہ لگالی ہیں۔

## لطیفہ:

ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے، کہ ایک شخص آیا ایک ڈاکٹر کے پاس اور کہا کہ پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے ڈاکٹر نے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے کہنے لگا جلی ہوئی روٹی کھالی تھی

ڈاکٹر صاحب نے آنکھوں کا معائنہ شروع کر دیا مریض نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میرے پیٹ میں درد ہے ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تمہاری آنکھیں ٹھیک ہوتیں تو جلی ہوئی روٹی کیوں کھاتے، اس موقع پر ہزاروں باتیں ہوتی ہیں کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اس جلی ہوئی روٹی میں تاثیر کس نے رکھی ہے۔ کس نے حکم دیا ہے، ہم کیوں بیمار ہو گئے، ہم کیوں پریشان ہو گئے، طبیعت کا بگاڑ، طبیعت کا سنبھال اسکے خالق تو وہی ہیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے خالق پر نظر کرو، پہلے موثر پر نظر ڈالو پھر تاثیر پر نظر ڈالو پہلے مسبب پر نظر کرو پھر سبب پر نظر کرو، کوئی پریشانی ہے کوئی دشواری ہے کوئی دکھ ہے یا اللہ آپ کی مشیت ہے کسی کی مجال نہیں تھی لیکن آپ نے تاثیر رکھ دی ہے اچھا عمل اور اسکی تاثیر بھی آپ کی طرف سے ہے اور برے اعمال کی تاثیر بری تاثیر ہے۔ اس پر کیوں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے پریشان کیا فلاں نے یہ کر دیا۔ یہ سب کچھ کہا جاتا ہے لیکن یہ تو دیکھو کہ شکوہ کس سے کر رہے ہو مخلوق سے شکوہ کر رہے ہو اگر شکوہ کرنا ہی ہے تو خالق سے کرو۔ اس نے سب کچھ بتا دیا اور یہ ہماری محرومی قسمت ہے کہ ہم عمل نہیں کرتے۔

نماز کے دو حصے:

نماز میں دو چیزیں ہیں (۱) محض قرآن کی تلاوت ہے (۲) خالق کی بندگی اور بندے کی ذات، ایاک نعبد و ایاک نستعین، اکمیں بتلایا گیا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے ہماری طرف سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تم مدد مانگو گے تو ہماری نصرت تمہارے ساتھ رہے گی۔

غیر سے مدد مانگتے ہیں:

ہمارے عقیدہ اور مزاج بگڑ گیا ہے۔ ہم دوسروں سے مدد مانگتے پھرتے ہیں۔ ہم مدد

مانگتے پھرتے ہیں عاملوں سے۔ وظیفوں سے۔ تعویذوں سے۔ سوال یہ ہے کہ وظیفوں میں تاثیر کس نے رکھی ہے اور ان میں تاثیر کون دے گا۔ اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ ساری دنیا کے عامل، ساری دنیا کے وظیفے، ساری دنیا کے تعویذ گنڈے بیکار ہیں بے اثر ہیں فضول ہیں۔ ان میں کچھ بھی اثر نہیں ہے موثر حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے ان کو تاثیر کس نے دی ہے افسوس ناک بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف ذریعہ بنایا ہوا ہے پریشانی دور کرنے کا اور جس نے نازل کیا کلام اس کی نافرمانی کر رہے ہو اور اس سے منہ موڑ رکھا ہے۔

### زاویہ نگاہ کی تبدیلی:

زاویہ نگاہ تبدیل کر لو کہ اس دنیا میں جو بھی مانگو پہلے خالق سے مانگو، ایاک نعبد و ایاک نستعین ،، یا اللہ ہم عاجز ہیں اور آپ قادر ہیں ہمارے اوپر ہر اعتبار سے اثر ہے، ماحول کا اثر ہے، حالات کا اثر معاشرہ کا اثر ہے اور ہمارے اوپر اچھے اثرات بھی ہیں اور برے اثرات بھی ہیں۔ اچھے اثرات کی قدر نہیں کرتے یعنی شکر ادا نہیں کرتے اور برے اثرات پر ہائے ہائے کرتے ہیں۔ لہذا جو اثر بھی ہو سب سے پہلی نظر اس کی طرف کی جائے۔ کوئی دوسرا نہیں ہے کوئی شریک نہیں ہے اس کا اگر ساری کائنات نقصان پہنچانا چاہے نہیں پہنچا سکتا مگر جو اللہ چاہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ساری کائنات مل کر اگر تجھے نقصان دینا چاہے تو نہیں دے سکتی مگر جو اللہ چاہے، اور کوئی تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر جو اللہ چاہے، معلوم ہوا کہ مشیت الہی اصل ہے۔ فائدہ بھی منجانب اللہ ہے اور نقصان بھی منجانب اللہ ہے، اس کیلئے ایک جامع کلمہ ہے ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ اس کا ورد کرو ساری پریشانیان دور ہو جائیں گی، یہ رجوع الی اللہ ہے توحید کا خلاصہ ہے ،، لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔

## تدابیر:

میں ساتھ ساتھ تدابیر بھی بتا رہا ہوں کہ جب کوئی دشواری ہو تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ، پڑیں کسی کی مجال نہیں ہے کہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکے اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمارا کچھ لگاؤ سکے یہ تو حید یاد کر لیجئے جس دن یہ عقدہ حل ہو گیا اور عقیدہ صحیح ہو گیا کہ جو کچھ ہے منجانب اللہ ہے تو مسئلہ حل ہو گیا، پہلے اللہ سے رجوع کرو پھر جو دشواری، پریشانی، مصیبت ہے اس کیلئے تدبیر کرو یعنی پہلے رجوع الی اللہ ہے کہ جو پریشانی ہے وہ اس کی طرف سے ہے کیوں کہ ہمارے کان بہکے، آنکھ بہکی، زبان بہکی ہوگی۔ اگر ہم اپنے اعمال کو نہیں دیکھیں گے اپنے کانوں کی بد تمیزی اور آنکھوں کی برائی کو نہیں دیکھیں گے تو دوسروں پر الزام لگاؤ گے کہ فلاں نے ایسا کر دیا فلاں نے ایسا کر دیا، تو حید سمجھ میں آئی یا نہیں یعنی لا الہ الا اللہ یا اللہ جو کچھ ہیں آپ ہی ہیں اس سے زبان تازہ کرو دعا سے تازہ کرو کیوں ہو گیا کیسے ہو گیا خبردار جو کچھ ہوا تمہارے اعمال کی وجہ سے ہوا ہے۔

## تأثیر کی تبدیلی:

اگر مریض کھائی ہے تو ہم تاثیر بدل سکتے ہیں اگر ہماری طرف رجوع نہ کیا تو ہم تاثیر تبدیل کر دیں گے۔ نفع سے نقصان میں بدل دیں گے، بات سمجھ میں آئی یا نہیں۔ کوئی پریشانی ہے وہ ہمارے اعمال کی شامت ہے۔ کیونکہ ہر چیز اپنے سبب سے پیدا ہوتی ہے۔ جتنی بھی بیماریاں ہیں یعنی جسمانی تو یہ بد پرہیزی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا تدارک ہو جاتا ہے۔ البتہ روحانی بیماریاں مثلاً جھوٹ بولنے کی بیماری ہے۔ اس کا خمیازہ اسی طرح ہے۔ آنکھ بہک گئی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ تب جا کر اس کا تدارک ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر بزرگ کی دعائیں یا کسی عالم کی دعائیں کام نہیں

آتیں یہ غم اور جو پریشانی آتی ہے اس کیلئے فوراً استغفار کرو۔ یہ تمہارے اعمال کی شامت ہے، یہ عمل تھا اور غم و پریشانی اس کا رد عمل ہے تم نے خود اعمال ایسے کئے ہیں، تم نے زہر کھایا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو۔

ڈاکٹر، حکیم جسمانی معالج ہیں:

ہم کو جو بیماریاں لگتی ہیں ان کا تدارک تو یہ لوگ یعنی ڈاکٹر اور حکیم لوگ کر دیتے ہیں، لیکن ہماری بد اعمالیاں، بد اخلاقیات ہیں ان کا خمیازہ بھگتتے ہیں ان کا کیا کریں مختصر یہ ہے کہ اپنی پریشانیوں اور دکھوں کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ کیوں کہ ہم نے عمل کیا اور یہ پریشانیاں رد عمل ہیں، اس کا علاج استغفار ہے گناہوں کو چھوڑو، اگر ایک شخص بد پرہیزی کر رہا ہے گناہوں کو نہیں چھوڑ رہا ہے لاکھ اسے دوا دی جائے فائدہ نہیں ہوگا۔ جس طرح ڈاکٹر پرہیز بتاتا ہے کہ یہ چیزیں مت کھاؤ ان سے تم نے بچنا ہے یہ غذائیں یہ چیزیں تم کو ترک کرنا پڑیں گی پھر دوا سے فائدہ حاصل ہوگا اور شفاء ہوگی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ ڈاکٹروں کا قانون یہی ہے کہ بد پرہیزیاں چھوڑو اور اسی طرح گناہوں سے پرہیز کرو اور توبہ کرو۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ اس قانون کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

واقعہ:

میں بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آیا اس نے اپنی داستان غم سنائی اور اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کیا، بڑی پریشانیاں بڑے مصائب بیان کئے۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ لا الہ الا اللہ کہ کیا قابل رحم حالت ہے آپ کی یعنی جو کچھ پریشانیاں ہیں وہ ساری کی ساری منجانب اللہ ہیں کوئی متصرف نہیں ہے۔ یہ ہمارا وجود ہے اس میں کوئی اللہ کے سوا متصرف نہیں البتہ عمل اور رد عمل خدا کا قانون ہے۔ ہم ایسے اعمال کر رہے ہیں

اور بد پرہیزی کر رہے ہیں۔ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ ان اعمال میں تاثیر تو انہوں نے رکھی ہے ہم لاچار ہیں، بے بس ہیں۔ مجبور ہیں اور پریشان ہیں۔ ہم نے بد پرہیزی کی میں نے گناہ کئے اور انہیں ترک نہیں کیا۔ یہ مصائب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے ان آفات اور مصیبتوں کو تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ وہی اپنا حکم بدل سکتا ہے وہ اس پر قادر ہے

مثال:

اس کی مثال میں اس طرح دیتا ہوں کہ آگ کا کام جلانا ہے، آگ جلائے گی اور قیامت تک جلائے گی لیکن جب وہ کہتا ہے کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا تو وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے ادھر تو حکم کی تعمیل ہے نہ آگ میں تاثیر ہے نہ کسی اور چیز میں کوئی تاثیر ہے، نہ زہر میں تاثیر ہے نہ شیطان میں کوئی تاثیر ہے، جب تاثیر دینے والا وہی ہے تو اس سے ہی کہا جائے کہ پھر کہو، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اب یہ اعتراف کر کے توبہ کرے کہ میرے گناہ ہیں میں نافرمانی کرتا ہوں، میری کوتاہی ہے اور میں ہی خمیازہ پاتا ہوں اور یہ تیرے سوا کوئی دوسرا اس خمیازہ کو دور نہیں کر سکتا لا الہ کا معنی یہ ہے کہ ہم پر جو حالت طاری ہیں وہ سب اسکے حکم سے ہے اس کے سوا کوئی دوسرا اسکے حکم کی تاثیر نہیں بدل سکتا۔

میرے بھائیو۔ اسکی عادت ڈالو، اللہ کی طرف رجوع کرنا سیکھو۔ کوئی پریشانی ہو۔ کوئی دشواری ہو تو کہا جائے، ایاک نعبد و ایاک نستعین، کہ ہماری مدد فرما۔ فرمایا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ کیونکہ ہمارا قانون ایسا ہی ہے۔ کہ جب تم سے بد اعمالیاں ہو جائیں۔ تو ہم سے استغفار کرو، استغفار سے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں گناہ بڑے بڑے ہوں سب معاف ہو جاتے ہیں کیوں کہ ہم نے گناہ اپنی نسبت سے کئے

اور ہماری عقل محدود، ہماری سوچ محدود ہم نے اپنی محدود سوچ کے پیش نظر اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیا ہے۔ انکی شان کری کی ان کی شان رحیمی لا محدود ہے۔ جب بندہ کہتا ہے، کہ لا الہ الا اللہ، کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی نہیں جو ہماری شامت اعمال کو دور کرے۔

**توبہ کی تعریف:**

توبہ کی تعریف یہ ہے کہ جس چیز نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اسے ترک کر دو اور اللہ تعالیٰ سے شفا مانگو یہ پہلی شرط ہے جیسے ڈاکٹر کہے کہ بد پرہیزی چھوڑ دو یعنی جس چیز نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اسے چھوڑ دو پھر تمہیں فائدہ ہوگا اس طرح توبہ کی تعریف اور فائدہ ہے اور توبہ کے بعد انسان اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، یعنی اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیں گے۔

**صحابہ کی زندگی:**

صحابہ کرام کی زندگی یہی بتا رہی ہے کہ کیسے کیسے لوگ تھے کہ جنہوں نے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت نہیں چھوڑی تھی بت پرستی کرتے تھے، کیا کیا خرافات کرتے تھے لیکن جب انہوں نے کہا لا الہ الا اللہ، اللہ پاک نے سارے گناہ معاف کر دیئے اس طرح معاف اور صاف ہو گئے جیسے ماں کے پیٹ سے صاف پیدا ہوتے ہیں۔

**انبیاء علیہم السلام کا مقام بشریت:**

انبیاء و اولیاء پر بڑے بڑے مصائب آتے ہیں تو انہوں نے کون سے گناہ کیئے کیا وہ توبہ و استغفار نہیں کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر مجاہدے کہ انسان کی قدر نہیں ہوتی، رسول ہونا ایک مرتبہ ہے۔ لیکن بشریت ان کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کا قانون

ہے کہ انبیاء کے مراتب قرب کو بڑھانے کیلئے ان پر مصائب بھیجتے ہیں انبیاء کی زندگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر مقام پر اپنی بندگی کا اظہار کرتے ہیں صحابہ نے آپ کی تعظیم تو کی لیکن آپ نے فرمایا کہ میری اتنی تعظیم نہ کرو کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے کی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں ہاں یہ بات الگ ہے کہ میں اس کا نبی ہوں اور اس کا رسول ہوں بشریت کے لحاظ سے تکلیفیں پہنچتی ہیں لیکن فرق کے ساتھ۔ اسی طرح دیگر لوگوں کو تکالیف پہنچتی ہے فرق مراتب کے ساتھ لیکن توبہ اور استغفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ انکو معاف کر دیتے ہیں۔

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا رہے تو سکون قلب نصیب ہو جاتا ہے۔ کلام اللہ میں بار بار کہا گیا کہ توبہ و استغفار کرو۔ اور اسی طرح کہا کہ شکر ادا کرو اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر اپنی نعمتوں میں اضافہ کریگا اسلام پر شکر ادا کرو، ایمان پر شکر ادا کرو کہ اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مسلمان بنایا ایمان دیا، شکر کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شکر سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں لہذا اپنی بد اعمالیوں کا استحضار کیا جائے کہ اے اللہ گندگی میرے دل میں بھی ہے میرے دماغ میں بھی ہے میرے اعمال میں بھی ہے میرے اخلاق میں بھی ہے میں توبہ کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس مراقبہ کو روزانہ کر کے دیکھئے پھر دیکھئے کہ کتنے دروازے کھلتے ہیں۔

### ایمان کا تقاضہ:

ایمان کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اپنے گناہوں کا استحضار کرے۔ اور زوالِ نعمت سے خوف زدہ رہے اور توبہ کرتا رہے یا اللہ تو نے عافیت دی تو نے سکون دیا اپنی عبادات کی توفیق دی ہے اسی طرح ہمارے وجود



کے ساتھ جتنی نعمتیں ہیں سب کا شکر ادا کرتے ہیں اور انکو صحیح استعمال کرنے کی توفیق دے۔ اور تو نے ہمیں کمال یہ دیا کہ اپنا کلام دیا ہے اور یہ بڑی نعمت ہے اس وقت غروب کا وقت ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ہم تیرا کلام پیش کرتے ہیں۔

دعا:

یا اللہ آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیے ایمان کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں اور اس کا صحیح استعمال کریں اور زوال نعمت سے پناہ مانگیں یا اللہ جتنی نعمتیں آپ نے دی ہیں ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور زوال نعمت اور خسران نعمت سے پناہ مانگتے ہیں یا اللہ اپنی نعمتوں کے صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائیے آپ نے ہمارے وجود کے ساتھ اور ہمارے ماحول میں جتنی نعمتیں دی ہیں ان کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائیے اور جو غلطی ہو جائے کوتاہی ہو جائے اور ہم ان نعمتوں کو غلط استعمال کریں تو یا اللہ ہم استغفار کرتے ہیں دل و جان سے ہماری جتنی کمزوریاں ہیں سب دور کر دیجئے آپ کا کلام برحق ہے ہماری کوتاہیاں ہمارے گناہ سب ناقص ناقص ہیں چاہے کبار کیوں نہ ہوں پھر بھی ناقص ہیں کیونکہ آپ کی رحمت و مغفرت بے پایاں ہے یا اللہ ہم کو یہ دولت ابدی و سرمدی عطا فرما دیجئے استغفار اور ترک گناہ کی توفیق عطا فرمائیے اور عافیت کاملہ عطا فرمائیے عافیت سوز کام کرتے ہیں گناہ کرتے ہیں گناہ جتنے ہیں سب عافیت کو برباد کرنے والے ہیں یا اللہ گناہوں سے بچا لیجئے تاکہ ہماری عاقبت سلامت رہے یا اللہ ہم آپ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں عافیت دی ہے سکون دیا ہے اپنی عبادات و طاعات کی توفیق دی ہے اللھم لك الحمد ولك الشکر اے اللہ شکر ہے آپ کا کہ آپ نے ہمیں بہت سی نعمتیں دی ہیں ظاہر کی

بھی باطن کی بھی چاہے ہم اس کا حق ادا نہ کر سکیں استحضار نہ کر پائیں لیکن ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں جتنی بھی نعمتیں ہمارے وجود کے ساتھ ہیں ایمان کی اسلام کی عافیت کی رہنے سہنے کی کھانے پینے کی منصب کی جتنی بھی دولتیں ہیں سب آپ کی عطا ہیں یا اللہ ان کو صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائیے یا اللہ ہم کو توفیق عطا فرمائیے کہ ہم دنیا میں بھی فائدہ اٹھائیں اور آخرت میں بھی یا اللہ ہماری گراہیوں کو ہمارے نقائص کو سب کو معاف فرما دیجئے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ یا اللہ آپ کا کلام برحق ہے آپ نے ہم کو مستثنیٰ کر دیا ہے ہمارے تمام وجود سے ہماری تمام زندگی کا سرمایہ جو ہے وہ آپ نے اپنا کلام عطا فرما کر ہمارے لئے دنیا میں اور آخرت میں ایک بہت بڑا احسان عظیم فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر احسان عظیم ہے قیامت تک کے لئے کہ ہم آپ کی سرکار میں آپ ہی کے الفاظ پیش کریں یا اللہ جمعہ کا دن ہے اور قبل غروب آفتاب کی ساعت ہے حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں یا اللہ ہم آپ کے عاجز بندے ہیں آپ کے سامنے دست بہ دعا ہیں یا اللہ اپنے کلام کی تاثیر ہم کو تمام تر عطا فرما دیجئے اس کا مورد بناد دیجئے۔

ربنا لا تو اخذنا ان نسينا او اخطانا ہم سے اگر خطا اور نسیان ہو جائے تو معاف فرما دیجئے آپ کا کلام ہے اس کا مورد بناد دیجئے ربنا ولا تحمل علينا اصرأ كما حملته على الدين من قبلنا وساوس وخطرات شیطانی وساوس سب ہم کو ستاتے ہیں سب معاف فرما دیجئے ربنا ولا تحملنا مالا طاقتة لنا به ہم کو جو بھی پریشانی ہے جو دشواری ہے یہ ہماری شامت اعمال ہے آپ کا قانون صحیح ہے عمل اور رد عمل ہم اسی میں مبتلا ہیں ہم نے اعمال ایسے کئے ہیں اس کا رد عمل یہ ہے کہ ہم بیمار ہیں پریشان ہیں دشواریاں ہیں ہزاروں طرح کی تکلیفیں ہیں یا اللہ یہ ہماری شامت اعمال

ہیں آپ کا کلام برحق ہے آپ نے ہم کو مستثنیٰ کرنے کے لئے اپنا کلام عطا فرمادیا ہے  
یا اللہ صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کا مورد بنادیتجئے ربنا ولا تحملنا مالا  
طاقۃ لنا بہ یا اللہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا یا اللہ جو گناہ ہم نے کر لئے ہیں ان کا یہ  
اثر ہم پر ہے پریشانیاں بیماریاں دشواریاں ہر طرح کی ناگواریاں ہیں یا اللہ شامت  
اعمال ہیں یا اللہ ہم کو شامت اعمال سے بچالیتجئے واعف عنا معاف فرمادیتجئے  
واغفر لنا وارحمنا ہماری مغفرت فرمادیتجئے ہم پر رحم فرمادیتجئے انت مولینا  
فانصرنا علی القوم الکافرین آپ ہمارے مالک ہیں جن لوگوں سے ہمیں  
تکلیفیں پہنچیں تھیں ان کے مقابلے میں ہمیں نصرت عطا فرمادیتجئے اللہم ربنا تقبل  
منا انک انت السميع العليم بحق سید المرسلین رحمۃ للعالمین یا اللہ ہم نے آپ  
کے کلام کی تلاوت کی ہے جو آپ نے ہمارے حال کے مطابق اپنی رحمت کاملہ سے  
عطا فرمایا ہے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ربنا لا تو اخذنا ان  
نسینا او اخطانا، ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا  
عذاب النار جتنے حسنات دنیا میں آپ نے خلق فرمائی ہیں یا اللہ ہم سب کے محتاج  
ہیں ہمیں سب عطا فرمادیتجئے اور آخرت کے جتنے حسنات فرمائے ہیں وہ آپ کے علم  
میں ہیں ہم محتاج ہیں ہم کو وہ بھی عطا فرمادیتجئے یہاں کے حسنات بھی عطا فرمائیے اور  
آخرت کی حسنات بھی عطا فرمائیے آپ کا کلام برحق ہے ہمیں اس کا مورد بنادیتجئے  
یا اللہ وقنا عذاب النار دنیا کے دوزخ سے بھی نجات دیتجئے اور آخرت کے بھی دوزخ  
سے نجات دیتجئے دنیا کی دوزخ یہی ہے بیماریاں پریشانیاں دشواریاں کلفتیں نا  
گواریاں اس میں مبتلا ہیں جہنم ہمارے لئے یہ ہماری شامت اعمال ہے یا اللہ اس  
سے نجات دیتجئے ربنا وقنا عذاب النار دنیا کے عذاب سے بھی بچالیتجئے اور آخرت

کے بھی انک علی کل شئی قدیر ربنا تقبل منا انک انت السميع  
 العليم وتب علینا انک انت التواب الرحيم .  
 آمین بحق سید المرسلین یا رحمت العالمین

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹ جنوری ۱۹۸۱ء

## بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بھائی یہ لحاظِ زندگی بڑے قیمتی ہیں، مسلمان کی زندگی بڑی غنیمت ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کی قدر نہیں ہے۔ ورنہ اللہ جل شانہ جو ہمارے خالق ہیں، ان کی نعمتیں ہمارے ساتھ ہر وقت کار فرما ہیں، وہ ہمارے ہر وقت نگران ہیں۔ ایمان عطا فرما کر انہوں نے ہمیں ایسی نسبت عطا فرمادی ہے کہ جو نسبت ہم سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ یہ چیز ایسی عطا فرمائی ہے کہ جس کو ایمان مل گیا چاہے وراثتاً ملا ہو، چاہے جس صورت سے بھی ملا ہو۔ ایمان بہت بڑی دولت ہے۔ یہ ایمان ہماری ہر وقت رہنمائی کرتا ہے کہ یہ کام کرنا چاہیے اور یہ کام نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے اور یہ اس کی رضا کے مطابق نہیں ہے۔ اتنی بڑی دولت ہونے کے باوجود ہم نے ایمان کے تقاضوں پر چلنا چھوڑ دیا۔ اسی لیے طرح طرح کی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ دنیاوی معاملات ہیں اور یہ دین کے معاملات ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایمان والے کے لئے کوئی چیز دنیا نہیں سب دین ہی دین ہے۔

کیا ہے خلق مجھے باوجود علمِ گناہ

یہ ابتداء ہے کرم کی تو انتہا کیا ہے

تو جب جانتا ہے کہ انسان خطا کار ہے۔ انسان خطا و نسیان کا مرکب ہے۔ تو اس سے گناہ کا ہونا ضروری ہے اور اس کی اسی میں حکمت ہے کہ انسان خطا کار ہے، عجیب بات یہ ہے کہ انسان کو اعلیٰ مقام جو حاصل ہوتا ہے وہ خشیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جب تک خطا اور نسیان نہ ہو، اور اس پر انکسار و

ندامت نہ ہو۔ عجز و انکسار کی کیفیت طاری نہ ہو۔ تقویٰ حاصل نہیں ہوتا تو اللہ پاک نے اس کو بھی اسی مصلحت کے لئے رکھا ہے۔ جہاں اور مصلحتیں ہیں ایک یہ بھی ہے۔ کہ تم ارادہ کرو، دیکھو ناجائز چیز ہے، ناپاک چیز ہے پھر کیوں اس کا ارتکاب کرتے ہو؟ تمہیں خود معلوم ہیں اس کے نتائج، پھر ارتکاب کرتے ہو۔ سیرۃ النبی کا جلسہ ہوتا ہے آپ خود جا کر اس میں دیکھیں کہ کونسا منکر ہے جو اس میں نہیں ہو رہا ہوتا؟ یہ کتنی بد تمیزی ہے اور استہزاء ہے اس نسبت سے کہ یہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو سبق دیا تھا شرافت نفس کا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق قائم کرنے کا یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا، اوامر اور نواہی کا اپنے کلام اللہ اور کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدود اللہ کو مقرر فرما دیا۔ کہ ہمارا یہ عمل اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہے اور حدود کے اندر ہے۔ وہ حدود سے متجاوز ہو گئے۔ انہیں گمراہی آگئی، ضلالت آگئی۔

### اخلاص نیت:

اخلاص نیت بڑی چیز ہے ہمارے لئے آپ کے لیے، سب کے لیے صاحب ایمان کے لئے اخلاص نیت جو ہے یہ بہت بڑی چیز ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ اللہ رب العالمین کی تفسیر کا خلاصہ ہی اخلاص نیت ہے۔ آپ جتنے لوگ ہیں اس وقت سب سے پوچھیے کہ کیا اخلاص نیت نہیں ہے۔ سب کہتے ہیں کہ اخلاص نیت سے کر رہے ہیں اور اپنی عقیدت مندی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اخلاص نیت ہے۔ لیکن حدود سے متجاوز ہو گئے۔ حدود سے جو متجاوز ہوئے قلب میں گمراہی آگئی۔ تِلْكَ حُدُودَ اللَّهِ - تِلْكَ حُدُودَ الرَّسُولِ - اللہ اور اللہ کے رسول نے حد بندی کر دی تھی کہ اللہ ان

امور میں ان حدود سے راضی ہے۔ اس سے بڑھ کر جاؤ گے یا تو ضلالت، گمراہی اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤ گے یا بدعات اور الحاد میں مبتلا ہو جاؤ گے۔  
افراط اور تفریط:

افراط اور تفریط یہی چیز ہے کہ افراط میں تو لوگ یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ استہزاء کرتے ہیں دین کا۔ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں ناقابل عمل ہیں۔ اس وقت شریعت کے امور ناقابل عمل ہیں نعوذ باللہ استغفر اللہ۔ بدرجہ کفر ہے یہ بات۔ ایک طبقہ تو یوں گمراہ ہو گیا، اس قدر مغرب زدہ ذہنیت ہے اس کی۔

کوئی کہتا ہے کہ موجودہ تمدن اور موجودہ معاشرت کے یہ تقاضے ہیں، ہم کو تو یہ پورا کرنا ہے۔ ہم وہ دقیقاً نوسی دستور العمل پر کام نہیں کر سکتے۔ یہ کھلا ہوا زندقہ ہے اور الحاد ہے۔ اور حدود اللہ سے متجاوز ہونا ہے۔

دوسرا طبقہ تفریط کی طرف جو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بھی دین ہے اور یہ بھی دین ہے۔ اس میں بھی ثواب ہے۔ اس میں بھی ثواب ہے چنانچہ قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور جگہ جگہ قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ یعنی میت کے لئے پہلے قرآن خوانی ہوتی تھی۔ اب اگر تقریب کرنی ہے کسی کی تو قرآن خوانی کرا لیجیے۔ نیا مکان بنانا ہے تو قرآن خوانی کرا لیجیے، غرض کوئی عنوان خیر و برکت کا تلاش کرنا ہے تو قرآن خوانی کرا لیجیے۔ قرآن خوانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کر لیا۔ بڑی سعادت کی بات حاصل کر لی۔ یہاں قرآن خوانی ہو رہی ہے نماز کی کوئی پابندی نہیں ہے نہ عورتوں میں ہے اور نہ مردوں میں۔ کوئی پرواہ نہیں، قرآن خوانی کی اہمیت جتنی زیادہ ہے ان کے دلوں میں اتنی مسجد میں جانے کی اور نماز باجماعت پڑھنے کی اہمیت نہیں ہے۔ اور حدود شرع کے اندر جو باتیں ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔



## حق محبت اور ہمارا طرز عمل:

اسی طرح آج کل کے سیرت النبی کے جلسے ہیں۔ بڑا حق محبت ہے۔ بڑا اظہار محبت ہے۔ کبھی غور کر کے دیکھیں کبار کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ کھلے ہوئے کبار کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ مرد و عورت اس میں طور عام شریک ہو رہے ہیں۔ خانہ کعبہ کی اور روضہ اقدس کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں۔ نہایت عقیدت مندانہ انداز سے عورتیں بھی اور مرد بھی جاتے ہیں طواف کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ کوئی سلام کرتا ہے، ”انا للہ وانا الیہ راجعون“۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔ لیکن بظاہر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ہم محبت کا اظہار کر رہے ہیں بڑی شان و شوکت کے ساتھ بڑے بڑے لوگوں کے ہاں جلسے ہو رہے ہیں۔ صاحبِ اقتدار لوگوں کے ہاں وہی اپنڈیٹ فیشن ایبل، ننگے سر، کوٹ پہنے ہوئے ٹائی لگائے ہوئے، چٹونیں پہنے ہوئے، سگریٹ لگائے ہوئے۔ ان کے سامنے ان کی مستورات بھی نیم برہنہ لباس میں شریک ہو رہی ہیں۔ فلاں وزیر کے اور فلاں فلاں بڑے لوگوں کے ساتھ بڑا جلسہ کامیاب ہوا۔ روشنی کی جارہی ہے۔ جلسے کیے جا رہے ہیں ارے! کیا شرک کر رہے ہو۔ کسی قدر شرم نہیں معلوم ہوتی۔ میرا تو دل کڑھ رہا ہے کہ خدا کے غضب سے ڈرو! نبی الرحمتہ اللہ جل شانہ کے نزدیک جو سب سے زیادہ محبوب ہستی اور جن کے لئے اللہ جل شانہ نے تمام کائنات کو پیدا کیا، ان کی سیرت کے ساتھ اس طرح استہزاء کر رہے ہیں۔ کس قدر گستاخی ہے اگر اللہ جل شانہ کو جوش آجائے انتقام کا تو ایک لمحہ کے لئے بھی کسی کو نہ چھوڑیں۔ کس طرح گستاخانہ انداز ہے۔ جو نبی الرحمتہ مٹانے والا ہو فو احشاث کو، منکرات کو، گانے بجانے کو۔ اور یہاں ریڈیو۔ ٹیلی ویژن پر نعتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ برہنہ سر عورتیں نعتیں پڑھ رہی

ہیں۔ ارے! یہ کیا ظلم کر رہے ہو۔ ارے! یہ کیا استہزاء کر رہے ہو۔ خدا کی پناہ! ڈرنا چاہیے۔ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا دین ہے۔ فلاں مسماۃ نے بڑی اچھی نعت پڑھی ہے۔ بڑی اچھی حمد پڑھی ہے۔ انا للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

من تشبہ بقوم فهو منه

کہ جس نے کسی قوم کی نقل کی وہ انہی میں سے ہے۔

اور تمہارے شرکاء کس لباس میں ہیں تمہاری عورتیں کس لباس میں ہیں، غیر مسلموں کے انداز میں۔ اسلامی چیز نہ تو تمہارے لباس میں ہے اور نہ ہی تمہاری وضع قطع میں ہے۔ نہ صورت ہے نہ شکل ہے۔ نہ عورتوں کی اور نہ مردوں کی اور حق محبت ادا کرنے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ کس قدر گستاخی ہے اور کس قدر بد تمیزی کی بات ہے۔ کہ جو نبی رحمت اس کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔ امتیازِ قومی، امتیازِ مذہبی، امتیازِ دینی۔ جس نے احساس پیدا کیا کہ تمہارا لباس اور تمہاری وضع قطع اسلامی ہونی چاہیے۔ تم نے اس سے روگردانی کی اور استہزاء کیا اس وضع قطع اور لباس پوشاک کا۔ غیر مسلموں ضالین اور مغضوبین کا لباس پوشاک پہن کر انہی کی تقلید میں جلسے کرتے ہیں انا للہ دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوتے سیرت النبی کے جلسے۔ کسی مملکت اسلامی میں نہیں ہوتے، ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ، چونکہ انگریز مسلط تھا یہاں۔

کفار کی تشبیہ:

ہندوؤں کے ہاں ہر سال رام لیلہ، جنم اشٹمی ہوتا ہے۔ یا بڑا جلوس نکلتا ہے۔ بڑا ہنگامہ ہوتا ہے۔ شیطان نے سمجھایا ان لوگوں کو۔ سب سے بڑا شیطان تو قادیانی تھا اس کے ذریعے اس نے سمجھایا کہ تم کیوں نہیں کرتے اپنے نبی کا۔ یہ انگریز بھی کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن تو عیسائی بھی مناتے ہیں اے مسلمانوں تم ہی خالی

ہو۔ تم تو نہیں کرتے اپنے نبی کے ساتھ تم بھی کیا کرو۔ تو ابلیس نے ایسے راستے پر لگایا کہ گمراہ ہو کر انہی کے دائرے میں داخل ہو جائے۔ کفار و مشرکین کی تشبیہ کی، رام لیلا کی تشبیہ کی، جنم اشٹی کی انہوں نے اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی تشبیہ کی اور ایسی قوموں کی جو مشرک ہیں اور بالکل بد دین اور لامذہب ہیں۔ تم نے بھی ان کی وضع اختیار کر لی۔

میلا د اور سیرت کے جلسے:

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ میلاد ہوتے تھے پہلے زمانے میں، کچھ لوگوں نے۔ میلاد خوانوں نے۔ محض مجلس آرائی کے لئے بہت سی حدیثیں موضوع کر لی تھیں اور بہت سی ایسی چیزیں استعمال کرتے تھے جو چیزیں حقیقت کے خلاف تھیں اور واقع کے خلاف تھیں، اس میں اعلان کرتے تھے اور مٹھائیاں بٹی تھیں۔ پتہ نہیں کیا کیا ہوتا تھا۔ علماء کھڑے ہو گئے، اس کی تردید کی، شیطان نے کہا کہ اگر مٹ گیا تو پھر میری محنت ختم ہو جائیگی پھر وہی قادیانی سلسلہ آیا۔ سیرت کے جلسے قائم ہوئے، یہ صرف وہی تحریک ہے اس کے اندر۔ کہ اس کو ذرا فیشن ایبل طریقہ دے دو بڑے لوگ اس کو منائیں گے چھوٹے خواہ مخواہ تکلیف کریں گے اس کی۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ میلاد شریف ایک درجے میں غنیمت تھا کہ جتنے لوگ شریک ہوتے تھے محبت و عظمت لے کر شریک ہوتے تھے اور روایتوں کو خواہ ضعیف ہوں صحیح سمجھتے تھے۔ پھر بھی ان کے ایمان کا تحفظ تھا۔ یہ بیان کرنے والے کی غلطی تھی لیکن سامعین یہی سمجھتے تھے کہ یہ حدیث ہے۔ اور اسی کی قدر کرتے تھے۔ آج اس سے بالکل داؤد بدل لیا۔ حضرت فرماتے تھے کہ یہ بہت اشد ہے اور اس کے نتائج بہت خراب ہیں۔ دور رس ہیں اس کے نتائج، رفتہ رفتہ یہ میلاد شریف بھی ختم ہو جائیں

گے اور یہ سیرت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں جائے گی کہ جو بالکل زندیق ہوں گے اور وہ مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کہ وہ ان کے لئے سیرت کے جلسے کریں، انہیں اور زیادہ گمراہی میں ڈالیں گے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ گناہوں کے اوپر تو تنبیہ ہو سکتا ہے، کوئی ٹوک دے گا کہ کیا گناہ کی بات کر رہے ہوں۔ تو ڈر جاتا تھا مسلمان۔ آج ہم آپ سے کہیں کہ یہ سیرت کے جلسے حدود شرع سے متجاوز ہیں۔ تلک حدود اللہ۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے ان چیزوں سے منع کیا ہے۔ صریحاً ایسی حدیثیں موجود ہیں۔ آیات موجود ہیں کہ اس قسم کی جو تم تقلید کر رہے ہو یہ سراسر گمراہی ہے۔

وہابی کا الزام:

تو کہا جاتا ہے کہ بھائی تم تو وہابی معلوم ہوتے ہو۔ الزام لگاتے ہیں کہ تم کو محبت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

یہ ایسے لوگ ہیں وہابی نہ تو خود درود و سلام بھیجتے ہیں اور جو درود و سلام بھیجتے ہیں ان پر بھی متروک ہوتے ہیں۔ ارے! یہ کیا کہتے ہو؟ ہم تو اپنا ہر قدم جاں نثار کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی جس میں بھی مرضی ہو، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بھی اشارہ کیا ہو۔ ہم اس کے اوپر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تم ثابت تو کر دو کہ بے شک اللہ اور اللہ کے رسول نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس طریقے سے جلسے کرو۔ تم نے اپنی طرف سے اللہ اور اللہ کے رسول کا قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ تو یہ بھی سعادت ہے اور اس میں بھی نجات ہے۔ اور اس میں بڑی محبت کا اظہار ہے اور بڑی شان ہے اسلام کی۔ اور بھائی یہ تم نے اختراع کیا ہے۔ تمہاری اختراع ہے اور تمہارا ذہن ہے۔ کہیں سے کوئی دلیل لاؤ کوئی سند پیش کرو۔ صحابہ کرام کی طرف سند پیش

کرو۔ تابعین کی طرف سے ہو۔ تبع تابعین کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں نے سات سو برس تک سلطنت کی ہے۔ دنیا میں ان کی مثال پیش کرو۔ سیرت کے جلسے ہوتے تھے کہیں اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں۔ اب تم نے اختراع کر لیا ہے اور دعویٰ تمہارا یہ ہے کہ نجات کا باعث ہے۔ اور یہ سعادت ہے ہماری اور جو نہیں کرتے وہ بدتمیز اور بے ادب ہیں۔

### کبار کا ارتکاب:

ارے بھائی تمہاری جتنی بھی ادائیں ہیں اگر تجزیہ کیا جائے تو سب زندہ یقینت ہے۔ الحاد ہے اور کہیں کبار کا ارتکاب ہے اور کہیں شرک کی بھی آمیزش ہے۔ اب یہ کیا ہو رہا ہے لالو کھیت (لیاقت آباد کراچی) میں جا کر دیکھو شمیمیں بنی ہوئی ہیں۔ روضہ اقدس کی بھی ہیں، سجدے کرتے ہیں لوگ اور منٹیں مانتے ہیں لوگ اور کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے ہیں۔ عرضیاں بھی لٹکاتے ہیں، یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ بھائی جب یہ حالت ہے۔ تو ہم آپ سے کہیں کہ ایسی حرکت نہ کرو۔ تو کہتے ہیں کہ یہ تقدس ہے، یہ ہمارا ایمان ہے۔ یہ تو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقدس چیزوں کا احترام کر رہے ہیں، بھائی! اسلام تماشا ہو گیا، کھیل ہو گیا۔ جیسا چاہو تم اسلام کو اپنی مرضی کے مطابق بنا لو۔ اگر ہے تو کہیں سے سند بھی تو ہونی چاہیے۔ تو کہیں سے سند نہیں ملتی۔ اگر کہو تو کہیں گے وہابی ہیں یہ لوگ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے ان کے دلوں میں۔

### گناہ کو گناہ نہ سمجھنا:

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ گناہ کو گناہ سمجھ کر انسان نادم ہو جاتا ہے تو بہ کر لیتا ہے۔ استغفار کر لیتا ہے۔ لیکن شیطان نے ایسا دلفریب اور جاذب جال پھیلایا ہے اسلامی

حدود کے اندر کہ اسے تو ہم سعادت سمجھتے ہیں گناہ سمجھتے ہی نہیں، تو توبہ کیسے کریں؟ نتیجہ یہ ہے کہ سیدھا سادھا مسلمان فریب کار لوگوں کے کہنے میں آکر اپنا دین برباد کر لیتا ہے۔ خدا کے لئے ہمیں اور تم میں سے جس کو بھی ہوش آجائے، سمجھ لے کہ تلک حدود اللہ، کیا اللہ اور اللہ کے رسول نے یہ بات پسند کی ہے عبادت کی۔ عبادت تو وہی ہے جس کو اللہ اور اللہ کے رسول نے پسند کیا ہے۔ آخرت پر تو نتیجہ اسی پر مرتب ہوگا جو اللہ اور اللہ کے رسول کی بتائی ہوئی بات ہے۔ اپنی طرف سے ہم حُسن ظن کر لیں۔ تو ہمیں تو کوئی حق نہیں ایسا کرنے کا۔ ہم کو تو سند لینی پڑے گی اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام سے۔ جہاں سند نہیں ملے گی تو ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ زندقہ ہے، الحاد ہے، شرک ہے، اس سے بچو ورنہ توبہ کی توفیق بھی نہیں ہوگی۔

اپنی زندگی کا جائزہ لیں:

تو یہ عنوان میری سمجھ میں اس لیے آیا کہ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور جہاں جہاں گناہ ہو رہے ہیں یعنی وہ گناہ جو معلوم ہیں۔ غیبت ہے، جھوٹ ہے، فریب ہے۔ خدا کے لیے اس سے بچو اور نماز کی پابندی کرو۔ اگر کوئی نماز ترک کرتا ہے، خدا کرے ہماری حالت ایسی نہ ہو کہ عدا نماز ترک کرنا پڑے، کبار میں سے ہے۔ عدا نماز کو تو نہ چھوڑو اگر غفلت سے رہ گئی تو قضاء کر لو۔ رمضان شریف کے روزے رکھ لیا کرو۔ اگر زکوٰۃ اور حج کی توفیق ہے تو حج بھی کر لو اور زکوٰۃ بھی دے دو یہ فرائض بھی ادا ہو جائیں گے۔ اپنے روزمرہ کے معاملات ہیں ان کا جائزہ لو، جہاں جہاں قصور ہو رہا ہو، جہاں جہاں تقصیرات ہو رہی ہیں۔ توبہ کرتے رہو، استغفار کرتے رہو۔ لیکن ہوشیار رہو اس دین سے جو آج کل پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ دین ہے بھی کہ نہیں، اس کی سند ہے بھی کہ نہیں۔ ابھی شادی میں جتنی بھی رسومات ہیں تمام ترک روہات،

کی جائے؟ تاکہ ان کا طریقہ معلوم ہو جائے نادم ہو تو توبہ کر لو جب ایک چیز کو تم دین ہی سمجھ کر کر رہے ہو تو توبہ کیسے کرو گے اور وہ یقیناً دین نہیں ہے بلکہ زندقہ ہے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

### ربیع الاول کی برکات:

یہ ماہ ربیع الاول بہت مبارک مہینہ سمجھا جاتا ہے اس میں بڑی خیر و برکت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تاثیریں رکھی ہیں۔ کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں تاثیر نہ ہو۔ مگر کچھ اللہ کا ایسا فضل و کرم ہے۔ کہ جن چیزوں میں تاثیریں رکھی ہیں ہم کو ان سے مطلع بھی کر دیا ہے۔ چنانچہ وقت کے اندر بھی اللہ نے برکت رکھی ہے۔ دنوں کے اندر بھی اللہ نے برکت رکھی ہے۔ مہینوں کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔ کچھ ایام سال میں ایسے ہوتے ہیں جو بڑے متبرک ہوتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا نور رحمت نازل ہوتا ہے بندوں کے اوپر۔ ان کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ سعادتیں نصیب ہوتی ہیں تاکہ لوگ اور اللہ کی مخلوق زیادہ سے زیادہ ان سے فائدہ اٹھائیں دن کی برکتوں سے، مہینے کی برکتوں سے، ایام کی برکتوں سے جس کو بھی فائدہ نصیب ہو جائے۔ جو بھی فائدہ حاصل کر لے۔ راتوں میں سے شب قدر، شب برات۔ دنوں میں جمعہ کی فضیلت بہت ہے۔ بہت زیادہ فضیلت ہے ایام حج میں دس دنوں کی اور بڑے برکت والے ہیں۔ میدان عرفات کا جو وقت ہوتا ہے وہ بہت ہی نور رحمت کا وقت ہوتا ہے۔ غرض کہ ایام کے ساتھ، اوقات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ برکتیں خاص رکھی ہیں۔

یہ مہینہ ربیع الاول بھی مبارک مہینہ ہے۔ ربیع الاول کا مہینہ بہار۔ یہ بہار کا مہینہ ہے۔ حضور سرور کائنات، فخر موجودات کی بعثت بھی، ولادت شریف بھی اسی مہینے میں

ہوئی۔ تو بڑی خیر و برکت ہے سارے عالم کو۔

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنٰت جمیع خصالہ صلّو علیہ وآلہ

تو یہ مہینہ مبارک بڑا متبرک مہینہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس کے متعلق دو چار باتیں عرض کروں۔ ہمارے پاس علم تو ہے نہیں زیادہ، میں اپنے بقدر علم جتنا سمجھ میں آیا عرض کر دیتا ہوں آپ لوگ کیونکہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں بہتر۔

ربیع الاول کا غلط استعمال:

اب لوگوں نے اس کو اتنا متبرک سمجھ کر اس کا اتنا غلط استعمال شروع کر دیا پہلے زمانے میں میلاد شریف ہوا کرتی تھی کثرت سے۔ محلے محلے میں میلاد شریف کی مجلس ہوا کرتی تھیں۔ اس میں علماء آتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن، اخلاق اور درود شریف پیش کرنے کی فضیلت عرض کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں یوم ولادت کے اوپر بھی بہت خصوصیت کے ساتھ بات ذکر کرتے تھے۔ کہ حضور کی اس مہینے میں ولادت ہوئی ہے۔ کس کی ولادت ہوئی ہے۔ جو رحمۃ اللعالمین بن کر آئے ہیں۔ جو خیر البشر ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں اس کی ولادت ہوئی ہے۔ تو اس تعین نے ولادت کے دن ۱۲ ربیع الاول کا ایسا غلط استعمال شروع ہوا کہ تعین کر دیا کہ بس یہی زمانہ ہے ۱۲ ربیع الاول کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ حضور کا ذکر کیا جائے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی لمحہ زندگی کا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو۔ آپ کی سنت کی اتباع کی سعادت حاصل نہ ہو۔ یہ ہوتا رہا مگر اس میں اس قدر بدعات شروع ہو گئیں۔ اتنی رسومات شروع ہو گئیں کہ وہ چیز جو بہت ہی مستحسن اور مبارک اور مقدس تھی۔ اس نے حالت یہ



اختیار کر لی۔ اور وہ ہندوستان میں خصوصاً ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق یہ چیز اختیار کی ان سے مسلمانوں نے بھی اختیار کر لی۔ ان کے ہاں جو جشن اور میلے ہوتے تھے تو مسلمانوں نے بھی اسی انداز سے میلاد شریف کی مجلس قائم کرنا شروع کر دیا۔ جس کے بارے میں اب زبان کھولنا بڑی سنگین گستاخی سمجھا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ تم نے دن متعین کیا تھا متبرک دن اور اس میں ایسی رسومات اور بدعات شروع کر دیں، جو کل کی کل خلاف سنت ہیں، خلاف شریعت ہیں تو بجائے سعادت حاصل کرنے کے اور تم خواہ مخواہ گناہ گار ہوتے ہو۔ علماء نے کچھ زیادہ سختی کی اور اہل بدعت اور اہل رسومات نے اور زیادتی کی۔ تو ہوا یہ کہ جو حقیقت تھی وہ مفقود ہو گئی اور جو ضرورت ذکر شریف تھی وہ بھی پوری نہ ہونے پائی۔

**محفل میلاد کی صورت بدل دی:**

اب چونکہ ذکر آگیا اس لیے میں عرض کروں کہ محفل میلاد جو ہوتی تھی اس کی صورت بدل دی۔ سیرت نبوی ہی کی صورت میں کی جاتی تھی۔ اب سیرت نبوی جو تھی وہ عوام سے آگے بڑھ کر صاحب اقتدار نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس کو انا للہ وانا الیہ راجعون اور وہ محض ظاہر پرستی یہاں بھی آگئی۔ پھر وہی غلامانہ ذہنیت سے کہ تمام دنیا کے مذاہب اپنے پیشواؤں کا سالانہ تہوار مناتے ہیں اور جشن کرتے ہیں تو سیرت نبوی نے بھی وہی صورت اختیار کر لی۔ محض رسمی طور پر اس کے جلسے منعقد ہونے لگے۔ جو غایت تھی سیرت نبوی کی وہ بالکل مفقود ہو گئی۔ اس کا کہیں پتا نہیں محض ایک رسمی طور پر کچھ مقالے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے پڑھ لیے۔ اور اللہ اللہ خیر سلا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تمام فواحشات و منکرات جن کو شریعت بالکل مذموم کہتی ہے۔ ان کا رواج ہو گیا ہے۔ تو بجائے فائدہ ہونے کے مسلمانوں کی عقیدت اور بھی

زیادہ خراب ہو گئی۔ صرف ایک رسی چیز سمجھ لی گئی۔ اتنے بڑے محسن اعظم! اتنے بڑے رحمۃ اللعالمین! کہتے ہیں کہ تم یوں رسی طور پر منالو۔ شہنشاہِ دو عالم کی سیرت۔ دوسروں کی تقلید میں تم سیرتِ نبوی کے جلسے منعقد کرتے ہو۔ محض رسی طور پر کہ جس کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ جس میں کوئی تعلیم نہیں، کوئی تربیت نہیں اور جس میں کسی قسم کا مسلمانوں کی اصلاح کا پہلو نہیں ہے۔ محض ایک رسی طور پر چند اوصاف بیان کر دیے اور تم نے سمجھ لیا کہ ہم نے حق ادا کر دیا بڑے شان و شوکت کے ساتھ بڑی زرق برق جلسے منعقد کیے گئے! اللہ! اللہ! اللہ!

وقت چونکہ کم ہے اس لیے میں مختصر عرض کروں گا انشاء اللہ میلاد شریف ہوتی تھی محلے محلے علماء آتے تھے تقریر بھی کرتے تھے عورتیں بچے سب جمع ہو جاتے تھے محلے میں مٹھائی بٹی تھی تقسیم ہوتی تھی اس بہانے سے اب لوگ اور بھی آ جاتے تھے۔ تو وہ ختم ہوا تو اب سیرتِ نبوی کا باضابطہ بڑا فیشن ایبل طریقے سے انعقاد ہونے لگا اور بھی زیادہ اس کے اندر خرافات شروع ہو گئیں۔ اناللہ

### نئی خرافات:

اب چند دنوں سے شہرِ کراچی میں یہ خرافات شروع ہو گئی ہیں کہ جلوس نکلنے لگے بارہ ربیع الاول کو۔ تمام ہنگامہ خیز جلوس نکلتے ہیں۔ بڑے بڑے ہاتھیوں پہ اور اونٹوں پہ اور پتا نہیں کیا کیا خرافات؟ میں نے تو کبھی دیکھا نہیں سنتا ہی ہوں کہ اس قسم کے جلوس نکلتے ہیں۔ کیا ہوتا ہے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور مسجدوں کے اندر اذانیں ہو رہی ہیں۔ مسجدیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور جلوس میں لوگ ہی لوگ ہیں۔ اور یہاں پر سیرتِ نبوی کے جلوس نکل رہے ہیں جس میں دنیا بھر کی خرافات ہیں۔ یہاں تک ہونے لگا ہے کہ خانہ کعبہ کی شبیہ، روضہ اقدس کی شبیہ بناتے ہیں اور نذرانے پیش

کیے جاتے ہیں۔ ایک ہنگامہ سا برپا کر لیا ہے۔ نہ اللہ نے یہ مخصوص کیا ہے اور نہ اللہ کے رسول نے مخصوص کیا ہے۔ کہ سیرت نبوی کے اس طرح جلوس نکالے جائیں اور اس طرح سے جشن منایا جائے۔ سادہ سی زندگی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور مسلمان اس کو بھولی کر راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ اتباع سنت سے اور تمام شامت اعمال میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس کی شامت اعمال کو دور کرنے کے لئے کوئی تدبیر اور تجویز نہیں ہے۔ ارے اس کا ذکر کر کے لوگوں کو درست کرتے۔ ہم جو لوگ سنت سے ہٹ گئے ہیں پھر اس کے لئے علماء اور صاحب اقتدار اور صاحب تحریر جو ہیں وہ اس ترتیب سے بیان کرتے شامل مبارک کو کہ جو ہم بھولے ہوئے ہیں وہ سبق ہم پھر یاد کر لیتے۔ پھر ہم اس کے اوپر عمل کرنے لگتے۔ تو عمل کا پہلو تو بالکل ساقط کر دیا۔ ختم کر دیا۔ صرف اوصاف اور کمالات اور وہ بھی رسمی طور پر چند اوصاف و کمالات بیان کر کے سمجھا کہ ہم نے بڑا حق ادا کر دیا ہم کو اور آپ کو اس پر ضرور متنبہ ہونا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اس لیے نہیں مبعوث فرمایا تھا کہ ان کے نام کے جلوس نکالیں۔ ان کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔ نعتیں پڑھی جائیں۔ ارے اللہ نے تو ان کو اشرف انسانیت عطا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور شرف انسانیت آپ قیامت تک کے لئے مرتب فرما کر چلے گئے۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے۔ یہ ہندوستان پاکستان ہی کی ایجاد ہے اس قسم کے میلادوں کی۔

صحابہ کرام کی فدایت:

دوسرے اسلامی ممالک میں تو میں نے سنا بھی نہیں کہ شاید وہاں پر ایسے ہوتا ہو۔ اور سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے والے صحابہ کرام سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کبھی اس قسم کے جلسے نہیں منائے۔ اس قسم کے جلسے منعقد

نہیں کیے جس میں سیرت نبوی کا اس طرح ذکر کیا جاتا ہو۔ ان کی تو ہر مجلس ذکر نبوی ہوتی تھی۔ جہاں بیٹھ جائیں اس طرح والہانہ انداز تھا ان کا۔

میں نے روایتوں میں دیکھا ہے کہیں کہ دو آدمی جارہے ہیں، دو صحابی مل گئے، سلام ہوا، کہنے لگے ٹھہر جائیں، ہم اپنے نبی کا کوئی ذکر لیں، دو چار باتیں کر لیں، توجہ موقعہ ملتا تھا اس میں اپنے نبی کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس سے سبق حاصل کرتے تھے اور اپنے اعمال درست کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام کی فدائیت تھی۔ شہنشاہ ممالک اسلامیہ نے بھی کبھی ایسے جشن نہیں منائے۔

### ایک بدعت:

یہ ایک عجیب طرح کی بدعت شروع ہو گئی ہے۔ کہ اس سے تمام لوگ مطمئن ہیں کہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اور بڑے جشن اور شان کے ساتھ جلسے کیے جارہے ہیں جلوس نکالے جارہے ہیں ارے خدا کے لئے عبرت حاصل کرو۔ کیا تہذیب ہے۔ کتنا استہزاء کرتے ہو۔ خدا کے خوف سے ڈرنا چاہیے۔ رحمۃ اللعالمین کا ذکر اور اس طرح فواحشات کے ساتھ کرتے ہو۔ عورتیں نعت پڑھتی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ برہنہ سر اور نیم برہنہ لباس میں ریڈیو کے اوپر، ٹیلی ویژن کے اوپر نعتیں سناتی ہیں۔ کیا تمسخر ہے۔ خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ اس قدر تذلیل کرتے ہو اسلام کی اور بانی اسلام کی۔ وقت کم ہے اس لیے میں اس سے زیادہ وضاحت نہیں کروں گا اس لیے آپ خود ہی اندازہ کریں کہ ایسی مکروہ بات شروع ہو گئی ہے کہ جس سے ہم لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے بڑا حق ادا کر دیا ہے بجائے سعادت کے اس کا وبال ہمارے اوپر پڑتا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے۔ مقابلہ نگاری، مضمون نگاری، اخباروں میں مضامین آئیں گے سب کچھ ہوگا، کہاں ہوں گے، کن اخباروں میں ہوں گے جن کے

دوسرے صفحے پر عریاں تصویریں ہوں گی فلمی ایکٹروں کی۔ یہ کیسی حسرت کی بات ہے، کیسے بے حس ہو گئے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ایک صفحے پر ہیں اور دوسری طرف عریاں تصویریں ہیں۔ فلمی ایکٹروں کی، کیا تعظیم ہو رہی ہے۔ کیا اپنے نبی کی محبت ہے۔ کوئی غیرت نہیں ہے۔ یہ ماہ ربیع الاول کی برکت میں تو شبہ نہیں یقیناً بڑا برکت کا مہینہ ہے۔ لیکن حضور کی ولادت ہی ایک ایسا احسان عظیم ہے اللہ تعالیٰ کا۔ کہ ایسا شاہکار انسانیت پیدا فرمایا کہ جو عالم کائنات میں منفرد نظر آتا ہے ہر حیثیت سے۔ وہ درجہ کمال کا عطا فرمایا جو تصور میں نہیں آ سکتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عالی:

وہ مرتبہ ہے آپ کا جس طرح اللہ کے صفات و کمالات کا عالم میں کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اسی طرح تمام بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے صوفیاء۔ بڑے بڑے عارفین عاجز ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے میں۔ بس جو کچھ اللہ نے ان کی تعریف فرمادی ہے۔ بس وہی تو ہے۔ عالم خلق میں کسی کی مدح اتنے درجے کی نہیں ہے، کسی کا علم اتنا نہیں ہے، کسی کا حوصلہ اتنا نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام معارف اور اخلاق کا احاطہ کر سکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق، اوصاف و کمالات کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمادیا ہے صحابہ کرام نے اس کو جان سے زیادہ عزیز سمجھا ہے۔ اور اسی کے مطابق عمل کیا اور عالم امکان میں مثالی انسان بن گئے ایسے مثالی انسان بن گئے کہ جن کی مثال قیامت تک نہیں مل سکتی۔

بعثت کے وقت عرب کی حالت اور تبلیغ اسلام:

ذرا آپ غور تو فرمائیں کہ حضور کی بعثت ہوتی ہے کس زمانہ میں۔ آپ تشریف

لاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو مبعوث فرماتے ہیں۔ چار طرف دیکھیں کیا ہے عرب کا معاملہ، عرب کا ماحول، مکہ مکرمہ کا ماحول، دنیا بھر کی جتنی بھی برائیاں ہو سکتی ہیں وہ سب اس قوم میں موجود ہیں۔ خونخوار قاتل، ظالم، ڈاکو، زانی۔ شرابی کبابی یعنی ایسی انسانیت کہ جس پر شیطان بھی لعنت بھیجتا ہے۔ اور تمام چار اطراف میں یہی تاریکی چھائی ہوئی تھی، ڈاکے ڈالتے تھے۔ چوریاں کرتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ یہ ماحول تھا جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عالم میں۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ انسانیت کا کہیں نام نہیں تھا۔ جتنے مذاہب تھے سب مفقود ہو چکے تھے۔ یہودیت نصرانیت سب ختم۔ بت پرستوں کا دور تھا۔ بت پرستی ہو رہی تھی چاروں طرف سے۔ اس زمانے میں حضور تشریف لائے۔ خیال کرنے کی بات ہے چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی تو دس سال جو آپ نے مکہ میں گزارے وہ بڑے سخت ترین اور مشکل تھے۔ کفار و مشرکین نے بھرپور کوشش کی۔ ہر طرح سے آپ کو تکلیف دینا چاہی۔ اور ہر طریقہ اختیار کیا۔ کتنی اذیتیں دی جسمانی طور پر دماغی طور پر، آپ ہی کا ظرف تھا کہ آپ نے تحمل کیا۔ ساری دنیا آپ کی جان کی دشمن بن گئی لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کو فروغ ہوا۔ کیا ہوا فروغ لا الہ الا اللہ۔ دس سال تک مکہ والوں نے کسی صورت بھی چین نہیں لینے دیا۔ رات دن آپ کی ایذا رسانی کے درپے رہے۔ صرف آپ یہی کہتے تھے کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اکیلے اسی ایک پر ایمان لاؤ۔ وہی تمہارا معبود ہے۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ یہ جو آواز آپ نے بلند کیا تو تمام لوگ مخالف ہو گئے آپ کے اور اس قدر مخالف ہوئے کہ جان کے پیچھے پڑ گئے۔ مجبور ہو کر آپ کو ہجرت کرنا پڑی۔ جب ہجرت کر کے آپ مدینہ منورہ آئے تو دس سال تک آپ کو چین سے نہیں رہنے دیا۔

غزوہ پہ غزوہ ہوئے کئی کئی غزوے ہوئے۔ پوری کوشش کی کفار اور مشرکین نے تاکہ آپ کی جماعت کو منتشر کر دیں اور تبلیغ کو ختم کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو مقصود کچھ اور ہی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال کے اندر وہ تعلیم دی۔ عملی طور پر اور اس انداز سے تعلیم دی کہ خوخنوار قوم، زانی، قاتل اور تمام رذائل میں مبتلا قوم دس سال کے اندر مشرف باسلام ہوئی اور عالم امکان میں ان کا نمونہ کہیں نہیں ملتا۔ اس قدر جلدی تغیر پیدا ہوا کہ وہی لوگ جو خوخنوار اور درندے تھے۔ انسان کامل بن گئے۔ ایمان کامل بھی ان کو عطا ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی ان کو نصیب ہوئی۔ تو ایسے بن گئے کہ عالم امکان میں ان کی مثال آج تک نہیں مل سکتی۔ تو یہ ہوا تعلیم کا نتیجہ۔ تو اس تعلیم کو تو ہم نے کر دیا نظر انداز۔

### اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم:

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام قوم عرب کو انسان کامل بنا دیا اور ان کو ایمان کامل عطا کر دیا۔

اور دوسرا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر لیا ہے ہر ادا کو یعنی آپ کی ذاتی صفات، آپ کی تعلیم اور آپ کی تربیت آپ کی گھریلو زندگی اور آپ کی زندگی کے جتنے بھی لوازمات ہیں زندگی کی جتنی ضروریات ہیں۔ صحابہ کرام نے اپنے سینوں کے اندر محفوظ کر لیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے مزید فضل فرمایا کہ ہم تک پہنچا دیا۔ ہم جتنے بھی یہاں مسلمان بیٹھے ہوئے ہیں صحابہ کرام کا احسان عظیم ہے کہ ان کے ذریعے سے ہمیں محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا معلوم ہوئی۔ آج بھی ہم اپنی زندگی میں تغیر پیدا کر سکتے ہیں۔ آج بھی ہم اپنی زندگی کو بہترین زندگی بنا سکتے ہیں۔ آج بھی ہم اس تعلیم کے ذریعے سے انسان کامل بن سکتے

ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ یہ تعلیم مفقود ہوتی جا رہی ہے کہیں ذکر نہیں ہے اس کا۔ محض ایک رسمی طور پر کچھ اخلاق و کمالات بیان کر دیے جاتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

### انسانیت کا حق:

تو یہ انصاف کیجئے کہ صحابہ کرام نے کیسے حق ادا کیا۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰہٗ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

معلوم ہوا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ عمل صالح کی وجہ سے ہے جو اللہ نے اس کے لئے رکھا ہے۔ عمل صالح پر جس کا عمل ہے۔ وہی انسانیت کا حق رکھتا ہے باقی جو کچھ ہے وہ سب حیوانیت ہے۔ نفسانیت ہے۔ شیطانی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

اے ایمان والو تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو مانا ہے اور اس کی کتاب کو مانا ہے۔ اچھے عمل کرو۔

### ایمان کے شعبے:

تو ایمان کا تعلق ہوا عقائد سے، عبادات سے، معاملات سے، معاشرے سے، اخلاقیات سے، سب کا مجموعہ ہوا ایمان، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تعلیم دی عملی طور پر کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ عقائد ایک مسلمان کے کیسے ہونا چاہیے۔ انسان کو خدا کی توحید کو ماننے کا حق کس طرح ادا کرنا چاہیے۔ خدا کی عبادات آپ کو کس طرح کرنی چاہیے۔ نمازیں کس طرح پڑھنی چاہیے۔ روزے کس طرح رکھنے چاہیے۔ حج کس طرح کرنا چاہیے۔ زکوٰۃ کس طرح ادا کرنی چاہیے یہ عملی طور پر آپ



نے بتایا ہے کہ تمہارے معاملات زندگی، لوازمات زندگی کس طرح ادا ہوں۔ کون کون سے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ کونسے حقوق واجب ہیں ان کو عملی طور پر کر کے دکھایا اور اس کی تعلیم دی۔ حقوق ادا کرنے کی بھی تعلیم دی والدین کے حقوق، زوجین کے حقوق، بہن بھائیوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق۔ حکومت کے حقوق، تجارت کے حقوق، لین دین کے حقوق، جتنے حقوق تھے ہماری زندگی سے وابستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے عملاً بھی کیا۔ اور بتا بھی دیا۔

معاشرہ بھی ایک جز ہے ایمان کا، اس کے حقوق بھی بتائے کہ تمہارا کھانا پینا، تمہارا رہنا، تمہارا اٹھنا بیٹھنا تمہارا لباس پوشاک، تمہاری وضع قطع کس طرح ہونی چاہیے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ خود بھی آپ نے اس پر عمل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دی۔

اخلاقیات، باطن کے اعمال اس کی بھی آپ نے ہم کو تعلیم دی کہ دیکھو جھوٹ بہت بری چیز ہے۔ غیبت ہے، کینہ ہے، حسد ہے، غصہ ہے۔ اس کی برائیاں بھی بیان کیں اور عمل صورت میں جو لوگ اس کے مرتکب ہوتے تھے ان کو ہدایت بھی دی اور ان کو سزائیں بھی دی تاکہ نمونہ بن جائیں۔

اخلاق حمیدہ تو واضح ہے۔ ایثار ہے۔ محبت ہے عملی صورت سے بھی آپ نے اس کو بیان کیا اور زبانی بھی درس ہم کو دیا۔ تو گویا پورے ایمان کو عملی صورت میں تمام انسانیت کے سامنے پیش کیا اور صحابہ کرام نے اس کو حاصل کر لیا اور الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ نسلاً بعد نسل ہم تک یہ چیزیں پہنچ گئی۔ کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو صیغہ راز میں ہو۔ سب ہمارے پاس موجود ہیں تو اب ایسی صورت میں جلسے کر لینے سے یا جلوس نکال لینے سے بات ختم نہیں ہو جاتی اور آپ کی محبت کا حق ادا نہیں

ہو جاتا۔

### اتباع سنت کا اہتمام:

خدا کے لئے! اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ یہی انسانیت ہے۔ اگر ہم کو انسان بننا ہے۔ شرف انسانیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ تو اتباع سنت اختیار کریں۔ اس کے علاوہ شرف انسانیت کسی بھی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو بھائی جلسے جلوس مت کرو اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ میں نے کافی شعبے آپ کے سامنے عرض کر دیے ویسے آپ کو معلوم ہے کہ معاشرہ کیسا ہونا چاہیے۔ اخلاق کیسے ہونا چاہیے یہ سب کو معلوم ہے۔ تو خدا کے لئے عزم کر لو۔ ارادہ کر لو۔ کہ اتباع سنت کریں گے۔ اسی میں میلاد شریف اور ربیع الاول کی برکات ملیں گی۔

### اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف:

اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لے لے۔ اس ناکارہ کے ساتھ بھی فضل عظیم ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ایک جذبہ دل میں پیدا ہوا کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عبادات و اعمال کو۔ آپ کے تمام ادوار زندگی کو۔ تمام کردار زندگی کو ایک جگہ مرتب کر دیا جائے۔ حدیث و سند سے۔ بخاری شریف سے۔ مسلم شریف سے۔ ترمذی شریف تمام صحاح ستہ سے میں نے ان کا انتخاب کر کے ایک کتاب مرتب کی ہے۔ اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس میں حضور کی تمام چیزیں آگئی ہیں۔ اس کو پڑھیے یہی حق ہے ان کی محبت کا۔ ان کی عظمت کا اور ان کے احسانات کا اور ان کے انعامات کا حق یہی ہے کہ ہم ان کی اتباع کریں۔ الحمد للہ اسوہ رسول نامی کتاب میں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ یہ کتاب آپ ضرور لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اتباع کریں۔ ربیع الاول

کی سعادتیں حاصل کرنے کا یہ حق ہے کہ ہم عزم کر لیں کہ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔ اس سے حضور کی روح بھی خوش ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا

ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

اللہ تعالیٰ سے تم اگر اس کی ربوبیت کا حق ادا کرنا چاہتے ہو، اس کی محبوبیت کا، اس کی کبریائی کا۔ اس کی حمدیت کا پھر اتباع کرو ہمارے رسول کی۔ اگر حضور کی اتباع کرو گے ہم تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے محبوب ہیں ان کی ہر ادا ہمیں محبوب ہے۔ جس ادا کو تم نقل کرو گے وہ ادا ہمیں محبوب ہو جائیگی۔ کیوں اتنی بڑی سعادت سے محروم ہوتے ہو۔ کتنی بڑی آسان بات ہے۔ الحمد للہ یہ ساری باتیں آپ کے سامنے ہیں کوئی دشوار بات نہیں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ خدا کے لئے اہتمام کرو اتباع سنت کا۔ یہ حق ہے آپ کی ولادت کا۔ اور یہ حق ہے آپ کی نبوت کا اور یہی حق ہے آپ کے احسانات اور انعامات کا کہ آپ کی اتباع کی جائے۔ اتباع کرو بھائی اتباع ہی میں سب کچھ ہے۔ یہ ہے ربیع الاول کا حق۔ بار بار ذکر کیجیے۔ درود شریف کی کثرت کیجیے۔ یہ مبارک مہینہ ہے لہذا اپنے فسق و فجور سے توبہ کیجیے جو گناہ ہو رہے ہیں ان سے کم از کم توبہ کیجیے اس مہینے میں ارادہ کر لیں کہ خواہشات و منکرات سے بچتے رہیں گے۔ ایسی لغزشیں اور ایسی بے ہودہ باتیں یہ شیطانی اور نفسانی ہیں ان کو چھوڑ دیں گے۔ اور اہتمام کریں گے پاکیزگی کا اور پاک صاف رہنے کا۔ کثرت سے استغفار کیجیے اور کثرت سے درود شریف پڑھیے اور فواحشات سے اجتناب کیجیے۔ ریڈیو ہے، ٹیلی ویژن ہے، گانا بجانا ہے، فضولیات ہیں، لغویات ہیں۔ اس سے اپنے آپ کو بچائیے اور توبہ کیجیے کہ یا اللہ ہم کو پاک کر دیجیے اور ہدایت دیجیے اپنے حبیب کی

اتباع کی۔

آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

ہوئی ہے، اور ہماری ہر نقل و حرکت سیرت و سنت کی اتباع سے مسلسل دُور ہوتی چلی جا رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ جس سیرتِ طیبہ نے ایک مختصر عرصے میں صرف جزیرہ عرب ہی کے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے اخلاق و اعمال، معیشت و معاشرت، سیرت و کردار، اور رہن سہن کے طریقے بدل ڈالے تھے، آج اسی سیرتِ طیبہ کو سننے سنانے کے باوجود ہماری تباہ حالی میں کوئی فرق کیوں نہیں آتا؟

ذرا غور کیا جائے تو اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم سیرتِ طیبہ کی اصل رُوح، اس کے حقیقی مقصد اور اس کے تذکرے کے صحیح طریق کار کو چھوڑ کر چند ایسے رسمی مظاہروں اور نمائشی کاروائیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں جن کا نہ صرف دین سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جو سیرتِ طیبہ کے احترام و عزت کے بھی منافی ہیں۔

**سیرت کا نفر نسوں اور سیرت کے جلسے جلوسوں میں غلطیاں:**

ان سیرت کا نفر نسوں اور سیرت کے جلسوں جلوسوں میں طرح طرح کی غلطیاں عام ہو چکی ہیں جو نہ صرف سیرتِ طیبہ کے مبارک مقصد کو حاصل کرنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں بلکہ ان کی موجودگی میں (اللہ بچائے) اُلٹے و بال کا اندیشہ ہے۔ ان سطور میں انتہائی درد مندی اور دلسوزی کے ساتھ مخلصانہ طور پر اسی قسم کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانا مقصود ہے، خدا نخواستہ اس کا مقصد کسی پر حرف گیری یا طعن و استہزاء نہیں، بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک ہمدردانہ دعوتِ فکر ہے کہ خدا کے لیے ہم اپنے طرزِ عمل کو شریعت و سنت کے معیار پر جانچ کر دیکھیں کہ ہم سیرتِ طیبہ کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟ اس مقدس نام کو کس کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے؟ اور اس کے نتیجے میں کہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو متوجہ کرنے

کے بجائے خدا نخواستہ اس کے وبال کو دعوت تو نہیں دے رہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مسئلے پر اخلاص کے ساتھ غور کرنے اور اپنی غلطیوں کے تدارک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

1۔ سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ ان کانفرنسوں کے منتظمین، مقررین، مقالہ نگار حضرات اور سامعین میں سے کتنے حضرات ایسے ہوتے ہیں جو اس سچی نیت کے ساتھ ان اجتماعات میں جاتے ہوں کہ ان اجتماعات سے کوئی عملی سبق لے کر اس کے مطابق اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کریں گے؟ کیا ان کانفرنسوں کے بار بار منعقد ہونے کے باوجود مذکورہ حضرات میں سے کسی نے بھی اپنی عملی زندگی، اپنی عادات و اطوار، اپنے کردار و عمل، اپنے معمولات، اپنی سیرت و صورت، اپنے طرزِ معاشرت، اپنے لباس، پوشاک اور اپنی وضع قطع غرض یہ کہ کسی بھی چیز میں سُفت کے اتباع کے لیے کوئی تبدیلی پیدا کی؟

انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہم ان سوالات کے لیے جتنا اپنے گریبان میں مُنہ ڈالیں گے اتنا ہی ان سوالات کا جواب نفی میں ملے گا۔ اب ہمارے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن اجتماعات کے پیچھے اصلاح کا کوئی جذبہ، کوئی نیت ہی نہ ہو، اور اگر دل کے کسی دُور دراز گوشے میں کوئی خفیف سا جذبہ ہو بھی تو اُسے رو بہ عمل لانے کی کوئی کوشش نہ ہو، وہ اجتماعات کیسے کوئی خوشگوار نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں؟

اگر ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ سرکارِ دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بنی نوعِ انسان کے لیے شرافتِ انسانیت کا سب سے جامع، دلکش اور مکمل نمونہ ہے تو پھر ہماری سیرت کانفرنسوں کے بے اثر ہونے کی وجہ اس کے برعکس ہو سکتی کہ ان کانفرنسوں کو منعقد کرتے وقت ہماری نیت، ہمارا مقصد، ہمارا

جذبہ اور ہمارا طریق کار درست نہیں ہوتا۔ ہم یہ کانفرنسیں اس لیے منعقد نہیں کرتے کہ ان سے کوئی عملی سبق حاصل کریں اور ان کے ذریعے کوئی اصلاحی یا تبلیغی کام لیں، بلکہ ہم اُن بد دین قوموں کی تقلید میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو اپنے مقدس مذہبی پیشواؤں کے نام پر کچھ تہوار منالینا ہی مذہبی شعار سمجھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ جو زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے آئی تھی اور جس نے صدیوں تک یہ انقلاب پیدا کر کے دکھایا، آج اسی سیرت کے نام پر منعقد ہونے والی یہ زرق برق مجلسیں محض رسمی ہو کر نہ رہ جاتیں۔

2۔ ان کانفرنسوں اور جلسوں کے انتظام و اہتمام اور ان کی رسمی کاروائیوں کی تکمیل میں بسا اوقات نمازوں تک کا کوئی خیال نہیں رہتا، جماعت کا اہتمام تو درکنار، بعض اوقات انفرادی نمازیں بھی قضا ہو جاتی ہیں۔ اور جس کانفرنس میں نماز جیسا دین کا اہم ستون منہدم کر دیا جائے اس کا سیرت و سنت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اس پر کیسے اللہ کی رحمتیں نازل ہو سکتی ہیں؟ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے اجتماع سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح مبارک خوش ہو جائے؟

3۔ سیرتِ طیبہ کے مقدس نام پر منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں بعض اوقات گھلے بندوں، مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ایک ہی اجتماع میں بے محابا، بے پردہ اور زینت و آرائش کے ساتھ، بلکہ بعض وقت نیم عریاں لباس میں ملبوس ہو کر شریک ہوتی ہیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس مجلس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کی ایسی کھلی نافرمانی کی جا رہی ہو، اور جس میں نامحرم مرد اور عورت بے محابا سامنے آ کر ایسے کھلے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کر رہے ہوں، اس کو سیرت و سنت کے ساتھ منسوب کرنا سیرت و سنت کے ساتھ،

غیر شعوری طور پر ہی سہی، ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

4۔ عام طور سے حکومتی سطح پر سیرت کی جو کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، اُن کے لیے جگہ ایسی منتخب کی جاتی ہے جہاں عام سامعین پر بھی نہیں مار سکتے، ان مقامات پر داخلہ صرف دعوت ناموں کے ذریعے ہوتا ہے، اور یہ دعوت نامے بھی عموماً ”بڑے بڑے لوگوں“ کو جاری کئے جاتے ہیں، حالانکہ سیرت و سنت کا پیغام کسی خاص طبقے کے ساتھ مخصوص ہونے کے بجائے تمام مسلمانوں کے لیے عام ہونا چاہیے۔

5۔ عموماً ایسی کانفرنسوں میں مقالات کے لیے موضوع ایسا منتخب کیا جاتا ہے جس کا عملی زندگی کی اصلاح سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ وہ نری علمی نکتہ آفرینی کی حد تک محدود ہوتا ہے، حالانکہ یہ ٹھیکہ علمی نکتہ آفرینیاں بہت سے غیر مسلم مستشرقین بھی کرتے ہیں، ایک مسلمان کے لیے سیرت طیبہ کوئی فلسفہ نہیں، بلکہ ایک راہِ عمل ہے، اور اس میں بنیادی اہمیت اُس راہِ عمل پر چلنے کو حاصل ہے، لیکن سیرت کا یہ پیغام عموماً کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

6۔ اس قسم کی کانفرنسوں میں عموماً مقالہ نگاروں کو بھی دس دس منٹ کے مختصر وقت کا پابند بنادیا جاتا ہے، یہ بھی سیرت طیبہ کے ساتھ ایک رسمی خانہ پُری ہے، ورنہ اس مختصر وقت میں کسی ایک شخص کو بھی سیرت و سنت کے بارے میں کوئی مؤثر یا نتیجہ خیز بات کہنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ حالانکہ مقالہ نگاروں کی تعداد بڑھانے کے بجائے پیش نظر یہ ہونا چاہیے کہ جو بھی مقالہ پیش ہو یا جو بھی تقریر کی جائے وہ موجودہ وقت کے تقاضوں کے مطابق عملی طور پر مؤثر اور مفید ہو۔

7۔ ایک ستم یہ بھی ہے کہ ان اجتماعات میں شریک ہونے والے بہت سے حضرات اس مقدس موضوع کا بھی احترام نہیں کرتے جس کے لیے یہ اجتماع منعقد ہوا ہے۔



چنانچہ بسا اوقات مقررین اور سامعین اس مقدس اجتماع میں بھی غیر شرعی لباس پہن کر شریک ہوتے ہیں، اسٹیج کی وضع، کرسیوں کی ہیئت اور نشست کے انداز میں بھی سنت سے قریب ہونے کے بجائے دشمنانِ اسلام ہی کی نقالی کی جاتی ہے۔ دعوت نامے انگریزی میں جاری ہوتے ہیں، مقالے انگریزی میں پڑھے جاتے ہیں، محفل سیرت کو انگریزی وضع پر سجایا جاتا ہے، اگر محفل کے دوران یا بعد کچھ کھانے پینے کا انتظام ہو تو اس میں بھی مسنون طریقوں کو چھوڑ کر انگریزی طریقہ اپنایا جاتا ہے، بلکہ اگر کوئی شخص ایسی محفلوں میں مسنون طریقہ اختیار کرنا بھی چاہے تو اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی جاتی۔ غرض ان جلسہ گاہوں میں آرائش و زیبائش سے لے کر شرکاء کی وضع قطع اور قول و فعل کے انداز تک کسی بھی چیز میں اتباعِ سنت کی کوئی جھلک نظر آنے کے بجائے ہر چیز پر مغربیت کا طغرائے امتیاز نظر آتا ہے۔

کاش! کہ جس ذاتِ عالی صفات کی سیرت پر یہ سارا زبانی جمع خرچ کیا جاتا ہے اس کے اُسوہِ حسنہ کو علم و عمل، اخلاق و کردار اور تہذیب و معاشرت کے دائرے میں عملی طور پر اپنانے کی بھی کسی بندہ خدا کو توفیق ہو جائے۔

8۔ سیرتِ طیبہ کے موضوع پر جو عوامی جلسے منعقد ہوتے ہیں اُن میں اگرچہ مذکورہ بالا مفاسد کم ہوتے ہیں، لیکن اب ان جلسوں میں بھی یہ مفاسد بڑھتے جا رہے ہیں، نمازوں کا نقصان، منتظمین اور مقررین کی غیر شرعی وضع قطع، آرائش و زیبائش پر فضول اخراجات وغیرہ ان جلسوں میں بھی اب نمایاں ہو رہے ہیں۔

9۔ ان جلسوں میں کی جانے والی تقریروں کا انداز بھی اب ایسا ہو گیا ہے کہ ان سے سننے والوں کو عملی فائدہ حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے، اکثر ان جلسوں میں فرقہ وارانہ بحثوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اور ان بحثوں کے دوران مخالف فرقوں پر طعن و

تشیع، بلکہ بعض اوقات دشنام طرازی بھی کی جاتی ہے، کبھی شخصیات کو موضوع بنا کر ان پر طنز و تعریض کے نشتر چلائے جاتے ہیں، اور زیادہ تر توجہ اس طرف رہتی ہے کہ تقریر زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور لکچھے دار ہو، لیکن سامعین کو کوئی عملی پیغام دینے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض دو دو تین تین گھنٹے کی تقریروں کا تجزیہ کیا جائے تو سیرتِ طیبہ کا عنصر آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

10۔ قیامت بالائے قیامت یہ ہے کہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک نام پر آب بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں جن کے شور کے آگے مساجد کی اذانیں بھی پست ہو جاتی ہیں، مسجدیں خالی پڑی ہوتی ہیں اور سڑکوں پر ہنگامہ آرائی ہوتی ہے، جگہ جگہ خانہ کعبہ اور روضہ مبارک کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں اور ناواقف مرد اور عورتیں ان پر نذرانے پیش کرتے ہیں، مفتیں مانتے ہیں، ان جاہلانہ رسوم کا نہ صرف یہ کہ دین سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ تمام باتیں دین کو لہو و لعب کا ذریعہ بنانے کے مترادف ہیں اور ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے انتہائی ضروری ہے۔

11۔ ماہِ ربیع الاول کے دوران ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خلافِ شریعت پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں، غضب بالائے غضب یہ کہ نوجوان عورتیں برہنہ سر، غیر شرعی لباس میں ملبوس بزمِ خود بڑے جذبہِ تقدس کے ساتھ حمد و نعت ترنم اور خوش گلوئی کے ساتھ سامعین کے سامنے بے محابا پیش کرتی ہیں اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ ساز اور موسیقی کو بھی شامل کیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکامات ان کے گناہِ کبیرہ ہونے پر ناطق ہیں۔

12۔ یہ بھی مشاہدے میں آ رہا ہے کہ سڑکوں پر ایک طرف تو سیرتِ نبویؐ کے جلے منعقد ہو رہے ہیں اور دوسری طرف گرد و پیش کے مکانوں اور دکانوں پر ریڈیو اور ٹیپ

ریکارڈروں کے ذریعے راگ راگنی کے مختلف فحش پروگرام باوازی بلند نشر کیے جا رہے ہیں۔ یہ ہماری بے حسی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ ہماری ان سنگین بدعنوانیوں میں سے چند ایک کی مختصر فہرست ہے جن کا ہم آج کل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام پر گھلے بندوں ارتکاب کر رہے ہیں۔ خدا کے لیے ہم اپنی جانوں پر رحم کر کے ان مفاسد کے سد باب میں لگ جائیں، ورنہ خدا جانے سیرتِ طیبہ کی یہ بے حرمتی ہمیں تباہی کے کس غار میں لے جائے گی۔

**علماء و صلی اور حکومت کی ذمہ داری:**

حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ ہمارے عام مسلمانوں کے عقائد، اعمال درست کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے، نہ تعلیم گاہوں میں کوئی خاص انتظام ہے اور نہ علماء کے وعظ و تلقین کا کوئی سلسلہ ہے، جب دینی مطالبات پورے نہیں ہوتے تو پھر عوام جس روش پر بھی پڑ جائیں ان کے لیے ہزاروں راستے گمراہی کے کھلے ہوتے ہیں۔

اس معاملہ میں کچھ باتیں تو حکومت کے کرنے کی ہیں، حکومت اپنے اقتدار اور اختیارات سے منکرات، فواحشات شرعیہ کو روک سکتی ہے اور سب سے زیادہ ذمہ داری علماء و صلحاء کی ہے، وہ ایسے طریقے تبلیغ و اصلاح کے اختیار کریں جو تقاضائے وقت کے لحاظ سے مؤثر ہوں اور پھر یہی خواہان قوم و ملت مسلمانوں کی تمدنی و معاشرتی زندگی کی اصلاح کے لئے اپنی تقریروں اور تحریروں سے کام لیں اور سیرت کا نفر نیس مسلمانوں میں نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا احیاء کریں تاکہ مسلمانوں میں شعورِ دینی بیدار ہوتا رہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی بیداری کے لئے مختلف جماعتوں اور صحافت کے ذریعہ سے دین کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے مگر وہ اس

قدر محدود اور غیر موثر ہے کہ خاطر خواہ نفع نہیں معلوم ہوتا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس دورِ حاضر کا سب سے خطرناک فتنہ نشر و اشاعت کے آلات ہیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے حیا سوز پروگرام اور فحش لٹریچر کی اشاعت ملک و قوم کی اخلاقی و تمدنی زندگی برباد کر رہے ہیں، ان کا انسداد بہت اہم ہے۔

وعا:

ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اپنے محبوب نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پر رحم فرمائیے، ہم لوگ جو اپنی نادانی اور بے علمی کی وجہ سے آزادانہ طور پر شعور و شعائرِ اسلام سے بیگانہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہم تہذیبِ حاضرہ کے دلکش معاشرہ سے مغلوب ہو کر صراطِ مستقیم سے ہٹ کر مغضوبین اور ضالین کی سرحد میں قدم ڈال رہے ہیں۔

یا اللہ! ہم کو محض اپنے فضل و کرم سے رشد و ہدایت عطا فرما کر پھر صراطِ مستقیم پر استقامت عطا فرمائیے اور ہم کو دنیا و آخرت کے خسارہ اور بربادی سے بچالیتے۔  
مسلمانوں کے خواص و عوام میں جذبہ ایمانی بیدار فرما دیجئے اور اصولِ اسلام پر کار بند ہونے کی توفیقِ راسخ عطا فرمائیے اور اشاعتِ دینِ متین کے لئے ذرائع و وسائل آسان اور موثر بنادیتے۔

ربنا لا ترغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك  
انت الوهاب. اللهم انا نستلك من خير ما سئلك منه نبيك محمد  
صلى الله عليه وسلم ونعوذ بك من شر ما استعاذك منه نبيك  
محمد صلى الله عليه وسلم انت المستعان وعليك البلاغ ولا حول  
ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

فکر آخرت  
اور نیک لوگوں سے تعلق کا فائدہ

۱۵ فروری ۱۹۸۰ء

بسم الله الرحمن الرحيم  
 نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم  
 أما بعد!

تمہید:

آج یہ جی چاہتا ہے کہ ضرورت وقت کے مطابق جو ایمانی تقاضے ہیں۔ اسلامی تقاضے ہیں ان کو آپ کے سامنے بیان کروں آپ لوگوں کو موقعہ نہیں ملتا اپنی زندگی کا مطالعہ کرنے کا، اپنے حالات پر غور کرنے کا، اور جو سب سے بڑی تشویش ناک بات ہے۔ جس کے لئے میں اتنے دنوں سے باتیں کر رہا ہوں وہ تشویش ناک بات ہے ہماری غفلت آخرت کے معاملے میں۔ خیال بھی نہیں آتا کہ آخرت کوئی چیز ہے۔ مرنا تو سب کا دیکھتے ہیں یہ مر گئے وہ مر گئے لیکن یہ کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ یہ سوال کبھی ذہن میں نہیں آتا اور سارا دین، سارا ایمان آخرت ہی کے متعلق ہے شرط ایمان بود گردش ایمان بالغیب۔ جب تک آخرت کے متعلق عقیدہ صحیح نہ ہو کہ آخرت یقینی چیز ہے اس وقت تک ایمان بھی صحیح نہیں ہوتا جب ایمان ہی نہیں تو اعمال کیسے کرے گا۔ آج جو ہمارے اعمال بگڑے ہوئے ہیں کسی کے کم اور کسی کے زیادہ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آخرت کے متعلق ہمارا یقین صحیح نہیں ہے۔

آخرت کا تصور:

اور آخرت کے متعلق کیسے یقین صحیح ہو سکتا ہے؟ کہ نہ گھروں میں اور نہ اسکولوں میں اور نہ کالجوں میں ایسا ماحول ہے اور نہ ہی دفاتر میں ایسا ماحول ہے کہ استحصار ہو سکے آخرت کا پہلے زمانے میں جاہل سے جاہل آدمی بھی کے سامنے آخرت کا ذکر کر دیا جاتا تھا تو ڈر جاتے تھے کہتے تھے خدا سے ڈرو کل تم کو اللہ کو منہ دکھانا ہے تو کیا

حرکت کر رہے ہو تو جاہل لوگوں کی زبان پر بھی یہ بات آ جاتی تھی۔ خدا کا خوف۔ آخرت کے عقیدے کی وجہ سے سب کے دلوں میں تھا۔ ہم کو اندازہ اس لیے ہے کہ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے اور یہ زمانہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آہستہ آہستہ انسانیت کے دلوں سے ایمان کے تقاضے کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلامی شعائر بدلتے چلے جا رہے ہیں اور آخرت کا تصور و تخیل بھی دماغ میں نہیں رہا۔ یہ بہت بڑی غفلت ہے۔ اسی لیے میں نے پچھلے بیانات میں اس بات پر زور دیا ہے اس وقت نو جوان لوگ خصوصاً مخاطب ہیں کہ دین کی باتوں کو پکڑو اور دیکھو دین کیا چیز ہے۔ جس کا خلاصہ تعلیم الدین اور حیۃ المسلمین میں ہے۔ بہشتی زیور میں ہے اس کو ضرور پڑھ لو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا ایمان کیا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں۔ اسلام کیا ہے۔ کس طرح ایک مسلمان کو اسلام اور دین کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ اس بیداری کو پیدا کرنے کے لئے جو لوگ جاننے والے ہیں جو واقف کار ہیں ان کے اوپر فرض واجب ہے کہ ان نادانوں کو بتائیں اور سمجھائیں کہ تم صرف مسلمان نام کے نہیں ہو تم کو تو کچھ اور بھی کرنا ہے اور وہ کیا کرنا ہے کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرنا ہے اور برائیوں سے بچنا ہے۔ فسق و فجور سے بچنا ہے اب میں اس کی کہاں تک تکرار کروں بہت دفعہ وضاحت کر چکا ہوں بس خدا کے لئے ہوش میں آ جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ آخر مرنے کے بعد ایک کونسی دنیا ہے۔ کیسا ماحول ہوگا۔ اس میں ہمارا کیا حشر ہوگا۔ وہاں تو کوئی ایسی بات نہیں ہو سکے گی کہ ہم حالت میں کوئی تغیر پیدا کر سکیں۔ آج تغیر پیدا کر سکتے ہو تو خدا کیلئے آج کر لو۔ اور جو نہیں کر سکتے تو ان کے لئے بھی میں نے تدبیریں بتادی ہیں اور سب سے بڑی تدبیر یہ ہے کہ یہ سوچ لو کہ کل جس کی بارگاہ اور دربار میں پیش ہونا ہے۔ آج ہی اس میں پیش ہو جاؤ۔ آج معذرت کر لو آج اپنی بگڑی

ہوئی حالت کو اللہ کے سامنے پیش کر لو۔ پناہ مانگ لو۔ توبہ کر لو۔ استغفار کر لو۔ انشاء اللہ  
یہ ایمان کا سرمایہ یہ بھی کل کام آ جائیگا اور انشاء اللہ ہماری نجات کا فیصلہ ہو جائے گا۔  
سورج گرہن اور مسنون اعمال:

کل سورج گرہن ہے۔ جتنے بھی یہاں لوگ بیٹھے ہیں اور میں خود بھی زیادہ  
واقف نہیں ہوں کہ سورج گرہن کا ہمارے اسلام میں کیا درجہ ہے۔ ہم نے تو خیر کافی  
عمر پائی کئی سورج گرہن بھی دیکھ لیے اور کئی چاند گرہن بھی دیکھ لیے۔ آپ لوگوں نے  
ایسا منظر سورج گرہن والا شاید دو چار دفعہ ہی دیکھا ہو مگر یہ چیز بھی ایک اسلامی حیثیت  
رکھتی ہے۔

آج کل کا نوجوان کیا کرے گا اخبار میں پڑھا کہ سورج گرہن ہونے والا ہے۔ تو  
وہ اس میں تدبیریں بتائے جا رہا ہے کہ اس میں یہ سایہ پڑ جاتا ہے۔ ستارے درمیان  
میں آ جاتے ہیں۔ مہتاب درمیان میں آ جاتا ہے۔ اس لیے اس کے اوپر عکس پڑتا ہے  
اور تاریکی آ جاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ جب وہ دور ہوتی ہے تو یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔  
جب دنیا بھر کے تبصرے کرو گے اور سائنس کو سامنے لاؤ گے اور وہ بھی نا عاقبت اندیشی  
✓ سے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا علم ناقص ہے کچھ بھی نہیں جانتے تم، نہ ہم جانتے  
ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ یہ خواہ مخواہ بحث کرنے سے۔ اپنے علم کا تصفیہ کرنے سے اور  
اسباب بیان کرنے میں حماقت ہی حماقت ہے اور کچھ نہیں۔

بھائی حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج  
گرہن ہوا تو آپ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے کہ اتنی بڑی قوت  
والی چیز کو بھی گرہن لگ گیا۔ آتش پرست، سورج پرست تھے لوگ اس زمانہ میں جو  
آگ کو پوجتے تھے۔ یا سورج کی پرستش کرتے تھے خیر انہوں نے کہا یہ زوال پذیر



چیزیں ہیں جس میں زوال ہو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے آپ نے بڑی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں معلوم ہوا کہ جیسے علامات قیامت میں سے کوئی علامت ظاہر ہو گئی ہے اور آپ بہت زیادہ اس کی وجہ سے خوفزدہ ہوئے۔ اور یہ آپ کا خوف زدہ ہونا یہ امت کے لئے تھا ان کو متنبہ کرنے کے لئے تھا آپ کو کیا خوف تھا بلکہ امت کو بتایا کہ ایسے مواقع میں تم بے خطر اور بے خوف نہ رہنا۔ خبردار! یہ آثارِ قہر خداوندی کے ہیں اس میں خدا معلوم کتنے زہر بھرے ہوئے ہیں۔ جو تمہاری زندگی کو درہم برہم کر دینے والے ہیں۔ نباتات میں اثر پڑتا ہے۔ جمادات میں اثر پڑتا ہے۔ سورج صرف روشنی ہی نہیں ہے بلکہ اس کے اندر حیات ہے تمام عالم کی۔ تمام کائنات کی۔ تمام مخلوقات کی اس کے اندر حیات بھی ہے۔ اس حیات کے اندر فرق پڑ جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں اللہ سے ڈرو۔ خوف کرو۔ صدقہ دو، خیرات دو۔

اور اس کے لئے حکم ہے اور سنت مؤکدہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں پڑھو اور طویل نمازیں پڑھو۔ طویل رکوع کرو اور طویل سجدے کرو۔ اور اللہ سے پناہ مانگو تو بے کرو۔ اور استغفار کرو۔ اپنے لیے، اپنے اہل و عیال کے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے اپنے ہم وطنوں کے لئے تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرو اور پناہ مانگو۔ بڑے خوف کی بات ہے اور اس وقت کی دعائیں جو خوف کے ساتھ ہوں اور ندامت کے ساتھ ہوں وہ قبول ہوتی ہیں۔ لہذا تم اسے معمولی نہ سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ایک موقع ہے۔ پناہ مانگنے کا موقع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں جو دعائیں مانگو گے انشاء اللہ وہ ضرور قبول ہوں گی۔

ویسے تو جب تک اس کا اثر ہے تو کھانا پینا بھی نہیں چاہیے۔ چھوٹے بچوں کو باہر نہیں نکالنا چاہیے۔ احتیاط کرنا چاہیے۔ تو جب تک سورج پر گرہن کا اثر ہے کھانے

پینے سے پرہیز کرو اور عبادت میں مشغول رہو۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ سورج گرہن ہوتا ہے۔ لہذا اس میں احتیاط کرو۔ اور صدقہ خیرات جتنی توفیق ہو۔ ایک روپیہ دو روپے پانچ روپے ضرور کرو۔ انشاء اللہ بلائیں مل جائیں گی اللہ کا نام لینے سے۔ اللہ کی پناہ لینے سے۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرنے سے۔ اس میں تمہاری دنیا کا بھی نفع ہے اور آخرت کا بھی نفع ہے۔ اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔

ہماری ذمہ داریاں:

میں نے آپ کے سامنے بار بار گزشتہ بیانات میں یہ بات کہی ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے بحیثیت مومن ہونے کے کچھ تو احساس کرو۔ تمہارے اوپر کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اور تم کو کیا کرنا ہے۔ تمام تر ذمہ داریاں اور تمہاری روزمرہ کی زندگی۔ یہ صبح وشام کی زندگی۔ اسی میں دین کے تقاضے ہیں اسی میں ایمان کے تقاضے ہیں۔ اللہ اور رسول کی باتیں ہیں صبح وشام کی زندگی میں۔ اس سے غفلت جو ہے وہی دنیا ہے وہی ناپاک ہے۔ وہی مضر ہے۔ وہی نقصان دینے والی ہے بڑی لذیذ ہے۔ جاذب ہے۔ دل نشین ہونے والی ہے۔ اس لیے ہم اور آپ سب اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس کا خمیازہ بھگتتے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

تو بھائی دین کی مجلس میں آنے سے دین کی باتیں سننے سے کم سے کم اتنا تو ہو جائے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز گناہ ہے۔ اور کس کا مواخذہ دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے اور آخرت میں بھی۔ بے خبر نہ ہو بالکل۔ اور اپنے دل و دماغ کو آمادہ کر لو اس بات پر جو بات دین کی معلوم ہوئی ہے۔ بہت اہم ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی کہی ہوئی بات اور اسی کا نام ایمان ہے اسی کا نام اسلام ہے۔ اور اس سے بے خبری اچھی نہیں ہے۔ اور ما شاء اللہ آپ لوگ جو یہاں جمع ہیں صرف اسی لیے آتے

ہیں کہ یہ باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں۔ گھر میں پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ مشاغل ایسے ہیں کچھ بھی ہو میں نے تو اپنا حق ادا کر دیا۔ بار بار کہہ دیا اور چند کتابیں بھی آپ کو بتا دیں کہ اگر آپ ان کو پڑھتے رہے تو آپ کو دین کا علم بھی ہو جائے گا اور آپ کا دین بھی صحیح ہو جائے گا اور حفاظت کا سامان ہو جائے گا اور تنبیہ ہو جائے گا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ صحیح معنی میں اللہ اور اللہ کے رسول کے اطاعت گزار اور فرمانبردار ہو جائیں گے اور نفس و شیطان کے دھوکوں سے آگاہ ہو جائیں گے۔

**ناگہانی موت:**

مرد ہوں یا عورتیں جو بھی میری بات سن رہے ہیں وہ خوب سن لیں کہ موجودہ تہذیب اور موجودہ زندگی یہ ایک صاحب ایمان کے لئے لعنت ہے۔ اس پر گرفت ہے۔ مواخذہ ہے۔ ذلت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ میں نے کئی دفعہ بتا دیا اب آپ کو فکر کرنی چاہیے کہ وہ باتیں جو آپ کو تباہ کر رہی ہیں اور جو گناہ ہیں ان کو چھوڑ دینا چاہیے، کوئی چھپی ہوئی باتیں نہیں ہیں۔ مردوں کے لئے، عورتوں کے لئے صاف صاف باتیں کر چکا ہوں اور کتابوں میں پڑھ لیجئے اور خدا کے لئے ہوشیار ہو جائیے موت کا کوئی اعتبار نہیں۔

یہ زمانہ ایسا ہے کہ موت نے بھی کوئی عنوان اختیار نہیں کیا ہوا کہ انسان بیمار ہو، بیمار رہے۔ اور تیمارداری اور علاج معالجہ ہو، ایسا ہوتا ہے کہ موقعہ بھی نہیں ملتا تو بہ و استغفار کا۔ اچانک ہارٹ فیل ہو گیا۔ ایکسیڈینٹ ہو گیا۔ ارے خدا کے لئے مسلمان ہوا حساس تو کر لو تو بہ اور استغفار تو کر لو۔ ندامت قلب کے ساتھ اللہ کے سامنے کہتے تو رہو کہ ہم مجرم ہیں۔ یہ گانا بجانا۔ یہ ریڈیو۔ یہ ٹیلی ویژن اور تصویروں کا عام ہونا یہ تو لعنت ہے۔ خرافات ہیں، بہت سی بدعات ہیں جس کو تم لوگ، ہم لوگ دین سمجھتے ہیں

وہ ہرگز دین نہیں ہے۔ اختراع ہے دین کے اندر، سنت و شریعت کے خلاف ہیں یہ باتیں۔ غمی کی تقریبات میں۔ شادی کی تقریبات میں اسراف ہوتا ہے۔ عنوان تو ہوتا ہے دعوت و یمہ اور دعوت مسنونہ۔ نکاح مسنونہ سب غلط بات ہے۔ جمعہ کا دن ایسی مسرفانہ تقریبات کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ جو انتہائی مضر ہے۔ ان دعوتوں میں خواہشات اور منکرات ہوتے ہیں خدا کے لئے احساس کریں توبہ کریں اور ان سب کو چھوڑیں۔ تقریبات میں قرآن خوانی ہو رہی ہے چالیسواں ہو رہا ہے۔ تیسواں ہو رہا ہے۔ سوئم ہو رہا ہے یہ سب بدعات ہیں۔ خوب سمجھ لو۔ میں کہہ رہا ہوں کتابوں میں دیکھ لو۔ یقین کر لو۔ اس کو معمولی بات نہ سمجھو۔ چھوڑو انہیں اگر نہیں چھوڑ سکتے تو پھر مواخذے کے لئے تیار ہو۔ خدا نہ کرے کہ کوئی مسلمان تیار ہو اس کے لئے۔

عصر حاضر کے رذائل:

یہ تمام عورتوں کا آج کل برہنہ سر باہر نکلنا خدا کی لعنت ہے ان پر اور برہنہ کپڑے پہننا۔ بے شرمی بے غیرتی کے ساتھ باہر جانا۔ اور لڑکیوں کا دفاتر اور فیکٹریوں میں ملازمت کرنا۔ ڈاکٹری انجینئری نہ جانے کیا کیا خرافات رائج الوقت ہو گئی ہیں اس بے پردگی کے ساتھ یہ سب کی سب ناجائز ہیں حرام ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے لعنت فرمائی ہے اس پر۔ یہی سبب ہے کہ گھر گھر پریشانیاں ہیں گھر گھر بیماریاں ہیں۔ اور تمام زندگی وبال بنی ہوئی ہے اور پھر اس میں مبتلا ہیں۔ جن وجوہ میں مبتلا ہیں انہی کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ عورتوں کو کس نے بگاڑا، مردوں نے۔ یہ ان کی ہی دی ہوئی آزادی ہے۔ کہ پہلے برقعہ اتارا۔ برقعہ اتارنے کے بعد سر کھولا۔ عریاں ہوئی اور عریاں سے عریاں تر ہوتے ہوئے تمام بناؤ سنگھار کے ساتھ بازاروں میں گھومتی ہیں۔ کیا یہ مسلمان قوم ہے۔ کیا یہ اسلام ہے۔ یہ تو یہودیت بھی نہیں۔ نصرانیت بھی

نہیں۔ مجوسیوں کی بھی حالت نہیں۔ یہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ کیا حالت ہوتی جا رہی ہے۔ کیا غیرت انسانیت ہے۔ کیا شرافت ہے۔ کون سے عنوان سے ہم نے حیا و شرم اختیار کیا ہے۔ تمام تر بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ بازاروں میں بھی۔ دفاتر میں بھی اور تجارت گاہوں میں بھی۔ تعلیم گاہوں میں ہر جگہ بے حیائی اور برائی۔ اور بے شرمی ہے۔ اس پر خدا کی لعنت۔ فرشتوں کی لعنت اور ساری مخلوق کی لعنت، میں مختصر لفظوں میں کہہ رہا ہوں خدا کے لئے ان باتوں کو سمجھیے۔ یہ میری بات نہیں ہے یہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بات ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ زہر ہے۔ آپ کے اخلاق بگاڑیں گے، آپ کے عادات بگاڑیں گے، آپ کا معاشرہ خراب ہوگا، گھریلو زندگی برباد ہوگی، دفاتر کی زندگی برباد ہوگی، اور جہاں جہاں بھی آپ کی زندگی اور شعبہ زندگی ہے سب برباد ہوگی۔ اللہ کی خلاف ورزی کر کے کبھی فلاح نہیں مل سکتی۔ فلاح اگر ہے تو اللہ کے نام لینے میں ہے۔ توبہ میں ہے۔ استغفار میں ہے۔ خدا کے لئے کرتے جاؤ۔ ڈرتے جاؤ۔ کوئی برائی اگر نہیں چھوٹی، نفس و شیطان غالب آ گیا ہے۔ معاشرے اور ماحول سے مغلوب ہو گئے ہو تو نادم تو ہو۔ سمجھو تو سہی کہ ہم گناہ کر رہے ہیں۔ سمجھو تو سہی کہ ہمارے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ سمجھو تو سہی کہ ہمارا معاشرہ بگڑ رہا ہے۔

معاشرے کی دلکشی:

میں آپ سب سے پوچھتا ہوں انصاف سے کہو۔ انصاف سے بتاؤ۔ کیا تم اس معاشرے سے خوش ہو۔ اس کی دلکشی سے۔ اس کی جاذبیت سے۔ تمہارے گھر ریڈیو سے، ٹیلی ویژن سے آراستہ ہیں کیا چین بھی ہے تمہارے اندر۔ سکون بھی ہے تمہیں۔ پریشانیاں بیماریاں۔ طرح طرح کی دشواریاں۔ کہتے ہیں آسیب ہو گیا ہے۔ کسی نے سحر کر دیا ہے۔ کوئی ہمارا مخالف ہے اس نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ کوئی

ٹوٹا کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگی برباد ہے۔ لڑکیوں کی شادیاں نہیں ہو رہی ہیں۔ رشتے نہیں آ رہے۔ کوئی تعویذ دے دیجیے۔ ارے بھائی یہ کیا کہتے ہو۔ خود اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھو، تم خود بد اعمالیاں کر رہے ہو خود اس کے قانون کو توڑ رہے ہو اور پھر کہتے ہو کہ اس خدا کو تم تعویذ گنڈوں سے راضی کر لو گے جس کی صبح و شام نافرمانیاں کر رہے ہو۔ خود اس کی بغاوت کر رہے ہو اور قانون کو توڑ رہے ہو اور کہتے ہو کہ وظیفوں سے اور دعاؤں سے اس کو راضی کر لو گے نہیں کبھی بھی نہیں ہوگا۔ تم یاد رکھو توبہ کرو۔ اور چھوڑو ان چیزوں کو۔ ہمارے لب و لہجہ میں تیزی ضرور ہے مگر کیا کریں ہمارا انداز بیان ہی ایسا ہے۔ اور یاد رکھیں ہم دل کی بات اسی انداز میں کرتے ہیں۔ ہم کوئی عالم نہیں ہیں کہ آپ لوگوں کو اپنی تقریروں میں محو کر لیں۔ بڑی اچھی تقریر ہو رہی ہے۔ بڑے اچھے مضامین بیان ہو رہے ہیں۔

**منکرات و فواحش:**

آپ لوگوں کو اگر ترذہب ہو کہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کر رہا ہوں۔ تو خود سوچ لو اور جا کر دیکھ لو کہ کیا ہو رہا ہے، کتنے منکرات ہیں۔ کتنے فواحش ہیں۔ کتنی خلاف ورزیاں ہیں خدا اور اس کے رسول کی۔ اور پھر اللہ اور اللہ کے رسول کا نام لیتے ہو بڑی گستاخی کی بات ہے۔ بڑی بے ادبی کی بات ہے۔ خدا را اللہ کے قہر سے ڈرو۔ مذاق نہیں ہے اسلام، کوئی نام و نمود کی چیز نہیں ہے اسلام۔ اسلام بڑی اہم چیز ہے۔ انسان کو شریف النفس بنانے کے لئے اشرف المخلوقات کا درجہ دینے کے لئے، عملی زندگی پیش کی گئی ہے نہ کہ مذاق کرنے کے لئے۔

کیا کہیں ہم آپ سے، ہم سے زیادہ آپ جانتے ہیں اگر نہیں جانتے تو ہم نے بتا دیا ہے۔ اگر ہماری بات میں تردد ہو تو کتابیں پڑھ لو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی

باتیں دیکھ لو، کتابوں میں ہیں مستند کتابیں ہیں انہیں دیکھ لو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ بات یہی ہے جو ہم کہہ رہے۔ آپ لوگوں کو اگر موقع نہیں ملتا۔ تو ہم بتا دیتے ہیں کہ یہ سب چیزیں جن کو تم نے دین سمجھ رکھا ہے یہ سب بدعات ہیں رسومات ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید ہے، اور غلامانہ تقلید ہے۔ نہ تمہارے اخلاق اچھے ہوتے اور نہ تمہارے اعمال میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے۔ ایک رسمی طور پر دو دن سیرت کے جلسے کر لیے بڑی دھوم دھام کے ساتھ، بڑی بڑی نمائشیں ہوئیں اور بڑی بڑی آسائش ہوئیں ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

دھر میں انسان ہے حق کی آزمائش کے لئے

تمنہ ایمان نہیں ملتا نمائش کے لئے

یہ نمائش چیز ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو حقیقت ہے۔ زندگی کو صحیح بنانے کے لئے زندگی کو شریف بنانے کے لئے اسلام آیا ہے۔ ہمارے اخلاق اچھے ہونے چاہیے۔ ہمارا کردار صحیح ہونا چاہیے۔ شریف ہونا چاہیے۔ اس میں پاکیزگی ہونا چاہیے۔ اس میں نظافت ہونا چاہیے۔ اس میں وقار ہونا چاہیے۔ تم بیکار باتیں کرتے ہو دوسری قوموں کی غلامانہ ذہنیت سے پھر یہ سمجھتے ہو ہمیں وقار حاصل ہونا چاہیے۔ ارے بڑی لعنت ہے اللہ کی ایسے وقار پر۔ لعنت ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی ایسی حرکات کے اوپر، اللہ اور اللہ کے رسول کی خلاف ورزی کی جائے اور ان کا نام لے کر کی جائے تمہارا جو چاہے کر لو۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کو سامنے لا کر اسلامی شعائر کو سامنے لا کر پھر اسلام کی توہین کرتے ہو۔ اور اسلام کی خلاف ورزی کرتے ہو۔ بڑی جرأت، بڑی ہمت ہے۔

## ایمان کی حفاظت:

آج تمہیں معاشرے اور ماحول نے ایسا مغلوب کر دیا ہے کہ آج ہماری باتیں تمہیں اجنبی معلوم ہوں گی لیکن باتیں یہی ہیں بحیثیت مسلمان ہونے کے اور بحیثیت صاحب ایمان کے۔ تم کو حفاظت کرنا ہے اپنے ایمان کی اور اپنے اسلام کی۔ اگر تم نہیں کرو گے تو پھر کوئی تمہارے ساتھ رعایت نہیں کی جائے گی۔ اللہ اور اللہ کے رسول نے جنت تمام کر دی اور سب کچھ تم کو بتا دیا کہ تمہاری عبادات ایسی ہونی چاہیے، تمہارے معاملات ایسے ہونے چاہیے۔ تمہارا معاشرہ ایسا ہونا چاہیے۔ تمہارے اخلاق ایسے ہونا چاہیے۔ اگر نہیں ہے۔ خدا کے قانون کی خلاف ورزی کرو گے اور اپنی من مانی بات کرو گے۔ اپنے معاشرے کا اتباع کرو گے یقیناً تباہی ہوگی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ تو خدا را آپ سب سمجھ دار لوگ ہیں کچھ اپنی زندگی میں تغیر پیدا کریں۔ کچھ ہوشیار ہو جاؤ۔ گناہ کرو تو اپنے آپ کو گناہ گار سمجھ کے کرو۔ اگر فسق و فجور میں مبتلا ہو تو سمجھ لو کہ ہم گناہ کر رہے ہیں۔ برا کر رہے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ہمیں۔ لہذا توبہ کرو اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور آخری وقت تک کھلا رہے گا۔ اور آخری وقت کا کچھ پتا نہیں ہے۔ کہ کیسے ہو۔ کہیں اچانک ایکسڈینٹ نہ ہو جائے۔ ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔ موت نہ آجائے اس سے پہلے سے اپنی آخرت کا سامان پیدا کر لو اور توبہ و استغفار کر لو۔ نہیں چھوڑ سکتے فسق و فجور فی الحال تو نہ چھوڑو وادارہ تو کر لو۔ عورتیں بھی مرد بھی۔ اس لعنت زدہ زندگی کو چھوڑو۔ نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم اللہ سے معذرت تو کر لو۔ کہ ہم مبتلا ہو گئے ہیں۔

مرض اور بد پرہیزیاں:

ایک مجلس میں ہم نے کہا کہ شروع شروع میں تمہیں مرض ہوا اور اس کی تم نے پروا



نہ کی اور اپنی قوت کے لحاظ سے، اپنی صحت کے لحاظ سے بد پرہیزیاں ہی بد پرہیزیاں کرتے رہے۔ ڈاکٹر سے طبیب سے رجوع کیا تو ڈاکٹر اور طبیب نے بتایا کہ یہ چیزیں بد پرہیزی کی ہیں۔ یہ چیزیں مضر ہیں تندرستی کے لئے۔ تمہارا جگر خراب ہو گیا ہے آنتیں خراب ہو گئی ہیں، گردے خراب ہو گئے ہیں۔ اب پرہیز نہ کرو گے تو مرض کے زیادہ بڑھ جانے کا اندیشہ ہے۔ تو ڈاکٹر سے دوا تو لے لی لیکن ساتھ بد پرہیزی بھی کر رہے ہیں۔ اور جو چیزیں مضر ہیں گردے کے لئے وہ بھی کھا رہے ہیں۔ ارے کیسے تندرستی ہو سکتی ہے۔ سمجھ کی بات ہے کہ جب بد پرہیزی کر رہے ہو اور جن چیزوں نے تمہاری صحت و تندرستی برباد کی تھی۔ اس پر اب بھی تم قائم ہو۔ ارے بھائی تم پیام دے رہے ہو اپنے آپ کو۔ موت کا بھی اور مرض کے لا علاج ہونے کا بھی۔ تو خدا نہ کرے کہ ہمارا اور آپ کا ایمانی اور اسلامی مرض ایسا نہ بڑھ جائے کہ لا علاج ہو جائے۔ خدا کے لئے جلدی کرو ہوش میں آ جاؤ سب سے بڑا بد تمیز مریض وہ ہے جس کو طبیب علاج بتائے اور وہ علاج بھی نہ کرے اور پرہیز بھی نہ کرے تو کیسے تندرستی ہو سکتی ہے۔

### اسلامی زندگی کے تقاضے:

اس طرح اسلامی زندگی ہے اس کے اندر بد پرہیزیاں کیا ہیں؟ یہی گناہ یہی مصیبتیں یہی خدا کی نافرمانیاں۔ اگر نہیں چھوٹی تو توبہ تو کرتے رہو۔ اب مریض ایک دم اچھا تو نہیں ہوتا۔ مریض کو ڈاکٹر بتاتا ہے طبیب بتاتا ہے کہ پرہیز کرو۔ اگر بد پرہیزی ہو گئی ہے تو طبیب کو بتاؤ اور اس سے مشورہ لو ورنہ صحت و تندرستی بگڑ جائے گی اور اندیشہ یہ ہے کہ مرض لا علاج ہو جائیگا خدا نہ کرے کہ ایسا ہمارے اور آپ کے ساتھ معاملہ ہو۔ جلدی پرہیز کر لو۔ اور جو تدبیریں ہیں ان کو اختیار کر لو۔ اور گناہوں

سے پرہیز کرنا تو ضروری ہے میں نے آپ کے سامنے کتاب پیش کر دی ہے  
 ”معمولات یومیہ“ انشاء اللہ اس کے اندر شفاء کامل ہے۔ اس کے اندر ایمان کی صحت  
 ہے اس کے اندر ایمان کا وقار ہے۔ آپ اس کو کم از کم شروع کر دیجیے اس پر عمل کرنا  
 شروع کر دیجیے اور عادت ڈال لیجیے توبہ و استغفار کی خدا را یہ تو ضرور کرو یہاں آنے کا  
 اور جمع ہونے کا کم از کم یہ فائدہ تو ہو۔ میں اکثر نو جوانوں کو مخاطب کر کے کہتا کہ میں جو  
 کہتا ہوں وہ تمہاری خیر خواہی اور بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ میں نے ایک ہی نشست  
 میں کئی تدبیریں عرض کر دی ہیں آگے آپ کا کام ہے۔ اور کیا کہوں اور میرے پاس  
 کچھ نہیں۔ خدا را جس اللہ پر ایمان لائے ہو اور جس نبی کا کلمہ پڑھا ہے اس کی  
 اطاعت کرو اس میں تمہارا دنیا کا فائدہ بھی ہے۔ اور تمہاری آخرت کی کامیابی بھی  
 ہے۔ لہذا اپنے گناہوں کا اقرار کر کے فوراً توبہ و استغفار کرو۔

ایک وکیل صاحب کا معمول:

آپ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ آپ کو معتبر اور مستند چیز آسانی سے مل رہی  
 ہے۔ ورنہ نہ جانے لوگ کتنے بڑے بڑے سفر کرتے تھے دین کو حاصل کرنے کے  
 لئے۔ حضرت والا نے تو جب تک ان میں طاقت تھی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں  
 وعظ کہے ہیں رنگون سیلون کراچی اور مختلف جگہ۔ پٹنہ میں ایک عبدالرحمن ایڈوکیٹ  
 تھے، گلاب محل، ان کی کوٹھی کا نام تھا بڑے وکلاء میں شمار کئے جاتے تھے۔ جب حضرت  
 سے تعلق ہوا تو میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ کہاں سے آتے ہیں کلفٹن سے، وہ پٹنہ سے  
 شام کی ٹرین سے تھانہ بھون پہنچتے تھے۔ دو گھنٹے بعد واپسی کی گاڑی ملتی تھی۔ حضرت کی  
 مجلس میں بیٹھے اور واپس ہو گئے۔ اتوار کی شام کو چل کر دو شنبہ کے دن کورٹ ٹائم تک  
 واپس پٹنہ پہنچتے تھے ہر ہفتہ آنا ان کا معمول تھا۔ الحمد للہ آپ کو میرے ذریعے سے یہ

چیز مل رہی ہے۔ مجھے آپ کی محبت اور خلوص کی بڑی قدر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی دینی پوزیشن معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کس درجہ کے مسلمان ہیں۔ اور کس درجہ کے صاحب ایمان ہیں تاکہ آپ کو اطمینان رہے تاکہ نفس و شیطان آپ کو دھوکہ نہ دے۔ مایوسی نہ ہو تو انشاء اللہ جو حال بھی ہو گا وہ بہتر ہوگا۔

### مسلمانوں کی اولاد:

کیونکہ ہم جو لوگ ہیں میں اور آپ ایسے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں جو مسلمان تھے اور آج مسلمانوں کی اولاد وہ اسلام کے ساتھ اور دین کے ساتھ استہزاء کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان مولویوں نے اسلام بگاڑ دیا ہے۔ یہ ساری مولانا لوگوں کی ہٹ دھرمی اور تنگ نظری ہے کہ ہر چیز میں وقت اور ہر چیز میں دشواری بتاتے ہیں ورنہ اتنی تنگ نظری نہیں ہے اسلام میں اگر ہم چٹلون پہنتے ہیں یا کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں یا تفریح کرتے ہیں کہتے ہیں سب کچھ حرام۔ یہ بھی حرام وہ بھی حرام ان لوگوں نے فہرست حرام کی کھول دی ہے۔ ایسا کہنے والے سمجھتے ہیں کہ دین مولوی صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ اتنی بھی انہیں سمجھ نہیں ہے اور اتنا بھی انہیں علم نہیں ہے۔ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام ہے یہ ان کا ایمان ہے۔ اتنی غفلت ہے۔ نماز وغیرہ پڑھی بھی تو ضابطے کی۔ جب چاہا پڑھا اور جب چاہا نہ پڑھی چھوڑ دیا اور باقی معاملات ہیں معاشرت ہے۔ اخلاقیات ہیں ایسے دور ہیں ان سے کہ جیسے ان کو کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے ان چیزوں سے۔ ایسا ماحول ہے اور ہم کو ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ تو یہ باتیں میں دہراتا رہتا ہوں تاکہ ہم کو اپنے ایمان کی حدود معلوم ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام کے اندر ہمارا کتنا حق ہے۔ تو پھر انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے اطمینان ہو جائیگا۔

## آخرت کا معاملہ:

اجمالاً آج پھر آپ کے سامنے بتا دیں تاکہ اطمینان ہو جائے کہ ہم الحمد للہ صاحب ایمان ہیں ہمارا عقیدہ جیسا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ یقیناً یقیناً آخرت ہے اور وہاں حساب و کتاب ہے۔ یا تو دوزخ ہے ابدی یا جنت ہے ابدی۔ لیکن مسلمان کے لئے ابدی دوزخ نہیں ہے۔ اس کو گناہوں کی سزا ملے گی پھر پاک و صاف کر کے اس کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ تو خدا نہ کرے کہ ایسی نوبت آئے کہ آخرت میں سزا بھگتنا پڑے یہیں معاملہ صحیح کر لیں۔ اللہ میاں کہتے ہیں کہ معاملہ تمہارے اختیار میں ہے۔ یہیں اس کی اصلاح کر لو۔ الحمد للہ آخرت کے معاملے میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ نہ تردد کی بات ہے۔

## دنیا دار مسلمان:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم دنیا دار ہیں جیسے آپ لوگ دفاتر والے، تاجر لوگ، بھئی ہم سے کہاں بن پڑتی ہیں عبادتیں۔ ہم سے کہاں اتنا تقویٰ بن پڑتا ہے۔ ہم تو دنیا دار ہیں تو یہ مسلمان کے لئے اچھا لفظ نہیں۔ دنیا دار کہنا اچھا نہیں۔ کوئی بھی مسلمان دنیا دار نہیں ہے۔ کوئی بھی مسلمان ناپاک نہیں ہے۔ صاحب ایمان ناپاک نہیں ہوتا۔ جب آپ کو احساس ہے کہ ہم دنیا دار ہیں خطا کار ہیں۔ فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ احساس ہے؟ تو عقلاً ندامت ہے آپ کے اندر مگر آپ کو طبعاً نہیں ہے۔ اگر طبعاً ندامت ہوتی تو آپ چھوڑ دیتے اور عقلاً ندامت یہی ہے کہ یہ بری بات ہے تو یہی ایمان ہے۔ اتنے مکلف ہیں آپ۔ اب عمل نہیں بن پڑتا فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ فسق و فجور ہے۔ احساس ہے تو ایک دن ندامت قلب غالب آئیگی تو انشاء اللہ چھوڑ دیں گے اگر جلدی چھوڑنے کی ہمت نہیں ہے تو عقلاً نادم

ہیں۔ عقل جو ہے یہ مکلف ہے ایمان کی۔ یہ طبعیت جو ہے یہ متغیر ہوتی رہتی ہے۔ متاثر ہوتی رہتی ہے۔ یہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کی حالت بدلتی رہتی ہے لیکن عقل جو ہے وہ مستحکم چیز ہے اور یقینی چیز ہے اس نے تسلیم کر لیا کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں نادانی ہے ہماری۔ گناہ ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں تو بہ کرتے ہیں۔ بس یہی تقاضا تھا ایمان کا وہ آپ نے ادا کر دیا۔

### اعمال کی تاویل:

آج جو آپ سے چیز نہیں چھوٹی ہے یہ صرف احساس نہ ہونے کی بدولت عقل کی بدولت، توبہ اور استغفار کا عمل رکھنے کے مطابق۔ اپنے فسق و فجور کی کوئی توجیہ نہیں تاویل نہیں کوئی کوشش نہیں بس یہ تسلیم ہے کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ ہم کبھی کوشش نہیں کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں کہ اپنی وضع قطع بدل لیں۔ جو کچھ اسلام کا تقاضا ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تاویل نہیں کرتے تاویل کریں گے تو مجرم ہو جائیں گے۔ اور اقرار جو ہم کر لیں گے وہ معاف کر دیں گے۔ کتنی سہل اور آسان بات ہے۔ کہ اگر یہ اقرار کر لیا کہ ہم مجرم ہیں فسق و فجور میں مبتلا ہیں تو انشاء اللہ اللہ ہم کو معاف کر دے گا۔ اور یہ تاویل کرنے کے بعد کہ صاحب تقاضہ وقت ایسا ہے۔ دفاتر کے تقاضے ایسے ہیں۔ اور کام ایسے ہیں معاشرہ ایسا ہے۔ خاندان والے ایسے ہیں رسم و رواج والے ایسے ہیں تو ہم کیا کریں ہم نے ان کے ساتھ گزر کر کرنا ہے۔ یہ مت کہو کہ تم مجبور ہو۔ مجبور تو نہیں ہو۔ مجبور تو تمہارے نفس نے کیا ہے۔ اور کم ہمتی نے کیا ہے۔ اور ضعف ایمان نے کیا ہے۔ ورنہ بہت سے لوگ اس کشمکش میں ہیں کہ نکلیں اس سے بہت سے لوگ آپ دیکھتے ہیں متقی ہیں پرہیزگار ہیں۔ آپ بھی ہو سکتے ہیں لیکن دیکھیں جب چاہیں گے اس وقت ہوگا ہاں ناامیدی کی ضرورت نہیں

ہے۔

نا امید از رحمت شیطان بود

یہ اسلام اور ایمان ایسی چیز ہے کہ اس میں مایوسی کا کہیں گزر رہی نہیں ہے۔ اسلام میں اور ایمان میں ناامیدی کفر ہے۔ اور ناز بھی اچھی چیز نہیں ہے کہ ہم بڑے متقی اور پرہیزگار ہیں یہ انانیت بھی ہے اور شیطانیت بھی ہے۔ یاد رکھیں! اپنے تقوٰے پر، اپنی عبادت پر کبھی ناز نہ کرنا۔ لہذا غافل ہو کر نہ مرو۔ اور غافل ہو کر نہ چلو۔ خبردار زہد و تقویٰ پر ناز کرتے ہوئے نہ چلنا۔

غافل مرو کہ مرکب مردان زہد را

در سنگلاخ بادیه پابا گنریده اند

نو امید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش

نا گاہ بہ یک خروش بہ منزل رسیدہ اند

بڑے بڑے عابد و زاہد اوندھے منہ گرے ہیں۔

ندامت قلب:

ایک آن واحد میں اسی برس کی عمر میں یہ ندامت ہو کہ میں نے اسی برس کی عمر یونہی گزار دی کچھ حاصل نہیں کیا۔ یا اللہ میرا کیا حشر ہوگا؟ اس ندامت کی بدولت سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ ندامت قلب ایک لمحہ ہی کی کیوں نہ ہو۔

حضرت نے مثال دی کہ ایک شخص ہے اسی برس کی عمر میں نزع کے عالم میں، کون ہے یہ؟ عیاش بد معاش، ڈاکو زانی، چور، نہ جانے کیا کیا کرتا رہا زندگی بھر۔ نہ نماز پڑھتا تھا۔ نہ روزے رکھتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ مسلمان گھر میں پیدا ہوا تھا مگر اب نزع کے عالم میں چار پائی پر لیٹا ہوا ہے۔ جو جاتا ہے پوچھتا ہے ارے بھائی خان

صاحب کیا حال ہے۔ ارے بھائی بہت بڑا گناہ گار ہوں۔ جو آتا ہے اس سے کہتا ہے کہ دعا کرو میں تو بڑا گناہ گار ہوں۔ خطا کار ہوں۔ حضرت فرماتے تھے کہ یہ سیدھا جنت میں جائیگا۔ اسی برس سے اس نے کچھ بھی نہیں کیا لیکن اس وقت جو اس کو ندامت قلب ہے۔ کہ میں بارگاہ خدا میں جا رہا ہوں اور گناہ گار جا رہا ہوں دعا کرو میرے لیے۔ کہ میری مغفرت ہو جائے۔ تو یہ عجز و نیاز جو ہے اس کا۔ یہ اس کا اقرار تو حید اور اقرار آخرت یقین آخرت کہ آخرت میں جزاء و سزا ہے انشاء اللہ نجات کے لئے یہ کافی ہے۔

نو مید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش

ناگاہ بیک خروش بہ منزل رسیدہ اند

یہ ایمان ہی تو ایسی چیز ہے جس کے اندر اللہ ایک لمحہ کی توبہ کی وجہ سے، ندامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ساری زندگی کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ توبہ کر لینے کے بعد پھر یہ کبھی ذہن میں نہ لائیے گا کہ ہم بڑے گناہ گار ہیں ساری زندگی تو غفلت میں گزری آج بیٹھ گئے توبہ واستغفار کرنے صاحب متقی ہو گئے پر ہیز گار ہو گئے۔

ایمان کی قدر کیجئے:

ایمان کی قدر کیجیے تو جہنم سے آپ کو کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ مسلمان سے صاحب ایمان سے کوئی علاقہ ہی نہیں۔ رہ گئے یہ فسق و فجور یہ ہماری فطرت ہے۔

ونفس وما سواها فالههها فجورها وتقواها

تو یہ فسق و فجور ہماری فطرت میں داخل ہے۔ تاکہ بندہ اللہ کی صفت ستار العیوب اور غفار الذنوب کا مؤرد بنے مسلمان۔ لیکن بیدار مسلمان کے لئے نہ کہ غافل مسلمان کے لئے۔ غفلت کے لئے تو بھائی جہنم ہی ہے۔ تو اپنی حالت پر غور کرتے رہیں۔ اور

استحضار کرتے رہیں کہ ہم فسق و فجور میں مبتلا ہیں کس وجہ سے کہ ہمارا نفس ہم پر غالب آگیا۔ یا ماحول سے ہم ایسے متاثر ہو گئے ہیں کہ اس حالت کو ہم بدل نہیں سکتے آسانی سے۔ لیکن یا اللہ پسند بھی نہیں کرتے۔ اس حالت کو ہم پسند نہیں کرتے چاہے بدل پائیں یا نہ بدل پائیں۔ تو انشاء اللہ ایمان سلامت رہے گا۔ تو میں آپ لوگوں کے سامنے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ جس ماحول میں رہیں جو بھی سروس کریں۔ دفاتر ہوں، تجارت گاہیں ہوں۔ ملازمت کیجیے لیکن احساس رہے کہ جو فسق و فجور کی بات ہے اسے نہ کریں۔ جو نافرمانی کی بات ہے اسے نہ کریں۔ یہ کہنا یہ تو بڑی گستاخی ہے۔ جسارت ہے کہ گناہ بھی کرتے جا رہے ہیں اور چھوڑنے کا ارادہ بھی نہیں اور توبہ بھی کر رہے ہیں یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ جب اللہ نے توبہ کے اندر یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ مٹا دیتی ہے تو پھر آپ کیسے اس کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ ایں ہم کن و آں ہم کن تا غلبہ ترا باشد۔

### توبہ کی تاثیر:

توبہ کی تاثیر اور حقیقت اپنی جگہ ہے کہ وہ گناہوں کو معاف کر دیتی ہے۔ یہ فسق و فجور تاریکی ہے ظلمت ہے۔ ناپاکی ہے۔ تو روز آپ کے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں نہاتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں یہ تو باطن کے لئے بھی اللہ نے رکھا ہے کہ گناہ بھی کرتے رہو اور توبہ بھی کرتے رہو۔ پاک ہوتے رہو۔ توبہ میں قوت ہے معاف کرنے کی اور یہ ہے انعام الہی۔ اللہ کا احسان توبہ کا قبول کرنا۔ توبہ ہے ان کی نسبت سے اور گناہ ہیں آپ کی نسبت سے۔ توبہ کیا ہے کہ ایک مرتبہ کہا

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیک O اور اللہ تعالیٰ فرماتے

وقل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین



کہو یا اللہ میری مغفرت کیجیے اور مجھ پر رحم کیجیے۔ یہ کلام اللہ ہے اس کی تاثیر ابدی ابدی ہے۔ اور آپ کے گناہ ذاتی ہیں آپ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی حقیقت کچھ نہیں جب آپ کی حقیقت کچھ نہیں تو آپ کے گناہوں کی حقیقت بھی کچھ نہیں۔ آپ کے گناہ کی کیا حقیقت ہوگی۔ اس کے کلام ابدی وازلی کی تاثیر آپ ہزار گناہ میں مبتلا سہی، ہزار کبائر میں مبتلا سہی۔ اس لیے یہ ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اس قوت ایمانیہ سے فائدہ اٹھائیے اور توبہ کرتے رہیے۔ دھبہ پڑ جائے تو کہتے ہیں لیموں لگانے سے، رگڑنے سے دور ہو جاتا ہے۔ رگڑا مگر دھبہ نہیں گیا تو اور رگڑنا پڑتا ہے۔ ابھی لیموں رگڑا جا رہا ہے۔ تو اسی طرح توبہ واستغفار کا نور پیدا ہو رہا ہے، ایک طرف اور ایک طرف ظلمت پیدا ہو رہی ہے فسق و فجور سے۔ اس میں تاریکی پیدا ہو رہی ہے اور اس میں نور پیدا ہو رہا ہے۔ نور ایک دن غالب آجائیگا اور تاریکی ختم ہو جائیگی۔ خیال رکھو اس کا یہ کہنا یہ توبہائی اچھی بات نہیں۔

رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ارے کتنے دن گناہ کرو گے۔ توبہ واستغفار کرنے کی برکت سے خود گناہ سے نفرت پیدا ہوگی، خود اس سے احتراز کی صورتیں پیدا ہوں گی۔ کر کے دیکھو کہنے والوں کا کہنا ہے کر کے تو دیکھو غلبہ کس کو حاصل ہوتا ہے۔ تو آپ میری زبان سے یہ سن لیں ہرگز ناامید ہونے کی ضرورت نہیں ہے گو کہ اس وقت آپ کو دین و ایمان میں ضعف ہونے کی وجہ سے اتنی قدرت نہ ہو کہ آپ اپنی ذات میں تغیر پیدا کر سکیں، اپنے ماحول میں تغیر پیدا کر سکیں، اپنے معاشرے میں تغیر پیدا کر سکیں، اپنے دفاتر کی زندگی میں تغیر پیدا کر سکیں۔ حالانکہ آپ مجبور نظر آتے ہیں فی الحال مگر جس دن توبہ واستغفار عام

ہو جائیگی۔

اک ذرا ہونے تو دو ذوقِ محبتِ کامل  
پھر نہ یہ دل ہو گا نہ یہ حسرت و اراں ہوں گے

پروانہ جنت:

تم جس چیز سے ڈر رہے ہو وہ حاصل ہو جائیگی۔ لگے تو رہو اس سلسلے سے۔  
بزرگوں سے وابستگی رکھو، معمولاتِ یومیہ کی پابندی کریں یہ پروانہ جنت ہے۔ انشاء  
اللہ تعالیٰ اس کے انوارات، تجلیات غالب آئیں گے۔ اور فسق و فجور جس کو آپ بہت  
اہم سمجھتے ہیں معلوم ہو گا کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ونفس وما سواها فالههها فجورها وتقواها

ہم نے تمہارے نفس میں فسق و فجور بھی رکھا ہے اور تقویٰ بھی رکھا ہے۔ اور نہ جانے کیا  
کیا رکھا ہے۔ ہمارے اندر ایسی قوتیں رکھی ہیں کہ ہم چاند میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ  
انسان ہی کی قوت ارادی ہے۔ اور تخیل ہے تصور ہے۔ جب اتنے بڑے مالک ہیں ہم  
تو بھائی کوئی محرک ہونا چاہیے، جب تک کوئی محرک نہیں ہوتا ہے۔ وہ محرک کون ہے۔  
عالم خلق۔ کبھی غصہ آ جاتا ہے۔ کبھی رحم آ جاتا ہے۔ کبھی رونا آ جاتا ہے کبھی ہنسنا آتا  
ہے۔ کبھی انتقامی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کبھی اچھا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لئے  
شرط ہے کہ کوئی اچھا جذبہ پیدا ہو۔ تو بھائی فسق و فجور کا محرک ہونا چاہیے اللہ میاں نے  
جب فسق و فجور رکھا ہے تو یہ کیسے ابھرے گا۔ شیطان کو پیدا کیا۔ کہ فسق و فجور کو ابھارنے  
کا کام کرے گا۔ اللہ نے اس کو بڑی قدرت دی ہے کہ بہکا دے گا۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ بڑے جوش میں شیطان نے کہا میں بہکاؤں گا۔

الا عباد الله المخلصین

آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے۔ حضرت فرماتے تھے جوش میں بھول گیا اوپر کو اور نیچے کو۔ اوپر کی سمت بھول گیا اور نیچے کی سمت بھول گیا۔ تو حضرت آدم سے جب بھول ہو گئی تو اس سمت چلے گئے جہاں سے شیطان کا گزر نہیں تھا۔ سجدے میں چلے گئے اور عرش الہی تک ان کی دعائیں پہنچ گئی۔ تو دو سمیتیں تو مسلمان کے لئے ہر وقت کھلی ہوئی ہیں۔ تو شیطان کو محرک پیدا کیا۔

**تقویٰ کا محرک:**

اور تقویٰ کا محرک کون ہے جو حاصل ہے تمام زندگی کا جو حاصل ہے تمام ایمان کا جو حاصل ہے تمام جنت کے سرمائے کا۔ اس کا محرک کون ہے۔ کہا کہ ہم خود ہیں اللہ میاں نے کہا۔

ذلک الکتب لاریب فیہ ہدی للمتقین

یہ کتاب جو ہم نے تم کو دی ہے یہی ہدایت دیتی ہے تقویٰ کی۔ تو جس تقوے کا محرک خود اللہ تعالیٰ ہوں اور جس کے محرک شیطان ہو دونوں کا مقابلہ کرلو۔ اور جس انسان کو تقویٰ کی دولت مل گئی تو کیسا ایمان ہے اس شخص کا قوی ایمان تو پھر شیطان اس کو نقصان نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان کید الشیطان کان ضعیفاً

بیشک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیسے تم دھوکہ کھا جاتے ہو اشرف المخلوقات ہو کے۔ لاحول ولا قوۃ۔ توبہ کرلو۔

شیطان کو پیدا کیا اس کا زہر بھی پیدا کیا اور اس کا تریاق بھی بتا دیا۔ تریاق آدم ہے کہ جب خطا ہو جائے تو کہو ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین۔

### حدیث نفس:

ابھی ذہن منتقل ہوا اپنے موضوع کی طرف وقت بہت مختصر ہوتا ہے اور دفعۃً کوئی مضمون ذہن میں نہیں آتا جو مختصر وقت میں کہا جائے مگر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ روحانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے بات کچھ ایسی ذہن میں آجاتی ہے جو آپ لوگوں کے بھی مفید ہو اور میرے لئے بھی ذریعہ نجات بن جائے بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جن کو ہم استعمال نہیں کرتے بہت سی صلاحیتیں ایسی ہیں جن کو ہم رائگاں سمجھتے ہیں ایک فطری چیز ہے ہمارے پاس حدیث نفس اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے کہیں کوئی بات ہو جاتی ہے کہیں آپ مشغول رہتے ہیں جب تنہائی ہوتی ہے تو وہ خیالات عود کر آتے ہیں حدیث نفس شروع ہو جاتی ہے یہ بات ہوئی تھی یہ بات ہوئی تھی تو میں نے کہا تھا آپ سب لوگوں کے پاس حدیث نفس کی صلاحیتیں ہیں تو حدیث نفس سے یہ فائدہ اٹھایا جائے کہ ایک بات جو سنی ہے اس کو ایک دفعہ دہرایا جائے جتنی بھی یاد رہے وہ اپنی ہو جائیگی الحمد للہ ایک عجیب بات سمجھ میں آئی اس وقت۔ حدیث نفس کی صلاحیت کو ذرا صحیح استعمال کرو۔

### تصوف کے معنی:

اب تصوف کی بات بتائیں آپ کو جو ابھی ذہن میں آئی ہیں من جانب اللہ۔ تصوف کے معانی سب کو معلوم ہیں جس کو طریقت کے معانی معلوم ہیں اس کو تصوف کے معانی معلوم ہیں اس کا مختصر سامعنی یہ ہے تزکیہ نفس، تزکیہ نفس، کیا ہے کہ رذائل کے اوپر قابو پالینا اور حسنات سے ملکات حاصل ہو جانا۔ ان میں رسوخ ہو جانا۔ ان میں استحکام ہو جانا۔ ان کا مقام مل جانا تو حاصل کیا ہوا تقویٰ۔

### تقویٰ کی حقیقت:

تقویٰ کیا چیز ہے تعلق مع اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا خالصتاً تعلق جس میں کسی چیز کی آمیزش نہ ہو۔ ایسے تعلق کو تقویٰ کہتے ہیں... جب تقویٰ حاصل کرنا چاہا تو اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑا۔ پہلے زمانے میں مجاہدے کرائے جاتے تھے ریاضتیں کرائی جاتی تھیں۔ مراقبے کیے جاتے تھے۔ محاسبے کیے جاتے تھے۔ باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی خانقاہوں میں۔ اب ہمارے پاس نہ وہ خانقاہی انداز ہے۔ نہ مرشد ہیں اور نہ مصلح ہیں روحانی کہ جن کی خدمت میں بیٹھ کر باقاعدہ ہم علاج کرائیں دور بدلتا جاتا ہے۔ طریقہ علاج بدلتا جاتا ہے۔ تمام بزرگان دین کے سلسلوں میں تزکیہ نفس کے لئے مجاہدے تھے۔ پتا نہیں کیسے کیسے مجاہدے کرائے جاتے تھے۔

مجدد وقت نے آکر اس زمانے کے مشاغل کو دیکھ کر ہمارے حالات و نفسیات کو، ایمان کے ضعف کو، اعمال کی کوتاہی کو، ہمت کے قصر کو، دیکھ کر انداز کر کے سہل سہل باتیں فرمائی ہیں۔ سہل سہل باتیں ایسی ہیں کہ جن کو اختیار کر لیا جائے تو انشاء اللہ یہ مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔ مثلاً معمولات یومیہ میں جو چار باتیں عرض کی گئی ہیں۔ یہ بنیادی باتیں یہ چیزیں یہ ہر وقت ان کا شغل کر سکتے ہیں تو اسی سے انشاء اللہ وہی مقصود حاصل ہوگا۔ جو ریاضتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ وہاں ریاضتوں سے حاصل ہوتا تھا اور یہاں عادتوں سے حاصل ہو رہا ہے۔ آپ نے تزکیہ نفس حاصل کر لیا بغیر کسی مجاہدے کے الحمد للہ حاصل ہو گیا۔ یعنی نفس پر اتنا قابو ہو گیا کہ برائی کی طرف میلان نہیں ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو قابو میں آ جاتا ہے۔ حسنات کے تقاضے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ صاحب باطن بن گئے رذائل پر قابو کر لیا آپ نے حسنات آپ

کی عادت ثانیہ بننے لگی۔ امور شرعیہ بھی آپ نے عادتاً اختیار کر لیے۔ آپ بذات خود ایک صحیح ایمان والے اور تقویٰ والے ہو گئے۔ یہ دولت تو آپ کو مل گئی تقویٰ بھی حاصل ہو گیا اور تزکیہ نفس بھی ہو گیا۔ تعلق مع اللہ بھی حاصل ہو گیا۔  
**تقویٰ کا مصرف:**

اب اس کا مصرف کیا ہے وہ جو میں نے عرض کیا کہ ایک حق کی روشنی اور قوت ایمانی آپ کو عطا ہو گئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ نور عطا ہو گیا تعلق مع اللہ کا۔ بھائی اس کا مقصد اور مصرف تو ظلمت میں ہے، یہ بات اس لیے ذہن میں آئی کہ سارا مجاہدہ کر کے آپ نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ صاحب باطن ہو گئے، صاحب تزکیہ نفس ہو گئے، تعلق مع اللہ حاصل ہو گیا۔ اب اس کا مصرف زندگی بتاؤ کیا ہے۔ کہاں صرف کریں اس کو، باطل کے مقابلے میں باطل کا مقابلہ کرنا پڑے گا، وہ مجاہدہ ہے اصل میں۔ اس کو کس طرح صرف کیا جائے۔ میں بالکل سچا آدمی ہوں جھوٹ کبھی نہیں بولتا، لیکن معلوم ہوا کہ سارے ماحول میں جھوٹ بولا جاتا ہے۔ میں غیبت نہیں کرتا لیکن تمام ماحول میں غیبت ہوتی ہے۔ اب ہمیں انہی کا مقابلہ تو کرنا ہے۔ جو میں نے دولت حاصل کی ہے تقویٰ کی اس کا مصرف تو اسی ماحول میں ہے۔ وہ عزیزوں میں ہے۔ گھر والوں میں ہے۔ دوستوں میں ہے۔ انہی سے تو مقابلہ ہے۔

درہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں

شرط اول قدم آنست کہ مجتوں باشی

حافظ صاحب کیا کہتے ہیں

الایا لیہا الساتی اور کا سادنا ولھا۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکھا

معلوم نہیں تھا کہ اتنی باطل چیزوں سے نکل لینا ہے اب اس کی سلامتی کی کہیے۔ الحمد للہ

راخ تو ہو گئی ہیں یہ چیزیں اب اس رسوخ کا مصرف یہ ہے کہ ٹکرو۔  
 تو جہاں جہاں باطل ہے اس کو توڑو۔ گھر والے اگر جھوٹ بولتے ہیں تو کرو مجاہدہ کہ وہ  
 جھوٹ مت بولیں۔ عورتوں میں مجاہدہ کرو۔ اب یہ معاملہ جو ہے میرے اور آپ کے  
 سامنے اصل مجاہدہ تو یہ ہے۔ اب یہاں پر دشواریاں آتی ہیں۔ الحمد للہ یہ دولت باطن  
 لے کر بیٹھ تو گئے لیکن اس کا مصرف کیا ہے۔ اب ہے اس کا مصرف۔ انسان کو متواضع  
 ہونا چاہیے متکبر نہیں ہونا چاہیے ارے یہاں تو دن رات متکبری ہے۔ اب وہ آپ کا  
 کمال ہے کہ اس تو واضح کا مصرف بھی ہو وہ لہی۔

علماء اور خشیت:

علماء کی شایان شان جو چیز ہے وہ خشیت ہے جب خشیت غالب آجاتی ہے اللہ  
 تعالیٰ کی تو اس خشیت میں تقاضا پیدا ہوتا ہے۔ کہ باطل جو ہمارے سامنے ہے اس کا  
 مقابلہ کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑا مشکل کام ہے۔ قدم قدم پر باطل نظر آتا ہے۔  
 ان سب سے مقابلہ کرنا ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ جو چیز آپ کو حاصل ہو گئی ہے بذات  
 خود تو اس دولت میں زوال نہیں آئیگا۔ مگر اس کا مصرف صحیح یہ ہے کہ ان سب کا مقابلہ  
 کرنا پڑے گا اور اسی میں دشواری پیش آجاتی ہے۔ کسی کی مروت سامنے آجاتی ہے۔  
 کبھی نفس تاویل کرنے لگتا ہے۔ کہیں مصلحت دیکھنے لگتا ہے۔ تو اپنی جگہ پر قائم رہیے  
 اور حق کی وضاحت کرتے رہیے۔

امر بالمعروف کا صحیح طریقہ:

ایک صاحب نے حضرت کو لکھا کہ میرا بھائی نماز نہیں پڑھتا بہت تاکید کرتا  
 ہوں۔ بہت کہتا ہوں۔ تو حضرت نے کہا کہ آپ اتنی کیوں کوفت اٹھاتے ہیں۔ تبلیغ کا

درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بتادو کہ یہ چیز منکر ہے۔ شریعت کے خلاف ہے اس لئے نماز پڑھو۔ پابندی کرو ورنہ بہت بری بات ہے زیادہ تقاضا ہو تو دوسری دفعہ تاکید کر دیا تیسری دفعہ کر دو بس اس کے بعد آپ مکلف نہیں ہیں یہ حضرت والا نے فرمایا۔

تبلیغ کے معانی یہ ہے کہ بھائی حق ادا کر دیا اب آپ مکلف نہیں کہہ دیا آپ نے تین دفعہ اب کوئی مانے یا نہ مانے اور تبلیغ کے معانی کیا ہیں۔ لب و لہجہ کے اوپر تبلیغ کرتے ہوئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ عالمانہ حیثیت سے نہ کی جائے بلکہ دیکھیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ”قولاً لیتنا“ ہے نرم گفتگو۔

حضرت تھانوی کے خلیفہ کا واقعہ:

ایک واقعہ یاد آیا حضرتؒ کی مجلس کا امر بالمعروف پر۔ کہ ایک صاحب ہمارے حضرت کے ہاں تھے۔ عالم بھی تھے، صوفی بھی تھے۔ ذاکر شاغل بھی تھے۔ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں۔ حضرت اپنی سہ دری میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ وہ کسی ذکر اللہ میں مصروف تھے۔ باہر جو نکلے تسبیح ہاتھ میں تھی۔ لمبا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ ایک شخص حوض کے اوپر کپڑے دھو رہا تھا۔ کہا نا معقول گدھے بے وقوف کیا کر رہا ہے سب گندا کر رہا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کی وہ جلدی سے اٹھ کر بھاگ گیا۔ حضرت نے بلایا مولوی صاحب یہاں آجائیے۔ حضرت کا انداز تعلیم تھا ایسا حضرت مصلح تھے، کہتے تھے میں کسی کی رعایت نہیں کرتا اصلاح میں چاہے کتنا ہی خصوصی تعلق ہو۔ جب وقت آتا ہے تو بات کہہ دیتا ہوں۔ کہا کہ مولوی صاحب کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک آدمی حوض پر بیٹھا ہوا نا پاک کپڑے دھو رہا تھا۔ کہا کہ مولوی صاحب آپ نے کیا کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میں نے امر بالمعروف کیا وہ عالم تھے۔ کہا اچھا تو آپ نے امر بالمعروف کیا۔ امر بالمعروف کے معنی کیا ہیں مولوی صاحب۔ ایسے



مصلح کہنے لگے میں بتاؤں میں بتاتا ہوں۔ کہ کسی اصلاح طلب بات کو دیکھ کر اللہ اور اللہ کے رسول کی بات نرمی اور خیر خواہی کے جذبے سے کر دینا اس کا نام ہے امر بالمعروف۔ مولوی صاحب کیا یہی نیت تھی آپ کی۔ کہ خیر خواہی سے، دل سوزی سے، دین کی بات کسی ناواقف کو بتا دینا جو منکر میں مبتلا ہو۔ یہی جذبہ تھا آپ کا۔ کہا یہ نیت تو نہیں تھی تو کہا پھر مولوی صاحب آپ کی یہ تسبیح کیا کہہ رہی ہے۔ ارے مولوی صاحب اسے امر بالمعروف کا لفظ کہتے ہیں آپ اور تسبیح ہاتھ میں لے کر۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سارا خناس اسی کا ہے۔ خبردار جو آج کے بعد آپ نے تسبیح پکڑی۔ بند کریں اس کو مجھ سے اگر تعلق رکھنا ہے تو میں جو کہوں گا اس پر عمل کرنا ہوگا ورنہ چلے جائیے آج سے میں آپ کی صورت نہیں دیکھنا چاہتا۔ بس آج سے آپ صفیں سیدھی کیجیے اور جھاڑو دیجیے مسجد میں اور جو نمازی آتے ہیں ان کی چپلیں سیدھی کیجیے۔ پانی کے برتن بھر کر رکھا کیجئے ورنہ آپ تشریف لیجائیے۔ یہ آپ کی تسبیح نے، آپ کے لبے کرتے نے، آپ کے عمائے نے آپ کے دل میں انانیت پیدا کر دی۔ خدا کی مخلوق کو اس طرح تبلیغ کرتے ہو اور حدیثیں پڑھتے ہو بھول جاتے ہو۔ کیا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک شخص نے پیشاب کر دیا تھا۔ پیشاب کر رہا تھا تو صحابہ کو غصہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو فارغ ہونے دیں۔ فارغ ہو جانے کے بعد پھر اس سے پوچھا یہ کہاں گئی حدیث۔ امر بالمعروف کی حدیث یہاں کہاں چلی گئی۔ کس انداز سے آپ نے تعلیم فرمائی۔ بھول جاتے ہو اور اپنی انانیت پر آ جاتے ہو۔ تو اس طرح ہوتی ہے تبلیغ۔ اور اب معاملہ ہے صوفی کا جو صاحب مقام ہو جائے کہ اب یہ مقابلہ کرو امر بالمعروف کا قول اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمادی کہ امر بالمعروف قول اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ سختی کے ساتھ۔ سختی سے تو

ایک جذبہ انتقامی پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں تو ہمارے حضرت کی ہیں جو یاد آ جاتی ہے میرے اور آپ کے لیے سب کے لیے فائدہ مند ہیں۔

حضرت تھانوی کے خادم کا واقعہ:

حضرت کا ایک واقعہ اور یاد آ گیا۔ ان کے خادم خاص تھے نیاز صاحب خود حضرت نے ان کا قصہ بیان کیا۔ نیاز صاحب کسی آدمی کے ساتھ لڑ پڑے اور اس نے آکر شکایت کی۔ کہ نیاز نے بڑی بدتمیزی کی ہے۔ اور لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور بڑا جھگڑا کیا ہے۔ بڑا فساد کیا۔ اور مجھ پر اس طرح برے اور میری توہین کی اور مجھے گالیاں دی ہیں۔ اچھا بھائی۔ تھوڑی ہی دیر میں نیاز آ گیا نیاز کو بلایا اور کہا یہ کیا تمہاری حماقت ہے کہ ہر وقت ہر ایک سے لڑتے پھرتے ہو۔ اور سختی کرتے پھرتے ہو۔ نیاز نے ایک دم کہا جھوٹ بول رہے ہو تو بہ کرو۔ اور حضرت نے اس کے بعد گردن جھکالی اور کہا۔ لا الہ الا اللہ۔ استغفر اللہ۔ یہ ہے علم، حضرت نے گردن جھکالی اور کہا استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ اب اس کی تشریح میں اپنی طرف سے کرتا ہوں حضرت نے یہ دیکھا کہ اس شخص نے شکایت کی اور میں نے یکطرفہ فیصلہ کر دیا یہ میں نے غلطی کی۔ اس نیاز سے بات پوچھنی چاہیے تھی اور اس کی بھی سنی چاہیے تھی۔ دیکھیں حضرت کی بات۔ یہ سب میں سنتا اور معلوم کرتا کہ واقعہ کیا ہوا ہے۔ پھر فیصلہ کرتا۔ میں نے پہلے ہی شخص کی بات سن کر شکایت کرنا شروع کر دی۔ ایک تو بات یہ۔ پھر حضرت کی اپنے ہی نفس پر نظر گئی کہ مجھ سے بھی غلطی ہو گئی اور کہا استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ اور اس کی تاویل یہ ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو بہ کرو۔“

ایک اور مثال:

ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ نجم احسن صاحب مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے

ساتھ۔ اور ان کے سامنے ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ یعنی اس واقعہ کے سننے کے دو چار دن کے بعد مجھے خیال یوں ہو رہا تھا کہ حضرت کو نیاز نے کہہ دیا کہ جھوٹ بول رہے ہو۔ تو حضرت کو تغیر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا واقعہ پیش کر دیا کہ مزید سامنے آگیا۔ نجم صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے کہ ایک یہ بیٹھے ہوئے ہیں بے وقوف۔ ایسی حرکت کرتے ہیں۔ ایک صاحب بیٹھے ہوئے کہنے لگے ہاتھ جوڑ کر معاف کر دو ورنہ میں آپ کا سر پھوڑ دوں گا۔ تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ نیاز نے بھی جوش میں کہہ دیا ہوگا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں اصل میں وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے توبہ کروائیے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نجم صاحب مسکرانے لگے کہا کہ دیکھو یہ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کا سر پھوڑ دوں گا۔ مسکرارہے تھے کہ اس نے جذبہ جوش میں ایسی بات کہہ دی۔ تو میں نے دو مثالیں دے کر آپ کو بتایا اور سمجھایا کہ نفس کی اس طرح حفاظت کرنا پڑتی ہے صوفی بننا آسان نہیں ہے۔

در رہ منزل لیلی کہ خطر ہاست بجاں

تبلیغ کی شرائط:

نفس پر ہر وقت آرے چلتے رہتے ہیں تمام دولت صوفیانہ لے کر بیٹھ گئے تصوف کی رذائل کے حقائق کی اور تقوے کی مگر مصرف بتاؤں جہاں جہاں مقابلہ کرو گے وہاں پتہ چلے گا کہ مصرف یہ ہے۔

ذاکر شاعری ہیں۔ اور امر بالمعروف اس طرح کر رہے ہیں کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت نہیں تھی۔ آپ نے جہاں تبلیغ کی ہے۔ بہت ہی نرمی سے وہ جو آپ کے ہاں سے جایا کرتا تھا امیر بن کر تو اس کو یہی تعلیم دی جاتی تھی کہ دیکھنا شریعت کے احکام کو جا کر شدت کے ساتھ بیان نہ کرنا۔ نرمی کے ساتھ بیان کرنا۔

پہلے ان کی تالیف قلوب کرنا جب ان کی تالیف قلوب ہو جائے تب ان سے امر بالمعروف کا معاملہ کرنا۔ تو ہم اور آپ صوفی بن کر، عالم بن کر ان چیزوں کو بھول جاتے ہیں یہ خیال آتا ہے کہ ہم جانتے ہیں اور یہ نہیں جانتا اس کی تحقیر کرتے ہیں ایک مسلمان کی تحقیر بہت بری بات ہے۔

### جگر صاحب کا واقعہ:

بھائی تھا تو وہ رند مشرب آدمی مگر بزرگوں سے تعلق تھا تو ہن پر مسلمان کی تحقیر پر واقعہ یاد آیا جگر مراد آبادی شاعر تھا اس کا ایک واقعہ سن کر میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا مجھ سے تو ممکن نہ تھا ایک صاحب ان سے ملنے آئے یہیں کراچی میں ٹھہرے تھے کہ میں آپ سے ملنے آیا ہوں اتنے میں ایک صاحب اور آئے کہ چلے وقت ہو گیا ہے گاڑی لے کر آیا ہوں، کہا چلو۔ جو صاحب ملنے آئے تھے کہنے لگے میں بھی چلتا ہوں جگر صاحب کے ساتھ وہ بیٹھ گئے جو لینے آئے تھے وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے گاڑی چلی جگر صاحب کی جیب میں روپے تھے اس شخص نے چپکے سے وہ نکال لئے سامنے جو صاحب بیٹھے تھے انہوں نے دیکھ لیا جب وہ نکال چکا تو اس نے کہا گاڑی روکنے میں یہیں اتروں گا گاڑی روک دی گئی وہ جلدی سے اتر اور جگر صاحب سے کچھ کہنا چاہا انہوں نے کہا خاموش بالکل خاموش بس جگر نے ان سے مصافحہ کیا اور کہا خدا حافظ دوسرے صاحب نے کچھ کہنا چاہا، جگر نے کہا مجھے معلوم ہے مگر میں برسر راہ مسلمان کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا ایک مسلم کو برسر راہ رسوا نہیں کرنا چاہتا تھا میرے پاس اتنی ہی پونجی تھی لیکن کوئی پرواہ نہیں لیکن میں مسلم کی توہین نہیں کر سکتا۔ ایسا جذبہ میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو مشکل تھا میں یہ کر سکتا اتنی بڑی بات یہ ہے خشیت، یہ احترام مسلم زبان سے کہہ دینا بڑا آسان ہے مگر جب وقت آئے تو میں نے کہا کہ آپ کہ

تقویٰ کی جو دولت ہے تصور میں اس کا مصرف بتائیے تو پتہ چلے گا کہ پسینے آتے ہیں۔ در رہ منزل لیلیٰ کہ خطر ہاست بجاں۔ یہاں پر آ کر معلوم ہوتا ہے کہ کیا کرنا چاہئے اپنے آسان سمجھ لیا۔

الایالہا الساتی اور کاسا ونا ولہا کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکہا  
یہاں تو ہر قدم پر آپ کو باطل سے ٹکرانا ہے یہیں بزرگوں کی مجلس میں نظر پیدا کی جاتی ہے۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا  
یہی باتیں ہوتی ہیں بس نظر پیدا ہو جاتی ہے لوگی رہے بزرگان دین کہ سلسلہ کی برکت  
یہی ہے کہ نظر پیدا ہو جاتی ہے۔  
جگر صاحب کا ایک اور واقعہ:

ایک واقعہ ہے کہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب حضرت کے بڑے خاص الخاص لوگوں میں سے تھے بڑی محبت والے آدمی تھے انہوں نے لکھنؤ میں جگر مراد آبادی سے کہا میں ذرا اسکا پس منظر بیان کر دوں آپ سے، ایک مشاعرہ تھا سندیلہ میں (لکھنؤ کے پاس ایک مقام ہے) میں بھی وہاں گیا تھا جگر صاحب پیتے تو تھے مگر اس زمانے میں چھوڑ چھاڑ دیا تھا صبح ہو گئی فجر کی نماز کا وقت ہو گیا مسجد قریب تھی سب لوگ تولیٹ کر سونے لگے باہر سے بھی لوگ آئے تھے اذان ہوئی تو میں مسجد چلا گیا، تو وہاں میں تھا، جگر مراد آبادی تھے موزن تھا اور امام صاحب تھے ایک آدھ آدمی اور تھے مجھے بڑی حیرت ہوئی۔

میں خانے کے قریب تھی مسجد ولے تو داغ  
ہر شخص پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں

تو جگر صاحب کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی خیر وہ چلے گئے تو میں ان سے ملنے گیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہ بیٹھے ہوئے اپنے شعر سنار ہے تھے ارے آئیے آئیے مجھے آپ کا بڑا انتظار تھا میری ان سے کوئی ملاقات نہیں تھی پہلی ملاقات تھی آئیے آئیے آپکا ہمارا سلسلہ ایک ہی ہے میں نے کہا کیسا سلسلہ کہنے لگے مولینا عبدالغنی منگھوری سے بیعت ہوں بڑے بزرگ آدمی تھے بزرگوں کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کہ بعد کوئی محروم نہیں رہتا کبھی نہ کبھی عود کرتی ہے ضرور عود کرتی ہے ارے بہت بڑا درجہ ہے۔

بزرگوں سے تعلق کی برکات:

بات کے اندر بات یاد آتی ہے مولینا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولینا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں نماز پڑھتے تھے ایک خانصاحب بالکل آزاد وضع میں آیا کرتے تھے جیسے ہی وہ سجدہ میں داخل ہوتے تھے مسجد میں انوار آجاتے تھے یہ دونوں بزرگ بہت حیران تھے کہ خانصاحب کہ آنے سے یہ انوار کیسے آجاتے ہیں ایک دن ان سے پوچھا کہ صاحب آپ کیا کام کرتے ہیں کہنے لگے کہ میں دنیا دار آدمی ہوں، بزرگوں میں کسی سے تعلق ہے؟ کہنے لگے کسی سے تعلق نہیں بس سید صاحب رائے بریلوی سے میں نے ایک مرتبہ مصافحہ کیا تھا تو میرا ہاتھ ہاتھ میں لے کر انہوں نے دعائیں دی تھیں، لا الہ الا اللہ اس کے انوار تھے اہل باطن اسکا ادراک کر سکتے ہیں ہم آپ نہیں کر سکتے کسی بزرگ سے تعلق ہونا یعنی انہوں نے مصافحہ کر کے ان کو دعائیں دی تھیں اس کے انوار اب تک چھائے ہوئے ہیں تو مجذوب صاحب نے جگر صاحب سے کہا کہ آپ کو حضرت والا کہ پاس لے چلتے ہیں انہوں نے کہا نہیں میں اتنی گندی اور ناپاک خصلت میں مبتلا ہوں اس حالت میں نہیں جاسکتا ایسے بزرگوں کی صحبت میں جانے کی میری ہمت نہیں ہے خواجہ صاحب نے

حضرت سے اس کا ذکر کر دیا کہ میں نے ان سے یوں کہا تھا۔ حضرت نے فرمایا ایسی ہی حالت میں آنے کا موقعہ تھا ایسی ہی حالت میں آتے تو لطف تھا۔ یہ بیان انہوں نے جگر صاحب سے کہہ دیا ان پر تو گریہ طاری ہو گیا ایک اللہ والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اسی حالت میں تم آجاتے اس قدر روئے اس قدر روئے کہ پینا چھوڑ دیا ان کو تائب کیا تو بہ کی اس کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں ایک غزل انہوں نے سنائی حضرت کے پاس ایک پنکھا تھا فرمایا کہ یہ میں آپ کو پیش کرتا ہوں انہوں نے حضرت کو فارسی کی ایک غزل سنائی حضرت نے اس کے جواب میں دوسرے دن شعر لکھ دیا۔

نہ بہ نثر تا نثر بے بدل نہ بہ نظم شاعر خوش غزل  
 بہ ثنائے خواجہ عزوجل بہ عاشقی نبی خدشہ  
 لا الہ الا اللہ دیکھئے اللہ والوں سے تعلق ایسا ہوتا ہے کہیں نہ کہیں کام آتا ہے بہت بڑی دولت ہے

امام رازی کا واقعہ:

امام رازی پینچے ایک بزرگ کی خدمت میں اور کہا حضور تمام علوم حاضرہ کے تو ہم ماہر ہو گئے کمال حاصل کر لیا یہ علوم باطن کیا آپ لوگوں کے پاس ہے ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ارے کہاں آگئے تم فلسفی تھے وہ انہوں نے اپنا کمال جو اوڑھے ہوئے تھے ان کو دے دیا کہ اس کو اوڑھو میں ابھی آتا ہوں انہوں نے جواڑھا تو کان سے سر سر کی آوازیں نکلتی لگیں یہ بڑے پریشان ادھر دیکھیں ادھر دیکھیں اتنے میں وہ بزرگ آگئے کہنے لگے کان سے سر سر نکل رہا ہے انہوں نے کہا یہ تمہارا فلسفہ نکل رہا ہے اس کو نکل جانے دو۔ انہوں نے کہا میری ساری عمر کی کمائی ختم ہو جائیگی جلدی

سے کھل چھوڑا اور چلے گئے ایک دن وہ بزرگ وضو کرنے بیٹھے بدھنا ہاتھ میں تھا خادم سامنے کھڑا تھا وہ نزع کا عالم تھا امام رازی کا، شیطان آیا مکالمہ کرنے لگا، جارہے ہو، کچھ لے جارہے ہو انہوں نے کہا ہاں پوچھا کیا، کہا تو حید تو حید کہ معنی کیا ہیں، انہوں نے کہا تو حید کہ یہ معنی ہیں کہنے لگا تمہارے پاس کیا دلیل ہے ایک دلیل دو دلیل تین دلیل شیطان نے سب رد کر دیں اللہ تعالیٰ نے یہ مکالمہ ان بزرگ پر منکشف کر دیا ہاتھ میں بدھنا لئے ہوئے سن رہے ہیں سب مکالمے خادم کو بڑی حیرت تھی کہ کیا بات ہے کہ نہ وضو کرتے ہیں خاموش بیٹھے ہیں چہرے پر ایک رنگ آ رہا ہے اور جارہا ہے جب ننانوے دلیلیں انہوں نے پیش کیں اور شیطان نے سب کاٹ دیں اب ان کو پسینے آنے لگے بس انہوں نے بدھنا پھینکا اور کہا کہ کہہ دے میں نے خدا کو بے دلیل مانا انہوں نے کہا یہ سب تو نے رد کر دیں میں بے دلیل اللہ عز وجل کو مانتا ہوں۔ اشھد ان الا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ اور جاں بحق ہو گئے تو بزرگوں کا تعلق ایسے کام آتا ہے معمولی چیز نہیں ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ ہمارا آپ کا تعلق بھی ایک مجدد وقت کے ساتھ ہے انشاء اللہ کوئی محروم نہیں رہے گا نفس و شیطان ہزار ہم کو بہکائیں لغزشیں ہوں گی ہم سے سب کچھ ہوگا لیکن انشاء اللہ ثابت قدمی ہم کو جو حاصل ہے ہم صراط مستقیم سے انشاء اللہ نہیں ڈگمگائیں گے کیونکہ ہمارے پیش رو نے ہمارے لئے راہ ہموار کر دی ہے معتبر کر دی ہے مستند کر دی ہے انشاء اللہ اس کی برکت سے ہم سب لوگ محفوظ رہیں گے بس دعا کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔

دعا:

یا اللہ جب آپ نے ایمان عطا فرمایا ہے اتنی بڑی دولت عطا فرمائی ہے جو بغیر کسی استحقاق کے عالم امکان میں ہم کو ملی ہے جانے کتنے لوگ اس سے محروم ہیں آپ نے



ہم کو اس سے سرفراز فرمایا ہے دولت عظیم عطا فرمائی ہے اپنا تعلق عطا فرمایا ہے اپنے نبی کریم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو وابستہ فرمایا ہے یا اللہ یہ دولت بے بہا جو عالم امکان میں کہیں نہیں وہ آپ نے ہم کو عطا فرمائی ہے ہمارے ایمان کے تحفظ کے لئے اپنے مقبول بندوں سے ہم کو وابستہ کر دیا ہے یا اللہ اس سلسلے کی برکت سے ان بزرگوں کے قدموں کی برکت سے اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے اپنی رحمت واسعہ کے تعلق سے یا اللہ ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائیے ایمان قوی عطا فرمائیے ایمان مستحکم عطا فرمائیے یا اللہ اس میں تذبذب نہ ہو نفس و شیطان اس میں مانع نہ ہوں اور ہمارا ایمان سلامت رہے اس میں قوت رہے اور آپ کے ساتھ قوی تعلق رہے یا اللہ اسی دولت عظیم پر ہم کو زندگی اور حیات طیبہ نصیب فرمائیے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی پر ہمارا حشر ہو یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں آپ معطی مطلق ہیں آپ اپنی چیزیں دے کر واپس نہیں لیتے یا اللہ نفس و شیطان ہمارے رہزن ہو جائیں تو ہم کو ان کی رہزنی سے محفوظ کر کے ثبات قدمی عطا فرمائیے اور اپنے صالح بندوں کے ساتھ وابستہ رکھئے۔

آمین یا اللہ العالمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## تازیانہ عبرت

حضرت کا یہ وعظ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان کے موقع کا ہے جو اس سانحہ پر ایک عارفانہ تجزیہ ہے، آج 38 سال بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعظ ہمارے لئے ایک انتباہ ہے کہ ہم پھر انہی حالات سے دوچار ہیں اور ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝

آج کل صرف پاکستان ہی میں نہیں۔ دنیا کے بہت بڑے حصے کے مسلمان ایک بہت ہی عبرت ناک اور المناک سانحہ سے متاثر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اپنے غیر مسلم دشمن کے مقابلے میں اتنی بڑی شرم ناک شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ اس کا ذرا بھی ہمارے بڑوں کو خیال نہیں۔ آزماست کہ برماست ہم لوگ ایسے دور میں سانس لے رہے ہیں جب کہ تمام بحر و بر میں فساد ہی فساد برپا ہے۔ یا یوں کہیے کہ ہمارے بُرے اعمال نے ہم کو گھیر رکھا ہے اور ان کا وبال ہر طرح ہم پر مسلط ہے جو ہمارے دین و دنیا کو خراب کر رہا ہے۔

بھارت کی دشمنی مسلمانوں کے ساتھ اس قدر شدید رہی ہے کہ وہ ہمیشہ پاکستان اور مسلمانوں کی ہر طرح تباہی کے لئے علانیہ اور خفیہ طور پر ہر ممکن تدبیریں کرتا رہا ہے۔ چنانچہ اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لئے اس نے اپنی اندرونی طاقتوں کو مجتمع کر کے پاکستان کے خلاف اعلانیہ جنگ شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی پاکستان میں ہمارے جانبازوں کو دفعتاً بغیر کسی توقع کے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ کیا ہوا اور کیوں کر ہوا۔ ہم سب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔

ابھی ۱۹۷۱ء کے جہاد کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہے اس وقت بھی بھارت نے اپنی پوری قوت کے ساتھ دفعتاً حملہ کر دیا تھا۔ جس کے مقابلہ کے لئے پاکستانی مسلمان اپنی افواج اور اپنی پوری قوتِ ایمانیہ کے ساتھ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔ تمام پاکستان میں غیرتِ اسلامی جوش میں آ گئی۔

گو اس وقت بھی ہماری اجتماعی زندگی بحیثیت مجموعی نصرت و رحمتِ الہی کی مستحق نہ تھی۔ لیکن جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقعہ عطا فرمایا۔ اور ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ محض اس کے فضل و کرم سے مسلمانوں کو بڑی نمایاں فتح ہوئی۔ اور ساری دنیا نے مسلمانوں کے جذبہ ایمانی، اتحاد و اخوت اور افواجِ پاکستان کی جاں بازی کی داد دی۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے اس فتح و نصرت کی قدر نہ کی اور اس فتح کے بعد پھر دفعتاً خوابِ غفلت میں مبتلا ہو گئے اور اس کو مستقل سمجھ لیا۔

**65ء کی جنگ کے بعد ہمارے معاشرے میں غفلت اور تباہ کاریوں میں اضافہ:**

بھارت میں شکست کھانے کے بعد انتقامی جذبات بہت جوش میں آ گئے اور اس نے ہر ممکن تدابیر سے اپنی افواج کو اور اپنے عوام کو پھر مسلمانوں کے خلاف آمادہ و تیار کیا اور اپنی آمدنی کا بہت بڑا حصہ اسلحہ کی فراہمی پر صرف کرنا شروع کر دیا اور بیرونی طاقتوں سے خفیہ اور علانیہ ساز باز کئے۔

مگر اس عرصے میں ہم نے پاکستان میں کیا کیا۔ الامان والحفیظ

کہتے ہوئے بھی دل لرزتا ہے اور سنتے ہوئے بھی دل پاش پاش ہوتا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں، اس کے احکام سے بغاوت اور عصیان و طغیان میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ کیا ہوتا رہا۔ لیکن ہم سب خاموش رہے۔

دیکھئے اس عرصے میں سینماؤں میں کتنی ترقی ہوتی گئی، ٹیلی ویژن اور ریڈیو گھر گھر ہو گئے۔ دن رات فضا گندی اور ناپاک راگ راگنیوں سے گونجتی رہی۔ عورتوں میں بے حیائی اور بے پردگی روز افزوں ہوتی گئی۔ شراب خانوں کی رونق اور آمدنی

میں اضافہ ہوتا رہا۔ قمار خانوں میں ترقی ہوتی گئی۔ کلب اور فواحشات اور منکرات کے اڈے بن گئے۔ عریاں ناچ گھر جگہ جگہ قائم ہو گئے۔ تعلیم گاہوں میں غنڈہ گردی، بے ہودگی آزادی اور گستاخیاں زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئیں۔ دفاتر میں رشوت کا بازار اور اونچا ہوتا گیا۔ تجارت گاہوں میں ہر ممکن فریب کاری، دھوکہ بازی اور چور بازی بڑھتی گئی۔ اہل اقتدار عیاش، ملحدانہ، زندیقانہ اعمال میں منہمک ہونے کے باوجود بڑے بڑے منصب حاصل کرتے رہے اور ان کی جاہ پرستی کے شوق میں اضافہ ہوتا رہا۔ اخبارات، منکرات و فواحشات اور فلمی ایکٹروں کی عریاں تصاویر، گندے اور ناپاک اشتہارات شائع کرتے رہے اور اپنی آمدنی پڑھاتے رہے۔

یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں۔ کوئی چھپی بات نہیں۔ اس سے آپ لوگ خوب واقف ہیں اس سے آپ بھی بے خبر نہیں کہ ہم نے ان گناہوں کو روکنے کے لئے کیا کیا۔ جس سے ہم خدا کی رحمتوں کے مستحق ہوتے۔ اب مختلف صورتوں پر نظر ڈالتے ہوئے دیکھیے کہ کیا ہوا اور مشرقی پاکستان کے زوال کا باعث کیا بنا۔

آپ لوگ بیٹھ کر اس پر طویل تبصرہ تو کرتے ہیں اور اپنا وقت ضائع کرتے ہیں مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ ہوا کہ چوبیس سال تک ہماری عاقبت نااندیش حکومت خوابِ خرگوش میں مبتلا رہی اور عوام اپنے عیش و عشرت میں مدھوش رہے۔

اور ادھر بھارت نے مشرقی پاکستان میں اپنی اندرونی ریشہ دوانیاں خفیہ طریقے سے اس طرح جاری رکھیں کہ جو نو جوانوں کے دماغ میں باغیانہ خیالات اور مغربی پاکستان سے نفرت کے جذبات پیدا کرتے رہے۔

بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصب رگ و ریشہ میں سرایت کراتے رہے اور اس پر آمادہ کرتے رہے کہ بیک وقت تیار ہو کر غیر بنگالیوں کے خلاف لوٹ مار قتل و غارت گری

اور درندگی شروع کر دی جائے۔

وہاں بازاروں میں تمام تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں آگئی۔ بنگالی اور غیر بنگالی کا تعصب تمام دفاتر کے اندر زہریلے اثرات پیدا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بنگالی، پولیس اور فوج میں بھی غیر بنگالی کے خلاف نفرت، جوش اور انتقامی جذبات پیدا ہو گئے۔

آپ تبصرہ کرتے وقت یہ بھی کہتے ہیں کہ الیکشن میں درپردہ بھارت کا اتنا اثر تھا کہ اس نے اپنے اغراض پورے کرنے والے لوگوں کی مدد کی اور ان کو کامیاب بنایا۔ تبصرت میں آپ کہتے ہیں کہ بھارت نے بڑی بڑی قوتوں سے ساز باز کر کے پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بڑے بڑے خفیہ معاہدے کئے اب جب کہ پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے تو آپ کو اس ہزیمت کے بعد یہ نظر آتا ہے کہ پاکستان کے خود بڑے بڑے صاحب اختیار لوگ بڑی قوتوں کے اثر سے مغلوب ہو گئے بلکہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں شریک رہے جس کے نتیجے میں لازمی طور پر پاکستان کی قوتیں معطل ہو کر رہ گئیں۔

یہ سب کچھ تبصرہ ہی تبصرہ ہے مگر اس کا حاصل کیا ہے وہی ہزیمت وہی ذلت، وہی ندامت اور مایوسی اور قلب کی بے چینی۔

آپ نے بھارت کی جارحانہ جنگ کا نتیجہ یہ دیکھا کہ انتخابات سے پہلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشرقی بنگال میں انسانوں کی آبادی ہے۔ تجارتیں ہو رہی ہیں۔ دفاتر چل رہے ہیں۔ سب کاروبار ہو رہا ہے۔ لیکن الیکشن کے بعد ہی دفعتاً فضا میں بدل گئیں۔

سیاسی جنون نے قیامت برپا کر دی۔ اب ایسا معلوم ہونے لگا کہ مشرقی پاکستان

کی مردم آبادی دفعتاً بھیڑیوں، درندوں، خونخوار ظالموں اور جانوروں کی آبادی ہے  
بھائیوں نے بھائیوں پر وہ مظالم کئے کہ الامان والحفیظ۔

تاریخ میں ایسے المناک واقعات نظر نہیں آتے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں سے مل  
کر کبھی مسلمانوں کا ایسا بے دریغ خون بہایا ہو، عورتوں کی بے عزتی کی ہو۔ بچوں کو  
ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو۔ افسوس کہ یہ بات اب تک جاری ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کا  
خاتمہ کب ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں۔

یہ تو سب آپ نے عالم اسباب پر نظر ڈال کر واقعات کا ایک نقشہ سامنے کر لیا۔  
اور اب ذرا اس کے دوسرے رخ کی حقیقت پر بھی نظر کیجیے؟  
قہر خداوندی کو دعوت ہم نے دی:

میں پوچھتا ہوں کہ یہ سب کچھ جو ہوا اور ہو رہا ہے یہ سب کس کے حکم اور مشیت  
سے ہو رہا ہے؟ یہ قیامت سے پہلے جو قیامت برپا ہے۔ یہ کس کے حکم اور منشاء سے  
ہے یہ صورت حال کیا قہر خداوندی نہیں ہے کیا ہماری شامت اعمال نہیں ہے۔ کیا  
ہمارے عصیان و طغیان کا وبال نہیں ہے؟ ضرور ہے اور یقیناً ہے۔

اس پر بھی نظر کیجیے کہ اس ہنگامے سے قبل آپ نے سنا تھا، کہ خلیج بنگال سے ایک  
بلا خیز اور ہلاکت خیز بحری طوفان سیلاب اٹھا۔ جو چانگام، چالنا، گھلنا کے ساحلوں  
سے ٹکرایا اور اس سے لاکھوں جانیں ضائع ہو گئیں۔ سنا گیا ہے کہ بعض روایات کے  
مطابق دس لاکھ جانیں ضائع ہو گئیں اور طوفان کے بعد باقیماندہ آدمیوں میں ہیضہ  
وغیرہ کی دباہیں پھوٹ نکلیں جس سے مزید عبرت ناک اموات واقع ہوئیں۔

اب اس پر غور کیجیے: میں پوچھتا ہوں کہ اس طوفانِ بلا خیز میں بھارت کی کتنی  
قوت شامل تھی۔ اس میں روس کے کتنے نیپام بم، میزائل اور مشین گنیں بھری ہوئی

تھیں اور کن کن سازشوں کا یہ نتیجہ تھا۔ کچھ آپ بتا سکیں گے۔  
 آپ تو یہی کہیں گے کہ یہ قبر خداوندی تھا اور وہی ہماری شامت اعمال کی صورت  
 تھی۔ تو کیا اس قبر خداوندی کو کوئی روک سکتا تھا۔  
 اسی طرح میں پوچھتا ہوں کہ یہ جو مشرقی پاکستان میں اب تک قتل و غارت گری کا  
 بازار گرم ہے کیا یہ قبر خداوندی نہیں ہے۔

جب دونوں بحرانوں کے نتیجے ایک ہیں۔ پہلے کو چھوڑ کر دوسرے بحران کے لئے  
 اب تجربہ اور تبصرہ کیوں کرتے ہیں۔ اور بحری طوفان کا قبر خداوندی کے سوا آپ کوئی  
 تبصرہ و تجربہ نہیں کر سکتے۔ تو بس سمجھ لیجیے کہ وہ بھی قبر خداوندی تھا جو سیلاب بحری کی شکل  
 میں اٹھا اور یہ بھی قبر خداوندی تھا جو فضائی اور بری قتل و غارت گری کی صورت میں  
 نازل ہوا۔

اب یہ قبر خداوندی کے نازل ہونے سبب ہم آپ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ ہماری  
 شامت اعمال ہے۔ دین و اسلام سے بغاوت کا خمیازہ ہے، ہماری غفلتوں اور بے  
 حسی کی پاداش ہے، ہمارے دلوں میں خدا کا خوف باقی نہیں۔ ہم آخرت کے خوف  
 اور مواخذہ سے بے خبر ہو گئے اس لئے ہم کو یہ روزِ بد بھگتنا پڑا۔

میں کہتا ہوں صرف اتنا کہنے سے تو کام نہیں چلتا اور ہم آپ آئندہ اللہ تعالیٰ کے  
 مواخذہ سے نجات نہیں پاسکتے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں ہم کو اس کا تدارک اور تلافی  
 کرنا پڑے گی۔

یہ سب تو وہاں ہوا۔ اب ذرا ایک نظر اپنے مغربی پاکستان پر بھی ڈالئے مشرقی  
 پاکستان میں تو آپ نے اپنی شامتِ اعمال اور اس کے انجام پر نظر ڈال ہی لی اب ذرا  
 مغربی پاکستان کی طرف دیکھیے یہاں کیا ہو رہا ہے؟





ممالک کے لوگوں کو بھی ہمدردی ہے مگر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیے کہ اس مغربی پاکستان میں بھی ہماری جس شامت اعمال کا کوہِ آتش فشاں ابھی تک نہیں پھٹا۔ جب وہ پھٹے گا تو کیا ہوگا۔ کیا آپ مطمئن ہیں کہ جو قبرِ خداوندی مشرقی پاکستان میں نازل ہوا ہے مغربی پاکستان اس سے محفوظ ہے؟ اور محفوظ رہے گا۔ کوئی چیز حفاظت کی ہے اور کوئی چیز قبرِ خداوندی کو روکنے والی ہے؟ کل جو وہاں ہو چکا وہ یہاں آج ہو سکتا ہے۔

**موجودہ حالات میں بد اعمالیوں میں اضافہ:**

جب آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی پاکستان بھی انجام کار اسی قبرِ خداوندی میں مبتلا ہونے والا ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان متنبہ فرمادیا ہے کہ اگر تمہارے اعمال ایسے ہوں گے تو تم کو قبرِ خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا، خدا کا قانون بدلائیں کرتا۔

اب پھر ایک بات اور دیکھیے کہ بد اعمالیوں اور غفلت کا انجام سب کو معلوم ہے کیونکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سب کو معلوم ہیں مگر ہم ان سے کیا سبق لے رہے ہیں اور کیا عمل کر رہے ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کر کے تصور کیجیے کہ جو لوگ اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہیں۔ اور بے تحاشا اور بے تکلف آنکھیں بند کئے ہوئے ہر طرح کے ناپاک اور خبیث اور قابلِ لعنت کاموں میں مبتلا ہیں۔ اگر دفعتاً کسی صورت سے ان پر موت واقع ہو جائے یا یوں سمجھیے کہ قبرِ خداوندی بمباری کی صورت میں نازل ہو اور سب ہلاک ہو جائیں تو ان کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ سب کے سب اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے دفعتاً جہنم میں داخل نہ ہو جائیں گے؟ کیا اس کے بعد جہنم کے دردناک اور عبرت ناک عذاب سے گلو خلاصی بھی ہو سکے گی۔

یہ سب مسلمان ہی تو ہیں، پاکستانی ہیں اور آپ کے بھائی ہیں۔ مکران کے ساتھ آپ کو کیا ہمدردی ہے جن کا انجام یقینی دردناک ہونے والا ہے۔ کیا یہ اسلامی ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں؟

آپ مشرقی پاکستان کے المیہ پر گھنٹوں افسوس اور قلق کا اظہار کرتے ہیں مگر مغربی پاکستان کے غفلت زدوں پر آپ کو کوئی رحم نہیں آتا۔ میرا کہنے کا منصب تو نہیں ہے، میں تو صرف آپ لوگوں کو مخاطب کئے ہوں اور آپ کو حالاتِ حاضرہ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ ہم کو اور آپ کو کیا کرنا ہے۔  
**علماء، صلحا و مسلمین اور حکومت کو نصیحت:**

ہم اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟ بس اس قدر جو ہمارے اختیار میں ہے اور کیا؟  
 میرا منصب یہ نہیں اور نہ ایسی میری شخصیت ہے کہ میں کچھ زبان کھول سکوں، لیکن خیال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت اسلامی جماعتوں، تبلیغی جماعتوں دیگر اداروں، مسجد کے خطیبوں، علماء، مقررین، اخبارات، ریڈیو اور تمام نشر و اشاعت کے ذرائع کا یہ فرض نہیں ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو مستقبل کی دردناک صورتِ حال سے متنبہ کریں۔ محلے محلے میں جا کر مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کریں، خوابِ غفلت سے بیدار کریں۔ قہر خداوندی سے ڈرائیں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو متوجہ کریں تاکہ وہ حفاظت اور ملک کا انتظام کریں۔

بے شک ہر زمانے کے مناسب سامانِ جنگ جمع کرنا اور اس مقصد کے لئے تمام ممکنہ وسائل اکٹھے کرنا قرآن کریم کی تعلیم ہے مگر ہم نے عیش پرستیوں میں محو ہو کر اس فریضے میں بھی سخت کوتاہی کی۔ کہ دشمن میزائل اکٹھے کرتا رہا اور ہم اپنا زرمبادلہ ٹی، وی نصب کرنے پر لٹاتے رہے۔

موجودہ قہر الہی ہمارے اس سنگین جرم کی بھی سزا ہے۔ لہذا برسرِ اقتدار اصحاب کا یہ فرض ہے کہ وہ ملک کو مادی اعتبار سے بھی زیادہ سے زیادہ طاقت ور بنانے کی فکر کریں۔ لیکن یہ بھی نہ بھولیں کہ مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی محض ظاہری وسائل کے پیمانے پر نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت طلب کرنے اور اس کی طرف رجوع ہونے اور گناہوں کو ترک کرنے اور اطاعتِ الہی اختیار کرنے پر موقوف ہے۔

اس کے علاوہ ملکی قوت اور بقا چند اہم اصلاحات پر ضرور منحصر ہے مگر سب سے زیادہ اہم اور بنیادی اور جلد تر قابلِ توجہ تعلیم گاہیں ہیں ابھی تک ہماری تعلیم گاہیں مغربی اور انگریزی تعلیم سے غلامانہ ذہنیت کے ساتھ متاثر ہیں ان سے نجات حاصل کرنا چاہیے۔

تعلیم گاہوں سے لڑکے لڑکیوں کی مخلوط تعلیم بہت جلد ختم ہونی چاہیے اس کے وبال سے آج مسلمانوں کی خانگی اور ازدواجی زندگی سرسرخاں اور تباہ ہو رہی ہے۔ تعلیم گاہوں کے نظم و نسق میں اسلامی طرزِ تعلیم اور صحیح نظم و نسق کی ضرورت ہے تاکہ ہماری آئندہ نسلیں صحیح جذباتِ انسانی و شرافت کے ساتھ تربیت پا کر ملک کے عروج کا باعث بن سکیں۔

اس کے علاوہ قمار خانے، شراب خانے، نائٹ کلب، سینما گھر وغیرہ کا استیصال ہونا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا منکرات فواحشات اسلامی فطرت کو کبھی راس نہیں آسکتے بلکہ اس کی حیات اور وقار و شرافت کے لئے عظیم خطرہ ہیں۔ آپ یہ نہ دیکھیں کہ غیر مسلم باوجود ان تمام باتوں کے دنیوی ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے لئے بالکل الگ معاملہ فرمایا ہے جو مسلمانوں کے لئے دنیا



طرف متوجہ ہوں ان کو روکیں کہ وہ خلافِ شرع کوئی بات نہ کریں۔

لڑکوں کو خلافِ شرع وضع قطع اور لباس و پوشاک پہننے سے روکیں اور عورتوں اور لڑکیوں کو تاکید کریں کہ ننگے سر نہ رہیں، بے پردہ باہر نہ نکلیں ان کی اس بے حیائی اور بے پردگی سے تمام اسلامی معاشرہ مجروح ہو رہا ہے اور طرح طرح کے اخلاق سوز اور شرافت سوز واقعات رونما ہو رہے ہیں، نامحرم مردوں اور لڑکوں سے اختلاط نہ کریں۔ غیر شرعی رسوم و تقریبات میں شریک نہ ہوں، لباس و پوشاک ایسی نہ ہوں جس میں برہنگی یا عریانیت پائی جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایسی عورتوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں کی ہمیشہ لعنتیں برستی ہیں اور آخرت میں ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

اپنے خاندان کی عورتوں کو سمجھائیے اور ایسی کتابیں ان کو پڑھنے کو دیجیے جس سے ان کو اسلام کی حقیقت معلوم ہو۔ اور نیک اعمال کی توفیق ہو۔ ایسا ماحول پیدا کیجیے جس میں پاکیزگی اور سادگی ہو۔

اپنے گھر سے تصاویر (خواہ وہ کسی قسم کی ہوں سب) نکال دیجیے ریڈیو کو صرف صحیح مصرف کے لئے استعمال کیجیے اور اس کے خلاف ہو تو اس کو بند کر دیجیے چونکہ اس میں اچھی باتیں کم اور بُری باتیں زیادہ ہیں۔ بس اس طرح آپ اپنے گھر کا ماحول ٹھیک کر لیجیے۔ اور جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے فوراً بچ جائیے۔

یہ تدبیریں میں آپ کو اور ان سب کو بتا رہا ہوں جو فرد افراد اس پر عمل کر سکتے ہیں اور یہی کرنا چاہیے کیونکہ ہم کو اپنے اوپر اختیار ہے، کوئی اور کرے یا نہ کرے، کوئی اور مانے یا نہ مانے، ہاں جن لوگوں پر کچھ اثر ہونے کی امید ہو۔ اپنے عزیز و اقارب ہوں

یادوست و احباب ہوں تو ان سے بھی موقع محل کا اندازہ کر کے نصیحت کے طور پر اپنے خیالات کی اصلاح کی کچھ تدابیر بتا سکتے ہیں۔ لیکن کسی سے بحث و مباحثہ یا مناظرے کی ضرورت نہیں ہے۔

عذاب الہی سے پناہ مانگنے کی دعائیں:

جب یہ کچھ اہتمام ہو جائے تو اب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے اور ہر وقت اضطرابِ قلب کے ساتھ دل ہی دل میں مناجات کرتے رہیں۔

حوادث و مسامحات سے پناہ مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تک اس کے بندے توبہ و استغفار کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب عام واقع نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بڑی خصوصیت کے ساتھ اپنی رحمت کا اس طرح اعلان فرمایا ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے حوادث و مسامحات تمہاری زندگی میں پیش آئیں تو تم ہماری عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ اور ان حالات کو ہماری طرف سے سمجھ کر صبر کرو۔ ہم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

حوادث و مسامحات کو بظاہر بہت صبر آشوب اور دل و دماغ کو متزلزل کرنے والے ہوں ان کو منجانب اللہ سمجھ کر صبر کرو۔ اور راضی برضار ہو اور کثرت سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھتے رہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی توجہات کرم تمہارے شامل حال رہیں گی اور جب کبھی ایسے واقعات دیکھو یا سنو۔ اس وقت بھی اسی آیت کا ورد رکھو، انشاء اللہ سیکینے قلب حاصل ہوگا۔

مستقبل کے لئے اگر وحشت ناک حالات ظاہر ہوتے ہوئے معلوم ہوں اور فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو کثرت سے

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ کا ورد رکھو۔

اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا جب استحضار ہو تو کثرت سے پڑھو:

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا (النساء)

اور اس دعا: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ کا ورد رکھو۔

یہ ایسی دعائیں ایسی ہی مظلومیت اور مغلوبیت اور صبر آشوب فتنوں کے وقت کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں بڑی تائید الہی اور تائید اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے لئے بڑی خصوصیت کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ جب واقعات حوادث و سانحات کا اس قدر هجوم ہو کہ تمہاری قوت برداشت سے باہر ہو۔ کہ تم اس کو اپنی شامت اعمال سمجھ کر ہماری طرف توبہ و استغفار کے ساتھ ندامت قلب سے متوجہ ہو جاؤ، پھر دنیا و آخرت میں تم کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ دعا خود بھی پڑھتے رہو اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس کی تلقین کرتے رہو۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ: وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا

وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

(البقرة)

آپ اس کے معنی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی شفقت کا اظہار اس آیت میں فرمایا ہے۔ ہم سے مطالبہ ہے کہ مصائب کے وقت اگر ہم صرف زبان ہی سے ان الفاظ کو ادا کرتے رہیں خواہ ہمارے قلوب کتنے ہی پریشان اور غم رسیدہ کیوں نہ ہوں۔ انشاء اللہ ہم کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہم کو یہ نعمت عطا فرمانا چاہتے ہیں اس لئے ہم کو یہ دعائیں تلقین فرمائی ہیں جس کے



منظور ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

بس کثرت سے آپ اس دعاء کو پڑھیں انشاء اللہ اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ جس بندے کو اللہ پاک معاف فرمادیں، جس کی مغفرت فرمادیں، جس پر رحمت فرمادیں، جس کے مولیٰ والی و ناصر بن جائیں۔ کیا عالم امکان میں کسی کی مجال ہے کہ پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ چنانچہ جب بھی مسلمانوں نے یقین کے ساتھ اس پر عمل کیا ہے تو اس کی برکات کا بھی مشاہدہ کیا۔

اب ایک بات اور ہے یہ تو آپ کو انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی توفیق حاصل ہوگئی، اب تقاضائے خلوص و انسانیت یہ ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کر لیں۔ جب تمہیں الحاج و زاری کی توفیق ہو رہی ہے تو اپنے اہل و عیال کو اپنے اہل خاندان کو شامل کر لو اپنے شہر اور اپنے ملک کے تمام مسلمانوں کو بھی شامل کر لو۔ اور تمام عالم کے امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر لو، اور ایسا کرنے کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے ہم کو تعلیم و ترغیب فرمائی ہے۔ پھر اس کا یقین کامل رکھو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہوگی اور جب تم پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت شامل حال ہوگی تو جن جن لوگوں کو تم نے اپنی دعاؤں میں شامل کر لیا ہے۔ ان کی رحمت واسعہ سے سبھی کو نفع ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

رجوع الی اللہ کے بعد مایوس نہ ہو:

یہ خیال نہ آنے پائے کہ میں کیا ہوں، میں ایک گنہگار ہستی ہوں، میں کیا، میری دعائیں کیا، میری تمنائیں کیا۔ یہ بات ضعفِ ایمان کی بات ہے، سمجھ لو تم اس قادر مطلق کے بندے ہو، اس رحمن و رحیم کے بندے ہو اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو، تم کو اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو اور

اپنے تمام تعلقات والوں کے لئے بھی رجوع کرو اور تمام مومنین و مومنات کے لئے بھی رجوع کرو۔ وہ ایسے ہی قادر مطلق ہیں کہ اپنے ایک عاجز بندہ کی دعاء کی برکت سے سارے عالم کائنات میں تغیر فرمادیں اور ان کی کبریائی اور ان کی رحمتِ واسعہ میں شتمہ برابر بھی فرق نہ آئے گا۔

ان کی طرف رجوع کرتے رہو اور پھر ان کی قدرت کا کرشمہ دیکھو، اللہ پاک ہم سب کی حالت پر رحم فرمائیں۔ اور ہماری بگڑی بنا دیں۔ اگر بندہ یہ راز سمجھ جاتا کہ دعاؤں میں اللہ جل شانہ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے کتنی قوتیں مضمر فرمادی ہیں تو اس کی نظر میں عالم کائنات کی ساری قوتیں پیچ وریچ نظر آتیں۔

یہ راز اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام پاک میں ظاہر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ غزوات میں جتنی فتوحات ہوئیں۔ سب دعاؤں کی برکت سے ہوئیں۔ اور جہاں بھی مسلمانوں کی فتح ہوئی ہے۔ سب دعاؤں کی برکت سے ہوئی ہے مگر دعا وہی ہے جس سے پہلے گناہوں کو چھوڑ دیا گیا ہو، گناہ خود چھوڑیے دوسروں سے چھڑو ایسے پھر دعا کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی ہی قوت رکھی ہے اور اپنے بندہ ناچیز کو بڑی قوت کا سہارا دیا ہے جب بھی اس نے اس قوت سے کام لیا ہے۔ اللہ پاک نے ہر قوت کے مقابل اس کو فتح عطا فرمائی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کی کوئی قدر و قیمت اور اہمیت نہیں اور اس کو کام میں نہیں لاتے اور اگر کام میں لاتے ہیں تو اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میری دعائیں اور وظیفہ مشیت الہی کو بدل دیں گے۔ ایسے لوگوں کا ایمان بڑے خطرہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صمدیت اور کبریائی میں کسی کی ہستی نہیں کہ کچھ بھی دخل دے سکے یہاں تک کہ انبیاء کرام اور فرشتوں کو بھی مجالِ دم

نہیں ہے۔ بندہ کاشیوہ عرض و نیاز ہے اور اسی میں اس کی فلاح ہے راضی برضار ہنہ میں اور صابر و شاکر رہنے میں۔

**دعائیں قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بدگمان نہ ہو:**

یہ سن کر بڑا قلق ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جہاد کے زمانہ میں وظیفے پڑھے۔ ختم کرائے۔ دعائیں پڑھیں اور جو کچھ بھی ان سے بن پڑا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کی تدابیر کیں۔ لیکن جب نتائج ان کی مرضی کے خلاف برآمد ہوئے تو دفعتاً ان کے عقائد درہم برہم ہو گئے وہ دعاؤں ہی سے برگشتہ ہو گئے کیونکہ ان کے عقیدے میں وظائف اور دعاؤں کو ضرور بار آور ہونا چاہیے تھا۔ گویا وہ اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ ان کے وظائف و عملیات مشیت الہی کا رُخ بدل دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کو متاثر کر کے اپنی حسبِ دل خواہ صورت حال پیدا کر لیں گے۔ یہ تو صریح زندقہ ہے۔ اپنے ایمان کی خیر مانگیں یہ خود ان کے لئے بھی ایک آزمائش تھی۔ جس سے شیطان و نفس نے ان کو بہکا کر اللہ تعالیٰ سے بدگمان اور مایوس کر دیا۔

ان کی دعائیں تو کارآمد ہوئیں۔ گو فی الحال وہ اس کا شعور یا احساس نہ کر سکیں۔ لیکن جلد یا دیر میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ کسی نہ کسی بھلائی کی شکل میں برآمد ہوگا۔  
مثلاً جو نقصانات بظاہر ہمیں اس وقت ہوئے ہیں ممکن تھا کہ ہم ان سے کئی گنا زیادہ نقصانات سے دوچار ہوتے لیکن ان ہی دعاؤں اور وظائف کا نتیجہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے محفوظ رکھا اور اگر ہم سب ان دعاؤں اور وظائف کو جاری رکھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی مزید آفات و مصائب سے محفوظ رہنے کی پوری امید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔ لیکن یہ

گستاخی جو انہوں نے بارگاہِ الہی میں اپنے زعمِ باطل کی بنا پر کی ہے ہرگز وہ اس کے مواخذہ سے بچ نہیں سکتے ان کو پھر اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے عقیدے درست کرنے چاہئیں۔

تسلیم و رضا و تفویض مطلوب ہے:

بندہ کا کام تو عجز و نیاز ہے انجام کار تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ہاتھ میں ہے تمہیں کیا معلوم کہ اس ہزیمت کے اندر ہی فتح مبین پوشیدہ ہو۔

خدا شہرِ برائگیز و کہ خیر مداراں باشد

جو تم چاہتے ہو ممکن ہے اس میں شر ہی شر ہوتا اور جو تم ناپسند کرتے ہو کیا خبر اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہو۔

بصیرت کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کی کوئی شکست حقیقتاً شکست نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے کارساز حقیقی اللہ جل شانہ ہیں اور انہوں نے اپنی رحمتِ کاملہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم کو گھبرانا اور غم کرنا نہ چاہیے۔ اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے اَنْتُمْ اَلْاَعْلٰوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ اپنے دشمن کے مقابلے میں کبھی شکست نہیں ہوئی۔ جب کبھی بھی شکست ہوتی ہے تو اپنے ہی آپس کے انتشار اور نفاق و اختلاف اور بد اعمالیوں، سازشوں اور اپنے وسائل اور قوتوں کے ناز کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور جب بھی مسلمانوں نے اپنی ناکامیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے رجوع کیا ہے تو اللہ نے ان کی نصرت و حمایت فرمائی ہے اور اللہ کا یہ قانون ہمیشہ جاری رہے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت صرف مسلمانوں کو عطا کی ہے ان کا دنیا اور آخرت کا کوئی بھی نقصان ناقابلِ تلافی نہیں ہے ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہر نقصان کی تلافی کا طریقہ بتلادیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر نقصان اور مصیبت کے وقت اللہ سے رجوع کرو، توبہ و استغفار کرو، اسی سے مدد مانگو اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ یہ کام کر لیا تو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (البقرة)

اور ارشاد ہے: إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ غور فرمائیے! اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہوں تو کائنات کی کوئی قوت ہمارا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ عالم امکان کی ہر قوت اسی کے قبضے میں ہے وہی روس و امریکہ اور تمام طاقتوں کا خالق ہے وہی ایٹم بموں کا خالق ہے وہی نیپام بموں، ٹینکوں اور مشین گنوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہے تو ساری کائنات ہمارے مقابل آجائے تو بھی کچھ اندیشہ نہیں، ہاں شرط یہ ہے کہ اس حادثے پر اپنے ایمان کو متزلزل کرنے کے بجائے اور مضبوط بنائیے۔ صبر جمیل کا راستہ اختیار کیجیے، اپنے اعمال کی اصلاح کیجیے۔ کثرت سے ذکر اللہ کیجیے۔ دل میں نئے عزائم بیدار کیجیے اور اپنی زندگی کو مکمل طور سے اللہ کی مرضی کے مطابق بنانے کی فکر کیجیے۔ بس یہی تدبیر کو اختیار کرنے کا حکم ہے اگر تم نے اس میں تذبذب کیا تو ایمان کی بھی خیر نہیں۔ اللہ ایسے خیالات سے محفوظ رکھیں۔

دعا:

بس اب دعا کیجیے کہ یا اللہ یہ ہمارے لئے بڑی آزمائش اور فتنہ کا وقت ہے ہم کو ایمان پر ثابت قدم رکھیے۔ ہمارے ایمان کی حفاظت کیجیے۔

ہم آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ہم ہر طرح آپ کی رحمت

کے امیدوار اور مستحق ہیں۔ ہمارے اعمال ہمیشہ ہر زمانے میں خراب ہی رہے، غفلت و معصیت ہی میں زیادہ تر مبتلا رہے، مگر جب بھی آپ کے بندوں نے آپ سے رجوع فرمایا۔ آپ نے نصرت و حمایت فرمائی۔ اور ان کو دشمنان اسلام سے نجات عطا فرمائی ہے۔ یا اللہ! یہ وقت ہمارے لئے بھی ایسا سنگین اور صبر آزما ہے ہمارے ایمان مُتزلزل ہو رہے ہیں۔ دشمنان اسلام ہم پر طعنہ زن ہیں ہماری ظاہری شکست ہماری مایوسیوں کا سبب رہی ہے۔ یا اللہ! اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور واسطہ ہماری اس خفت و ذلت کو عزت و فتح میں تبدیل فرمادیجیے۔

اور دعا کیجیے کہ یا اللہ کوئی ایسا رجل غیب ظاہر فرمادیجیے کہ ہماری اس طوفان زدہ کشتی حیات کو پھر ساحلِ مراد پر پہنچا دے آپ کی رحمتوں مغفرتوں سے ہماری یہ بکبت اور شامت اعمال دور ہو جائے۔ ہم سلامتی اور صراطِ مستقیم پر آجائیں۔ ہمارے پاکستان کی سالمیت برقرار رہے تمام پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام ہو اور ہمارا شعور شعائر اسلامی کے ساتھ ترقی پذیر ہو۔ آمین یا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِينَ ط

نفسانی اور روحانی لذت میں فرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نفسانی لذات اور روحانی لذات میں کیا فرق ہے؟

نفسانی لذات اور روحانی لذات میں کیا فرق ہے؟ نفس کی عادت لذت گیری ہے اور نفس کا تعلق جسمانییت سے ہے۔ ہمارے اجسام کے جو احساسات ادراکات اور جذبات ہیں یہ سب نفسانی ہیں لیکن یہی روحانی صلاحیتوں، روحانی ترقیوں اور روحانی استحکام کا واسطہ بنتے ہیں۔ اس سے ایک مومن ایمانی ترقی پاتا رہتا ہے اور تقاضائے ایمان بیدار ہوتے رہتے ہیں۔

بہت سے لوگ، بڑے بڑے عابدزادہ، لذاتِ نفسانی کو روحانی لذات سمجھنے لگے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اس نے نماز میں قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھی اور اس کے معنی کا استحضار ہوا جس کی وجہ سے ایک کیفیت پیدا ہوئی جو قلب کی طرف جاری معلوم ہوئی اس سے رقتِ قلب طاری ہوئی اور ایک سرور پیدا ہوا۔ وہ نمازی کہنے لگا کہ آج نماز میں بڑا کیف آیا۔ عجیب حالت ہوئی، بڑا سرور حاصل ہوا، یہ صاحب سمجھتے ہیں کہ ایک روحانی کیفیت ہے۔ حالانکہ یہ آج کا کیف، سرور اور محویت، اس وجہ سے حاصل تھی کہ آپ کو تندرستی حاصل تھی، پیٹ میں خلل نہیں تھا، ہاضمہ ٹھیک تھا، ہوا ٹھنڈی تھی اور گھر والے مطمئن تھے، یہ ماحول تھا جس کی وجہ سے آپ کو نماز میں یہ سرور اور سکون حاصل ہوا، اگر ان میں ایک بھی ختم کر دیا جائے تو یہ سارا سرور ختم



ہو جائے۔ پیٹ میں سکون نہ ہو، ریاہوں کی خلش ہو، پھر لایئے سکون، گھر والے کسی بات میں تردد میں ہوں، ہوا ٹھنڈی نہ ہو چھڑکاٹ رہے ہوں، گرمی ہو۔ لایئے سکون۔ اس خاص ماحول کی وجہ سے آپ کو جو سرور حاصل ہوا آپ سمجھے کہ شاید یہ روحانی لذت تھی۔ نہیں بھائی یہ تو نفس کی لذتیں تھیں باقی جو کام آپ کر رہے ہیں وہ اپنی جگہ عبادت تھی اس کی وجہ سے روح پر بھی اثر پڑا۔ اس نفسانی کیفیت کے بارے میں بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت محدود ہے مقصود نہیں کیونکہ نفسانی لذت ہے۔

### روحانی لذت کی مثال:

آپ کہیں گئے ہوئے تھے تاخیر سے گھر پہنچے عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ جلدی سے استنجے سے فراغت کے بعد نماز پڑھنی شروع کر دی۔ پیٹ بھی خالی ہے تھکان بھی ہے لیکن آپ ہیں کہ سب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد گھر والوں نے پوچھا کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھ لی آپ نے کہا ”الحمد للہ“ پڑھ لی۔ جس چیز پر آپ نے الحمد للہ کہا یہ کیفیت روحانی ہے ”الحمد للہ“ کیوں کہا کوئی چیز تو حاصل ہوئی تھی آپ محسوس کر سکیں یا نہ کر سکیں مگر روح نے تو محسوس کیا تھا کہ احتیال امر ربی ہو گیا اور وقت کے اندر ہو گیا اس لیے خود بخود الحمد للہ اندر سے نکلا۔ یہ روحانی کیف ہے وہ نفسانی تھا۔

ایک صاحب نے جو کہیں امام تھے حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھاتا ہوں سہانا وقت ہوتا ہے لمبی لمبی آیتیں پڑھتا ہوں، ایک وجد کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ مقتدیوں پر بھی اثر ہوتا ہے۔ جس دن چھوٹی سورتیں پڑھ لیتا ہوں مقتدی حضرات کہتے ہیں آپ بڑی سورتیں پڑھا کریں کیونکہ یہ بڑا سہانا اور سرور کا وقت ہوتا

ہے۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا آپ امامت ترک کر دیجئے۔ کیا تم سرور کیف کے لیے نماز پڑھتے ہو اور مقتدیوں کے سرور کے لیے نماز پڑھاتے ہو۔ کیا تمہاری توجہ کیف و سرور اور محویت کی طرف ہے اس طرف نہیں کہ ہم بارگاہِ الہی میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ ہزاروں کیف اس پر قربان کہ تمہیں بارگاہِ الہی میں حاضری کی توفیق ہوگئی۔ کیف و سرور کیسا، جو چیز اپنے اختیار کی نہ ہو وہ مقصود نہیں ہو سکتی، مقصود تو روحانی کیف و سرور ہے جو اختیاری ہے اور وہ امتثال امر ربی ہے۔ روح کی خاص الخاص غذا یہی (امتثال امر ربی) ہے۔ اس امتثال میں اس کو کیف معلوم ہوتا ہے چاہے آپ بادلِ نخواستہ پڑھ لیں۔ چاہے وساوسِ خطرات کے ساتھ پڑھ لیں۔ امتثال امر ربی ہونا چاہیے اور یہ کیفیات و سرور تو ماحول کے محتاج ہیں بغیر ماحول کے کیف و سرور حاصل نہیں ہوتا۔

**کرامات کے متعلق حضرت تھانوی اور حاجی امداد اللہ کے خیالات:**

ہم یہ بات بے سند نہیں کہتے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں تھانہ بھون گیا ہوا تھا کہ ایک وکیل صاحب عصر کے وقت تشریف لائے ان کی حضرت سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ وکیل صاحب نے کہا حضرت بس یہ آپ کی کرامت تھی کہ ایسا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا آپ نئے آئے ہیں کوئی بات مجھ سے دریافت کرنی ہو تو کر لیجئے۔ کہنے لگا جی کرنی ہے کہ میں گندے ماحول میں تھا۔ میں اس طرح سے منفع ہوا۔ مجھے تقاضا ہوا، میں یہاں اچھے ماحول میں آ گیا۔ یہ سب آپ کی کرامت ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ باتیں کرنے کی نہیں ہیں اگر کچھ پوچھنا ہے تو پوچھیے۔ وہ ہر دفعہ یہی کہہ دیتے کہ ابھی

اور پوچھنا ہے۔ حضرت نے پوچھا! کب تک قیام رہے گا۔ انہوں نے کہا تین دن تک۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ دوسرے دن جب حضرت خانقاہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت نے پوچھا، وہ وکیل صاحب کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ تو چلے گئے۔ آپ نے فرمایا لوگ کشف و کرامت کے طالب بن کر آتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ یہ تو نہ کشف سے خوش ہوتا ہے نہ کرامت سے اور مختلف قسم کے طالب علما نہ سوال کرتا ہے لہذا یہاں سے چلنا چاہیے۔ پھر فرمایا میں تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ میں رجسٹر تو نہیں رکھتا لیکن سیکڑوں آدمیوں کو نفع ہو رہا ہے۔ باقی یہ کشف و کرامات سب مادی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان سے بہتر چیزیں عطا فرمائی ہیں یعنی روحانی تصرف، روحانی کرامات، روحانی کشف۔ یہ مادی چیزیں ان کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ نفسانی کیف و سرور کے حاصل کرنے میں غیر مسلم بھی شریک ہیں یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں۔ ایمان جو ہے وہ روح ہے اور روحانی کشف و کرامت سوائے صاحبِ ایمان کے کسی کے پاس نہیں۔ باقی نفسانی، مادی امور تو بڑے بڑے جوگی جو نفس کشی کرتے ہیں وہ بڑے بڑے تصرفات کے مالک ہو جاتے ہیں ان کو کشف بھی ہوتا ہے اور تصرفات کا بھی ظہور ہوتا ہے لیکن روحانیت اور چیز ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے ہاں مغرب کے بعد کچھ مہمان آگئے آپ اندر تشریف لے گئے ہانڈی کا ڈھکنا اٹھا کر دم کر دیا اور روٹیوں پر اپنا رومال ڈال دیا۔ پھر فرمایا اس میں سے نکالتے جانا اور کھلاتے جانا۔ تمام مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا، پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا۔ حافظ ضامن شہید حضرت کے پیر بھائی تھے سامنے رہتے تھے۔ صبح جب حاجی صاحب کے پاس آئے تو کہا حاجی

صاحب! آپ کو مبارک ہو، آپ تو صاحب کرامت ہو گئے۔ آپ کا رومال سلامت رہے پھر کیوں قحط سالی آئے۔ حاجی صاحب یہ سن کر تھرا گئے، رونے لگے اور کہا کہ میں تو بہ کرتا ہوں پھر میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو نفس کے اندر بڑی قوتیں ہیں، اس کا جب تزکیہ ہو جاتا ہے تو جانے کیا سے کیا کچھ کر دیتا ہے۔ صاحب تصرفات ہو جاتا ہے بس نظر بھر کر دیکھنے کی بات ہوتی ہے کہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ مسریم کی اس کے آگے کوئی حیثیت نہیں مگر روحانی تصرف وہ اس سے علیحدہ چیز ہے۔

### حضرت نظام الدین اولیاء کی بیماری کا واقعہ:

حضرت نظام الدین اولیاءؒ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ بار بار غشی طاری ہوتی تھی، حضرت کے خادموں نے عرض کیا کہ یہاں ایک جوگی ہے جو تصرف کر کے مرض کو سلب کر لیتا ہے تو حضرت کیا حرج ہے وہاں لے چلتے ہیں افاقہ ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا نہیں۔ اس جوگی کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنی جگہ بیٹھا رہتا تھا کسی کے ہاں جاتا نہیں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت کو غشی طاری ہوئی، خادموں نے حضرت کا پلنگ اٹھایا اور جوگی کے ہاں غشی کی حالت میں لے گئے اس نے توجہ دی اور مرض کو سلب کر لیا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا میں کہاں ہوں، کہاں آ گیا، کیا ہوا، مریدین نے عرض کیا حضرت معاف کر دیجئے، ہم سے بیماری برداشت نہیں ہوئی اور ہم جوگی کے ہاں آپ کو لے آئے ہیں۔ آپ نے جوگی کو دیکھا اس سے پوچھا کہ یہ چیز تجھے کیسے حاصل ہو گئی۔ اس نے کہا جب سے میں نے ہوش سنبھالا ایک گرو کا چیلہ بن گیا۔ اس نے مجھے کہا ”بیٹا! جو نفس کہے وہ کبھی نہ کرنا۔ جو تقاضا تیرا نفس کرے تو

ہمیشہ اس کے خلاف کرنا۔“ تو آج میری عمر ساٹھ برس ہوگئی میں نے آج تک نفس کا کہنا نہیں مانا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نفس کے اندر بڑی قوت پیدا ہوگئی۔ اب میں نفس کے ذریعہ جو چاہوں تصرف کر سکتا ہوں۔ میرا نفس مصفیٰ اور قوی ہو گیا ہے تو میں نے آپ کا مرض اسی قوت کی بنا پر سلب کیا ہے جو مجھے اس طرح حاصل ہے۔ آپ حضرات نے دیکھا کہ نفس کا تصرف کتنی قوی چیز ہے۔ لوگ نفسانی تصرفات کی وجہ سے ہوا میں اڑنے لگتے ہیں۔ کسی چیز پر نظر بھر کر دیکھا ایسا تصرف کیا کہ اس کی صورت اور ہیئت ہی بدل دی۔ حضرت نے فرمایا ”هل جزاء الا حسان الا احسان“ تو نے میرے ساتھ احسان کیا میں بھی تمہیں اس کا بدلہ دے دوں۔ پھر اس سے پوچھا کبھی تمہیں اس کا بھی خیال آیا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور کلمہ پڑھ لوں۔ جوگی نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ نے کہا تمہیں اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمان ہو جانا چاہیے۔ اب وہ بڑا شپٹایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تو اپنے نفس پر اسلام کو پیش کر۔ جوگی نے کہا آپ اچھے آئے کہ میری ساری عمر کی کمائی ختم کرنے لگے۔ اگر میں انکار کرتا ہوں تو یہ ساری قوت ختم ہوتی ہے۔ وہ ستائے میں آ گیا یہاں تک کہ بول اٹھا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا عبدة و رسولہ۔ اور کہا کہ میں نے نفس کی مخالفت کر لی۔ اس جوگی کے مرض سلب کرنے کا تصرف نفسانی تھا اور حضرت کا روحانی کہ جس نے عمر بھر کے شرک و کفر کی ظلمتوں اور اندھیروں کو یک دم مٹا دیا۔

روح کی غذا کیا ہے:

روح کی خاص الخاص غذا توحید، اتباعِ سنت، ذکر اللہ اور اتشالِ ہر ربی ہے روح انہی سے پرورش پاتی اور ترقی حاصل کرتی ہے۔ ایمان کا وجود، بالیدگی، ترقی اور

قوت اسی کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے اور جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا ان کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر روح بھی مردہ ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا ”ختم اللہ علی قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاۃ“ نیز اسی طرح سے اگر روح کو غذا (ذکر اللہ، امتثال امر ربی وغیرہ) نہ ملے تو بھی وہ مردہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے تو عالم وجود میں آتے ہی اُسے سب سے پہلے روحانی غذا دی جاتی ہے اور روحانی ناشتہ کرایا جاتا ہے، پہلے اذان اور تکبیر کہی جاتی ہے پھر ماں کا دودھ دیا جاتا ہے۔

نفس کے اندر دو قسم کے تقاضے موجود ہیں اگر آپ امتثال امر ربی کرتے رہیں گے تو نفس کے تقاضے آہستہ آہستہ مضحل ہوتے جائیں گے معرفت کی قوت بڑھتی جائے گی اور نیکی کے کاموں پر آپ عمل پیرا ہوتے جائیں گے تدبیر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ نفس جو اتنا رہے ہمیشہ شر کے تقاضے کرتا اور اوامر کے خلاف ابھارتا تھا۔ رفتہ رفتہ تو امہ ہو جاتا ہے اور پھر مطمئنہ بن جاتا ہے۔ شروع شروع میں مختلف حیثیت سے نفس روح پر اثر انداز رہتا ہے اور یہ کشمکش جاری رہتی ہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ روح نفس پر غالب آ جاتی ہے اس میں مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجاہدہ نہ بھی کریں صرف امتثال امر ربی کرتے رہیں تو بھی نفس ایک نہ ایک دن ضرور قابو میں آ ہی جائے گا۔ نفس کو پانچ وقت روحانی غذا کی ضرورت ہے نفس کی اصلاح کے لیے روح کی خاص الخاص غذا نماز ہے۔ نیز نماز سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور اوراد و وظائف میں بھی مشغول رہتے ہیں ان کی روح کو غذا ملتی رہتی ہے۔ اس طرح سے نفس کے اندر معصیت کے تقاضے خود بخود

ضعیف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جو لوگ اہتمام کرتے ہیں وہ جلدی کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور جو کمزور ہتے ہیں جن کے دونوں تقاضے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، کبھی یہ کر لیا کبھی وہ کر لیا ان کو بھی فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ جو امور کبار اور نفرت کے قابل ہوتے ہیں ان سے نفرت ہو ہی جاتی ہے۔ کوئی مومن (جو دونوں طرف چل رہا ہے) ایسا نہیں جس کو کبار سے نفرت نہ ہو گناہوں کو کرے گا بھی تو نفرت سے کرے گا اور بعد میں نادم بھی ہو جائے گا۔

یہ ندامت بڑی چیز ہے۔ یہ روح کی چیز ہے نفس نے شرارت کی، لذت گناہ حاصل کی مگر نماز پڑھنے سے روح غالب آگئی، نفس شرمندہ ہوا اور اس کو توبہ کی توفیق ہو گئی تو روحانی اور نفسانی لذت کی کیفیات میں یہ فرق ہے۔

### خلاصہ:

مختصر بات یہ ہے کہ ہم اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے نماز کی جماعت کے ساتھ پابندی کریں اس میں روحانی اور ایمانی قوت ہے۔ اس قوت کو بیدار کرتے رہو۔ کچھ تھوڑے سے وظائف استغفار سوم کلمہ، درود شریف کی تسبیحات بھی پڑھتے رہو۔ یہ وظائف روح کے لیے مقویات ہیں۔ ایمان ان سے قوی ہوتا ہے اور اعمال کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ خوراک نفس کو دیتے رہو، دیتے رہو اس طرح نفس اثر قبول کرتا رہے گا پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ نفس میں گناہوں سے نفرت اور عناد پیدا ہو جائے گا جنہوں نے کچھ حاصل کیا انہی چیزوں سے حاصل کیا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين



احترام علماء کرام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

### فسق فجور اور اس سے بچنے کی اہمیت:

آج مغربیت نے وہ جال پھیلا رکھا ہے اور آج ہی نہیں ہمیشہ سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر تباہی بربادی کے سامان اکٹھے کئے جا رہے ہیں ساری دنیا کے فتنوں نے آماجگاہ بنا رکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کو، پہلے زمانہ میں جو فتنے اٹھتے تھے اس وقت قوت ایمانیہ بہت مضبوط تھی۔ بادشاہوں کے پاس بھی اور رعایا کے پاس بھی اور آج ہمارے پاس قوت ایمانیہ بہت کمزور ہے۔ دراصل فسق و فجور میں خاصیت ہے قوت ایمانیہ کو کمزور کرنے کی اس لیے آج فتنوں کے مقابلہ کیلئے ہم کو قوت مدافعت حاصل نہیں ہمارے حالات بدل گئے اور قوت ایمانیہ کمزور ہو گئی اور یہ فسق و فجور کی خاصیت ہے کہ دل کو کمزور اور قوت ایمانیہ کو ضعیف کر دیتی ہے آج مسلمان بزدل بھی اسی لئے ہیں کہ ایمان کمزور ہے۔

سب سے پہلے خبر لیجئے اس فسق و فجور کو روکنے کی اس کے لئے اقدام کیجئے یہ گانا بجانا ٹیلی ویژن تصاویر اور مغربی طرز رہائش طرز طعام ایک ایک کر کے ان کی اصلاح کیجئے۔

### فرائض واجبات کی ادائیگی گناہوں سے بچنا باعث نجات ہے:

چند فرائض اور واجبات کا ادا ہوتے رہنا خواہ وہ عادی تباہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ باعث نجات ہو جائے۔ لیکن دنیا کی فلاح مسلمانوں کی اپنی تہذیب کی انفرادیت اور مغربی طرز سے مغائرت ہی پر منحصر ہے جس وقت تک

آپ اپنے معاشرہ کی اصلاح نہ کریں گے۔ یہ چیز درست نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ ہمارا دین ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے۔ خواہ سیاست ہو یا معاشرت ہو معاملات و اخلاقیات ہوں ان کی درستی کے لئے دین میں ایسی مکمل تعلیم ہے کہ کسی غیر اسلامی شعائر کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ غیر اسلامی شعائر دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہر طرح اور حد درجہ مضر اور خطرناک ہیں آج ہم پر جو شامت اعمال مسلط ہے اس کا زیادہ تر سبب یہی چیزیں ہیں۔

علماء پر اعتراض نہ کریں:

آج کے دور سیاست میں ہم کو کیا کرنا ہے۔ اس کے متعلق تو ہمارے مقتدر اور علماء صاحبان کا فیصلہ ہی موجب ہدایت ہے۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ آج علماء پر عام لوگ۔ بے باکانہ زبان کھول دیتے ہیں۔ جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ یاد رکھو اس پر وعید آئی ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں ان پر اعتراض کرنے کا۔ یہ کسی کو حق نہیں کہ ان پر اعتراض کرے ہاں کچھ شکوک و شبہات ہوں تو ان سے ہی جا کر پوچھ لو۔ دریافت کر لو شاید تسلی ہو جائے۔

علماء کو برا کہنے میں عظمت دین کی بے وقعتی ہے:

ارے علماء کی قدر کرو یہ بھی خدا کی بڑی نعمت ہے۔ اب کون سے علماء قابل تقلید ہیں تو اس میں تھوڑی سی کاوش سے پتہ چل جاتا ہے۔ علمائے حق الگ معلوم ہو جاتے ہیں اور جب تک معلوم نہ ہو کسی کے متعلق کچھ نہ کہو یہ اعتراض کی عادت چھوڑ دو۔ یوں بھی غیبت کرنا حرام ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے اور علماء کو نہ ماننے سے کفر تو لازم نہیں آتا لیکن اس سے گناہ ضرور لازم آتا ہے۔ آپ کسی عالم سے اعتقاد نہیں رکھتے نہ

رکھے لیکن ان کو بُرا نہ کہیے اس میں عظمتِ دین کی بے وقعتی ہے۔ اور جب خدا نے آپ کو علم دیا ہے تو علماء حق کی پہچان ضرور کر سکتے ہیں۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ بہت سے علماء نے ایسی روش اختیار کر رکھی ہے کہ سارے معاشرہ پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں وہ اگر ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل جُت نہیں ہے، آپ کے لئے آپ کو علم ہے کہ شریعت کی رو سے یہ فعل بُرا ہے تو آپ نہ کیجئے اس فعل کو۔ پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو تعریض نہ کیجئے:

بعض اخبار والے کہیں سے کوئی پرانا فوٹو کسی عالم کا حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی تقریر اور مضمون کے ساتھ اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ بعض علماء کے منع کرنے کے باوجود فوٹو گرافر نہیں مانتے۔ یہ چیزیں ہیں تو واقعی بچنے کی اور شریعت میں مصلحت کوشی کوئی چیز نہیں۔ تاویل کچھ نہیں چلتی لیکن اگر آپ کے پیشواؤں سے غلطی ہو جائے تو ان پر تعریض نہ کیجئے انہوں نے جو کچھ کیا وہ ان کا فعل ہے لیکن کم از کم ان پر تعریض کا گناہ تو آپ اپنے سر نہ لیں اس سے دین کا وقار کم ہوتا ہے۔

حضرت تھانوی فرماتے ہیں علما حاملِ دین اور محافظِ دین ہے:

دوسری بات یہ ہے کہ ہم جوش میں آ کر ایک جماعت والے دوسری جماعت والوں پر خاص کر جن کو دین سے نسبت بھی ہو ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں کیچڑ اچھالتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیے۔ لوگ ان کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں کہا کریں۔ تم اپنی زبان سے کچھ نہ کہو بس تم اتباعِ حق ادا کرتے رہو تم تحریر و تقریر نہیں کر سکتے۔ خاموش تو رہ سکتے ہو۔ کیا تمہارے خاموش ہونے پر بھی کوئی حد لگاتا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے دل میں علماء کی عظمت ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے۔ میں ان کو حاملِ دین اور محافظِ دین سمجھتا ہوں اور

میرا تو یہ ذوق ہے۔ کہ اگر تمام علماء اس مسلک کے ہو جائیں کہ وہ مجھ کو کافر کہیں پھر بھی میں اللہ تعالیٰ سے ان کی بقا کے لئے دعا کرتا رہوگا۔ یہ بات میں اپنی وسعتِ نظری سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو بے دینی پیدا ہو گئی ہے ان کے مقابلے میں میں علماء کی بقا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنے علماء اور بزرگوں کا احترام کریں۔

آمین

ماہ رمضان

اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمده و نصلى على رسوله الكريم

خدا کے لئے جلدی ہوش میں آ جاؤ:

اس قدر جلدی جلدی دور گزر رہا ہے۔ ایک جمعہ گیا تھا ذرا دم لیں تو دوسرا جمعہ آ گیا۔ ایک سال گیا تھا دوسرا آ گیا۔ ایک رمضان شریف گیا تھا دوسرا رمضان شریف آ گیا۔ اب ایسا دور چل رہا ہے۔ وقت رک نہیں رہا ہے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ غیروں کو کیا کہا جائے ان کی قسمت میں تو انا و بغض اور حقیقت ناشناسی ہے ہی۔ مگر افسوس ہوتا ہے۔ عبرت ہوتی ہے۔ ان مسلمانوں کو دیکھ کر۔ جو مسلمان گھر میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو نہ معلوم کس غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ کوئی ہوش بھی نہیں ہے اپنا۔ کہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا زندگی ہے۔ کب ختم ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہمارا آپ کا مجمع جو ہے۔ صاحب ایمان لوگوں کا مجمع ہے، یہ ایمان محض اللہ جل شانہ کا انعام اور احسان ہے۔ خدا کے لیے میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ اس ایمان کے ساتھ زندگی کے ان لمحات کو بہت غنیمت سمجھئے۔ خدا معلوم دوسرا رمضان شریف آئے یا نہ آئے۔ رمضان شریف تو دور کی بات ہے خدا معلوم دوسرا جمعہ آئے یا نہ آئے۔ اس لیے میں تو اپنے احباب سے دلسوزی کے ساتھ وہ بات جو میرے دل و جان میں ہے، سب سے زیادہ اہمیت اور خلش پیدا کرتی ہے۔ وہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ خدا کے لیے جلدی سے ہوش میں آ جاؤ کیا معلوم دوسرے لمحہ میں کیا ہونے والا ہے۔ کیا تغیر پیدا ہو جائے۔ ہم چاہیں بھی کام کرنا تو نہ کر سکیں۔ اور

اللہ کی رحمت سے ناواقف ہیں ہم لوگ اس لیے اس کی قدر بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی ہمارے لیے فرمایا ہے۔ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی ہمیں تعلیم دی ہے۔ وہ ہماری دنیا و آخرت دونوں کے لیے سرمایہ ہے۔ بہت گراں قدر ہے۔ عالم امکان میں کوئی دوسری جگہ نہیں تجزیہ کر کے دیکھ لیا لوگوں نے سر مار کر دیکھ لیا۔ انا اور بغض نے تسلیم نہیں کرنے دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور ایمان سے آسان عالم امکان میں کوئی طریقہ زندگی نہیں۔ آسان سے آسان اور پاکیزہ زندگی اگر کسی کو میسر ہے وہ صاحب ایمان کی ہے وہی اس کی قدر کرتا ہے بہت بڑی اس کی قدر ہے۔ اگر قدر نہیں یہ بڑا خسارہ ہے۔ جو اللہ نے فرمادیا وہ مان لو یہی ایمان ہے۔

چند روزہ زندگی کے بعد ابدی زندگی ہے:

تمام کلام اللہ میں اس قدر دنیا کی مذمت ہے کہ دنیا چند روزہ ہے چند لمحوں کی چیز ہے۔ غیر متعین چیز ہے۔ اس میں کسی عمر کی قید نہیں ایک دن کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک سانس لیتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی ہے سو برس تک جیتا سو برس تک جیتا ہے۔ یہ اس کا راز تخلیق ہے کہ کس کو کتنی حیات دی ہوئی ہے۔ لیکن چاہے سو برس دیے ہوں ہزار برس دیے ہوں جب ختم ہوا تو آنا فانا اس چند روزہ زندگی کے عوض میں چند لمحات کی زندگی میں غیر متعین زندگی میں ہمیں آپ کو کیا معلوم ہماری باقی ماندہ زندگی کتنی ہے۔ اب جتنی ہو گئی ہے اس کا تو حساب لگا سکتے ہیں۔ لیکن آئندہ کتنے لمحات زندگی ہماری پاس باقی ہیں۔ اس کا کس کو یقین ہے۔ کسی کے پاس کوئی یقین نہیں ہے۔ اور وعدہ یہ ہے کہ اس حیات کے ختم ہونے کے بعد پھر ابدی زندگی ہے۔ جس



میں کوئی تغیر نہیں ہوگا۔ اب یہ ان کی شان تخلیق ہے۔ چند روزہ زندگی کے عوض میں ابدی زندگی عطا فرمائی۔ خالق ہیں اب انہوں نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ ان کا راز تخلیق یہ ہی ہے۔ کہ چند روزہ زندگی کے بعد ابدی زندگی عطا فرمائے۔ یہ راز ہم میں سے کسی کے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مگر اس چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھو کہ اس کے عوض ابدی زندگی ملنے والی ہے۔ یہ زندگی تو بہر کیف ختم ہوگی اور کب ختم ہوگی یہ کسی کو نہیں معلوم اسی ذیل میں اللہ کا احسان عظیم ہے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ایسا کرم فرمایا ہے۔ کہ کبھی کسی دوسری امتوں پر ایسا کرم نہیں فرمایا کسی اور کو ایسے انعامات نہیں دیے جیسے اس امت کو دیے اور قیامت تک کے لیے دیے۔ پہلے نبی جو آئے سب کامل نبی تھے۔ اور اپنے دورِ حیات میں اپنے دورِ تبلیغ میں انہوں نے پورا پورا کام کیا اور حق ادا کر گئے تبلیغ کا۔ لیکن اللہ جل شانہ کو منظور یہ تھا۔ کہ دنیا ختم کر دی جائے۔ حضرت آدم سے جو چیز شروع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اس کو ہم ختم کر دیں گے۔ اور اس کے بعد قیامت آئے گی اور قیامت کے بعد حشر ہوگا اور حشر کے بعد ابدی زندگی شروع ہو جائے گی۔ اس پر سب کا ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ بہانے بہانے سے اپنی نعمتوں سے نوازا رہے ہیں:

بھائی میں اس لیے کہنا چاہتا تھا کہ انعامات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے جا بجا نواز نے کا بہانہ ہے یہ کام کر لو تو اتنا ثواب ہے۔ بازار میں جاؤ یہ دعا پڑھو

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ایک لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ کون سا بڑا عمل ہے یہ، عمل اتنا سا ہے اور انعام اتنا بڑا اتنے چھوٹے چھوٹے اعمال کا اتنا انعام کیوں دے رہے ہیں اس لئے کہ اس کے بعد ہم کو ابدی زندگی میں داخل ہونا ہے۔ ہمارے پاس کہاں سے اتنے اعمال آئیں گے۔ کہ ابدی زندگی کا سرمایہ ہمارے پاس جمع ہو۔ تو بہانے بہانے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کا اظہار کیا ہے۔ کہ تم یہ کر لو پھر ابدی زندگی تمہاری ہے۔ پھر تمہیں اس میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ تم صاحبِ ایمان ہو۔

رمضان شریف ابدی زندگی کا سرمایہ ہے:

تو میں اسی لیے کہہ رہا تھا کہ یوں تو بہت سی عبادات اور بہت سے کارہائے خیر ہیں۔ جو انسان جتنا کر لے اس کیلئے ذخیرہ ہے۔ لیکن رمضان شریف میں تو اللہ تعالیٰ کیلئے الگ ہی بھرپور اظہار فرما دیا اپنی رحمتوں کا۔ اتنا بھرپور اعلان کر دیا کہ جس نے یہ پالیا اس نے ابدی زندگی پالی۔ چاہے پہلی زندگی، ماضی کی زندگی جتنی غفلت میں گزری ہو۔ چاہے جتنی گناہوں میں گزری ہو۔ بے پروائی میں گزری ہو۔ کچھ پروا نہیں، اگر رمضان شریف پالیا تو ابدی زندگی پالی۔ ابدی زندگی کا سرمایہ ہے رمضان شریف، اس کی قدر کرو۔ کیوں کہ ممکن ہے ہم آئندہ رمضان شریف نہ پائیں۔ تو اس میں تو ایسا کرم ایسا اعلان کر دیا کہ اس کے اندر تو ابدی زندگی ہر مومن کو عطا فرمادی۔

ارشاد ہوا کہ دس روز ہماری رحمت کے ہیں۔ رحمت کون سی رحمت دنیا میں تو

کام آئے گی ہی آخرت میں ابدی چیز ہے یہ۔ یہ رحمت جو ہے دس دن رمضان شریف کے یہ چند روزہ زندگی میں ہمارے دس دن ہیں گنتی کے لیکن اس دس دن کی گنتی میں ابدالآباد رحمتوں کا معاملہ ہے۔ اس کا صلہ کیا ہے اسی طرح دس روز مغفرت کے ہیں۔ تو کیا ہوا جس نے روزے رکھے گویا اس دس روز مغفرت کے پا کر ابدالآباد کی مغفرت پالی۔ جس نے دس دن رمضان شریف کے پالیے آخر میں عذاب نار سے نجات ہوگئی ابدالآباد ہوگئی۔ وہاں جنت جس طرح ابدالآباد ہے اسی طرح دوزخ بھی ابدالآباد ہے۔ تو ابدالآباد سے نجات مل گئی کتنا بڑا سرمایہ ہے۔ بڑی قدر کرو۔ کتنی بڑی بات ہے کہ دس دن کے اندر ابدالآباد دوزخ سے نجات دے کر ابدالآباد جنت عطا فرمادی۔ وہ وعدوں کا سچا ہے وعدہ ان کا سچا ہے یہ ہی ہو کر رہے گا۔ اب ہم آپ قدر کریں یا نا کریں رسمی طور پر روزہ رکھ لیں۔

بڑے بڑے اولیاء نے رمضان میں داخل ہونے کی دعا مانگی:

ارے ان کے انعامات کو دیکھو، انعامات کی قدر کرو، احسان مندانہ ہو کر روزے رکھو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جب تک رمضان شریف ہے اس کی قدر کرو۔ میں نے اپنا جو کچھ میرے پاس علم تھا ذوق تھا۔ اور جس کی میرے دل کے اندر خلش تھی۔ اہمیت تھی۔ وہ میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ بیانات کتابی صورت میں آگئے ہیں۔ ”انوار رمضان“ رمضان شریف کے ان اوقات کو جس طرح میں نے ذکر کیا ہے۔ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھو۔ یہ ہی ہماری فطرت ہے روزمرہ کی زندگی صبح ہوئی شام ہوئی، صبح ہوئی شام ہوئی۔ ایک جمعہ گیا ایک مہینہ گیا

رمضان شریف آگیا۔ یہ ہی ضروریاتِ زندگی جو ہمارے آپ کے سامنے ہیں یہ ہی رمضان شریف میں بھی باقی رہیں گے۔ لیکن خدا کے لیے اتنا سا ہوش کرلو۔ اس اندیشے سے کہ شاید دوسرا رمضان نہ ملے۔ اور بڑے بڑے بزرگانِ دین جن کو اللہ تعالیٰ نے معرفت دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انعامات کا جن کے اوپر انکشاف ہوا تھا۔ ان کی روایات یہ ہے کہ تمنائیں کرتے تھے کہ رمضان شریف کے مہینے میں داخل ہو جائیں۔ گویا رمضان شریف کے پہلے دن میں داخل ہو کر ان کی معراج ہو جاتی تھی۔ انتہائی خوش نصیبی سمجھتے تھے اس کو کہ رمضان شریف میں داخل ہو گئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ضمانت لے لی ہر مومن کی بخشش کی، اس میں اطمینان ہو جاتا ہے ہر مومن کو اب رمضان شریف میں داخل ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے انعام دیدیا، تصدیق کردی، تم جنتی ہو گئے بالکل۔ دس دن مغفرت کے پانے کے بعد اب لااباد کون سا مومن محروم رہ سکتا ہے۔ اور عجیب شانِ کریمی یہ ہے، کہ اس رمضان شریف میں داخل ہونے والے کون ہیں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء کرام ہیں۔ بڑے بڑے مفسرین ہیں۔ بڑے بڑے محدثین ہیں۔ بڑے بڑے تہجد گزار ہیں۔ بڑے بڑے عبادت گزار ہیں۔ اور پھر اس کے بعد متوسط درجے کے لوگ ہیں۔ کبھی نماز پڑھ لیتے ہیں خیالات دنیا غفلت زدہ ہیں۔ سہل انگار بھی ہیں۔ اور دین کی عظمت کا، دین کے لحاظ کا اہتمام بھی نہیں کرتے وہ بھی ہیں۔ لیکن ہیں سب صاحبِ ایمان، جو صاحبِ ایمان، ایمان رکھتا ہے اور گناہ کو گناہ سمجھتا ہے۔ اور داخل ہو گیا رمضان میں جو مومن ہے اور فاسق و فاجر بھی ہے گناہ گار ہے خطا کار ہے سراپا قصور وار ہے سب

کچھ ہے لیکن مومن ہے۔ وہ بھی رمضان شریف میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے لیے کتنا بڑا اعلان کر دیا فسق و فجور والے کو فرما دیا ”تباہ و برباد ہو جائے وہ شخص جو رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی تمام عمر کے گناہ نہ معاف کروائے“ پہلا وضو اللہ میاں نے یہ کرایا ہے کہ تمام عمر ستر برس اسی برس تم نے گناہ کیے غفلت میں برباد کیے اب تم بہت بدنصیب ہو اگر ہم سے معافی نہیں مانگ لیتے اس مہینے میں، اگر تم نے معافی مانگ لی ہم ساری عمر کے گناہ معاف کر دیں گے۔ کتنا بڑا انعام ہے۔ یعنی کتنی بڑی شفقت ہے۔ اب اس کے بعد کون سا فسق و فاجر کہہ سکتا ہے کہ میں فسق و فاجر ہوں۔ رمضان شریف کا روزہ رکھنے کے بعد اس کے گناہ کیا ہیں اس رحمت کاملہ کے آگے، وہ خالق کائنات ہے۔ رحمن مطلق کا انعام یہ ہے کہ تمہارے ہر گناہ معاف کر دیئے چنانچہ فسق و فاجر، مومن صادق بن جاتا ہے رمضان شریف میں۔ ایمان کامل ہو جاتا ہے اس کا۔ اس کا بھی اس جنت میں داخلہ ہو جاتا جہاں بڑے بڑے صلحا اور انبیاء جائیں گے گر مراتب میں فرق اپنی جگہ ہے مثلاً یہاں کوئی جلسہ کرو اور بلاؤ صدر مملکت کو وزیروں کو سیکریٹریوں کو ان کی کرسیاں الگ ہوں گی اور عوام الناس کی الگ ہوں گی۔ لیکن جلسہ میں سب شریک کہلائیں گے۔ جلسہ میں سب شریک ہیں اگرچہ مراتب الگ الگ ہیں۔ تو رمضان شریف تو صحابہ کرامؓ نے بھی پایا ہم بھی پا رہے ہیں۔ ایک فسق و فاجر بھی پا رہا ہے۔ جس جنت میں وہ جائیں گے ہم بھی جائیں گے۔ لیکن مدارج الگ الگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مدارج الگ الگ ہیں۔ جیسے میں نے ابھی یہاں مثال دی کہ صدارت کی کرسیاں الگ وزارت کی الگ

ہوں گی۔ لیکن ہیں سب ایک ہی مجمع کے اندر۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے۔  
 موسم اور طبیعت سے مت گھبراؤ:

دیکھو خبردار گرمی زیادہ ہے۔ لیکن روزہ رکھ کر تو دیکھو۔ ہر چھتیس برس کے بعد پھر وہی موسم آ جاتا ہے۔ میں سن پچاس میں یہاں آیا تھا۔ تو تیس جون سے روزے شروع ہوئے تھے۔ اب پھر وہی دور آیا ہے۔ پھر وہی گرمی ہے وہی تپش ہے۔ لیکن روزے رکھنے والے گرمیوں میں بھی رکھتے ہیں جاڑوں میں بھی رکھتے ہیں۔ برسات میں بھی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اعانت و نصرت شامل ہوتی ہے۔ سب سے برداشت ہو جاتا ہے۔ اپنی کم ہمتی سے کبھی نظر انداز نہ کرو۔ بھی تپش زیادہ ہو تو بھی دفتر میں کام کرنا پڑتا ہے۔ عبادت گاہوں میں پسینے پسینے ہو جاتے ہیں۔ دن بھر دوڑنا پڑتا ہے اسی طرح روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے ارے روزہ رکھ کر تو دیکھو۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں جو بیمار ہیں آ کر کہتی ہیں ایسی دوا دے دو ڈاکٹر صاحب کہ اب میں رمضان شریف کے روزے رکھ لوں۔ یہ ہی تمنا ایک بوڑھی عورت کی، غریب عورت کی، کہ رمضان شریف کی روزے کی توفیق ہو جائے۔ بھی کون سی برکت ہے۔ کون سی ایمانی قوت ہے۔ کون سہارا دیے ہوئے ہے۔ کون یہ ذوق شوق پیدا کر رہا ہے۔ دیکھو تو اللہ کا کھلا ہوا انعام نہیں تو کیا ہے۔ ابھی سے ہمت نا ہارو خبردار، خواہ مخواہ کے بہانے کرتے ہیں۔ بھی روزے کے زمانے میں معالج کے مشورے سے میں طاقت کے انجکشن لے لیے جائیں تو جائز ہے اپنی صورتحال بتا کر۔ میں نے اتنی گرمیوں کے زمانے میں جبکہ بہت سخت گرمی تھی۔ بچوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ بوڑھی عورتوں

کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہزار منع کرو بچوں کو کہ روزہ نہ رکھو، لیکن رکھیں گے انہیں کون سہارا دیتا ہے۔

اس لئے اللہ پر بھروسہ کرو اور بہانے چھوڑ کر ہمت سے کام لو روزہ تمام مذاہب کا روح رواں ہے۔ ہر مذہب میں روزہ ہے۔ جتنے مذاہب ہیں تین چیزوں کے قائل ہیں۔ خدا کے، آخرت کے اور روزہ و قربانی کے۔ یہ ہر ایک مذہب میں ہے۔ اب ان کے یہاں روزہ رکھنے کی ترکیب یہ ہے۔ کہ نان نہیں کھائیں گے غلہ نہیں کھائیں گے۔ دودھ پی لیں گے۔ گویا وہ روزے دار بھی ہو گئے اپنے مذہب کے مطابق اور کھاتے پیتے بھی رہے۔ مسلمان کو روزے میں اللہ کا سہارا ہوتا ہے اور ایسا سہارا ہوتا ہے کہ بچے روزہ رکھ لیتے ہیں۔ ضعیف عورتیں روزہ رکھ لیتی ہیں۔ خبردار ذرا سے بہانے پر روزہ نہ چھوڑو میں نے ابھی عرض کیا کہ جو روزے دار آگیا رمضان شریف کی حد کے اندر وہ مستحق ہو گیا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزے دار کا اجر میں دوں گا۔ سوال یہ ہے نماز کا کون دے گا۔ خیرات کا کون دے گا۔ اجر دینے والے کون ہیں نماز کے، عبادات کے، تسبیحات کے، حج کے، عمرے کے، زکوٰۃ کے، اس کا اجر کون دے گا۔ سب اللہ تعالیٰ دے گا لیکن یہ خصوصیت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ اس کا اجر میں دوں گا۔ یعنی ہر چیز کی ایک حد ہے۔ جس طرح تم عبادت کرو، نمازیں پڑھو گے، تسبیحات کرو گے۔ کسی طرح کرو گے اس کا اجر میں اتنا دوں گا۔ شان کریبی شان رحمانیت یہ ہے، روزے کا ایسا اجر و ثواب ہوگا کہ جس کا اندازہ نہیں۔

## رمضان شریف میں نوافل اور تلاوت کا اہتمام کریں:

رمضان شریف میں نوافل کا ثواب فراغ کے برابر ملتا ہے۔ اور ایک فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ تو ہر عمل کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا اللہ میاں نے، سب سے بڑی عبادت اس مہینے میں یہ ہے روزہ رکھنے کے بعد کہ جتنا ہو سکے کلام اللہ پڑھو۔ کلام اللہ نازل ہوا ہے اور ہمیں آپ کو کیا معلوم اس کی تجلیات کیا ہیں۔ تمام عالم کائنات منور ہے اللہ کے کلام سے کلام اللہ مظہر ہے انکی ذات کا صفات کا اس میں وہ تجلیات ہیں وہ علوم ہیں کلام اللہ کے اندر کہ تمام عالم پر چھائے ہوئے ہیں۔ تمام عالم کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ ارض و سموات، بحر و بر، زمین آسمان، ستارے، سورج، چاند کلام اللہ کے اندر سب کے سب غرق ہیں۔ ان کی کبریائی کے نور کی تخلیق کی سب اپنے اپنے انداز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ مافی السموات والارض اللہ تعالیٰ کی سب تسبیح کر رہے ہیں۔ جب سب کر رہے ہیں تو تم بھی کر دکھاؤ۔ تم کو اختیار دیا گیا ہے ان کو اختیار نہیں دیا گیا۔ وہ غیر اختیاری طور پر تسبیح کر رہے ہیں۔ تم اپنے اختیار سے کرو جب اختیار سے کرو گے تو ستر گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ بھی اس کی قدر کرو۔

## رمضان شریف میں لباس پوشاک کا بھی خیال کریں:

فسق و فجور کئی طرح کے ہیں۔ ایک لباس پوشاک صورت کی شکل میں اور ایک کھانے پینے، رہنے سہنے اور معاملات زندگی میں خدا کے لیے اپنی صورت شکل نہ بدلو۔ کم سے کم لباس تو مسلمانوں جیسا ہو دیکھ کر کم سے کم کوئی یہ تو کہہ سکے کہ تم مسلمان ہو۔ کرتا پا جامہ، شلوار قمیض جو پہن لیتا ہے مسلمان کہلاتا ہے۔ کیا ضرورت ہے شرٹ



پہنو، کیا ضرورت پتلون پہنو۔ بھئی رمضان شریف کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کی وردی پہن لو۔ میں نے ایک دفعہ ایک بزرگ سے پوچھا، کہ مسلمانوں کا لباس کیا ہونا چاہیے۔ کیا وہی ہونا چاہیے جو عرب کا ہے۔ کہنے لگے جس ملک میں صلحا کا جو لباس ہے وہی ہونا چاہیے۔

### نومسلم انگریز کا سبق آموز واقعہ:

بڑی حیرت کی بات ہے۔ ایک انگریز تھا۔ اس کو شوق تھا کتابیں پڑھنے کا اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ جو کتاب اٹھاتا ہوں۔ دس کتاب کے بعد ایک اسلام لائے خلاف ہے۔ دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے مصنف ہیں اور بڑے بڑے قابل ہیں۔ اور اسلام کے خلاف لکھتے ہیں۔ کہنے لگا یہ کیا بات ہوگئی کہ ایک اسلام ہی ایسی چیز ہے کہ تمام نے ہدف بنا رکھا ہے۔ ارے اور دوسرے مذاہب ہیں ان کو کیوں نہیں چھیڑتے لوگ۔ اسلام ہی کو کیوں چھیڑتے ہو۔ اب میں اسلام کو پڑھوں گا۔ دیکھوں کہ آخر ہے کیا چیز۔ اس نے اسلام کو پڑھا، پڑھتے پڑھتے حدیثیں پڑھیں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا۔ آخر اس نے پڑھا اشہدان لا الہ الا اللہ اس سے زیادہ صحیح مذہب دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ باطل پرست ہیں کبخت اپنے باطل کو چھپانے کے لیے حقیقت کے اوپر اعتراض کرتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے اعتراف کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ اب حج کرنے گیا۔ وہاں سے حج کر کے آیا۔ تو عربی لباس پہنے لگا۔ تو لوگوں نے اس سے کہا، بھئی ہر ملک کا الگ لباس ہوتا ہے۔ عرب والوں کا یہ لباس ہے۔ ترکیوں کا اور لباس ہے۔ افریقیوں کا الگ لباس ہے۔

تمہارے ملک کا جو لباس ہے تم وہی لباس پہنو۔ کہنے لگا نہیں، رحمت اللعالمین کی اللہ تعالیٰ کو ہر ادا پسند ہے۔ ان کا لباس تو کیا سب کچھ پسند ہے۔ میں کیوں نہ رحمت للعالمین کا لباس پہنوں تاکہ نبی کی محبوبیت پالوں۔ کہہ تو سکوں گا کہ تیرے محبوب کی صورت شبابہت لے کر آیا ہوں ”حقیقت کو رد کر دینا صورت دیکھ کر بخش دینا“ یہ تو کہنے کا موقع ملے گا۔ ایک قوم کی ایک وردی ہوتی ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ بھی سبق آموز بات ہے ہمارے لیے اس نو مسلم انگریز نے اپنا قومی لباس بھی بدل لیا۔ کہ محبوب رب العالمین کا لباس پہنو۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص بہت مذاق اڑایا کرتا تھا تو تلا کر بولتا تھا ان جیسا ہی لباس پہنتا تھا۔ حضرت موسیٰ کو غصہ آیا کہنے لگے یا اللہ ان کو ختم کر دیں۔ تو جتنے اس کے چیلے تھے سب ختم ہو گئے وہی رہ گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ جو سب سے بڑا معاند ہے اسی کو آپ نے چھوڑ دیا۔ اللہ نے کہا کیسے اس کو برباد کروں۔ میرے محبوب کا لباس پہنتا ہے۔ میرے محبوب کی بولی بولتا ہے۔ میں ایسے پر کیسے اپنا عذاب ڈالوں۔ تو اللہ تعالیٰ کو تو ایسی پسند ہے اپنے محبوب کی ادا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس پہنتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا۔ بھی کیا ہو گیا ہے ہم اور آپ محبوب رب العالمین کا لباس نہ پہنیں۔ ان کی وضع قطع نہ اختیار کریں۔ بھی کرو کب کرو گے۔ جلدی کرو۔ یہ صرف مردوں کے لیے نہیں ہے عورتوں کے لیے بھی ہے ازواج مطہرات کا جو لباس تھا

بھی تمہارا بھی وہی لباس ہونا چاہیے۔ انہوں نے جو لباس پہنا سب کتابوں میں موجود ہے۔ ازواجِ مطہرات کیسا لباس پہنتی تھی کیسا زیور پہنتی تھی۔ کیا انداز ان کی زندگی کا تھا گھریلو زندگی ان کی کیسی تھی۔ معاشی زندگی ان کی کیسی تھی۔ صبح و شام کی زندگی ان کی کیسی تھی سب کتابوں میں موجود ہے اب آج کل کس کو سمجھایا جائے۔ تہذیبِ ہذا کی لعنتوں میں مبتلا ہیں۔ مست ہو گئی ہے ان کی عقل۔ فخر سمجھتے ہیں غیروں یہودیوں اور نصرانیوں کا لباس پہننے میں عورتیں بڑا فخر محسوس کرتی ہیں پہلے برقعہ اتار کر پھینکا شرم و حیا کا۔ یہاں تک بے حیائی کہ عورت جس کو مجسمہ حیا کہتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے وہ حیا بھی گئی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان ایک چیز ہے۔ جس کی حیا گئی اس کا ایمان ختم ہو گیا۔ ایک انگریز ہے وہ کہتا ہے ایک گوہر نایاب ہے۔ عورت کی آنکھ کے اندر حیا۔ اس کی عالم اسلام میں کوئی تلافی نہیں ہو سکتی سوائے موت کے۔ عورت کی آنکھ میں ایک گوہر ہے حیا وہ اگر ڈھل گیا، عالم امکان میں کوئی تلافی نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے اپنی قوم کے لیے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا ایمان، ایمان حیا ہے۔ دونوں میں سے ایک گھٹا دوسرا خود غائب ہو جائے گا۔ بھئی خدا کے لیے حیا پیدا کرو آنکھوں میں مردوں میں بھی حیا ہونی چاہیے عورتوں میں بھی حیا ہونی چاہیے۔ آنکھوں کی بے حیائی اور نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے۔ اگر عین اس وقت تمہارے آنکھوں کی بینائی سلب ہو جائے کیا کرو گے۔ اگر ان کا قہر تم پر نازل ہو جائے عملاً کیا کر لو گے کچھ ہے تمہارے اختیار میں کہ تم اس سے بچ جاؤ گے کبھی نہیں بچ سکتے۔ تو غنیمت سمجھو کہ گناہِ بیندو پردہ پوشند ظاہر آئیے ان کا رحم ہے کہ

تمہارے گناہ دیکھ لیتے ہیں تمہاری بینائی سلب نہیں کرتے، تمہاری گویائی سلب نہیں کرتے، تمہارے پاؤں اور ہاتھ کی حرکتیں بند نہیں کرتے۔ وہ کرنے پر قادر ہیں جب چاہیں کر لیں۔ کتنے آدمی محروم ہیں کوئی آدمی آنکھوں سے محروم ہے کوئی ہاتھوں سے کوئی پاؤں سے محروم ہے۔ جب تمہارے اعضا ہیں ان کا شکر ادا کرو۔ تو اس بینائی کا صحیح مصرف کیوں نہیں کرتے ہو کہ اس میں نور پیدا ہو۔ کیوں ظلمتیں پیدا کرتے ہو۔ کیوں زبان کو گویائی میں ایسے صرف کرتے ہو جس ظلمتیں پیدا ہو۔ ارے خدا کے لیے نورانی بناؤ۔ اس ماہ مبارک میں بھی ابھی سے تیار ہو جاؤ۔ نماز کو جانا ہے تو کیا کرتے ہو۔ استنجا کرتے ہو ناپاکی کو دور کرتے ہو۔ وضو کرتے ہو تب نماز پڑھتے ہو۔ بھی رمضان شریف آرہے ہیں طہارت کرو پاک ہو جاؤ۔ پھر اس مہینے میں داخل ہو جاؤ تاکہ رحمت کے مورد بنو۔ غفلت کا مورد نہ بنو، عذاب نار سے نجات کا مورد بنو۔ اللہ کی رحمت کی مورد بنو، شب قدر کے مورد بنو۔ انوار تجلیات کا مورد بنو۔ وضو کرو کیسے کرو۔ آنکھوں کو روکو اس میں شرم و حیا پیدا کر لو۔ زبان کو پاک کر لو۔ کانوں کو پاک کر لو طہارت کر لو توبہ کر لو۔ استغفار کر لو، جی بھر کے پچھلے گناہوں سے توبہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر مومن اپنے گناہ اس مہینے میں ضرور معاف کروالے۔ ہم ضرور معاف کر دیں گے۔

ہم گناہ گار ہیں کہنا کوئی فخر کی نہیں بلکہ شرم کی بات ہے:

کیسی واہیات بات ہے کیسی ناشکری کی بات ہے۔ اس اعلان کے باوجود

ہم کہتے ہیں کہ اصل میں ہم بڑے گناہ گار ہیں۔ ارے بھی کون سے گناہ گار ہیں عورتیں بھی کہتی ہیں ہم بڑے گناہ گار ہیں۔ مرد بھی کہتے ہیں یہ تو بتاؤ کون سا گناہ ہے۔ جانتے ہو یہ گناہ ہے تو چھوڑتے کیوں نہیں ہو اس کو۔ کیوں نہیں توبہ استغفار کر لیتے۔ یہ کہنا کوئی فخر نہیں ہے ایک صاحب ایمان کا یہ کہنا کہ ہم بڑے گناہ گار ہیں بڑی بے شرمی بے غیرتی کی بات ہے۔ جب توبہ استغفار کا وعدہ ہے کہ ہم سب معاف کر دیتے ہیں۔ جب ان کا اعلان ہے تو ہر مومن پاک و صاف ہو سکتا ہے۔ ہر وقت توبہ کرو، ہر وقت پاک ہو جاؤ۔ تو رمضان شریف آنے سے پہلے فسق و فجور کی باتیں چھوڑ دو۔ لغو باتیں چھوڑ دو۔ اخبار بنی چھوڑ دو، فضول دوستوں سے ملنا چھوڑ دو۔ ایک لعنت اس قوم پر مسلط ہے، ایسی بری چیز ہے وہ یہ ٹیلی وژن ہے۔ اس نے خاندان کے خاندان برباد کر دیے۔ عورتوں کا دماغ خراب کر دیا۔ مردوں کو بے حیا بے غیرت بنا دیا۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں بے غیرتی بے حیائی کا مجسمہ بن گئے ہیں۔ بے باک ہو گئے ہیں اعلانیہ گناہ کرنے لگے ہیں۔ ٹیلی وژن، ریڈیو یہ لعنت ہے ان کی وجہ سے مومن کے دل سے گناہ کی مذمت ختم ہو گئی ہے۔ اور گناہوں کی مذمت ختم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ توبہ استغفار کی توفیق بھی نہیں ہوگی۔ نہیں ہوگی تو اسلام کے دائرے سے تو یقیناً خارج ہو گئے۔ ایسے لوگ یقیناً خارج ہو چکے دائرہ اسلام سے جو گناہ کبیرہ کو گناہ کبیرہ نہ سمجھتے ہوں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمادے اور سچی توبہ نصیب فرمادے رمضان کی برکتوں سے مالا مال فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## درس بصیرت

(پاکستان کا موجودہ سیاسی بحران اور اس کا ایمان افروز حل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اس موجودہ زمانے میں سب سے زیادہ الم ناک اور درد ناک بات یہ ہی ہے کہ ہم ایسے ظلماتی ماحول اور انسانیت سوز معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ قیام پاکستان کے تھوڑے ہی عرصے میں مسلمانوں کی کثیر تعداد میں لاقانونیت اور ہر قید و بند سے آزاد ہو کر ایسا ذہنی انقلاب پیدا ہوا کہ ان کے دلوں میں نہ خدا کا خوف باقی رہا نہ آخرت کا خوف۔ اور یہی حقیقت ہماری ہر طرح کی شامت اعمال کا باعث بنی ہوئی ہے انقلابات پر انقلابات آرہے ہیں۔ ہر چار طرف حوادث اور سانحات کا ظہور ہو رہا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے کا سارا ملک اپنی تباہی و بربادی کے انجام سے بے خبر اپنی خود فریبی کے نشہ میں مبتلا اور مدہوش ہے۔

### حقیقت ظہور پاکستان:

خیر یہ سب حالات و واقعات تو آپ کے سامنے بھی ہیں۔ اب میں ایک حقیقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس پر ہر مسلمان کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلے ذرا مختصر سی ایک نظر اس پر ڈال لیجئے کہ یہ پاکستان کس صورت کے ساتھ وجود میں آیا۔ ایک مدت سے ہندوستان میں مسلمان بیزار تھے انگریز کے مظالم سے اور ہنود کی تنگ نظری، ان کے جذبات نفرت اور تعصب سے، مگر اس کشمکش سے نجات کے لئے ان کے پاس نہ کوئی وسیلہ تھا نہ قوت۔ ان کی اقتصادی و معاشرتی زندگی روز بروز تباہ ہو رہی

تھی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی اس حالت پر رحم آیا اور دفعتاً غیب سے ایسے سامان مہیا فرمادیئے کہ ایک اسلامی سلطنت کی صورت میں پاکستان کا وجود قائم ہو گیا۔ آپ کو یاد ہے کہ اس پاکستان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے کیسی کیسی دعائیں مانگی تھیں اور حصول مقصد کے لئے کیا کیا وعدے کئے تھے یعنی قیام حکومت اسلامی کے لئے۔ تحفظ ایمان و اسلام کے لئے۔ اسلامی تعلیمات کو جاری کرنے اور اپنی آئندہ نسلوں کو اسلامی طرز معاشرت میں پرورش کرنے کے لئے، اس بنیاد پر اپنی جان و مال کی قربانیاں دیتے ہوئے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں نے ہجرت کی اور پاکستان بن گیا۔ اللہ پاک نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ:

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس

کو روئے زمین پر جانے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت

گنجائش۔“

اللہ پاک کا قانون ہے کہ جو ہجرت ان کے نام پر کی جائے۔ اسلام کے تحفظ کے لئے کی جائے، اللہ کا قانون جاری کرنے گئے لئے کی جائے تو اس کے بدلے میں وہ اپنے وعدے کے مطابق تمام مہاجرین کو فراغت کی زندگی عطا فرمائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ہجرت کے بعد مہاجر اور انصار سب ہی کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمادیا۔ دیکھئے

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سے ان (۲۵) پیپٹس برسوں میں کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے ایک صاحب وقار سلطنت عطا کی۔ تمام ملک میں زرعی، صنعتی، تجارتی، سائنسی ہر شعبے میں برکتیں اور روز افزوں ترقیاں عطا فرمائیں، کتنی کثیر تعداد میں اعلیٰ



سے اعلیٰ مکانات تعمیر ہوئے۔ کیسے کیسے بیش قیمت صنعت و حرفت کے کارخانے اور فیکٹریاں قائم ہوئیں۔ تجارت گاہیں تمام دنیا کی منڈیوں سے مالا مال ہو گئیں۔ دینی اور دنیوی بے شمار تعلیم گاہیں جگہ جگہ قائم ہوئیں۔ بے شمار مدارس دینیہ، یونیورسٹیاں اور کالج وجود میں آئے۔ محلہ محلہ میں وسیع خوشنما مساجد تعمیر ہوئیں۔ غرض ہر شعبے میں اللہ پاک نے فراوانی عطا کی اور پھر ہجرت کے بعد ایک خاص الخاص انعام یعنی 65ء کا جہاد اسلامی بھی عطا فرمایا۔ یہ دولت صدیوں کے بعد مسلمانوں کو حاصل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و حمایت کا علانیہ ظہور فرمایا اور حیرت انگیز اور غیر متوقع طور پر دشمنان اسلام کی یلغار کو پسپا کیا اس پر آپ نے فتح میں حاصل کی۔ دنیا کی تمام اسلامی ملکیتیں آپ کی ہم نوا ہو گئیں اور ساری دنیا نے آپ کی جانبازی اور طاقت و شجاعت، اتفاق و اتحاد اور سطوت و شوکت کا لوہا مان لیا۔

یہ تو تھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو انہوں نے پورا فرما کر کھلا دیا۔ اس کا تقاضہ یہ تھا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کریں مگر اس معاملہ میں ہمارا طرز عمل بڑا شرم ناک اور عبرت ناک رہا اور اب تک ہے۔

### ہمارا ایفاءِ عہد:

اپنے ایفاءِ عہد کے انداز دیکھئے اور اپنے جذبہ ایمانی و اسلامی کا جائزہ لیجئے اور اپنی شرافت انسانی پر نظر ڈالئے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا حق کن کن صورتوں میں ادا کیا؟ ذرا غور فرمائیے کہ آپ کے ملک کے طول و عرض میں اس عرصے میں کتنے سینماؤں کا اضافہ ہوا؟ کتنے ٹی وی اسٹیشن قائم ہوئے۔ کتنی بے

پردگی، بے شرمی کا رواج ہوا؟ شریف خاندانوں کی عورتیں بے پردہ ہو کر سر بازار آگئیں۔ بال کھلے، سینہ کھلا، پیٹ کھلا، کیسی بے شرمی سے آزادانہ باہر گھومنے لگیں۔۔۔ نائٹ کلب کھلے۔ اسمگلنگ اور چور بازاری نے امتیاز حاصل کیا۔ غذائیں، فضائیں ہوائیں سب ہی کس قدر ناپاک و مسموم ہو کر رہ گئیں۔ دھوکہ، ملاوٹ، رشوت ہمارا طریقہ ہو گیا۔ تعلیم گاہوں میں مخلوط تعلیم جاری ہوئی جو ہمارے نوجوانوں کے لئے ذہنی اور اخلاقی بربادی کا باعث بنی۔ لاقانونیت اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ ہزاروں بینک اور بیمہ کمپنیاں سودی کاروبار کی قائم ہو گئیں۔ ہزاروں شراب خانے اور قمار خانے کھل گئے اور سارا ملک فسق و فجور میں غرق ہو گیا، مدہوش ہو گیا۔ ملک کا ہر طبقہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک کھلے بندوں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی میں مبتلا ہو گیا۔ الا ماشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی ہر چیز کو تم نے اپنے لئے حلال کر لیا۔ شیطان بھی لعنت کرتا ہوگا، ان افعال پر۔ مگر افسوس کہ ملک اور قوم کی یہ برباد ہوتی ہوئی حالت اور اسلامی اور ایمانی شعائر کی روز افزوں پامالی سب ہی نے دیکھی اور دیکھتے رہے مگر کسی کو اس پر توجہ نہ ہوئی نہ اہل علم کو نہ دینی و اسلامی تبلیغی جماعتوں کو نہ رہنمایان و یہی خواہان ملک و ملت کو اور نہ صاحبان اقتدار کو۔ یہاں تک کہ حالت ناگفتہ سے ناگفتہ تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جب یہ مسخ شدہ حالات ہوں تو بہبود کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

قہر خداوندی کو دعوت:

دیکھا آپ نے یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کس طرح حق ادا کیا؟

اگر ایسی وعدہ شکنی پر اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت و طغیان پر قہر الہی نازل نہ ہوتا تو تعجب تھا۔

آپ نے عہد ابدیدہ و دانستہ قہر خداوندی کو دعوت دی ہے اور کوئی طاقت اب آپ کو اس سے نجات نہیں دلا سکتی سوائے خود فضل خداوندی کے۔

دیکھئے! خدا کا قانون بدلا نہیں کرتا۔ عمل اور رد عمل کا قانون قیامت تک جاری رہے گا۔ اس سے مسلم غیر مسلم کوئی مستثنیٰ نہیں، مگر صرف مسلمانوں کے نقصانات کی تلافی مافات کے لئے وعدہ ہائے مغفرت و رحمت ہیں۔

آپ نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہے ہیں اس کا خمیازہ ضرور آپ کو بھگتنا پڑے گا۔ وہ خمیازہ یہی شکست و ذلت، نکبت و پریشانی، لاقانونیت اور انتشار ہے۔ یہ غلامی اور در یوزہ گری سب کچھ ہوگا۔ جب تک آپ اپنے اعمال و کردار سے قہر خداوندی کو دعوت دیتے رہیں گے، قہر خداوندی اسی طرح ظہور پذیر ہوتا رہے گا۔

### تباہ کاریوں کا سبب:

ایسے حالات میں اور ایسے اطوار و کردار میں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قہر خداوندی کی کوئی اور بھی صورت ہوگی۔ اب آپ مختلف عنوانات قہر خداوندی کے ملاحظہ فرمائیے۔ ایک مشرقی پاکستان میں قہر خداوندی قتل و غارت گری کی شکل میں نازل ہوا۔ اور دوسرا مغربی پاکستان میں لسانی اختلاف و صوبائی تعصب اور علاقائی و ذاتی تنگ نظری کی تباہ کاریوں اور ناپاکیوں کی شکل میں ہو رہا ہے، ایسی قوم کیا قوم واحد ہو سکتی ہے کیا آپ ایسی قوم کو زندہ قوم کہہ سکتے ہیں؟ کیا ایسے ہی کردار و اطوار کی قومیں دنیا میں زندہ

رہتی ہیں اور کیا بقا و قیام کے یہی آثار ہوتے ہیں؟

بہت سے جانور شکار کا تازہ گوشت کھاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو تعفن آمیز سڑا گلا اور مردار سب کھا جاتے ہیں۔ یہ بات دیکھتے نہیں بنتی کہ ہماری قوم مردار کھانے پر مطمئن ہوگئی۔ اللہ پاک سے اعلانیہ بغاوت پر تل گئی۔ عقلیں مسخ ہو کر رہ گئیں اور سلامت فہم کے دروازے بند ہو گئے۔ کیا یہ قہر خداوندی نہیں ہے۔ یہ تو یوں ہی جاری ہو کر رہے گا۔ اب اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ یہ خالق کائنات کا موعودہ قہر ہے جس کو ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے متوجہ کیا ہے۔ عالم اسباب میں قہر خداوندی نے یہ صورتیں اختیار کر لیں جو اوپر بیان کی گئیں اور پاکستان کا گوشہ گوشہ قہر خداوندی کو اب بھی دعوت دے رہا ہے۔

### موجودہ حالات:

مانا کہ اضطراب مسلسل ہے زندگی  
ہے بھی مگر کہیں کوئی عالم قرار کا

اس وقت مشرقی پاکستان میں جو ہلاکت خیز مظالم ہو رہے ہیں سب جانتے ہیں۔ آج وہ دشمن ہمارے ملک کے ایک حصے پر قابض ہے جو دین اسلام کا ازیلی مخالف ہے اس کے اثر سے وہاں یہ ہو رہا ہے کہ شعائر اسلام پر پابندی اور اسلامی شعائر مٹانے کے مہم جاری ہے۔ پاکستانی جان باز فوج کی ایک بڑی تعداد اب تک دشمن کی حراست ہے اور ہزاروں کی تعداد میں ہمارے پاکستانی عوام بھارت کی ظالمانہ قید و بند میں ہیں۔ ان کے حالات بے کسی و مجبوری کے احساس سے بھی دل لرزتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ان کو جلد نجات عطا فرمائیں۔

جو لوگ اس وقت وہاں غاصبانہ طور پر مسلط ہیں ان کو اسلام کے نام سے نفرت ہے۔ ہر شعائر اسلام کو مٹانے اور علمائے دین حق اور دیندار حق پرستوں کے قتل و غارت گری میں مصروف ہیں جس کی اس مہذب دنیا میں کہیں داد ہے نہ فریاد۔

وہاں کے لوگ قہر خداوندی کو دعوت دے چکے ہیں اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور ہنوز قہر الہی کے اور شدید کرنے والے اسباب کو ترقی دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہاں کب تک اس قسم کے قیامت خیز واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔

اب آپ مغربی پاکستان کے حالات پر نظر ڈالئے۔ یہاں پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سے کیسے کیسے انقلاب آئے۔ یہاں کے حالات میں کیا کیا تغیر ہوا۔ لیکن سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے دینی اور مذہبی حالات بھی روز بروز بگڑتے ہی رہے۔ ہم کو تو اسی کا قلق ہے اور یہی چیز ہمارے لئے خطرناک صور اختیار کرتی جا رہی ہے۔

مستقبل کا تو اللہ ہی جانے اب تک ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے دینی اور اسلامی شعائر میں روز افزوں انحطاط برابر کس طرح ہوتا رہا اور اب کیا ہو رہا ہے؟

دیکھئے پاکستان کے بعد جو مہاجرین یہاں آئے اور یہاں کے قدیم باشندوں خواہ کسی صوبے کے ہوں۔ سب ہی کے ہر شعبہ زندگی میں معاملات معاشیات میں پرانی خاندانی روایات، مشرقی انداز زندگی کی روایات ختم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

اب تک یہ سلسلہ تیزی سے ساتھ جاری ہے۔ گھریلو اور خانگی زندگی میں اسی

عرصے میں رفتہ رفتہ، بددینی اور آزادی کی فضا کس پیدا ہوتی گئیں۔ گھر گھر ریڈیو، ٹیلی ویژن سے فلمی گانوں اور تصاویر کی کثرت سے مغربی تہذیب کے انداز زندگی سے عورتوں کی بے پردگی سے بے حیائی بے شرمی کی جھلکیاں پیدا ہو گئیں۔ نہ ان میں اسلامی معاشرہ باقی رہا نہ روایتی اور خاندانی اسلامی تعلیم و تربیت کا شائبہ باقی رہا۔ وہ نسلیں جو اسی زمانے میں وجود میں آئیں ان کو ایسا ماحول ملا جن میں کوئی دین کا اور اسلام کا اثر تک نہ تھا نہ گھروں کے اندر نہ تعلیم کا ہوں میں۔

### جائزہ شامت اعمال:

چنانچہ آپس کے تعلقات اولاد اور والدین کا رشتہ، عزیز واقارب کے تعلقات سب اسلامی روایات، خلوص و مروت، عبادات و طاعات ختم ہوتی چلی گئیں، پاکی و ناپاکی، جائز و ناجائز، منکرات و مکروہات جاری و ساری ہو گئے۔ یہ بھی ہماری شامت اعمال کا ایک نمونہ ہے۔ پھر ملک کے گوشے گوشے میں مغربی انداز کے اسکول کالج و یونیورسٹیوں کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی مگر یہاں بھی مغربی تہذیب کا لعنت زدہ نظام تعلیم جاری رہا۔ اور جس میں اضافہ ایک یہ بھی ہوا کہ لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ یہاں بھی ہر طرح کی آزادی و بے باکی ترقی کرتی گئی، نہ پڑھانے والوں میں دینی اور اسلامی جذبات باقی رہے نہ پڑھنے والوں میں اس کا احساس پیدا کرایا گیا بلکہ ایک حد تک ان کو اسلامی اخلاق اور ماحول سے محروم ہی رکھا گیا۔

یوں کہنے کو ہر جگہ دینیات کے شعبے ہیں اور ضابطہ کا اسلامی تعلیمات کا نصاب بھی

ہے مگر سب بے نتیجہ ہے۔ بلکہ مغربی تہذیب و تمدن کی لغتیں اور زیادہ مسلط ہوتی گئیں معلمین و مدرسین میں نہ تو اپنے طلباء کے ساتھ کوئی دلسوزی اور ان کے اخلاق کی درستی کا کوئی محرک باقی رہا نہ طلباء میں اپنے استادوں کا کوئی عزت و احترام کا انداز باقی رہا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ پاکستان کی تعلیم گاہوں میں ایک ایسی وباء پھیلی جو شاید مغربی ممالک میں بھی اس درجہ نہ ہوگی۔ یعنی سیاسی لیڈروں نے اپنے حصول مقاصد کے لئے نوجوان طالب علموں کو ہنگامہ خیزی کے لئے اپنا آلہ کار بنالیا اور ان میں ہڑتالیں کرنے، جلسہ و جلوس قائم کرنے، نعرے لگانے کے لئے جوش و خروش پیدا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم و تربیت جو ان کا مقصود حیات تھا اس سے بیگانہ ہو کر سیاسی تحریکات کا مشغلہ بن گئے۔

یہ ہماری شامت اعمال کی سب سے بدترین صورت حال ہے:

۱۔ سرکاری دفاتر، عدالتیں سب میں لاقانونیت اور بددینی پیدا ہو گئی ان میں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض منصبی کی ادائیگی کے جذبات سب فنا ہوتے گئے۔

یہی سب محکمے جو عوام کے صلاح و فلاح، انصاف اور حقوق طلبی اور حفاظت جان و مال و عزت و آبرو کے لئے قائم ہوئے تھے وہ ظلم و تعدی اور حقوق تلفی کے مراکز بن گئے اور رشوتوں کا وسیع دروازہ کھل جانے سے بیباکانہ اور آزادانہ طور پر ڈاکہ ڈالنے لگے۔ یہ بھی ہماری شامت اعمال کی ایک صورت حال ہے۔

۲۔ ہماری تجارت گاہیں ہر طرح کے مال و متاع سے روز افزوں ترقی پذیر ہوئیں اور ہزاروں صنعت و حرفت کے کارخانے کھل گئے اور یہاں بھی وہی

لاقانونیت اور آزادی و بیباکی کے ماحول میں ہر طرح کی تباہ کاریاں پیدا ہو گئیں کھانے پینے کی مختلف غذاؤں میں صحت کو برباد کرنے والی ملاوٹیں اور آمیزش شروع ہو گئیں۔ چور بازاری اور اسمگلنگ نے ترقی کی، حسب دلخواہ مہنگائی اور قیمتوں میں بے اندازہ اضافے کے علاوہ منافع خوری بڑھتی رہی۔

فیکٹریاں اور صنعت گاہیں سرمایہ اندوزی کا مرکز بن گئیں اور ہر طرح کے ناجائز اور غاصبانہ انداز سے ملک اور قوم کی حالت کو برباد کرنے لگیں۔ کام کرنے والے اور محنت کرنے والے مزدوروں کی حق تلفی اس قدر بڑھ گئی کہ اس طبقہ نے مجبور ہو کر ان کے خلاف ہڑتالیں، گھیراؤ، جلاؤ اور فتنہ و فساد شروع کر دیا لیکن یہ سب ہنگامے ہی ہنگامے ہوتے رہے اور نتیجہ کچھ نہ نکلا، یہ بھی ہماری شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے۔

۴۔ اسی آزادی، بیباکی اور لاقانونیت کی فضا میں بغیر کسی دارو گیر کے بے خوف و خطر ہزاروں قمار خانے، شراب خانے، سینما، ناٹ کلب کھل گئے۔ اور اس کے علاوہ چوری، ڈکیتی، لڑکے لڑکیوں کے اغوا کرنے کی وارداتیں اور بہت سے مختلف سنگین اور ناپاک جرائم روز افزوں ترقی پزیر ہوتے گئے، یہ سب ہماری شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہیں۔

۵۔ اب ذرا ان اسباب و سامان پر بھی نظر ڈالئے کہ ملک بھر میں جن سے ہماری اخلاقی اور ذہنی، معاشرتی اور تمدنی زندگی کی تخریب کاری آزادی کے ساتھ ہو رہی ہے۔

ہزاروں کی تعداد میں ایسے اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں جن میں نہایت بے باکانہ طور پر اعلانیہ فحاشی و عریانی، نفسانی و شہوانی جذبات کی اشاعت ہو رہی ہے



اور افراد قوم کی زندگی مسموم اور قابل عبرت بن رہی ہے۔

اخبارات میں فلمی عریاں تصاویر شائع کی جا رہی ہیں، ناپاک اور گندے اشتہارات شائع ہو رہے ہیں اور ایسے مضامین شائع ہوتے ہیں جو حیا سوز، شرافت سوز اور انسانیت سوز ہوتے ہیں۔ ایسے ایسے ناول اور افسانے شائع ہو رہے ہیں جن کو جوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اندر جنسی و شہوانی جذبات ابھرتے ہیں اور ان کی تمام زندگی برباد اور تباہ ہو رہی ہے۔

جگہ جگہ ہر شاہراہ اور چوراہے پر عورتوں کی عریاں تصاویر آویزاں ہیں یہ سب جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں لیکن آج تک کسی کو احساس نہیں ہے۔

۶۔ ایک اور المناک اور خطرناک حقیقت پر نظر کیجئے جو قوم و ملت کی تخریب کاری کا باعث ہے جس کی طرف ہمارے زعمائے ملک و ملت کی مجرمانہ چشم پوشی یا یہ کہنے بے ہمتی اور بے حسی قہر خداوندی کو دعوت دے رہی ہے۔

پاکستان کے طول و عرض میں ابتداء ہی سے عیسائیوں کے تبلیغی ادارے قائم ہیں۔ ہسپتال اسکول اور کالج جاری ہیں جن میں کھلے بندوں مسلمانوں کے اندر بڑی جاذبیت کے انداز میں اسلام کے خلاف اور بد دینی، الحاد اور زندقہ کی تبلیغ ہو رہی ہے۔

ہمارے علماء اور مذہبی و دینی جماعتیں یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور مجرمانہ چشم پوشی کے ساتھ خاموش ہیں۔

اس کے علاوہ یہاں جتنے سفارت خانے مختلف اقوام کے قائم ہیں بجز چند سب کے سب اپنے ممالک کے مفاد کے لئے ہر اس بات کی خفیہ و اعلانیہ کوشش و مساعی میں

مشغول ہیں جن سے ہمارے ملک کی بنیادیں کمزور اور متزلزل ہو رہی ہیں اس کے ساتھ ہی خفیہ سازشوں اور بغاوتوں کا جال سارے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ خدا معلوم یہ راز ارباب حل و عقد کو معلوم ہے۔ یا وہ عمد اُجاہلانہ انداز میں اس سے اعراض کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

یہی سب ہماری شامت اعمال کی صورتیں ہیں اور یہی ہماری بربادی اور تباہی کا باعث ہیں جن کو قہر خداوندی ہی کہا جاسکتا ہے۔ خلاصہ شومئی احوال یہ ہے کہ:

اس چوبیس سال کے عرصے میں اسلامی آئین نہ بن سکا یا یہ کہ بنانے نہ دیا جاسکا۔ ہماری کوئی قومی زبان جاری نہ ہو سکی۔ ہمارا کوئی قومی لباس وضع قطع مقرر نہ ہو سکا، ہمارا کوئی قومی و اسلامی معاشرہ ظہور میں نہ آسکا۔ ہمارا کوئی قومی کردار قائم نہ ہو سکا وغیرہ وغیرہ۔

پاکستان کے وجود کے تھوڑے عرصے بعد ہی سے اس کی عنان حکومت و سیاست ایسے افراد کے ہاتھوں میں آئی اور ایسی صدارتیں اور وزارتیں قائم ہوئیں جو اسلام سے بالکل بیگانہ تھے یا صاف یہ ہے کہ وہ افراد اپنے مذاق زندگی اور مقاصد فاسدہ اور اغراض ذاتی کی وجہ سے ایک حد تک اسلام سے نفرت و مغائرت رکھنے والے تھے۔ آئین اسلام ان کے لئے خلل انداز ہوتا اور وہ حاصل شدہ منصب اور وجاہت اور مفادات مال و متاع سے محروم ہو جاتے۔ چنانچہ ان آمریت پسند اہل اقتدار نے اپنا منصب اور اقتدار قائم رکھنے کے لئے مارشل لاء کی سنگین حفاظت میں پناہ لی اور اپنے مقاصد اور اغراض فاسدہ کو جاری رکھنے کے لئے عوام الناس کی زبانیں بند کر دیں

اخبارات پر پابندیاں لگا دیں ان کے خلاف کسی کو نکتہ چینی کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

یہ قوم و ملک کی بے بسی اور بیچارگی کا عالم ایک مدت تک قائم رہا اور روز بروز قوم کے آثار زندگی میں انحطاط و اضمحلال پیدا ہوتا رہا۔

ہمارے ارباب حکومت نے عملاً اپنے مغربی خداوندان سیاست و حکومت ہی کو اپنا پیشوا بنائے رکھا، حکومت و سیاست کے انداز بھی وہی رکھے، دفاتر و عدالتوں میں بھی وہی ضابطہ اور قانون جاری رکھا۔ تعلیم گاہوں میں بھی وہی ان کا مقرر کردہ نصاب قائم رکھا۔ وہی اخلاق و سوز مخلوط تعلیم جاری کر دی گئی۔ تجارت گاہوں میں وہی سودی کاروبار جاری رکھا اور سب سے تباہ کن بات یہ کہ وہی لباس پوشاک، وہی وضع قطع، وہی رہنے سہنے اور کھانے پینے کے انداز جاری رکھے اور ان ہی کی زبان میں تحریروں، تقریروں کو باعث فخر و مباہات سمجھا۔ اسی کے ایجاد کردہ سامان عیش و عشرت کو اپنے لئے مابہ الامتیاز سمجھا۔ ان ہی کی ایجاد کردہ سیر و تفریح کے سامان، ریڈیو، ٹی وی، فلمی گانے، سینما، عریاں تصاویر کلب، ہوٹل، نائٹ کلب وغیرہ سب میں اپنے کو مہذب ہونے اور اعلیٰ درجے کے ترقی یافتہ اور روشن خیال ہونے کا علمبردار سمجھا۔

چونکہ حکومت کا اثر غیر شعوری طور پر عوام الناس پر پڑتا ہے۔ اس لئے تمام مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے لوگ اسی خوبو میں پرورش پاتے رہے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے افراد ملک و قوم پر بھی یہی مسموم اثر جاری و ساری ہو گیا۔

یہ مذکورہ بالا حالات نہایت ہی عبرت ناک اور افسوسناک ہیں اور ملک و قوم کی غلامانہ ذہنیت کی کھلی ہوئی دلیل اور اطوار و کردار کی دنائیت اور بے جہتتی کا نمایاں ثبوت

ہے۔

### اجمالی جائزہ:

یہ باتیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں یہی ہماری شامت اعمال ہیں۔ یا یہ کہئے کہ یہی بد اعمالیاں قہر خداوندی کو دعوت دے رہی ہیں یہی سب احکامات الہیہ کی نافرمانیاں ہیں اور ضابطہ دین اسلام کی خلاف ورزیاں ہیں جن افراد یا جماعتوں میں سیاست و حکومت میں یہ باتیں جاری و ساری ہو جاتی ہیں وہی ان کی بربادی و تباہی کا باعث بن جاتی ہیں۔

اب آپ ان سب حالات کا سرسری جائزہ لیں تو آپ کو عام افراد ملک و قوم میں فسق و فجور کی فراوانی، بے حیائی و بے شرمی، بے باکی و آزادی نظر آئے گی جماعتوں میں نفاق و افتراق، خود بینی و خود پرستی نظر آئے گی۔ رہنمایان و لیڈران، قوم میں حب جاہ و اقتدار پسندی اور انانیت کے جذبات کا فرمانظر آئیں گے صاحبان اقتدار، ارباب حل و عقد میں عیش و عشرت آمریت و فرعونیت کے اندر نظر آئیں گے۔ تو جس قوم و ملک میں ایسی عادتیں و خصلتیں پیدا ہو جائیں، اس میں دنائیت، بزدلی، بے غیرتی اور بے حوصلگی کی وجہ سے غلامانہ ذہنیت اور مرعوبیت و مغلوبیت کا خاصہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ قوم پھر ایک مردہ قوم ہو جاتی ہے۔ اس کا کوئی وقار اور اعتبار دنیا کی نظر میں باقی نہیں رہتا۔

یہ سب کچھ میں نے اجمالاً عرض کر دیا۔ تفصیل خود آپ کے پیش نظر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا کیسے ہوا اور کیوں ہو رہا ہے۔

### صاحب اقتدار:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پاکستان کے قیام کے چند سال کے بعد بہت سی صدارتیں وزارتیں قائم ہوئیں ان میں اکثر و بیشتر مغرب زدہ ذہنیت کے دل و دماغ کے افراد تھے دفعتاً صاحب اقتدار ہونے کے بعد ان کی ہوسناکی، مال و متاع کی حرص سرمایہ اندوزی، اقرباء پروری، عیش و تعیش کے بے روک ٹوک دروازے کھل گئے۔ یہ لوگ صرف یہ نہیں کہ دین اسلام اور شعائر اسلام سے بے گانہ ہوں بلکہ نہ ان کے عقیدے اسلامی تھے اور نہ ان اعمال ہی شریفانہ تھے مزید برآں ان کے دل و دماغ میں مذہب اسلام سے منافرت اور جذبہ بیزار موزن تھا مسلمانوں کی دینی حمیت اور غیرت سے ان کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ یہ سب لوگ غیر ممالک کی سازشوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ آئین اسلامی تو کیا قائم کرتے جس کے وہ دعویدار تھے اس کے برخلاف اسلامی شعائر کو مٹانے اور ختم کرنے کے درپے رہے۔ ان کا یہ مسموم اثر عوام الناس نے زیادہ سے زیادہ قبول کر لیا اور وہ بھی بے باک اور آزاد ہو گئے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں مطلق العنان ہو گئے۔ یہ بھی ایک بڑا باعث ہماری شامت اعمال کا ہوا۔

حیرت اور افسوس اس بات پر بھی ہے کہ اس زمانے میں دفعتاً سچے خیر خواہان ملک و ملت اور ہی خواہان تہذیب و اخلاق کا ایک لخت فقدان ہو گیا۔ کوئی ایسا نہ رہا کہ جو ملک و قوم کی اخلاقی و اقتصادی تباہ کاری سے دل سوزی اور ہمدردی کے ساتھ نجات دلاتا۔

## رہنمایان قوم:

برخلاف اس کے ایسے رہنمایان قوم ولیڈران ملک و ملت میدان میں آگئے جن کے پیش نظر صرف حب جاہ، اقتدار پسندی، سرمایہ اندوزی اور عیش و عشرت کا سامان تھا۔ انہوں نے اپنی ہی مطلب براری کے لئے عامۃ الناس میں مغربی تہذیب کی لعنت زدہ تحریکات کی بنیاد ڈالی ہنگامہ خیز جلسے جلوس قائم کئے۔ پبلک کو ہڑتال کی عادت ڈال دی اور نام نہاد جمہوریت قائم کرنے کے لئے انتخابات کے ہتھکنڈے جاری کئے اور اس ذریعہ سے اپنی مقصد براری کے لئے مخلوط اور بالغ رائے دہی کا شعبہ پیدا کیا جس سے اس طبقے کے لوگوں کو جو بالکل جاہل اور عاقبت نااندیش اور کونسل اور اسمبلیوں کے مفہوم سے نا بلند تھے ہزاروں لاکھوں روپے سے خرید کر اپنا آلہ کار بنالیا اور حقیقتاً جو ملک و قوم کے سچے ہی خواہ اہل علم و دانش تھے ان کی تعداد اس کثیر التعداد رائے دہندگان کے ہجوم میں گم ہو کر اور بے اثر ہو کر رہ گئی کیونکہ ان اعمال میں ہر ایک نیت فاسد و ناپاک تھی ان میں ہزاروں جماعتیں پیدا ہو گئیں اور وہ جماعتیں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو گئیں۔ ان سے عوام الناس میں جو انتشار و خلفشار پیدا ہوا وہ قابل بیان نہیں۔

کیا یہ بات ہماری شامت اعمال نہیں اور کیا اس بات پر قہر خداوندی متوجہ نہ ہوتا۔

## وائے عبرت:

ایک بات اور بھی کہنے کو جی چاہتا ہے مگر غیرت دینی صاف صاف کہنے سے مانع

✓ ہورہی ہے وہ یہ ہے کہ اسی حب جاہ اور اقتدار پسندی کی فضا میں کچھ ناعاقبت اندیش  
✓ سیاسی مذاق لئے ہوئے دینی اور مذہبی جماعتیں بھی پیدا ہو گئیں اور وہ بھی ایک دوسری  
بلکہ متعدد اور سب کے سب یہ اعلان کرتے ہوئے میدان سیاست میں آ گئے کہ یہاں  
اسلامی قانون اور اسلامی شعائر جاری کریں گے۔ اور مملکت پاکستان میں اسلام کا نام  
سر بلند کریں گے۔

مگر وائے عبرت! کہ اس مقصد کے حصول کے لئے بجائے اس کے کہ متفق ہو کر  
کوئی کام کرتے اور عام مسلمانوں میں اعلائے کلمہ الحق کے لئے جذبات ایمانی اور  
تحریکات اسلامی ابھارتے خود آپس میں ہی دست و گریباں ہو گئے اور اپنے اغراض  
و مقاصد کو جس کی بنیاد ہی الفساد علی الفساد کے سوا کچھ بھی نہ تھی ایک جماعت دوسری  
جماعت پر لعن طعن کرنے لگی۔ ذاتیات پر حملے ہونے لگے اور ساری اپنی قوت و توانائی  
اسی میں صرف کرنے لگے۔ ایسی حالت میں مقصود تو کیا حاصل ہوتا ملک و قوم ملک  
و قوم کو اور بھی زیادہ انتشار و اضطراب کی حالت میں مبتلا کر دیا۔

### عوام کو بدگمانی:

✓ عامۃ المسلمین میں لوگ جو خواص ہیں ان کی نظر سے انکا وقار دینی بالکل ختم  
✓ ہو گیا۔ عوام الناس میں ان کے خود غرضانہ عزائم سے بے اعتمادی پیدا ہو گئی اور عوام  
میں ان کو اپنا رہنما اور پیشوا سمجھنے میں تذبذب پیدا ہو گیا اور سب سے زیادہ افسوسناک  
✓ بات یہ ہے کہ نوجوان طبقہ جس کو مذہب اسلام سے پہلے ہی اس زمانے میں صحیح اور کافی  
✓ علم نہیں ہے ایسے مولویوں کو دیکھ کر مذہب سے اور بھی زیادہ بدظن اور بدگمان

ہوتا جا رہا ہے اور ان کے طرح طرح کے اختلاف اور حرکات دیکھ کر دین سے بے اعتنا ہوتا جا رہا ہے اس کا جواب کون دے اور کس طرح دے کاش ان سے کوئی یہ کہتا کہ

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

اہل حکومت اور برسر اقتدار طبقے میں ان حضرات کی تنگ نظری اور آپس کے نفاق اور لعن طعن سے ان کی طرف سے بے اعتمادی اور بے اعتباری پیدا ہو گئی ہے اور ان کی نظر میں ان کا ذرہ برابر بھی وزن نہیں رہا یوں وہ اپنی مصلحت سے ان کے ساتھ جو بھی معاملہ کریں۔ کاش یہ حضرات اپنے وقار علمی اور دینی وجاہت کو قائم رکھنے کے لئے سیاست سے علیحدہ ہی رہتے تو بہتر تھا۔ اپنے مقام پر رہ کر اعلائے کلمہ الحق کرتے رہتے اور سیاستدانوں اور حکمرانوں کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے مطلع کرتے رہتے اور ان کی بے راہروی اور غیر اسلامی رجحانات سے روکنے کی کوشش کرتے اور انہی امور کی اشاعت و تبلیغ میں ساری جدوجہد اور اپنی مساعی کو صرف کرتے ان کو اپنے مقصود میں کامیابی و قوت حاصل کرنے کے لئے عامۃ المسلمین کی حمایت اور تعاون کی سخت ضرورت تھی اس سے افسوس ہے کہ وہ بالکل محروم رہ گئے ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

میر مفہوم واضح ہو یا نہیں مگر خدا کرے کہ آپ حالات مذکورہ بالا کا خود صحیح اندازہ کریں اور خود اس کے تذکر و تلافی کی طرف متوجہ ہوں۔



## اب سوال یہ ہے:

اب فطرتاً ہی ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حالات مذکورہ بالا جو ہماری ملک و قوم کی تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں اس میں کون بہتر و مفید تغیر و تبدیلی پیدا کرے اور قوم و ملک کو تباہ و برباد ہونے سے بچائے۔ قوم افراد کے مجموعے کا نام ہے اگر ہر فرد اپنی جگہ یہ عہد کر لے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق بسر کرے گا ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ دے گا اور مردہ منکرات و فواحشات کو چھوڑ دے گا اور خود غرضی کو چھوڑ کر پوری قوم کی بھلائی کے لئے کام کرے گا تو پوری قوم ایک لمحہ بھر میں سدھر سکتی ہے اور اس پر اللہ کے قہر کے بجائے اللہ کی رحمتیں نازل ہو سکتیں ہیں مگر میرے یہ کہنے اور آپ کے سن لینے سے کوئی نتیجہ تو نہ نکلے گا اس کے لئے تو کسی ایسی قوت کی ضرورت ہے کہ وہ ہمارے حال تباہ کو بہبودی اور عافیت سے بدل دے۔

دیکھئے یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی تدبیر، مطالبہ اور استدعا کے پیچھے کوئی قوت جب تک ہمارے شامل حال نہیں ہوئی تو کوئی تدبیر یا مطالبہ صورت پذیر نہیں ہو سکتا اب ذرا ایک سرسری نظر ڈال کر جائزہ لیجئے کہ اس ملک سے ان فواحشات منکرات کو جن کا اوپر ذکر کیا گیا کوئی قوت سامنے آئے کہ ان کو ختم کرے اور ہم کو ان سے نجات دلائے۔ اسی طرح مختلف جماعتوں اور رہنماؤں میں جو انتشار پھیلا ہوا ہے کوئی ایسی قوت ہے جو ان کو ایک مرکز جمع کر دے اور ملک کی بہبود کے لئے ان میں یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا کر دے۔ کوئی ایسی قوت ہے جو صوبائی لسانی اور علاقائی تعصبات کو دلوں میں دور کر کے ملک کی سالمیت کو برقرار رکھے اور کوئی ایسی قوت ہے جو ملک کے خلاف

ہونے والی سازشوں اور بغاوتوں کی روک تھام کر کے ملک کو تباہی اور ہلاکت سے بچالے اور کوئی ایسی قوت ہے جو صاحب اقتدار طبقے کو عوام الناس کی اخلاقی اور معاشرتی بربادیوں کو روکنے کی طرف متوجہ کرے۔

عالم اسباب میں تو ایسی کوئی قوت نظر آتی نہیں اور اگر آپ بھی غور فرمائیں تو آپ کو بھی یہی عالم پیچارگی اور مایوسی نظر آئے گا۔ جب ایسی کوئی قوت جو ہمیں نجات دلا سکے اور کوئی ایسی قوت جو ہماری مدد و معاون ہو سکے عالم امکان میں نہیں ہے تو پھر ہم کیا کریں؟ بحیثیت مومن و مسلمان کے کیا واقعی ہمارے لئے عالم اسباب میں کوئی سہارا نہیں ہے؟ کیا اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں جو ازلی اور ابدی ہے اور مسلمانوں کے شعبہ حیات دینی و دنیوی کے لئے مکمل دستور العمل ہے۔ کیا اس میں ہمارے لئے اس دورہ حاضریہ کے حالات و مشکلات کے لئے ان واقعات و حالات میں کوئی سامان مدافعت و تدبیر نجات مرحمت نہیں فرمائی۔

ایسا تو نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے مربی ہیں پروردگار ہیں، کارساز ہیں، انہوں نے ضرور اپنے کلام پاک میں قیامت تک کے لئے زمانے کے ہر انقلاب و تغیر کے ہوتے ہوئے ایسے ہی واقعات و حالات کے لئے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم اکثر و بیشتر تم لوگوں کو تختیوں اور پریشانیوں میں پکڑ لیتے ہیں تاکہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ اور اپنی بدکرداریوں کو ترک کر دو جب نصرت و حمایت الہی کی پناہ کی سخت ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسانوں کا سامان مہیا کر دیتے ہیں اور اپنے بندوں کے ساتھ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرماتے ہیں۔ جہاں یہ سب کچھ ہے وہاں ایک حقیقت اور بھی ہے اور وہی کچھ ہماری ملکی اور قومی زندگی کا سہارا اور سامان تقویت اور امید افزا ہے۔ الحمد للہ

اب بھی ملک کے طول و عرض میں علماء برحق کا بھی وجود ہے۔ دینی و مذہبی ادارے بھی قائم ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی بہبودی کے لئے اور اصلاح و فلاح کے لئے اپنی حتی الامکان ہر طرح کی مساعی و جدوجہد میں بلا خوف و خطر مشغول ہیں اور وہ اپنی تحریروں اور تقریروں سے مسلمانوں میں جذبات بیداری پیدا کر رہے ہیں اور احکامات الہیہ اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کر رہے ہیں حالات حاضرہ اور انقلابات و تغیرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں میں قوت ایمانیہ ابھار رہے ہیں۔

ایسے کچھ اخبار و رسائل بھی ہیں جو یہی مذکورہ بالا خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کچھ ایسے مختلف بھی خواہان اور ہمدردان قوم و ملت بھی ہیں جو ملک و قوم کی تباہی و بربادی کے مناظر سے متاثر ہو کر اپنی حتی الامکان ہر طرح کی مساعی و جدوجہد میں مصروف کار ہیں اور کچھ ایسے مال اندیش اور مخلص و دیندار لوگ بھی ہیں جو سنخے، درمے، قدمے ملک و قوم کی خدمت کے لئے جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ امید افزا اور باعث صد تقویت بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں و نوجوانوں کی طلباء جن کے دلوں میں والہانہ و مخلصانہ جذبات اسلامی اور خیر خواہی و بہبودی موجزن ہیں۔ میدان عمل میں آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و حمایت فرمائے۔ انشاء اللہ انہی کی مخلصانہ جدوجہد سے پاکستان کا مستقبل مستحکم اور روشن اور سبق آموز ثابت ہوگا، مگر کیا کیا جائے ابھی اس وقت ہمارے ملک کا ظلماتی ماحول اس قدر گہرائیوں کے ساتھ چھایا ہوا ہے کہ یہ مذکورہ بالا نورانی شعائیں بہت ہلکی اور مدہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت

دحمایت سے ان کو جلد تیز و تند فرمادیں۔ نور کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظلمت کے پردے کو چاک کر دیتا ہے اور ظلمت کی مجال نہیں کہ وہ نور میں کچھ بھی اثر انداز ہو سکے۔ انشاء اللہ عز و جلا یہاں ہوگا کہ پاکستان کا مستقبل نور ایمانی اور ضیاء اسلامی سے درخشاں و تاباں ہو جائے گا۔

### اصلاحات کس طرح مفید ہوں:

ملک کی فلاح کیلئے ایک اور بھی صورت نظر آتی ہے وہ یہ کہ ہمارے ملک کے تعمیر نو کے علمبردار جو عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور وہ ملک و قوم کی بہتری کے لئے تمام شعبوں میں اصلاحات جاری کرنے کا اعلان کر رہے ہیں اور عوام کی ہر طرح کی ضروریات پوری کرنے کے دعویدار بھی ہیں خدا کرے ان کے نیک عزائم پورے ہوں اور ملک کی تباہی و بربادی دور ہو۔ نیز خدا کرے وہ عوام الناس کو فواحشات و منکرات سے روکنے کے لئے بھی کچھ اصلاحات جاری کریں اور جو سامان قییش و تفریح اور تخریب کاری، تباہی و بربادی کا باعث بنے ہوئے ہیں ان کو بھی روکنے کے اقدام کریں تاکہ صحیح مسلمان نسلیں پیدا ہو سکیں جو ملک و قوم کے وقار قائم کرنے والی بن کر وجود میں آئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے خلوص و مساعی میں نیک نیتی عطا فرمائیں اور ان کی کوشش و تدابیر سے پاکستان کا بگڑا ہوا نظم و نسق درست ہو جائے اور زندگی کے ہر شعبے میں تمام اصلاحات آئیں اسلامی کے مطابق کر دیئے جائیں۔

### راہ نجات:

اب ایک اور حقیقت کی طرف نظر کیجئے خواہ آپ اس کو سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن یہ

حقیقت ہمیشہ اپنے مقام پر رہے گی کہ ان تمام مذکورہ عنوانات قہر خداوندی سے بچنے کے لئے اور مسلمانوں کی نجات کے لئے واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز آجائیں اور خدا کی طرف الحاح و زاری کے ساتھ پناہ مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔

اس وقت آپ کے دل و دماغ عالم اسباب کی قوتوں سے مغلوب و مرعوب ہو چکے ہیں لیکن یہ بات خوب سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان و اسلام کی دولت لازوال سے مشرف فرمایا ہے۔ عالم اسباب کے وہی خالق ہیں اور ان ہی کی مشیت خیر و شر عالم اسباب میں کارفرما ہے، ان ہی کے دست قدرت میں انقلابات و تغیرات ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حوادث و سانحات عالم، انقلابات، شروفتن اور کفر و شرک کی طاقتوں سے مقابلے کے لئے بڑی موثر اور قوی تدابیر تعلیم فرمائی ہیں۔

یہ باتیں افراد امت کے لئے بھی ہیں اور جماعتوں اور صاحبان اقتدار کے لئے بھی ہیں۔ یعنی جب ایسے حالات ہوں کہ مسلمانوں کی جماعت کمزور ہو جائے، ان کے وسائل و ذرائع جواب دے جائیں اور وہ ہر طرح سے مغلوب ہو جائیں اور دشمنوں کی سازشوں اور قوتوں سے ان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اپنی نصرت و حمایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کی ہمت افزائی فرمائی ہے۔

فرمایا گھبراؤ نہیں۔ صبر کرو، ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اپنی قوت ایمانیہ کو قائم رکھو۔ آخر کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے۔

ایسے حالات میں خاص خاص دعاؤں کو معمول بنانے کی بھی تلقین فرمائی تاکہ ایمان میں قوت پیدا ہو اور دشمنوں سے مدافعت کا حوصلہ بڑھے، ایسی دعائیں علمائے دین سے معلوم کر لینا چاہیئے ورنہ مختصر عمل یہ ہے کہ جب واقعات اور حالات پریشان کن معلوم ہوں تو ”یا اللہ، یا رحمن یا رحیم یا حی قیوم برحمتک استغیث، چند بار پڑھیں اور استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ“ چند بار پڑھیں اور جب مستقبل میں خطرات کے اندیشہ سے طبیعت پریشان ہو تو چند بار ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل - نعم المولی ونعم النصیر“ پڑھ لیا کریں اور جب موجودہ حالات افسوسناک و تکلیف دہ معلوم ہوں تو چند بار ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھیں اور ہر نماز پنجگانہ کے بعد ”لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین“ سات بار پڑھیں اور ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل - نعم المولی ونعم النصیر“ بھی سات بار پڑھیں اور ”ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا و اغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین“ اور ساتھ میں ”ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ونجعلنا برحمتک من القوم الکافرین“ پڑھا کریں اور پنجگانہ نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد دعائے ماثورہ کے ساتھ دعائے قنوت نازلہ بھی پڑھتے رہا کریں اور عادت ڈال لیں کہ ہر وقت چلتے پھرتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں اور فرصت کے اوقات میں کثرت سے درود شریف کا شغل رکھیں۔ انشاء اللہ ان معمولات سے قلب میں اطمینان و فراغت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قوی محسوس ہوگا اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت ہی کی امید وابستہ رہے گی، کون اندازہ کر سکتا ہے کہ ان دعاؤں

میں خالق کائنات نے کس قدر قوت مدافعت اور قوت حمایت و نصرت بھردی ہے۔ خود وہی تو اپنے فضل و کرم سے ہم کو اس طرح متوجہ فرما رہے ہیں کیونکہ کہ ان کو ہماری نصرت و حمایت ہی منظور ہے۔

مسلمانوں نے جب بھی اور جس دور میں بھی ان پر عمل کیا ہے نصرت الہی اور فتح مبین نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کے بندے جب بھی اپنی غلطیوں اور بے راہ رویوں سے نادم ہو کر ان کی طرف رجوع کریں گے تو ان کے لئے ضرور کامرانی اور شادمانی کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

وہ ہمارے مربی ہیں۔ وہ خالق شر ہیں تو خالق خیر بھی ہیں وہی رحمن و رحیم بھی ہیں۔ وہی ”ثواب و کریم“ بھی ہیں۔ ان ہی کی شان ”فعال لما یرید“ ہے اور ان ہی کی تمام عالم کائنات پر قدرت ہے۔

ہماری بربادی کا یہی تو راز ہے کہ ہم نے اپنے خدا سے تعلق منقطع کر لیا۔ اور ہم سب کی نظریں عالم اسباب پر لگ گئیں اور ان قوتوں سے متاثر ہونے لگے اب ہماری نظر میں ہماری قسمت کا فیصلہ کرنے والی یہی بڑے ممالک کی طاقتیں ہیں جن کے پاس موجودہ تباہ کن سائنس کے تخریبی آلات ہیں، مال و زر کی فروانی ہے یا پرفریب سیاست۔

اور وہ جو قہر آلود نظروں سے ہم کو دیکھ رہے ہیں اب تک ہم کو ان کی طرف رجوع ہونے کا ہوش ہی نہیں۔

## طریق عمل:

دیکھئے حالات و واقعات کی نوعیت جو کچھ بھی ہو۔ ہم کو یہ نہ بھولنا چاہیئے بلکہ اس پر پورا یقین رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ سب اللہ جل شانہ، جو قادر مطلق ہے۔ اس کی ہی مشیت سے رونما ہو رہا ہے اور ان سب سے اہل ایمان کا امتحان مقصود ہے۔ لہذا ہمارے کرنے کا پہلا کام تو یہ ہے کہ خود انفرادی طور پر اپنے حالات بدلنے کا تہیہ کر لیں۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ ہر مومن و مسلمان کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہونے کی ہر وقت اجازت ہے کوئی لمحہ بھر کے لئے بھی یہ خیال نہ کرے کہ ہم فاسق و فاجر ہیں گنہگار ہیں اور ہماری وضع قطع لباس پوشاک بھی خلاف شرع ہے۔ اس لئے ہماری دعا کیا قبول ہوگی اور ہم کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں کوئی عرض و مناجات کریں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات محض شیطانی وسوسہ ہے اور وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں متوجہ ہونے کی سعادت سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ عز و جل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں اور شان رحم و کرم سے لاعلمی اور بے خبری ہے خوب یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خطا کار گنہگار فاسق و فاجر بندوں کے لئے اسی طرح مربی اور کار ساز ہیں اور عرض و نیاز کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ اپنے صالحین اور نیک بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین اور صالحین متقین بندوں کی دعائیں قبول کرتے ہیں وہاں تائبین اور نادین ✓



✓ کی دعائیں بھی قبول فرماتے ہیں۔

ان کی شان کرم ایسی ہی بے حد و حساب ہے آخر ہم اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ایمان سے مشرف ہیں۔ اور حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی سعادت تو حاصل ہے تو پھر ہم کو ان وسائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں کوئی چیز حائل اور مانع نہیں ہو سکتی ہے۔ ہم حق رکھتے ہیں کہ اپنے مالک حقیقی سے جو چاہیں اور جس قدر چاہیں خیر و عافیت طلب کریں رحم و کرم طلب کریں امن و امان طلب کریں، سلامتی دین و ایمان طلب کریں، اور اس پر یقین کامل رکھیں کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق ضرور ہماری عرض و مناجات کو قبول فرمالیں گے۔

✓ اللہ جل شانہ کی ایسی ہی کبریائی اور صمدیت کی شان ہے اور وہ ایسے ہی قادر مطلق اور ”فعال لمایرید“ ہیں کہ جس وقت چاہیں اور جس حالت میں چاہیں ایک گنہگار فاسق و فاجر بندہ کی دعا جو پریشان حال بدحواس مصیبت زدہ ہے جس کا کوئی سہارا دنیا میں نہیں ہے وہ اپنے مالک حقیقی کی طرف شکستگی دل کے ساتھ جب رجوع ہو رہا ہے تو اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے آپ کی دعا قبول فرما کر تمام عالم کائنات کا رخ بدل دیں۔ وہ ایسے ہی قادر مطلق ہیں اس لئے کسی مسلمان کو مایوس ہونے کا حق نہیں۔ ہمارے ایمان ایقان کا یہی عالم ہونا چاہئے۔ اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی طرف کبھی نہ دیکھنا چاہئے۔ بلکہ ان کے فضل عظیم، مغفرت کاملہ اور رحمت واسعہ کی طرف دیکھنا چاہئے اور بلا تکلیف خوب دعائیں اپنے لئے اپنے متعلقین اور عامۃ المسلمین کی اصلاح و فلاح دارین کے لئے کرنا چاہئے۔ ان انفرادی اصلاح کے لئے ہر ایک طبقہ کے لوگ مکلف ہیں خواہ صاحب اقتدار ہوں یا صاحب اختیار۔

رہنمایان قوم ہوں یا کہ سیاسی جماعتوں کے کارکن یا عوام الناس سب کے لئے ✓  
 مومن و صاحب ایمان ہونے کی حیثیت سے اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع ہونا ہی ✓  
 باعث نجات ہو سکتا ہے۔ ہم سب ہی کو یہ کام کرنا ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ اپنے ملنے ✓  
 جلنے والوں، اعزہ و اقارب دوست احباب سب سے جس حد تک ممکن ہو یہی عہد  
 کروائیں۔ مساجد کے خطیب صاحبان خاص طور پر اور تمام علماء بالعموم اسی کی تبلیغ کا  
 اہتمام کریں دوسرا کام یہ ہے کہ ہم سب دل سے توبہ کریں۔ اور ندامت قلب کے  
 ساتھ خدا تعالیٰ سے رجوع کریں تاکہ وہ ہماری بے بسی پر رحم فرمائیں کہ سوائے اللہ ✓  
 تعالیٰ کے رحم و کرم کے کوئی اور سہارا نہیں۔ جب دل میں خدا کا خوف ہو تو دعا بھی قبول ✓  
 ہوتی ہے۔ مومن جب سچے دل سے توبہ کر کے ندامت قلب کے ساتھ خدا کے آگے ✓  
 سر جھکاتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں خشیت الہی کا اثر ہوتا ہے اور رحمت و نصرت  
 الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایسے حالات اور واقعات میں خود انہوں نے ہی ✓  
 اپنے فضل و کرم سے ہم کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے یہ مناجاسکھلائی ہے۔

فرمایا۔ ”کہو بے شک آپ جس کو چاہیں ملک دیں اور جس سے چاہیں ملک  
 لیں، جس کو چاہیں عزت دیں اور جس کو چاہیں ذلت دیں اور تمام بھلائیاں تو آپ ہی  
 کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں اس شر کو خیر سے بدل دیجئے“

ایک بڑی جاں گداز اور دل خراش بات یہ بھی ہے کہ ہمارے جانناز اور سرفروش فوجی  
 اور شہریوں کی کثیر تعداد جو ابھی تک دشمن کی ظالمانہ قید و بند میں ہے جن کے بدن پر  
 صرف ایک ایک کپڑا ہے اور رہتے سہنے، کھانے پینے ہر معاملے میں ان پر تشدد ہو رہا  
 ہے اس متمدن دنیا میں ان کی نہ کہیں داد ہے نہ فریاد۔

جنیوا کنونشن کی دہائی پر دہائی دی جا رہی ہے مگر سب بے اثر۔ افسوس ہے کہ جن دشمنوں کے ساتھ دوستی کے عہد و پیمان اور تجارتی معاہدے ہو رہے ہیں وہ دنیا کی بڑی قوتیں سہی مگر اس معاملے میں ان کو کوئی توجہ اور دلچسپی نہیں اور یہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ عملاً ایسا کیا جا رہا ہے کہ پاکستان چونکہ اس وقت مجبور ہے اس کا وجود ہی ختم کر دیا جائے۔ مغربی پاکستان کے مسلمان بھی خود ان کی طرف سے بڑی مجرمانہ خاموشی کا ثبوت دے رہے ہیں اپنے اندرونی مقاصد و اغراض کے ہیجان میں مبتلا ہیں۔ اپنے ہی مقاصد کیلئے اخباروں اور تقریروں میں جوش و خروش کا اظہار ہو رہا ہے لیکن ان مظلومین اور ان کے اہل و عیال کی شکستہ حالی و مجبوری پر کسی کو رحم نہیں آتا، اسلامی اخوت تو بڑی چیز ہے یہ انسانیت کا حق ادا کرنے کو بھی تیار نہیں بلکہ علاقائی تعصب کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے مظلوم محبت وطن پاکستانیوں کو بھی اپنے علاقے میں جگہ دینے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس کے خلاف مظاہرے اور جدوجہد کی جا رہی ہے۔

اب کس کا شکوہ کس سے کیا جائے، خیر یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مظلومین کی دادی فرمائیں گے اور اپنے کلام پاک کی آیت ”ربنا اخر جنامن هذه القرية الظالم اهلها (النح)“ کا مصداق و مورد بنائیں گے مگر ڈر یہ ہے کہ کہیں اس کے وبال میں ہم نہ مبتلا ہو جائیں اور قہر خداوندی کہیں ہم سے پھر انتقام نہ لے لے یہ بھی ہماری شامت اعمال قہر خداوندی کو متوجہ کرنے کی ہے اس لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائیں اور ہم کو مزید ذلت و تباہی سے محفوظ رکھیں۔

یا اللہ ہم بے بس ہیں، عالم شر میں گھرے ہوئے ہیں، ہم اس وقت قہر آلود ماحول

میں ہیں، ہم ہی نے متوجہ کیا ہے آپ کے قہر کو لیکن یا اللہ آپ کو قدرت ہے، اس عالم ۷  
شر کو عالم خیر میں بدل دیجئے۔

یا اللہ آپ قادر مطلق ہیں بھیجئے کسی مرد غیب کو جو آپ کی مدد نصرت لیکر آئے اور  
ہمارے معاشرے کی تخریب کاری اور ہماری شامت اعمال سے ہم کو نجات ۸  
دلانے، یا اللہ ہم کو بچا لیجئے دنیا و آخرت کی نکبت و رسوائی سے ہم کو بچا لیجئے۔ اس جگ ۹  
ہنسائی سے، ہمارا یہ انتشار اور ہماری جماعتوں کی تفرقہ پر دازی اور نفاق اور غلط مصلحت ۱۰  
کوشی، دین سے یہ بے رغبتی یہ آپ کے احکام کی نافرمانی جو ہم کر رہے ہیں، یہ سب  
ہم سے دور کر دیجئے اپنی رضا جوئی کی توفیق عطا فرما دیجئے صدقہ واسطہ اپنے محبوب صلی  
اللہ علیہ وسلم کا، ہمارے ملک و قوم کی حفاظت فرمائیے ہماری ملکی سلیمیت اور وقار کو  
برقرار رکھئے۔ اسلام کا بھرم رکھ لیجئے۔ یا اللہ ہم آپ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے امتی  
ہیں۔ ہماری شامت اعمال نے ہم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ یہ ظلمات کا جہنم  
کدہ جو ہم کو گھیرے ہوئے ہے اس کو گلزار ابراہیمی بنا دیجئے ہم کو اپنی پنا میں لے لیجئے  
ہماری بد حالی و بے بسی کو دور کر دیجئے، ہم پر رحم فرمائیے اور دین و دنیا کی فلاح کے  
ساتھ ہماری عاقبت بخیر فرما دیجئے۔

آمین یا رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ محمد

و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ط  
 جمعة المبارک ۷، اگست ۱۹۷۰ء بعد نماز عصر

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

باوجود علم کے عمل میں کوتاہیاں کیوں:

چھلی دفعہ ہم آپ سے کہہ رہے تھے کہ ایک بات سمجھ لی جائے عمر بھر کے لئے کرنا کیا ہے۔ یوں تو ہمارا نفس یہی کہتا ہے کہ یہ بھی ہم کو معلوم ہے یہ بھی معلوم ہے لیکن یہ صرف فریب نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے جب سب معلوم ہے تو عمل کیوں نہیں کرتے۔

علم کو عمل میں لانے کے لئے کچھ دشواریاں ہیں۔ کچھ نفس اور شیطان کے کید ہیں جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔  
عقائد مقدم ہیں:

سب سے پہلے عقائد درست ہوں۔ سارا عالم کائنات اللہ پاک نے مسخر کر رکھا ہے اور ان کی تسخیر اللہ پاک نے اپنے فرمان بردار بندوں کے لئے اس طرح کی کہ اس کو ان تمام چیزوں سے راحت و چین ملے اور آخرت میں بھی اس کے درجات بڑھیں اور اگر نافرمانی کے راستے سے ان کی تسخیر کا فائدہ اٹھایا تو دنیا میں راحت چین نہ ملے گا۔ بلکہ آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔

یہ کوئی اچھا ہوا راز نہیں ہے۔ اللہ پاک نے دنیا بھی پیدا کی اور آخرت بھی اور کھول کر بتا دیا کہ دنیا صرف متاعِ غرور ہے۔ اور اصل گھر تو آخرت کا ہے۔ تعجب ہے کہ آخرت جس کی زندگی میں کوئی تھیر نہ ہوگا ایک بار جو حالت مل گئی ہمیشہ کے لئے رہے گی اس کی طرف ہمارا کوئی دھیان نہیں اور تھوڑی سی زندگی جو لمحہ بہ لمحہ بدلتی رہتی

ہے۔ ہر آن متغیر ہے اس کے لئے ہماری کوشش تمام عمر جاری رہتی ہیں۔  
اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عین دین ہے:

دوسری چیز سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور آج اس سے بچا نوے فی صد لوگ نادانف ہیں اس کے بغیر ہم کو دین کیسے آئے گا! آج کل اُردو میں بھی سیرت کی بہت کتابیں ہیں پھر اس کے ساتھ سیرت صحابہ کرام پھر تاریخ اسلام اور اس کے بعد حضرت تھانویؒ کی تصانیف مواعظ و ملفوظات ہیں ان کو پڑھ کر ایمان میں بھی جلا ہوگی اور عمل کی توفیق ہوگی۔ لوگوں کو شوق ہوتا ہے دین کا تو کلام پاک کے ترجمے اور تفاسیر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض تفاسیر صرف خواص کے لئے ہیں وہ آپ کی سمجھ میں نہ آئیں گی تلاوت کلام پاک خود ایک بابرکت چیز ہے خواہ سمجھ کر ہو یا بے سمجھے دونوں طرح برکت آتی ہے۔ لیکن تفسیر کسی عالم سے پڑھنا چاہیے۔

صادقین کی محبت نہ ملے تو حضرت تھانوی کے ملفوظات کافی ہیں:

ہمارے حضرتؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ شاید ایک دور ایسا آجائے کہ تم کو اللہ والوں کی صحبت نہ مل سکے۔ اس وقت یاد رکھنا میرے مواعظ و ملفوظات پڑھنا۔ انشاء اللہ ان کتابوں سے رہبری و رہنمائی حاصل ہوگی تو پہلے عقائد صحیح کر لو پھر عبادات درست کرو اور پھر اخلاق کی طرف توجہ کرو درستی و اخلاق ہی سے حیوۃ طیبہ نصیب ہوتی ہے اسی سے معاملات معاشرت میں مدد ملے گی۔

تمام عبادات ہمارے ہی نفع کی ہے:

اللہ پاک نے عبادات ہماری شرافتِ نفس ہی قائم رکھنے کے لئے مقرر کی ہیں۔ ورنہ ان کو ہماری طاعات کی ضرورت نہ تھی تمام عبادات روزہ نماز حج زکوٰۃ ہماری زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے ہیں یہ ہمارے ہی کام کی ہیں اس لئے ان کو فرض کیا

ہے۔ اگر کوئی تارک نماز ہے تو حیوۃ طیبہ اس کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ چاہے وہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ اس کا اسفل السافلین میں شمار ہوگا۔ اسی طرح روزہ، زکوٰۃ اور حج یہ سب ہمارے وجود کی بقا کے لئے ضروری ہیں اسی لئے موت کے وقت تک نماز معاف نہیں ہے اور جتنی قضا ہوگئی ہیں ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

**إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** ہر حاجت اور مشکل کا وظیفہ:

نماز میں ایک ایسی دعا ہے ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ اس سے ایک پیدا ہونے والا بچہ اور ایک موت کی آغوش میں جانے والا بوڑھا جس کو چند لحظات میسر ہوں کوئی مہر انہیں اور ہر وقت کی یہ حاجت ہے۔ اے اللہ میں عاجز ہوں میری مدد فرمائیے یہ احساس انسان کی زندگی سے دور ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر معاملے میں ہم عاجز ہیں۔ روپیہ پیسہ عزت منصب سب کچھ موجود ہے۔ پیٹ میں درد ہو جائے تو وہ عاجز محض ہے۔ اور سوائے خدا کی عنایت کے کوئی بچا نہیں سکتا ہر شعبہ زندگی میں اپنے کو عاجز سمجھنا اور اللہ پاک سے مدد چاہنا ناگزیر ہے۔ نفس و شیطان سے بچانا اور اپنے احکامات کی بجا آوری کی توفیق دینا سب انہیں کے فضل پر منحصر ہے۔

اب پھر سمجھ لیجئے پہلے ایمان کی چنگلی پھر عبادات کی درستگی اس کے بعد سب سے پہلے حقوق کی ادائیگی اور اس میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد ہیں اور حقوق العباد میں سب سے پہلے والدین کے حقوق پھر اہل و عیال کے پھر صلہ رحمی ان تمام حقوق میں ہم سے کتنی غفلت ہو رہی ہے۔ اس کے بعد معاشرت ہمارا رہنا سہنا کھانا پینا کہاں تک دائرہ اسلام میں ہے۔

**اپنی اولاد کو بچائیے:**

سادہ زندگی اختیار کیجئے خوراک میں لباس میں اپنے گھروں سے تصاویر ٹیلی



ویژن، راگنی، نجس اور مکروہ چیزیں نکال دیجئے۔ مخرب اخلاق کتابیں جن سے بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں پھینک دیجئے۔ محرم نامحرم کا اختلاط بڑا فتنہ ہے۔ آج کل اسکولوں میں مخلوط تعلیم اور یہ فنون لطیفہ کے نام سے بے دینی اور شیطان ابلیس کے طریقے نئی نسلوں کو سکھائے جا رہے ہیں ان سے اپنی اولاد کو بچائیے آپ نے کہاں تک یہ حقوق ادا کئے ہیں اس کا کبھی مراقبہ کیجئے۔

اللہ ہی سے مدد مانگو:

اور آگے چلئے معاملات۔ کیا چیز اللہ نے حلال کی ہے۔ اور کیا چیز حرام اس کا امتیاز کرنا پڑے گا۔ تم کہتے ہو ہم مجبور ہیں تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم مجبور ہیں کبھی کر کے دیکھو۔ اچھا نہیں بچ سکتے۔ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر خدا سے کہو یا اللہ میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے۔ یا اللہ آپ میری مدد فرمائیے۔ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ کبھی رو رو کر خدا کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر تو کرو یقیناً راہ ملے گی مگر طلب صادق پیدا کرو اللہ سے کہو یا اللہ کوئی خالص غذا نہیں ملتی ماحول اچھا نہیں ملتا پاکیزگی کا نام و نشان نہیں ملتا۔

غور کرو یہ ساری چیزیں تم سے کیوں سلب کر لی گئیں چونکہ تم راضی ہو گئے مانوس ہو گئے فسق و فجور کی زندگی سے۔ اس حالت سے کبھی گھبرا کر تو دیکھو اللہ سے مدد مانگ کر تو دیکھو۔ انشاء اللہ غیبی امداد ملے گی۔

عمل کے لئے خلوص ضروری ہے:

ایک اور کام کی بات ہے۔ اوراد و وظائف جو آپ کرتے ہیں وہ بے وزن ہیں۔ آپ کا دل صاف نہیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں یہ ضابطہ کے طور پر آپ کر رہے ہیں۔ یوں خدا اپنی رحمت سے قبول فرمالے لیکن یہ بے روح ہیں اب

اس میں جان کہاں سے آئے۔ یہ بھی اللہ ہی سے کہو یا اللہ ہماری عبادات بے روح ہیں اور ہم اس میں روح بھی پیدا نہیں کر سکتے لیکن آپ ہر چیز پر قادر ہیں اس میں روح پیدا کر دیجئے۔

اللہ پاک اگر مواخذہ کریں کہ یہ سود اور رشوت کیوں نہیں چھوٹی اور آپ جواب دیں کہ یا اللہ ہم اکیلے کیا کریں سارا معاشرہ گندہ ہو گیا ہے۔ اس لئے کہاں سے حلال وطیب چیز مل سکتی ہے اللہ پاک اس پر یہ فرمائیں کہ تم نے یہ بات ہم سے کبھی کہی تھی اور ہم سے مدد مانگی تھی تو کیا جواب دو گے۔

اللہ سے اپنی عاجزی کا اظہار کرو:

یہ بات جو میں عرض کر رہا ہوں عمل میں لانے کے لئے بڑے کام کی ہے مجرب ہے اور نہایت سہل بات ہے کوئی دشوار نہیں ہیں اللہ پاک سے کہو یا اللہ آپ نے ہی فرمایا تھا کہ مصیبت میں ہم سے مدد مانگوا یا اللہ ہم میں ایمان کی قوت نہیں مدافعت کی قوت نہیں۔ استقلال اور ہمت نہیں اور ہم سے یہ ہو بھی نہیں سکتا۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یا اللہ ہم آپ سے ہی مانگ رہے ہیں ہم مغلوب ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر جگہ مجبور ہیں فسق و فجور ہم پر عائد کر دیا گیا ہے دفتروں میں رشوت نہ لیں تو ہماری نوکری برقرار نہیں رہتی، دفتروں میں رشوت نہ دیں تو ہمارا کام کسی طرح ہوتا ہی نہیں اور یہ سب آپ خود جانتے ہیں اور رہنا بھی ہم کو اسی ماحول میں ہے۔ اور اس کا سوال بھی آپ حشر میں کریں گے اور اس کی سزا بھی ہم کو ملے گی اور وہ سزا ہم برداشت بھی نہیں کر سکتے۔ آخرت کیا ہم کو دنیا میں بھی جو اس کا وبال آئے گا وہ بھی ہم سے برداشت نہ ہو سکے گا اور پھر موت کے وقت کی سختی اور عذاب قبر عذاب برزخ ہم کبھی اس کے متحمل نہ ہو سکیں گے اور ہم اپنی اس حالت کے بدلنے پر بھی قادر نہیں بلکہ کل پھر اسی حالت

میں چلنا پڑے گا۔ یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے یا اللہ ہم سے کچھ نہیں بنتا ہم آپ سے فریاد لے کر آئے ہیں ہماری مدد کیجئے۔

یا اللہ نفس ان تمام لذات کا طالب ہے جو حرام ہیں اور ناجائز ہیں اور شیطان ان کی تدبیریں بتلاتا ہے اور میں ان دونوں کی کشش اور جاذبیت سے مغلوب ہو جاتا ہوں۔ نفس مجھے لذت کے لئے ابھارتا ہے اور شیطان تدبیریں بتا کر مجھے گمراہ کر دیتا ہے۔ اور اس میں مجھے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور میں نہ دنیا کی تباہی چاہتا ہوں۔ نہ آخرت کا نقصان اور کوئی ٹھکانہ بھی نہیں سوائے تیرے۔ اے اللہ میں عاجز ہوں میں ڈرتا ہوں اپنے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تجھے کارساز سمجھتا ہوں اور تیری مدد کے بغیر کچھ نہ ہوگا اس پر میرا یقین بھی ہے اور میں کچھ کر بھی نہیں سکتا اور کسی ایک جگہ نہیں ہر جگہ مجھے یہی مرحلہ درپیش ہے۔ اور یہ کھلی نافرمانیاں ہیں اور میں جہنم میں جانے کے لئے بھی تیار نہیں اس لئے اپنے آپ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور یا اللہ تیرا وعدہ ہے کہ جو تجھ پر بھروسہ کرے تو اس کی غیب سے مدد کرتا ہے۔ یا اللہ میری مدد فرمائیے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ -

یہ ہے اللہ کے دربار میں اپنی عاجزی اور اللہ سے مدد کی درخواست اور مراقبہ اپنے اعمال کا۔ اور آگے چلئے اس سے بھی زیادہ آسان اور قابل عمل بات ہے۔ کہ چلتے پھرتے خلوت میں جلوت میں رکشہ میں بس میں کسی جگہ کسی فرصت کے وقت اپنا مراقبہ کرتے رہو اور سارے معاملات خدا کے سپرد کرتے رہو۔

مگر ایک بات یاد رکھنا، شیطان کی پیروی بھی کرو اور خدا کی محبت کا دم بھی بھرتے رہو یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نہیں ہوں گی۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں

اِس خیال است و محال است و جنوں

اپنے اور امت کے لئے دعا مانگو:

صرف خدا کے احکامات کی پیروی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع یہ بھی ہمارے اعتبار میں نہیں اس کی توفیق بھی اللہ پاک ہی دیتے ہیں۔ ہم عبادت بھی محض رسماً ادا کرتے ہیں اس میں روح بھی نہیں یہ ساری چیزیں قادر مطلق کے سامنے پیش کر دو اور ندامت و عاجزی سے کہو یا اللہ یہ لعنت زدہ معاشرہ جس میں میں اور میرے اہل و عیال اور متعلقین تمام عالم میں جہاں جہاں مسلمان ہیں سب اس میں ملوث ہو گئے ہیں اس نے مسلمانوں کو دنیا میں ذلیل و خوار کر رکھا ہے یا اللہ ہم کو اس سے نجات دلوائیے اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرمائیے دشمنانِ دین کو مغلوب کیجئے اور ہماری توبہ و استغفار قبول کیجئے۔ یا اللہ یہ غفلت زدہ قوم آپ سے رجوع بھی نہ کر سکے تو چند آپ کے مخلص بندے تمام اُمّت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں آپ ان کی دعائیں قبول فرمائیے ہم نادانوں پر رحم فرمائیے۔ ہماری بد اعمالیوں پر نہ دنیا میں سزا دیجئے اور نہ آخرت میں۔ ہمارے اخلاق اور معاملات شریعت کے مطابق کر دیجئے۔ ہم کو فہم دین عطا کیجئے، دنیا میں حیوۃ طیبہ عطا کیجئے یا اللہ ایمان کامل کے ساتھ ہم سب کی عاقبت بخیر فرمائیے۔ یا اللہ ہم تمام عذابوں سے پناہ مانگتے ہیں ہمیں دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے۔ ہول محشر سے بچائیے ہم کو ہر مواخذہ سے بچائیے یا اللہ اپنے نیک بندوں کی نسبت سے جن سے آپ نے ہمارا تعلق قائم فرمایا ہے ہماری دعائیں قبول فرمائیے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیے۔ یا اللہ ہم میں جو بیمار ہیں ان کو شفا دیجئے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیاں دور

فرمائیے۔ بے اولادوں کو اولاد عطا کیجئے قرض داروں کو قرضہ سے سبکدوش فرمائیے  
سب کی جائز حاجات غیب سے پوری کیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا  
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَتَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ  
مَنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَالًا طَاقَةً لَّنَابِهِ ج  
وَاعْفُ عَنَّا وَقَهْ وَاعْفِرْ لَنَا وَقَهْ وَارْحَمْنَا وَقَهْ أَنْتَ  
مَوْلَانَا فَاَنْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ  
عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ  
مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ  
عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ  
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

نماز، محبت شیخ درجات تصوف

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

### اصلاح اعمال کی اہمیت:

ایک دفعہ ہم نے اپنے شیخ مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی نماز پڑھ کر دو شخصوں کو بلایا اور فرمایا کہ تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوئی صرف اٹھک بیٹھک ہوئی ہے سجدہ کیا رکوع کیا سلام پھیرا اور چل دئے۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ تو نماز میں شریک تھے حضرت نے فرمایا کہ نماز میں درود و سلام پڑھا جاتا ہے وہ نہیں ہوا واقعی نالائق کیا جانے قدر دان ہی سمجھ سکتا ہے کہ اس کے فضائل کیا ہیں؟ اہمیت کیا ہے؟

بھائی ہمیں تو اپنی زندگی سنت کے مطابق بنانے میں حضرت ہی کی باتیں یاد آتی رہتی ہیں اور انہیں کو مفید سمجھ کر ہم دوسروں کو بھی اپنے حضرت کی یہی باتیں سناتے رہتے ہیں، ہو سکتا ہے کوئی شخص یہ کہے کہ ارے یہ کیسا آدمی ہے نہ پیار کی باتیں کرے نہ راز و نیاز کی باتیں کرے یہ کیسا صوفی ہے تصوف تو ہے ہی محبت و پیار کی باتیں ارے کچھ وجدانیت و کیفیات کی باتیں کرو۔ کچھ محبت و پیار کی باتیں کرو کچھ تو حال و قال کی باتیں کرو چھوٹی چھوٹی باتیں کہ حضرت نے یوں فرمایا حضرت حضرت کی گردان ہوتی ہے تو میں عرض کروں گا کہ دراصل ہمارے حضرت کے ہاں تو صاحب حال، صاحب مقامات لوگ بھی آتے تھے، اور حضرت ان سے بھی ان کی رہنمائی کی باتیں ارشاد فرماتے تھے، اور عام اصلاح اخلاق کی بھی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے تو ہمارے حضرت نے بہت کچھ فرمادیا ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ سننے والوں نے کیا کیا؟ اس لئے ہم تو بڑی بڑی باتیں، کشف و کرامات کی باتیں، حال و مواجید کی باتیں نہیں کرتے،

ہاں عمل جن باتوں سے بہتر ہو جائے، سنت کے مطابق بن جائے وہی باتیں دہراتے رہتے ہیں اور ہمارے حضرت کا یہی ذوق بھی تھا۔

### کشف و کرامات کی حیثیت:

ایک دن ایسا ہوا کہ تھانہ بھون سے کیرانہ جانے لگا میری خوشدامن علی سجاد صاحب کی اہلیہ کیرانہ کی تھیں شام ۳ بجے گاڑی آتی تھی میں خانقاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں جا رہا ہوں پھر خانقاہ سے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگا کہ کوئی سواری آرہی ہے یا نہیں آہستہ آہستہ چلنے لگا تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضرت تھانوی پیچھے پیچھے آرہے ہیں میں نے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت آپ۔ فرمایا میرا بھی جی چاہا کہ ساتھ چلے چلوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ایک وکیل صاحب آئے تھے مجلس میں بیٹھ کر کہا کہ حضرت آپ کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے کہ کئی دنوں سے آپ کی خدمت اقدس میں آنے کا تقاضا ہو رہا تھا آج دفعۃً شدید تقاضا ہوا اور چلا آیا حضرت نے فرمایا یہ کوئی کرنے کی بات ہے اگر کوئی کام کی بات کرنے آئے ہو تو پوچھو وکیل صاحب نے کہا جی پوچھتا ہوں۔

کچھ دیر بعد پھر کہنے لگے کہ حضرت اسٹیشن پہنچا ٹکٹ خریدنے کا وقت آیا تو ادھر دیکھتا ہوں ادھر دیکھتا ہوں سخت پریشان ہو گیا جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے شیروانی بدل گئی اسی پریشانی میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ پریشان ہیں میں نے کہا کہ اس لئے پریشان ہوں کہ پیسے نہیں ہیں اس شخص نے کہا کہ پیسے مجھ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا حضرت یہ محض آپ کی کرامت ہے حضرت نے کہا اس بات کے کرنے کا کیا فائدہ اگر کوئی کام کی بات پوچھنا ہو تو پوچھو وکیل صاحب نے کہا حضرت



اچھا کام کی بات پوچھتا ہوں کہنے لگے کہ حضرت ایک مدت سے طبیعت میں اضطراب کی کیفیت رہتی تھی آج آپ کی خدمت میں آکر ایسا سکون ملا ہے کہ آج تک ایسا سکون نہیں ملا۔ حضرت نے فرمایا ان باتوں کا کیا فائدہ ہاں کوئی پوچھنے والی بات ہو تو پوچھو کہنے لگے کہ تین دن کا ارادہ کر کے آیا ہوں یہ اسی دن کی بات ہے کہ وہ وکیل صاحب چلے گئے۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت نے فرمایا لوگ تلاش میں آتے ہیں کشف کے، کرامات کے، ذوقیات کے اور میرے ہاں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا میرے پاس آنے والے طالب بن کر آئیں اور کچھ حاصل کر کے جائیں الحمد للہ ہم ان چیزوں سے ناواقف نہیں ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیزیں ہمیں عطا کی ہیں یہ کشف یہ کرامات تصرفات صرف مادی ہیں الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روحانی کشف و کرامات و تصرفات عطا کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا کیا ہے اور اس کے آگے مادی چیزیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

### حضرت حاجی صاحب کا واقعہ:

ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمہ کہ ہاں ناوقت مہمان آ گئے۔ حضرت حاجی صاحب نے روٹی پکانے والی سے کہا میں اپنا رومال روٹیوں پر رکھ دیتا ہوں رومال نہ ہٹانا روٹیاں نکال نکال دیتی رہنا چنانچہ سب مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا صبح حافظ ضامن صاحب تشریف لائے انہیں پتہ چلا تو حضرت حاجی صاحب سے کہنے لگے کہ حاجی صاحب مبارک ہو اب تو ماشاء اللہ آپ بھی صاحب کرامت ہو گئے وہ رومال مجھے دے دیجئے حضرت حاجی صاحب نے فوراً گڑگڑا کر کہا میں تو بہہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گا اور فرمایا ہمارے ہاں اس کی کوئی

حقیقت نہیں ہے۔

### حضرت مولانا یعقوب کا واقعہ:

اس کہ بعد ایک اور واقعہ بیان کیا کہ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی نے ایک شاگرد کی تربیت کی اور تیار کر کے حضرت مولانا یعقوب کی خدمت میں روانہ کیا کہ دیکھئے میں نے اس کو کس طرح تیار کیا ہے یہ شاگرد کچھ دن آپ کی خدمت میں رہے گا جب کچھ دنوں کے بعد وہ شاگرد روانہ ہونے لگا تو حضرت مولانا یعقوب صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے پیر بھائی کو لکھا کہ یہ سب کچھ آپ کے دم کا ظہور ہے باقی سب کچھ ادھورا ہے یہ حقیقت ہے کشف و کرامات کی۔

آگے چلے اسٹیشن پر بستر رکھ دیا اور کہا حضرت اس پر تشریف رکھئے لیکن حضرت کھڑے رہے اور ٹرین کا انتظار کرنے لگے فرمایا یہ تو ہماری کرامات میں سے ہے چھ گھنٹے کھڑے ہو کر بات کرنا۔

اس گرداب سے نکلنا بہت مشکل تھا یعنی کشف کرامات اور ذوقیات کی گرداب سے جبکہ یہ چیزیں حاصل تصوف سمجھی جاتی ہیں اور اسی کو سرمایہء ناز سمجھتے تھے اسی کو معارف اور حقائق سمجھتے تھے اور تعلق مع اللہ کا اعلیٰ مقام، لا الہ الا اللہ

ہمارے حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور بتا دیا کہ تعلق مع اللہ کا اعلیٰ مقام کیفیات و جدانیات یہ چیزیں نہیں ہیں حضرت نے ان ساری چیزوں کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا۔

روحانی ترقی اور اسلام:

الحمد للہ حضرت ہی کہ طفیل و صدقے جو نامی کتاب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم میں نے لکھی ہے کہ بڑے سے بڑا فلسفی بھی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا الحمد للہ یہ حضرت کی جوتیوں کا صدقہ ہے یہ چیز مجھ پر واضح ہوگئی کہ جہاں روحانیت ہے وہاں ایمان ہونا شرط ہے۔ جہاں ایمان نہیں ہے وہاں روحانیت نہیں ہو سکتی۔

### نفس اور روح کہ تقاضے الگ الگ ہیں:

اور میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ نفس کہ تقاضے اور ہیں اور روح کہ تقاضے اور ہیں نفس کی کیفیات اور ہیں اور روح کی کیفیات اور ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن کیفیات باطنی کا اظہار مادی اشیاء سے ہو سکے وہ نفس ہے اور جن کیفیات باطنی کا ظہور مادی چیزوں سے نہ ہو سکے وہ روحانی ہے۔

### مثال:

مثلاً حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اب مادی اعتبار سے اسے ثابت کر کے دکھاؤ کہ کیسے ٹھنڈک ہے۔

میں نے اس کتاب میں الحمد للہ یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانا اس میں روحانیت ہے اب بتاؤ کیسے ثابت کرو گے کہ اس میں روحانیت ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ امثال امر ربی میں روحانیت ہے نہ کہ نفس کی کیفیات میں بے کیفی کے ساتھ پڑھی جائے چونکہ یہ نماز امثال امر رب میں پڑھی گئی اس لئے اس میں روحانیت ہے۔

### شان انفرادیت:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان انفرادیت کی مثال یہ ہے کہ کسی حسین چہرے کہ بارے میں آپ کہیں کہ یہ چیز بہت اچھی ہے اور کوئی کہے کہ اس کے کان

بہت اچھے ہیں کوئی کہے کہ اس کہ لب بہت اچھے ہیں کوئی کہے اس کی آنکھیں بہت اچھی ہیں حضرت تھانوی کی مثال پہلے شخص کی سی ہے اور باقیوں کی مثال دیگر اشخاص کی سی ہے

زفرق تالبقدم ہر کجا کہ می نگریم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

حضرت کے ملفوظات میں نے آپ تک پہنچا دئے ہیں اور لکھ دئے ہیں اللہ پاک ان کو میرے لئے بھی نافع بنائے اور آپ کے لئے بھی۔ آخرت میں بھی فائدہ دے اور دنیا میں بھی میرے لئے اور پڑھنے والوں کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔

میں نے کہا کہ فخر و مباہات تعلیٰ اپنے بارے میں حسن ظن نہایت مذموم چیزیں ہیں نفس کی برائیاں اور بدترین اخلاق حب جاہ حب مال فخر و مباہات ہیں لیکن الحمد للہ یہ ساری چیزیں میرا سرمایہ ہیں۔

**صراط مستقیم اور شیخ کی محبت اصل چیز ہے:**

بہر حال ہمارے پاس وجدانیت ہو یا نہ ہو کیفیات ہوں یا نہ ہوں ہمیں اللہ پاک نے صراط مستقیم پر لگا دیا ہے اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور صراط مستقیم کیسے معلوم ہو اس کے علم کا طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے ساری زندگی خرچ کر دی ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کے اندر اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لی ہے وہ لوگ ہیں صحابہ کرام فقہائے عظام اور اولیائے کرام جن کی زندگی اس میں ڈھلی ہوئی ہے حضرت تھانوی کی خدمت میں حضرت خواجہ صاحب اور میں دونوں حاضر تھے حضرت نے فرمایا کہ سلوک کا حاصل یہ ہے کہ محبت شیخ حاصل ہو جس کو یہ حاصل اسے سب کچھ

حاصل ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا علی الصلٰۃ دقین، اے ایمان والوں اللہ پاک سے ڈرو اور اہل اللہ سے وابستہ ہو جاؤ اور ان کی محبت تمہارے دلوں میں آجائے اور ان کی محبت عین محبت ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مقصود اس سے حاصل ہو جائے گا۔

محبت جذبہ ہے:

اور محبت وہ قوت اور ایسا جذبہ ہے کہ جو چیزیں ناگوار ہوتی ہیں وہ بھی گوارا ہو جاتی ہیں مولانا عبد المجید پچھرانوی نے عرض کیا کہ مجدد صاحب نے فرمایا کہ سلوک کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کی محبت اور اتباع سنت اصل چیز ہے حضرت نے فرمایا ہم ایسے شخص کو جو متبع سنت نہیں ہے اپنا شیخ ہی نہیں بنائیں گے پھر وہی ایک چیز رہ جاتی ہے۔

فرمایا کہ یہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہیں بڑے دعوے کرتے ہیں محبت کے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت انہوں نے محبت شیخ پر ایک نظم لکھی ہے حضرت نے فرمایا کہ شاعروں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اور حضرت کا یہ فرمانا کہ ہم ایسے شخص کو شیخ ہی نہیں بتائیں گے جو متبع سنت ہی نہ ہو اس کی حقیقت یہ ہے کہ شیخ وہی ہو سکتا ہے جو وارث نبی ہو کیونکہ اتباع سنت میں خاصیت ہے محبت کی، شیخ سے ہمیں محبت اس لئے ہوئی ہے کہ وہ متبع سنت ہے اس کے اعمال مسنون ہیں اور اس کے اعمال مسنونہ کی وجہ سے ہمیں ان سے محبت ہے اور وہ وارث نبی ہے اور شیخ سے محبت بایں معنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور شیخ کے توسط سے نبی تک پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی“۔ الایۃ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی اتباع پر اللہ تعالیٰ

کا وعدہ ہے کہ ہم تم سے محبت کریں گے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ معاملہ ہوا کہ جو شخص اعمال میں آپ کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کریں گے اور شیخ چونکہ وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کی ادائیں بھی وہی ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا محبوب بنا لیا ہے اور جب ہم ان سے محبت کرتے ہیں تو ان اعمال کی وجہ سے کرتے ہیں جو اعمال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ کی محبت میں جو راز پوشیدہ ہے یہ ہے کہ شیخ کی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ تک۔

حضرت تھانوی کی شخصیت اتباع سنت میں ڈھلی ہوئی تھی ہر ہر ادا سنت کے تابع تھی ہم نے حضرت کا یہ دور دیکھا ہے آپ بھی بہت خوش نصیب ہیں جنہوں نے حضرت کو براہ راست نہیں دیکھا لیکن آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھ رہے ہیں اور آپ کے دیکھنے والوں کی باتیں سن رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ بغیر کسی کاوش کے بغیر کسی جستجو کے بغیر کسی جدوجہد کے بغیر کسی محنت کے اپنے مقبول بندوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اس تعلق اور وابستگی کے صدقے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا برزخ اور آخرت میں معذب ہونے سے بچائے۔

دعا:

یا اللہ یہ انعام عظیم کہ بغیر ہماری طلب کے بغیر کسی استحقاق کے ہمیں یہ دولت عظیم عطا فرمائی ہے کہ دور حاضر کے مجدد و وقت سے وابستہ فرما کر ان کی تعلیمات پر کار بند ہونے کی توفیق عطا فرمائی اے اللہ اس میں استقامت عطا فرمائیے دوام عطا فرمائیے

لغزشوں سے محفوظ رکھئے نفس و شیطان کے بہکانے سے محفوظ رکھئے یا اللہ استحکام عطا فرمائیے اور مزید توفیق عطا فرمائیے ہمیشہ نفس و شیطان سے محفوظ رکھیے اور اپنے مقبول بندوں کے ساتھ زیادہ تعلق عطا فرمائیے تاکہ آپ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قوی تعلق ہو جائے مقصود آپ کا تعلق ہے مقصود آپ کا مورد رحمت بننا ہے یہ ذرائع اور وسائل جو ہیں جو آپ نے نعمتیں عطا فرمائیں یا اللہ ان نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے لغزشوں اور خامیوں سے محفوظ رکھئے استحکام عطا فرمائیے۔ یا اللہ ہمارے ایمان میں ایقان کا درجہ عطا فرمائیے اعلیٰ مقام عطا فرمائیے یا اللہ آپ معطلی حقیقی ہیں آپ جو چاہیں جس کو دیں، فضل عظیم جس کو چاہیں عطا فرمائیں ہم آپ کے فضل عظیم کے محتاج ہیں ہمیں اپنے فضل سے محروم نہ فرمائیں ہمیں بھی ہمارے اہل و عیال کو بھی۔ یا اللہ ان نادانوں کے لئے وہ ذرائع اور وسائل نہیں ہیں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائے آپ کی قدرت ہے ہم سے زیادہ ان کو وسائل عطا فرما دیجئے ہمارا حق یہ ہے کہ ہم اپنے اہل و عیال کیلئے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کو بھی اسی زمرے میں شامل کر دیجئے ان کو بھی منہیات اور فواحشات سے محفوظ رکھئے عزیز و اقارب دوست احباب سب کو صراط مستقیم پر محفوظ فرما دیجئے یا اللہ ہر طرح کی شادمانی اور کامرانی جو ایمان سے تعلق رکھتی ہے سب کی سب ہمیں عطا فرمائیے کسی چیز سے محروم نہ فرمائیے نہ دنیا میں نہ آخرت میں ربنا اتنا فی الدنیا حسنة جتنی حسنت آپ دینا چاہتے ہوں اپنے بندوں کو دنیا میں ہم محتاج ہیں اسی کے یا اللہ ہم محتاج ہیں ان حسنت کے جو آخرت میں آپ کے علم میں ہیں یا اللہ ان سے بھی محروم نہ فرمائیے

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفى الآخرة حسنة

یا اللہ ہمیں اپنے مقام غضب سے ضرور بچا لیجئے وقنا عذاب النار چاہے وہ

عذاب نار دنیا کا ہو یا آخرت کا اے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھیے یا اللہ وہ تمام اعمال جو سبب نار ہیں ہمارے احباب ہمارے اقارب کو ہمارے بھائی بہنوں کو اور سب مسلمانوں کو اس عذاب نار اور غضب سے بچا لیجئے اور جو مبتلا ہیں لغوبات میں گناہوں میں یا اللہ انہیں توفیق عطا فرمائیے استغفار کی تائب ہونے کی گناہوں کو چھوڑنے کی یا اللہ اپنا رحم فرمائیے معذب نہ فرمائیے نہ دنیا میں نہ آخرت میں صدقہ و واسطہ اپنے محبوب نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے۔

آمین اللہ العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین



حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ  
کی تصانیف کی اہمیت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ایک موقعہ پر میں نے اپنے حضرت (مولانا اشرف علی تھانویؒ) سے عرض کیا کچھ دینی خدمت کیلئے مجھے بتادیتے کہ میں کیا کروں فرمایا کہ انتباہات مفیدہ کا انگریزی میں ترجمہ کرو خیر مجھ سے نہ بنا اور مولوی تقی نے اس کا ترجمہ کرا کر شائع کرادیا۔  
اب یہ مجدد وقت کا آخری وقت ہے بستر پر لیٹے ہوئے آنکھیں بند کئے ہوئے خواجہ صاحب (خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے اجل خلفاء میں سے ہیں) آپ نے مجھے پہچانا نہیں آپ نے میری قدر نہیں کی خواجہ صاحب آپ نے پہچانا نہیں۔

بے دل خستہ کو پاؤ گے کہاں  
کرلو اس کی مہمانی چند روز

رائٹ ہو جائیں گے قانون شفاء میرے بعد

ہر کے ظن خود شد یار من  
ازدرون من نجست اسرار من

بار بار پڑھتے تھے میں نے کہا یا اللہ اتنا بڑا مجدد آخری وقت میں ایسی حسرت لئے جارہا ہے کون سی ساعت تھی وہ مقبولیت کی۔ لا الہ الا اللہ۔ جس وقت تجھ میرے دل میں پیدا ہوا اور حضرت والا کی اس حسرت کو پورا کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لیا۔

نوٹ: انتباہات مفیدہ ایک نہایت علمی و فکری رنگ کی کتاب ہے اور عقل پرستی سے پیدا ہونے والے شبہات کے اصولی جواب کا بڑا جامع ذخیرہ ہے۔ Answer to Modren کے نام سے یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

حضرت حکیم الامت جو شعر پڑھ رہے تھے ایک دن میں اس کیفیت کو یاد کر کے یہ شعر دہرا رہا تھا کہ قلب پر ایک شعر وارد ہوا، جسمیں حضرت والا کی ہی اس کیفیت کی ترجمانی معلوم ہوتی تھی

سر من از حال من مستور نیست  
لیک چشم و گوش را ہم نور نیست

پہلے شعر کا حاصل تو یہ ہے کہ

ہر شخص نے مجھے اپنے پیمانے میں ناپا اور اپنے خیال میں اپنے جیسا ہی سمجھا لیکن میری حقیقی کیفیت کو کوئی سمجھ نہ پایا۔

اس کو سن کر یہ خیال رہتا تھا کہ خدا جانے حضرت کی حقیقی کیفیت کیا تھی کیا چاہتے تھے؟ جب یہ دوسرا شعر دل میں آیا تو یہ گویا اس کا جواب تھا کہ:

میرا حال ہی میری قلبی کیفیت کا ترجمان ہے  
لیکن ظاہر بین کو اس کا ادراک نہیں ہے

لوگ حضرت سے فیض یاب تو ہوتے رہے مگر زیادہ تر اس چیز کو ملحوظ رکھا کہ ہمارے اخلاق و اعمال درست ہو جائیں علمی نکات اور معرفت کی باتیں اخذ کر لیں اپنے مجاہدات ان کے اثرات اپنی ریاضتیں اور اسکی الجھنیں دور کر لیں وغیرہ لیکن عام طور پر یہ جذبہ کم ہی تھا کہ حضرت والا قدس سرہ کے خاص ذوق کو سمجھا جائے اور اس کو حاصل کیا جائے۔

حضرت کا ذوق یہ تھا کہ انسانی زندگی کی ہر نقل و حرکت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو شریعت و طریقت، احوال و آثار ہر چیز میں معیار سنت ہی کو بنایا جائے۔

اس شعر کے دل میں آنے سے میرے دل میں جو خلش تھی کہ حضرت والا کیا حسرت دل میں رکھتے ہیں؟ اس کا جواب مل گیا اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت کے ذوق کو پہچاننے کا بھی راستہ سمجھ میں آ گیا کہ حضرت والا کے حالات و واقعات اور تعلیمات سے اس ذوق کو اخذ کیا جائے۔

### اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت کا مجدد بنایا تھا مجدد کسے کہتے ہیں؟ مجدّ دوہی ہوتا ہے جو شریعت و سنت کا احیاء کرے حضرت والا کے تمام مواضع ملفوظات بھرے ہوئے ہیں اسی کی تعلیم سے سارا کارنامہ آپکا احیائے سنت کا ہی ہے یہ میرے حضرت کا خاص ذوق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر عالم امکان میں کچھ بھی نہیں کوئی چیز معتبر نہیں کلام اللہ کی عملی تفسیر، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو جب تک دین، اشاعت دین، تبلیغ دین کی بنیاد میں اتباع سنت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جذبہ میرے دل میں پیدا فرمایا کہ چونکہ مجدد وقت کا کارنامہ احیاء سنت ہے، اس احیائے سنت کے لئے عملی زندگی کی ایک آسان انداز کی فہرست بنادی جائے تاکہ ہر شخص اس کو اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے شب و روز سنت کے سانچے میں ڈھال سکے، تو الحمد للہ یہ کتاب ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ اسی جذبہ سے مرتب ہو گئی اب تک اس کے پچاس سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور عربی، فارسی، گجراتی، سندھی، انگریزی، ہندی اور بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ ہو کر شائع ہو رہے ہیں۔ آٹھ، دس سال میں اس کتاب کی ایسی پذیرائی ہوئی کہ میں خود حیرت

میں ہوں۔ اسکی اس مقبولیت سے معلوم ہوا کہ یہ چیز مجبہ دوقت کے مقاصد میں سے تھی اور اس مجدد کے خاص ذوق کی چیز تھی اور اس کتاب کی یہ مقبولیت منجانب اللہ تھی۔

تو الحمد للہ ایک مجبہ دوقت کے فیضان کی بنیادی چیز کو واضح کرنے اور اس پر سہولت سے عمل کرانے کا کام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے لے لیا۔ یہ ہے ذوق ایک مجدد وقت کا کہ اتباع سنت کرو اور اتباع کیسے کریں یہ کتاب اس کا آسان جواب ہے۔

اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کتاب اردو میں اب تک نظر سے نہیں گذری تھی اس سے انسانی زندگی کے تمام عملی پہلوؤں پر احادیث مبارکہ جمع کر دی گئی ہیں دیگر عملی اور تاریخی باتوں کو حدیث کی مستند کتابوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے لیکن ایک عام آدمی کو اپنے عمل کے لئے جو اسوہ اور نمونہ درکار ہے وہ بھی اس کتاب سے با آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

الحمد للہ اچھے اچھے علماء نے اس کو دیکھا ہے اور پسند کیا ہے۔ حتیٰ کے بعض عرب علماء نے بھی اس کی تحسین فرمائی ہے۔

### ماثر حکیم الامت

تو میں نے حضرت کے ذوق کو، حضرت کے کارناموں کو، حضرت کے مجبہ دانہ اہم کاموں کو ایک کتاب میں یکجا مرتب کر دیا کہ پڑھنے والے کے سامنے اس چودھویں صدی کے مجدد کی شخصیت کھل کر سامنے آجائے جس نے ہمارے دین کی صحیح شکل نکھار کر امت کے لئے راہ عمل صاف کر دی۔ کہنے کو یہ کتاب ایک سوانح حیات ہے مگر میں نے اس میں حضرت کی عملی زندگی کو نمایاں کیا ہے۔ عام طور پر بزرگوں کی سوانح حیات میں ان کے کمالات اوصاف ان کی خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے مگر پڑھنے والے

کے دل میں پڑھ کر یہ حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش مجھے پہلے معلوم ہو جاتا کہ یہ ایسے بزرگ ہیں، میں انکے قدم چومتا ان سے دعائیں لیتا، نصیحت حاصل کرتا کیونکہ عموماً سوانح حیات میں انکے کمالات کا تذکرہ ہی ہوتا ہے انکی ایسی عملی زندگی جس پر پڑھنے والا بھی چل سکے کا ذکر بہت کم ہوتا ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتا۔ ایک صاحب ہمارے پاس آئے، عالم ہیں اور صاحب قلم بھی ہیں، وہ ایک معروف بزرگ کی سوانح مرتب کر رہے تھے ہم سے اس کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ میں مواد جمع کر رہا ہوں انشاء اللہ اپنے مرحوم بزرگ کی سوانح حیات لکھوں گا۔ میں نے کہا ضرور لکھیے، جب شائع ہوگی میں بھی پڑھوں گا، مگر پڑھ کر یہی کہوں گا کہ کاش مجھے ان کی زندگی میں انکا یہ تعارف حاصل ہو جاتا۔ مگر میں نے اپنے شیخ کی سوانح مرتب کی ہے شائع بھی ہوگئی ہے، اسے پڑھیے۔ کاش کا لفظ زبان پر نہیں آئے گا۔ پڑھتے جاؤ فائدہ اٹھاتے جاؤ۔ عملی رہنمائی بھی ملے گی اور دل میں تغیر بھی پیدا ہوگا۔ اس میں ایک اور خصوصیت ہے کہ کتاب کے مختلف مضامین میں ہر عنوان کے تحت حضرت حکیم الامتؒ ہی کے ارشادات موجود ہیں، کہ میں فلاں کام اس طرح کرتا ہوں، فلاں موقع پر ایسا کرتا ہوں، میں نے یہ ارشادات اسی لئے نقل کر دیئے ہیں کہ حضرتؒ کی زندگی ڈھلی ہوئی تھی اتباع سنت میں۔ اس لہذ سے دیکھا جائے تو سوانح کو خود نوشت سوانح بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے ہر عنوان کے نیچے حضرت ہی کے ملفوظات ہیں جس سے یہ سوانح معتبر و مستند بھی ہوگئی، اب کوئی یہ نہیں کہے گا ”مریداں می پرانند“ والا معاملہ ہے الحمد للہ حضرت کی یہ سوانح بھی ایک منفرد انداز سے مرتب ہوگئی۔

بصائر حکیم الامتؒ

ہمارے حضرت حکیم الامتؒ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مجدد تھانویؒ نے

تصوف میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا ہے۔ شریعت کی جو چیزیں طریقت میں خارج کر دی گئی تھیں جس کی وجہ سے لوگ صحیح رستے سے بہک گئے تھے، اس مجددِ وقت نے سنت کی کسوٹی پر ہر چیز کو پرکھنے کا معیار قائم کیا اور طریقت و شریعت کو ہم آمیز کر دکھایا اس مجددانہ خدمت کا تعارف کرانے کے لئے حضرت والا ہی کی برکت سے تصوف جیسے اہم اور نازک فن پر یہ کتاب ایسی مرتب ہو گئی کہ فن سلوک اور احسان کا کوئی گوشہ چھوٹا نہیں ہے۔ بصائر جیسی کوئی کتاب نہیں ملے گی آپ کو۔ میری بھی نظر ہے کہ جس میں تصوف کو فن کی صورت میں مرتب کیا گیا ہو آج تک۔ اور اسمیں پھر وہی کمال ہے چھ سو صفحہ کی کتاب ہے وہ حضرت کے ملفوظات، انتخاب مضامین، ترتیب مضامین، عنوانات مضامین، اپنا ایک قول بھی نہیں۔ چھ سو صفحہ کی کتاب میں سب حضرت ہی کے جمع کردہ ہیں یہ کتنا بڑا کام ہے۔ الحمد للہ تجدید سلوک تصوف پر حضرت والا ہی کے ذوق کی ترجمانی اس کتاب سے ہوتی رہے گی اپنی جگہ یہ بھی ایک بے مثال کتاب ہے۔

اصلاح المسلمین

الحمد للہ یہ کتاب بھی حضرت والا ہی کے ملفوظات اور مواعظ کے مضامین کا انتخاب ہے اس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق ان پانچوں شعبہ زندگی کے بارے میں مختصر انداز سے حضرت کی باتیں جمع کر دی ہیں جو عام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہیں الحمد للہ یہ بھی شائع ہو چکی ہیں۔

معارف حکیم الامت

پھر اس کے بعد معارف آتی ہے بعض علمی رنگ کے مضامین، یا دین پر اعتراضات اور انکے جواب فلسفیانہ مباحث جو حضرت والا کے ملفوظات اور مواعظ

میں منتشر تھے انکو مناسب عنوانات سے معارف حکیم الامت کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ الحمد للہ اب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، مآثر حکیم الامت، بصائر حکیم الامت، معارف حکیم الامت، جواہر حکیم الامت اور معمولات یومیہ یہ تمام حضرت کے ذوق میں ڈوبی ہوئی چیزیں ہیں اب اس میں فخر والی بات کہاں، پندرہویں صدی کا اولین مؤلف میں ہوں کہ جس نے مجتہد وقت کے تمام کارناموں کو مدون کر کے رکھ دیا ہے۔

### معمولات یومیہ

معمولات یومیہ تو الہامی چیز ہے اور بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس کی مقبولیت کے مبشرات بھی ہیں۔

ایک مولوی قاسم صاحب ڈیرہ اسماعیل خان میں رہتے ہیں اللہ ان پر کرم کرے۔ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا اور اس میں اپنا ایک خواب بیان کیا کہ

”مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت بڑے بڑے بزرگان دین معتکف ہیں اور آپ (عارفی صاحب) ستونِ توبہ کے اوپر تقریر کر رہے ہیں اور سب بزرگ اس کو سن رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ”توبہ کرو، استغفار کرو، اللہ کی رحمت کے امیدوار رہو، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو، بہت مختصر سمجھو وقت کو“ ہمارے حضرت بیٹھے ہوئے ہیں، مولانا گنگوہی بیٹھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے تشریف لائے اور دونوں کے درمیان میں بیٹھے گئے، مولانا گنگوہی کے اور مولانا تھانوی کے اور ہمارے حضرت کے سامنے معمولات یومیہ کا ڈھیر لگا ہوا ہے، آپ بھی حاضر ہوئے، سبھوں نے مصافحہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اٹھائی فرمایا یہ کتاب تم نے بہت اچھی لکھی



ہے۔ اشرف! اس کتاب کو مسلمانوں میں تقسیم کر دو جو پڑھے گا اور عمل کرے گا انشاء اللہ فلاح دارین نصیب ہوگی، یہ بشارت ملی اس کتاب کو۔“

پہلا مضمون نظم الاوقات کی قدر کرو، یہ نظم الاوقات قدر کی چیز ہے الحمد للہ یہ صلہ ملا ہے اللھم لك الحمد ولك الشکر ہزاروں جانیں قربان ہو جائیں، ہزاروں زندگیاں قربان ہو جائیں اس ادا پر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے یہ خطاب ملا کہ بہت اچھی لکھی ہے، اشرف کہہ کہ بلایا اور فرمایا کہ یہ کتاب مسلمانوں میں تقسیم کر دو جو پڑھے گا فلاح دارین نصیب ہوگی۔ تو بھی وقت کی بڑی قدر کرو، اس کی بڑی قدر کرو ایک خزانہ ہے یہ، بار بار نہیں ملتا۔

معمولات یومیہ میں ہر طالب اصلاح کے لئے ہر ضروری امور کی فہرست دے دی گئی ہے، صبح شام کے اذکاروں اور دعاؤں کی ترتیب کا تذکرہ ہے، غرض سائلین طریقت کے لئے بڑے جامع انداز سے رہنمائی کر دی گئی ہے۔

### احکام میت

۵۱-۱۹۵۰ء میں جب میں پاکستان آیا تو میں نے دیکھا کہ صحیح العقیدہ مسلمان بھی جب کسی تدفین کے لئے قبرستان جاتے ہیں تو مختلف غیر مسنون کام، بدعتیں کرتے ہیں، یہ صورتحال دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا چنانچہ عام مسلمانوں کی اس مسئلے پر رہنمائی کے لئے میں نے ایک کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا اور ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا۔ ایک صاحب نے کہا اسے ہم چھاپیں گے میں نے مسودہ انہیں دے دیا۔ دس برس تک وہ انکے ہاں پڑا رہا، پھر کسی اور صاحب کو دی گئی پانچ برس انکے ہاں یہ مسودہ پڑا رہا۔

انتاعرصہ گزر جانے کے بعد مجھے خیال ہوا کہ اس پر نظر ثانی کر لی جائے چنانچہ

دوبارہ ترتیب دی اس کتاب کو شروع کیا مرض الوفات کے حالات سے، پھر تجہیز و تکفین کے مسائل یکجا طور پر نقل کئے پھر اس میں وصیت نامہ اور ترکہ کے احکام بھی شامل کر لئے اس طرح یہ بھی اپنے موضوع پر ایک منفرد انداز کی کتاب مرتب ہو گئی اور بہت سے علمائے کرام نے اس پر نظر بھی فرمائی، اور خوب انداز سے شائع ہو گئی۔

تالیف و ترتیب میں حضرت عارفیؒ کی ایک عادت

الحمد للہ میں نے جو کتابیں مرتب کی ہیں، انکے مضامین اگرچہ سبھی اپنے حضرت کے مواعظ اور ملفوظات اور دیگر مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں مگر پھر بھی میری عادت یہ رہی ہے کہ اپنے احباب کو دکھلا دیتا ہوں اس میں میری نیت یہ ہوتی ہے کہ یہ احباب بھی ثواب میں شریک ہو جائیں۔ اور اس سلسلے میں ایک بات اور بھی ہے جو ذرا گہری اور باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اس طریقے سے اپنے نفس کی حفاظت کرتا ہوں کیونکہ جب اس کتاب کی تحسین و تعریف ہو تو میرا نفس مجھے یہ نہ کہے کہ تم نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کی بڑی تحسین ہو رہی ہے۔ اور واقعی یہ بات بھی ہو، کے اس کی خوب تعریف لوگ کر رہے ہوں تو اس وقت میں اپنے نفس سے خطاب کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ کتاب فلاں فلاں حضرات کو دکھائی تھی، اور انکی تصدیق کے بعد شائع کی گئی ہے۔ اگر ان حضرات کی تصدیق نہ ہوتی تو کیسے کام چلتا، تو اس میں تو سبھی شریک ہیں میں کیا اکیلا ہی اس کام کو کرنے والا ہوں؟ تو پھر نفس کو فخر و مباہات کا الحمد للہ موقع نہیں ملتا۔ اب یہ ایک باریک بات ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے۔

یا اللہ ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے: دین کامل اور دین صادق عطا فرمائے اور اس کے

اوپر اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائیے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے اور اگر ہم سے لغزشیں ہوں، کوتاہیاں ہوں، تو اے اللہ اپنی شان رحیمی و رحمانیت سے معاف فرماتے رہیے۔

اللهم زدنا ولا تنقصنا واكرمنا ولا تهنا واعطنا ولا تحرمنا واآثرنا ولا تؤثر علينا وارضنا وارض عنا.

یا اللہ ہم سے راضی ہو جائیے ہم کو راضی کر لیجئے یا اللہ آپ نے جب دین عطا فرمایا ہے تو اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائیے اس کو شرف قبولیت بھی عطا فرمائیے اعانت و نصرت بھی فرمائیے ہماری ایمانی قوتوں کو ہمارے ایمانی تقاضوں کو بیدار فرمائیے تاکہ ہم آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل سکیں اور اس طرح چل سکیں جیسے آپ کے مقبول بندے جن سے آپ نے ہم کو وابستہ کیا ہے۔ یا اللہ ان کے درجات بلند فرمائیے ان کو عالی مرتبہ عطا فرمائیے ان کے فیوض و برکات کو جاری و ساری فرمائیے تمام مسلمانوں کو اس سے فیضیابی نصیب فرمائیے یا اللہ ہم سب سے محتاج ہیں یا اللہ نفس و شیطان ہمارے ساتھ ہے اس سے ہمیں محفوظ رکھیے۔

اللهم انی اعوذ بك من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا.

یا اللہ ہماری حفاظت فرمائیے۔

اللهم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرة

جو دین عطا فرمایا ہے اس میں استقامت عطا فرمائیے اسی پر زندگی عطا فرمائیے اپنی رضا کاملہ کا مورد بنا دیجئے یا اللہ اسی پر ہماری موت ہو اور اسی پر ہمارا حشر ہو۔

رب اعوذ بك من همزات الشیاطین ۝ اعوذ بك ان یحضرونا.

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وعلی آلہ  
واصحابہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

## اصلاحی تعلق کی برکت

۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء بروز پیر

۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء بروز جمعرات

بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمده و نصلى على رسوله الكريم  
أتما بعد

اگر کوئی شخص دین کی بات پوچھ لے یا کوئی سوال کر لے تو اس پر زبان کھل جاتی ہے اور مزہ آنے لگتا ہے بات کرنے میں۔

کھانا کھاتے وقت کس طرح کی باتیں کی جائیں؟

ایک بزرگ تھے مدینہ طیبہ میں مولانا بدر عالم میرٹھی بڑے درجے کے عالم تھے۔ اخیر عمر میں ان کے سر میں چکر آتا تھا بیٹھتے نہیں تھے لیٹے رہتے تھے بے چارے بہت مجبور ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے کھانے پر مدعو کیا تو میں نے عذر کر لیا کہ آج میں کسی دوسری جگہ مدعو ہوں تو انہوں نے دوسرے روز اتنے ہی تکلف کے ساتھ مجھے اور میرے ساتھیوں کو بلا لیا اب وہ لیٹے ہوئے تھے اور دوسرے لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے کہ حضرت مولانا تھانویؒ کا کیا معمول تھا کھانا کھاتے وقت کس طرح کی باتیں کرتے تھے۔ اب ہم کھانا کھا رہے ہیں اور ان کا جی چاہتا ہے کہ میں حضرت کی باتیں سنوں۔ انہوں نے حضرت کا معمول پوچھا تو ہم نے کہا کہ حضرت والا کی ہر اداسنت میں ڈھلی ہوئی تھی اور حضرت نے اپنی عادت ثانیہ بنالی تھی۔ حضرت کی عادت کھانے کے وقت کوئی اہم بات کرنے کی یا غور طلب بات کرنے کی نہیں تھی بلکہ تفریحی باتیں کرتے تھے کبھی کوئی بات چھیڑ دی اور کبھی کوئی بات چھیڑ دی کوئی خاص بات نہیں تھی اسی طرح کھاتے بھی رہتے اور تفریحی باتیں بھی کرتے رہتے۔ لہذا کھانے کے وقت تفریحی باتیں ہی کرنا چاہیے کوئی اہم بات تصوف، یا شریعت کی وہ اس وقت نہیں کرنا چاہیے۔ ہر بات کا ایک موقع اور محل ہوتا

ہے۔

کھانے کے دوران سوال و جواب:

اب اس کے بعد پوچھا کہ کیا چیزیں مرغوب تھیں حضرت کو۔ کیا کیا کھاتے تھے تو مجھے جو کچھ معلومات تھیں میں بتاتا رہا۔ حضرت کی تفریح بھی ہوگئی اور کھانا کھاتے رہے وہ بھی ایک آدھ سوال کرتے رہے تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی پوچھ لے تو زبان کھل جاتی ہے لیکن جب کوئی عنوان ہی نہ ہو گفتگو کرنے کا تو طبیعت کھلتی نہیں ویسے تو بھائی جتنی اہم باتیں تھیں معاشرے کے لحاظ سے، اخلاق کے لحاظ سے، عقائد کے لحاظ سے، عبادات کے لحاظ سے مختلف نشتوں میں کچھ نہ کچھ ہم کہتے رہے الحمد للہ آپ لوگوں کو طلب ہے اور آپ لوگ کچھ فائدے بھی محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک واسطہ بنا دیا ہے کسی کو اچھی بات معلوم ہو جائے۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر:

ایک دن بڑا لطیفہ ہوا کہ ہم تنہا پہنچ گئے حضرت شاہ بدر عالم میرٹھی کے پاس اور کوئی ساتھ نہیں تھا کہنے لگے کہ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق حضرت ”کی کیا رائے تھی میں نے عرض کیا کہ نماز کے اندر لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کو حضرت اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

بجلی فیل ہونے کا اندیشہ:

اور اسی طرح اذان میں بھی کیونکہ آدھی اذان ہوئی اور بجلی فیل ہوگئی۔ خطبہ ہو رہا ہے۔ بجلی فیل ہوگئی۔ نماز ہو رہی ہے۔ بجلی فیل ہوگئی یعنی بجلی چلی گئی تو اب مقتدیوں کو دھوکا ہونے لگتا ہے نماز میں۔ پہلے تو مکبر ہوا کرتے تھے دوسری صف میں سے تکبیر کہتے رہتے تھے، اس لیے میں نے کہا کہ حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

## ریڈیو کا استعمال:

کہنے لگے اچھا ریڈیو کے متعلق حضرت کی کیا رائے تھی میں نے کہا کہ ریڈیو کے متعلق بھی حضرت کی یہی رائے تھی کہ اس کا اچھا اچھا ہے اور برا ہے۔ اگر کوئی تقریر ہے یا اہم اعلان ہے، یا کسی کا رویہ اور اخلاق کی خبر رسانی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اگر اس میں گانا بجانا یا لغو پروگرام ہے تو اس سے وقت کا ضیاع بھی ہے اور سننے والے کے اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں اور ایک لغویت محض ہے حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر کے بیانات، احادیث کا بیان کرنا اس کو بھی حضرت پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ آلات لہو و لعب ہیں، اب جس اسٹیج سے بے حیاء، بے شرم عورتیں بجا رہی ہوں۔ لغو پروگرام نشر کیے جا رہے ہوں اس پروگرام اور اس اسٹیج پر اللہ کا کلام بھی آجائے۔ احادیث نبوی بھی آجائے تو یہ بے ادبی ہے اور احترام کے خلاف ہے۔ اس لیے حضرت اس کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ اس اسٹیج سے اسی قسم کی چیزیں نشر کی جائیں۔ ٹیپ ریکارڈر کا استعمال۔

کہنے لگے کہ ٹیپ ریکارڈر کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کہا کہ ٹیپ ریکارڈر تو بالکل محفوظ چیز ہے۔ جیسی بات کہی گئی سن لی گئی یعنی اس کے سننے اور سنانے میں تو کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ آپ سے میں کیا مسئلے بیان کروں بات جو تھی میں نے حضرت کی عرض کر دی کہنے لگے کہ اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ٹیپ ریکارڈر سن لیجیے اور کہنے لگے جلدی بلاؤ جلدی بلاؤ اس لڑکے کو کہا کہ ٹیپ ریکارڈر لاؤ۔ ٹیپ ریکارڈر آیا تو اس میں انہوں نے شانِ خدا یا ایسی کوئی نظم ہے شانِ کریم چھپی ہوئی بھی ہے کتاب میں ہمارے پاس ہے۔ کہنے لگے کہ ہم نے ایک نظم کہی تھی تو اس کو ہمارے ایک



دوست نے سنائی ہوئی ہے اور وہ ٹیپ ہو گئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آپ کو سناؤں کتنے عنوانات سے انہوں نے اس چیز کا جواز دے کر سنانا شروع کیا بڑے خوش ہوئے پھر وہ۔ یہاں جب کراچی آئے وہ انگریزی تعلیم یافتہ بڑے عہدے پر تھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا انہوں نے۔ انہیں حدیث سے بڑا شغف ہو گیا تھا تو اس میں انہوں نے علم حاصل کیا حدیث کا اور احادیث بیان کرتے تھے۔ یہاں جب کراچی میں تو بہت تنگ حال تھے کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا ان کا بہت تنگی سے ان کے رہنے سہنے کا بھی انتظام تھا ان کا، بہت تنگی سے اخراجات پورے ہوتے تھے ان کے۔

ماہانہ ایک ہزار کوٹھکرا دیا:

یہاں نشتر صاحب وزیر تھے وہ ان کو جانتے تھے انہوں نے کہا کہ ایک ہزار روپیہ تم کو گورنمنٹ دے گی آپ پندرہ منٹ احادیث نبوی ریڈیو پر سنا دیا کریں انہوں نے کہا کہ میری جان جاتی رہے میں اس طرح ادب و احترام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا میں احادیث نبوی کو ریڈیو پر نہیں سنا سکتا۔ لہذا ایسے تنگی کے عالم میں احادیث نبوی کو ریڈیو پر سنا نا گوارہ نہ کیا۔ تو اس شان کے وہ آدمی تھے۔ اسی ضمن میں ان کا ایک واقعہ یاد آیا۔

اللہ کے دونوں ہاتھ میمن ہیں:

مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے مدینہ طیبہ میں جا کر رہ گئے تھے اس کا واقعہ بھی سنائیں کہ وہاں بھی کوئی ذریعہ معاش نہیں کوئی سلسلہ نہیں اللہ تو کل پر جا کے رہ گئے تو جہاں مسجد نبوی میں بیٹھا کرتے تھے تو ایک عربی بھی ان کے بائیں طرف آکر بیٹھ جاتے تھے خود ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوا کہ کوئی ایک اور صاحب آکر بیٹھ گئے وہ عرب صاحب دائیں جانب آکر بیٹھ گئے تو عرب نے ان سے کہا کہ معاف کرنا

آج میں آپ کے دہنے ہاتھ میں بیٹھ گیا ہوں انہوں نے بے ساختہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ یمن ہیں۔ اس نے کہا اَنْتَ عَالِمٌ آپ عالم ہیں انہوں نے کہا نہیں میں تو ایک معمولی سا آدمی ہوں۔ ان کو بے ساختہ ان کا کہنا کہ دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے یمن ہیں سمجھا کہ یہ کوئی علمی آدمی ہے۔ کچھ پوچھنا شروع کیا وہ کوئی عہدے دار بڑا سرکاری افسر اس نے جا کر فوراً ذکر کیا اپنے آفسر سے اور ان سے پوچھا کہ کہاں رہتے ہو ان کا وزیر تھا اس کا مکان خالی تھا مدینہ طیبہ میں وہ ان کو مکان دے دیا اور پھر اس کے بعد کوئی اور صورت ایسی ہوئی کہ ان کا وظیفہ بھی مقرر ہو گیا تو دونوں ہاتھ اللہ کے یمن ہیں اس بیان سے ایسی برکت ہوئی اس کے بعد کہ ان کی گزراوقات کے لئے وظیفہ بھی مقرر ہو گیا۔ بڑے متوکل آدمی تھے۔

درس حدیث سے کچپی:

کہنے لگے کہ ایک دن ہم مسجد نبوی میں درس دے رہے تھے حدیث شریف پڑھی قال قال رسول اللہ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث سے یہ منشاء ہے تو کہتے ہیں کہ دفعتاً حال میری یہ ہوا کہ یوں محسوس ہوا کہ حضور سن رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ حضور کا منشاء یہ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کر لیا کہ میرا منشاء یہ نہیں تھا تو میں کیا جواب دوں گا۔ کہنے لگے کہ بدن میں لرزہ طاری ہو گیا اس قدر خوف پیدا ہو گیا یہ کہہ کر کہ اس حدیث کا منشاء ہے۔ حضور سن رہے ہیں اگر ناراضگی کا اظہار کیا کہ میرا تو یہ منشاء نہیں تھا۔ تو ایسی کچپی ہوئی کہ اس دن سے ہمت نہیں ہوئی درس دینے کی گھر چلے گئے تو یہ ایسے لوگ تھے۔ باقی کسی کو اللہ تعالیٰ عجیب و غریب مراتب عطا فرماتے ہیں۔

تواضع اور انکساری:

ہم سے بڑی محبت کرتے تھے ہماری ایک کتاب چھپی تو ہمارے ایک دوست نے

ان کو جا کر دی سرہانے رکھی ہوئی تھی دوسرے دن ہم پہنچے کتاب نکالی اور ایک نعت سنائی۔

جب کبھی وہ ادھر سے گزرے ہیں  
کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں  
پڑھ کر ہم کو سنانا شروع کی۔ خود ہی لیٹے لیٹے۔ جب اس شعر پر پہنچے  
دل پہ ایک تازہ چوٹ کھائی ہے  
جب بھی ہم ان کے در سے گزرے ہیں  
تو رونے لگے آنکھوں میں آنسو آگئے۔

یہ اللہ والوں کی ادائیں بھی بڑی خوب ہوتی ہیں ہم بھی بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں  
ایک عرب آگئے یہ لیٹے ہوئے تھے اس عرب نے کہا کہ بہت جی چاہتا ہے اجازت  
دیجئے کہ میں آپ کی پیشانی کو بوسہ دوں اور آپ سے معافہ کروں خوشی آپ کی لہذا  
اجازت دے دی انہوں نے معافہ اور بوسہ کر لیا۔ تو میں نے کہا کیا مجھے محروم رکھئے گا  
کہنے لگے نہیں تو ایسے متواضع لوگ تھے۔ آگے سے کچھ بھی نہیں کہا کہ آپ یہ کیا کرتے  
ہیں بالکل متواضع اور عاجزی تھی۔ اور پاک صاف اور نیک طینت، بے تکلف اسلام  
اور بے تکلف ایمان ان لوگوں کا ہوتا ہے آج ان کی باتیں اتنی آگئیں اللہ تعالیٰ ان کے  
درجات بلند فرمائے۔ بڑی دین کی خدمت کرتے رہے۔

حضرت تھانویؒ کی بلندی:

اہل حق کسی بھی مسلک کے ہوں، کسی بھی سلسلے کے ہوں ہمیشہ ان میں صداقت  
ہوتی ہے۔ اخلاص ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت تھانویؒ کی سب لوگ قدر کرتے تھے۔  
مختلف سلسلے والے نقشبندیہ، قادریہ کوئی بھی ہوں۔ ہمارے حضرت کی بڑی قدر کرتے

تھے۔

ایک صاحب تھے عبد المالک صاحب ان کا اور میرا ساتھ ہو گیا نقشبندیہ سلسلہ کے تھے کہنے لگے بھائی دنیا خالی نہیں ہے۔ بڑے بڑے بزرگ موجود ہیں اس وقت۔ بڑے بڑے درجے کے لوگ ہیں جس سے چاہو بیعت ہو جاؤ۔ جس سلسلے سے چاہو جڑ جاؤ بڑے بڑے فیوض و برکات والے لوگ ہیں کہنے لگے لیکن بھائی سچی بات اگر پوچھتے ہو تو اپنے تجربے سے کرتا ہوں یعنی کتنے برس کے تجربے سے کہ جو عقدے باطن کے حضرت تھانویؒ کے فقروں سے حل ہوتے ہیں وہ کسی کی تقریروں اور تحریروں سے حل نہیں ہوتے۔ کہنے گے سچی بات تو یہ ہے کہ حضرت کا ایک فقرہ بھی بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دل کی گرہ کھول دیتا ہے۔

حق پسند لوگ:

ایک بزرگ تھے وہ یہاں آیا کرتے تھے مولانا عبد الغفور مدنی صاحب میں نے ایسا متواضع آدمی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا ہی کیا اوّل تو۔ سابقہ پڑا بھائی بڑے عالموں سے بھی اور سلسلوں سے بھی اتنا متواضع میں نے نہیں دیکھا۔ برہنہ پا آتے تھے مجھے رہائش گاہ تک پہنچانے کے لئے کہتے تھے کہ تمہاری حضرت سے نسبت ہے۔ تو جو لوگ حق پسند ہوتے ہیں وہ کبھی یہ نہیں دیکھتے کہ نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ کیا چیز ہے بلکہ وہ دیکھتے ہیں کہ حق کہاں ہے تو وہ ایسے قدر دان تھے۔

ایک عجیب واقعہ:

بہت سخت بیمار ہوئے مولانا عبد الغفور صاحب مدنی یہاں آئے علاج کے لئے تو ان کے ایک مرید نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالحی نے آپ کو سلام کہا ہے اور کسی وقت آکر آپ سے ملیں گے۔ کہنے لگے نہیں ڈاکٹر صاحب کو زحمت نہ دیں میں خود چلوں گا۔ خیر یہاں

ڈاکٹروں نے معائنہ کیا ان کے قلب کے اوپر کوئی اثر تھا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اب ان کا مرض جو ہے وہ قابو میں نہیں آسکتا۔ بہت بڑھ چکا ہے ان کو واپس لے جاؤ واپس چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے تار کیا یہاں پا کولا والوں کو کہ ڈاکٹر عبدالحی کو لے کر فوزا ہوائی جہاز کے ذریعے آجاؤ۔ دو آدمی میرے پاس پہنچے شام کو کہ حضرت نے آپ کو یاد کیا ہے بہت جلدی لہذا جلدی چلے۔ میں نے کہا تو اب دیکھئے اس میں غور کرنے والی بات ہے۔ تو میں نے کہا من جانب اللہ ایک سامان ہوا ہے روضہ اقدس پر حاضری ہو جائے گی ایک عمرہ بھی مجھے مل جائے گا۔ اگر میرا شیخ سے تعلق نہ ہوتا اور میرے شیخ کو پہچاننا بھی آسان نہیں تھا اللہ کا احسان عظیم ہے کہ ان کی صحبت میں رہ کر کچھ فہم پیدا ہوئی لہذا میں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا میں نے کہا مفت میں منجانب اللہ ایک سامان ہوا ہے فوراً قلب نے اور ضمیر نے کہا کہ تم کو یقین ہے کہ انہوں نے بلایا ہے اور تمہاری دوا سے فائدہ ہو جائے گا یہاں کے ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں اور غرض تمہاری ان کی اخراجات سے ان کے لے جانے اور پہنچانے سے کہ ایک سہولت جو ملی ہے وہاں سے عمرہ ہو جائے گا، روضہ اقدس پر حاضری ہو جائے گی کتنی بڑی خیانت ہے کہ ان کی امید بن کے جارہے ہو کہ ان کے آنے سے کچھ علاج ہو جائے گا۔ کہا تمہیں تقویت ہے اس کی تم کو اطمینان ہے کہ تمہاری دوا سے افاقہ ہو جائے گا۔ جب کہ ڈاکٹروں نے اور اسپیشلسٹ سب نے جواب دے دیا۔ میں نے کہا یقیناً یہ خیانت ہے میں نے معذرت کر لی۔ اب اس کو کہتے ہیں فیوض شیخ۔ شیخ کی توجہ کہ تم خائن بن رہے ہو۔ غرض تو تمہاری یہ ہے کہ تم عمرہ کر لو گے اور روضہ اقدس پر حاضری دے لو گے۔ اور بہانہ جو ہے یہ تمہاری نیت کا خلوص نہ ہوگا۔ بلکہ یہ تمہارا ایک دھوکا ہوا میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ دیکھیں سچی بات تو یہ ہے کہ ان کی حالت غیر قابل اطمینان ہے۔ آپ

جار ہے ہو تو ہوائی جہاز سے آپ میری دوائیں لے جائیں تین دن کی دوا دیتا ہوں  
 اگر اس سے کچھ افاقہ محسوس ہو تو پھر تار دے دیجیے گا میں چلا آؤں گا تو تین دن کے  
 اندر ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے بڑا اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ دیکھیے میں کتنا بڑا خائن ہوتا  
 کہ اس بہانے سے پہنچ جاتا اور پھر مجھے اطمینان بھی نہیں تھا۔ اور خلوص بھی نہیں تھا  
 نیت میں، تو ایسے وقت میں شیخ کی رہبری اور رہنمائی ہوتی ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان  
 ہے کہ بجائے اس کے کہ افسوس ہوتا بڑی خوشی ہوئی۔ جو کہتے ہیں کہ بزرگوں کے  
 فیوض و برکات کیا ہوتے ہیں بس اللہ تعالیٰ عین موقع کے اوپر ہدایت عطا فرمادیتے  
 ہیں۔ ورنہ یہ بات میرے دل میں عمر بھر کھکتی۔

ایک اور حج کی پیش کش:

ایک ایسا اور موقع ملا جس میں اللہ تعالیٰ نے میری رہبری کی کہ میں حج و عمرہ و  
 زیارات مدینہ کے متعلق کچھ مشتاقانہ باتیں کر رہا تھا ایک صاحب کہنے لگے کہ آپ  
 سے کوئی چپکے سے بات کہنی ہے کہنے لگے کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں حج کراؤں گا  
 سارے اخراجات میرے ذمے میں نے کہا نہیں کہنے لگے کہ آپ بالکل بے تکلف  
 ہو جائیں۔ اب صاحب ایسا محسوس ہوا کہ کان میں شیخ سعدیؒ نے شعر پڑھا۔

رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است

تاویلات کرنا جرم ہے:

ارے میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ شیخ سعدی مجھے چپکے سے کہہ گئے میں  
 نے کہا کہ بھائی میں مقروض بہت ہو رہا ہوں آج کل جب تک قرض ادا نہ ہو جائے  
 میں نہیں جانا چاہتا۔ کہنے لگے کہ قرض میں ادا کر دوں گا قسطوں میں آپ ادا کر دیں۔

اب کیا عذر کروں میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا قصہ مختصر کہ میرا دل نہیں چاہتا۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ کسی شیخ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اللہ خود رہبری و رہنمائی فرماتے ہیں۔ ورنہ انسان بذات خود کیا طے کرے۔ نفس نہ جانے کتنے فریب دیتا ہے۔ کتنے دھوکے دیتا ہے۔ کتنی تاویلیں کرتا ہے۔ کتنی مصلحتیں بتاتا ہے۔ اب طریقت جس کا نام ہے اللہ کا تعلق جس کا نام ہے، اتباع سنت جس کا نام ہے، وہاں تاویلات اور مصلحت کوئی جرم ہے۔ عافیت یہ بڑی چیز ہے۔ یہ اخلاص نیت ہے۔ صداقت ہے۔ یہ انسان کی شرافت کے بڑے جوہر ہیں اسلام کا بڑا طرہ امتیاز چیز ہے تقویٰ، دعا ہے، اخلاص ہے، صداقت ہے۔ تو یہ چیزیں ان کی تعریف پڑھ لینے سے، یا کتابوں میں سمجھ لینے سے نہیں آتی یہ چیزیں تو کسی اللہ والے کی صحبت میں ہی بیٹھنے سے میسر آتی ہیں۔ یہ چیز ایسی نہیں ہے کہ کتابوں سے حاصل ہو۔ بلکہ جو فرمایا

کہ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

یہ عقدے حل ہوتے ہیں۔ قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فراست عطا فرماتے ہیں۔ تدبیر عطا فرماتے ہیں یہ سب انسانی دل و دماغ کے جوہر ہیں۔

بڑے بڑے ذہین گمراہ ہو گئے:

بڑے بڑے ذہین لوگ۔ جن کو اپنی ذہانت اور ذکاوت پر بڑا ناز تھا۔ انہوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا اپنی ذہانت سے اور ذکاوت جب ان کی تیز ہوئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ گمراہ ہو گئے۔ متکبر ہو گئے۔ ہٹ گئے راستے سے، شیطان نے مار دیا ان کو۔ اور اگر کسی شیخ سے وابستگی ہو تو الحمد للہ پھر ہزار مرتبہ شیطان و نفس مصلحتیں بتائے اللہ تعالیٰ بچا لیتے ہیں۔

## شیطان میں تین عین ہیں:

نفس کہاں کام کرتا ہے اور شیطان کہاں کام کرتا ہے۔ یہ بھی ہمارے حضرت والاؒ نے واضح کیا۔ شاید ہماری کتاب میں آگیا ہے کہ نہیں مآثر میں کہ شیطان تو مصلحتیں بتاتا ہے کہ اس کام میں یہ مصلحت ہے اس کام میں یہ خوبی ہے۔ یہ ضرور کر لینا چاہیے اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ اور نفس کہتا ہے کیا حرج ہے ہم ایسے متقی تھوڑے ہیں، کون دیکھتا ہے یہ بات کر لینا چاہیے اس کی گنجائش ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ تو نفس تاویل میں کرتا ہے اور شیطان مصلحتیں بتاتا ہے۔ کیسے بچے انسان بڑا مشکل ہے نفس رانتواں کشت الا بظن پیر ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ شیطان بڑا عالم ہے اس لیے کہ اگر اتنا بڑا عالم نہ ہو تو عالموں کو دھوکا کیسے دے۔ بہت بڑا عابد ہے عابدوں کو دھوکا دے دیتا ہے۔ عالموں کو دھوکا دے دیتا ہے۔ اور شیطان عارف بھی بہت بڑا ہے۔ عارف تو اتنا بڑا ہے کہ اللہ میاں نے اس سے کہا کہ تو مردود ہے اور نکال دیا قیامت تک کے لئے عارف اتنا بڑا ہے کہ کہا آپ اللہ ارحم الراحمین ہیں۔ رحمانیت کی صفت اللہ پر غالب رہتی ہے غضب کرتے نہیں فوز اجازت مانگی کہ مجھے اجازت دے دیجیے اور مہلت مانگی۔ اتنا بڑا عارف ہے کہ عین غصے کے وقت، غصے کی حالت میں قہر جب ہو رہا ہے دعا کر لی تو وہ قبول ہو گئی۔ اچھا جا۔ خیر وہ تو مصلحت الہی تھا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ عاشق نہیں تھا۔ اگر عاشق ہوتا فوز اسجدہ کر لیتا۔ حکم کی تعمیل کرتا۔ تو ہر ایک کو دھوکا دیتا ہے وہ بنایا ہی اس لیے ہے۔ اس کا وجود ہی اس لیے ہے۔

پھر اللہ کی رحمت کے مورد بن جاؤ گے:

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ نفس و شیطان نے ہم کو برباد کر ڈالا۔ نفسانیت اور



شہوانیت ہمارے جذبات اُبھارتے رہے۔ اور ہم سے ایسے ایسے کام کرائیے اس نے کہ جو ہماری تباہی اور بربادی کا ذریعہ بن گئے۔ لیکن جب ہم نے اللہ والوں سے تعلق کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگ گئے اور کچھ ذکر و شغل شروع کر دیئے کچھ اوراد و وظائف شروع کر دیئے۔ کچھ بزرگوں کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں، کچھ تزکیہ نفس کے آداب ہم نے ان سے سیکھ لیے کچھ مجاہدے کر لیے اور ریاضتیں کر لی تو اب معلوم ہوتا ہے کہ نفس و شیطان تو ہمارے محسن۔ پہلے تو ہم ان کو دشمن سمجھتے تھے اب ریاضتیں کرنے کے بعد یہ معلوم ہونے لگا۔ اور صلاحاتیں ہماری درست ہوئیں تو معلوم ہوا کہ یہ تو محسن ہیں ہمارے۔ ہم کو بدی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اور ہمارا رجحان اور طبعیت اس طرف ہوتا ہے اور فوزِ اتنبہ ہوتی ہے کہ یہ تو نفسانیت ہے۔ اس میں شہوانیت ہے۔ اس میں حیوانیت ہے۔ تو فوزِ ارک جاتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت کے مورد بنتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ نفس و شیطان ہمیں نہ بہکانے آتے اور ہم اپنی منزل سے نہ ہٹتے تو مورد کیسے بنتے اللہ کی رحمانیت اور غفاریت کے۔ تو نفس و شیطان کے بہکانے سے قرب خداوندی بڑھا کرتا ہے۔ تعلق مع اللہ بڑھتا ہے، بھائی شرط یہی ہے کہ کسی بزرگ سے وابستہ ہو جائیے۔ بچانے والے وہی ہوتے ہیں۔ کوئی نہیں بچا سکتا۔

امام رازیؒ کا واقعہ:

ایک قصہ شاید ہم نے کبھی بیان کیا ہے آپ کے سامنے۔ امام رازیؒ کا۔ بہت بڑے عالم تھے، فلسفی تھے، فخر الدین رازیؒ ایک بزرگ کے پاس پہنچے وہ اس زمانے کے بڑے بزرگ تھے۔ کہا کہ حضرت یہ علوم باطن کیا چیز ہیں۔ علوم ظاہر تو ہم نے سب پڑھ لیے اور بڑا اس میں الحمد للہ درجہ کمال حاصل کر لیا ہے۔ کوئی اشکال باقی

نہیں رہا لیکن یہ علوم باطن کیا چیز ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علوم باطن کو کیا کرو گے بس تمہارے پاس سرمایہ کافی ہے چلے جاؤ۔ امام رازیؒ نے نہیں حضرت اس میں سے بھی ہم کچھ چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا صاحب اچھی بات ہے سردی کا زمانہ تھا اٹھے اور اپنا کبیل جو تھا وہ ان پر ڈال دیا اور کہا ہم ابھی آتے ہیں تم بیٹھو اس جگہ اب وہ جب لوٹ کے آئے تو یہ ادھر ادھر بڑی پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کیا دیکھ رہے ہو۔ امام رازیؒ نے کہا کہ کان سے کچھ آواز نکل رہی ہے سرسُر ہو رہا ہے انہوں نے کہا کہ نکلنے دو یہ فلسفہ تمہارا نکل رہا ہے۔ ارے عمر بھر کی کمائی میری کبیل کو پھینک دیا کہ جب میری عمر بھر کی کمائی غارت ہو جائے گی، اور میں خالی رہ جاؤں گا۔

**آخری وقت میں تعلق کام آگیا:**

اب ان کا آخری وقت ہوا کہ اس وقت یہ بزرگ جن کے پاس یہ آئے تھے وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے لوٹا ہاتھ میں تھا۔ وضو کرتے کرتے رک گئے اور لوٹا ہاتھ میں لیے رہے۔ اور چہرے کے اوپر بڑا تعب معلوم ہو رہا تھا۔ خادم دیکھ رہے تھے کیا بات ہے خاموش ہو گئے ہیں اور چہرہ سرخ ہو گیا ہے اور لوٹا ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ بس ایک دفعہ لوٹا پھینکا اور کہا کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں اللہ کو بے دلیل پہچانتا ہوں۔ اس کے بعد بیان کیا کہ اس وقت امام رازیؒ کا آخری وقت تھا۔ نزع کا وقت تھا شیطان پہنچ گیا کہ کیا لے چلے دنیا سے انہوں نے کہا تو حید۔ شیطان نے کہا کہ تو حید کے کیا معنی۔ جواب دیا وحدہ کہا کیا دلیل ہے آپ کے پاس اس کی انہوں نے ایک دلیل پیش کی رد کردی شیطان نے۔ دوسری کی، تیسری کی چوتھی کی یہ برابر دلائل پہ دلائل پیش کرتے رہے اب وہ رد کرتا رہا شیطان اب ان کے پسینے چھوٹنے لگے۔ وہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے منکشف کر دیا ان بزرگوں پر جن کا کبیل اوڑھ چکے تھے۔

میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

اللہ کے ایک بندے کا کبیل اوڑھ لیا ہے تو اس وقت اللہ کی شانِ رحمانیت یہ تھی کہ اس کو کیوں محروم کیا جائے۔ تو ان پر منکشف کر دیا کہ شیطان سے مکالمہ ہو رہا ہے امام رازی کا۔ تو جب یہ نانوے دلیلیں ان کی شیطان نے رد کر دیں اب ان کے پسینے چھوٹنے لگے۔ انہوں نے لوٹا پھینک دیا اور کہا کہ میرے پاس سوویں دلیل یہ ہے کہ میں نے خدا کو بے دلیل پہچانا بس یہ کہا اور پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ اور انتقال کر گئے۔ تو بزرگ سے جو تعلق ہوتا ہے یہ آخری وقت بھی کام آجاتا ہے۔ کسی سلسلہ متبرکہ مقدسہ سے وابستگی ہو تو بزرگانِ دین کی عالم ارواح سے چونکہ وہ واسطہ بنتے ہیں عالم اجسام میں، عالم ارواح میں بھی واسطہ رہیں گے انشاء اللہ عالم حشر میں بھی واسطہ رہیں گے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم

بداں را بہ نیکاں بہ نبخشد کریم

اس دن اللہ کی شانِ کریمی اور رحیمی ہوگی کہ اپنے مقبول بندوں کی سفارش سے ان کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی بھی بخشش ہوگی۔ کسی اللہ والے سے تعلق ہونے میں بڑی عافیت ہے کہ شیطان و نفس سے انسان بچا رہتا ہے۔  
ارواح سے تعلق:

یہاں ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے حکیم محمد یعقوب صاحب تھے۔ برنس روڈ پر۔ کہ بزرگوں کی ارواح سے کیا تعلق ہوتا ہے۔ یہاں اہل بدعت بہت بہک گئے ہیں اور اہل حق اپنی حدود کے اندر ہیں۔ انکار نہیں کیا جاسکتا وہاں کے نیک بندوں کی روحانیت سے۔ خوابوں میں آنا ہے۔ بشارت ہونی ہے۔ القاء ہونا ہے۔ یہ سب من

جانب اللہ ہوتا ہے۔ باذن اللہ ہوتا ہے۔ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی مگر چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہبری و رہنمائی فرماتے ہیں ہم کو چونکہ اپنے بزرگوں سے محبت ہوتی ہے اس لیے اگر ہماری کبھی رہنمائی ہوتی ہے تو ان کی صورت میں یا ان کے خواب میں آکر انہوں نے بیان کر دیا یا کسی اور طریقے سے۔

### ایک عبرتناک واقعہ:

حکیم صاحب ایک قصہ بیان کر رہے تھے کہ ایک جنازہ آیا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے امام صاحب آگے بڑھے جھکے جلدی سے پیچھے آگئے تو جیسے ہی پیچھے آئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے ان کے کندھے پر وزن ہے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کے شیخ کی شبیہ تھی اب دیکھیے یہاں پر جو کمزور عقیدے والے ہوتے ہیں تو بہک جاتے ہیں تو یہ من جانب اللہ ہے۔ اپنے بندے پر رحم کرنا منظور ہے۔ ان کے شیخ کو پتا بھی نہیں کہا دیکھو جاؤ بسم اللہ پڑھ کر اس کی ناف پہ ہاتھ رکھ دو یہ شخص زانی تھا اس کے ناف سے ایک شعلہ اٹھ رہا تھا جس کو امام صاحب دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے یہ شعلہ جواٹھ رہا تھا اس کو دیکھ کر نیچے آگئے میت سے تو یہ ڈر گئے تو انہوں نے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھو بسم اللہ کر کے ٹھنڈا ہو جائے گا یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہو چکا ہے جس وقت اس کی نزع کا عالم ہوا تو اس وقت اس کی یہ حالت ہوئی تمام بزرگان سلسلہ نے بارگاہ نبوی میں سفارش کی اس کی کہ ہمارے سلسلے کی عزت اسی میں ہے۔ بھرم اسی سے ہے۔ جب یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہوا ہے تو اس کو محروم نہ کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الہی میں دعا کی اور قبول ہو گئی تم بسم اللہ کہہ کر ہاتھ رکھو اور نماز جنازہ پڑھو۔ تو یہ حضرت کے سلسلے کی جو باتیں ہیں یہ بڑی معنی خیز ہیں۔ ان کے اندر بڑی قوت اور بڑی روحانیت ہے۔ ارے ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ ہماری اسی

سلسلے سے نسبت ہے۔ اب اہل بدعت یہاں پر کچھ بہک گئے اور حدود سے متجاوز ہو گئے ان پر حقیقت واضح نہیں ہوئی اس لیے انہوں نے غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ کر نہ جانے کیا کہانی بنالی۔ بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے سافلاں بہت بڑے بزرگ ہیں ان کے برکات ایسے ہیں ویسے ہیں تو ہم کو عقیدت لے گئی ان کے ہاں۔ کہ بھائی ہم بھی دیکھیں کہ کیسے بزرگ ہیں اگر ہمارے مزاج میں دنیاوی منافع ہیں۔ کچھ کاروبار میں ترقی چاہتے ہیں یا اور ایسی باتیں ہم چاہتے ہیں کہ جس سے دنیا ہم کو حاصل ہو۔ کسی بزرگ سے تعلق قائم کر لیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔ اور ایک ہے کہ محض اس وجہ سے تعلق قائم کیا ہے کہ یہ اللہ والے ہیں ہم کو بھی اللہ کا راستہ معلوم ہو جائے۔ تو اس کی اور اس کی نیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم گئے عقیدت لے کے گئے اور وہاں جو بیٹھے تو کچھ مناسبت معلوم ہونے لگی کہ جس خیال سے گئے تھے دین کی محبت لے کر۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت کی تکمیل کا خیال لے کر معلوم ہوتا ہے کہ حضور اسی طرز کی تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں مناسبت ہونے لگی، اب ہم نے ان سے مناسبت میں حاضری دینا شروع کر دی تو دو چیزیں ہیں شیخ سے تعلق کی کثرت مجالست یا کثرت مکالمت مکاتبت تو اس سے تعلق قوی ہوتا رہتا ہے بار بار آنے سے تجدید ہوتی رہتی ہے تقویت ہوتی رہتی ہے تعلق بڑھتا رہتا ہے۔ اب ہم کو مناسبت ہو گئی ان سے۔ مناسبت ہونے کے بعد اب جب ان کے کرم اور برتاؤ ان کا سلوک ہمارے ساتھ کچھ اور بڑا ہمارا بھی کچھ نیاز مند نہ بڑھا تو محبت ہو گئی اور جب محبت ہو گئی اُن سے تو ہم جو گئے تھے ان کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور ان کے محبوب نبی کے ساتھ تعلق حاصل کرنے کے لئے گئے۔ حضرت ہی کا بیان ہے جب اللہ والے دیکھ لیتے ہیں کہ طالب کے اندر صداقت ہے طلب ہے اور والہانہ عقیدت و محبت ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ تم

سے تو بھائی محبت معلوم ہوتی ہے۔ تو یہ من جانب اللہ لقاء ہوتا ہے شیخ کو کہ تم اظہار کر دو کہ ہم نے اس کی محبت کو قبول کر لیا ہے شیخ تو واسطہ ہی ہوتا ہے ہم گئے تو تھے اللہ کی محبت کے لئے تو جب شیخ نے کہہ دیا کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں تو یہ منجانب اللہ ہے یہی کامیابی و کامرانی ہے۔

جب ان کو اعتراف محبت ہے آج سے  
کیا اس سے بڑھ کر تمنا کریں گے ہم

حاصل تمنا تو یہ کہ اگر کوئی بزرگ کہہ دے کہ تم سے تو محبت معلوم ہوتی ہے تو یہ من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ اب وہ تعلق جو ہمارا تھا وہ اللہ کے لئے تھا۔ ایمانی اور روحانی تھا۔ نہ کہ جسمانی، اگر وہ عالم اجسام سے تشریف لے گئے تو ہمارا تعلق ان سے منقطع نہیں ہوتا آخرت میں کیونکہ عالم اجسام سے ان کی مفارقت ہو گئی لیکن ہمارا تعلق روحانی تھا اس لیے عالم برزخ سے بھی روحانی تعلق رہتا ہے۔ اور جو کچھ بھی فیض آتا ہے ہمارے اوپر جو کچھ بھی برکات کا نزول ہوتا۔ جو کچھ بھی ہم کو ثمرات ملتے ہیں سب اسی روحانیت کی وجہ سے یہاں بھی ہم لغزشیں کرتے ہیں یہاں بھی کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ یہاں نفس و شیطان بہکاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہی کی روحانیت کی معرفت ہماری اصلاح فرمادیتے ہیں۔ کہیں خواب میں بشارت ہوتی ہے۔ کہیں خواب میں تنبیہ ہوتی ہے۔ کہیں بیداری میں کچھ ایسے حالات آجاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دست شیخ از غائبان کوتاہ نیست ہے۔ تو عالم اجسام سے بھی روحانیت آتی ہے۔ کچھ اور ادو وظائف کی تاثیر ہے۔ اور کلام اللہ کی تاثیر ہے۔ نوافل کی تاثیر ہے۔ حج کی تاثیر ہے۔ اشراق کی نماز کی تاثیر ہے۔ اب یہ حدود کے اندر کر رہے ہیں اس لیے ان کی تاثیر اور ثمرات مل رہے ہیں۔ تو ہمیشہ چاہے شیخ یہاں دنیا سے تشریف لے جائیں عالم برزخ

میں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی روحانیت کے توسل سے ہماری اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔

شیخ کے جانے کے بعد فیض زیادہ ہوتا ہے:

ایک ہمارے بزرگ تھے خواجہ صاحب وہ تو کہتے تھے حضرت تشریف لے گئے جو کچھ تعلیم و تربیت فرمائی تھی وہ فرما گئے لیکن اب میں حضرت کا زیادہ فیض محسوس کرتا ہوں بہ نسبت زندگی کے اپنا اپنا ادراک ہے۔ اپنا اپنا لگاؤ ہے۔ تو یہ چیز ضمناً آگئی باتیں کرتے کرتے۔ تو عبادات ریاضات نوافل وغیرہ ہر روز پڑھتے ہیں لیکن پوچھا جائے کہ کیا فائدہ ملا کیا ثمرات ملے تو اہل حق جتنے ہیں وہ تشنگی رکھتے ہیں یہ پہچان ہے اہل حق کی وہ کہتے ہیں کچھ نہیں ملا ارے کچھ کرتے ہو۔ ہاں کرتے سب کچھ ہیں ریاضتیں بھی کرتے ہیں، عبادات بھی کرتے ہیں اور ادبھی ہیں نوافل بھی ہیں سبھی کچھ حصے ہاں بھائی کیا حاصل ہوا ارے بھائی کچھ حاصل نہیں ہوا اور جو اہل باطل ہیں ان کی کیفیات، ان کے اندر کیفیات بھی ہیں۔ ان کے اندر محویات بھی ہیں۔ ان کے اندر سرور اور انبساط بھی ہے بس اس کو سمجھتے ہیں کہ ہم کو حاصل مل گیا۔ ہماری ریاضت کا حاصل ہمیں مل گیا جو کیفیات ہم پر طاری ہونے لگ گئیں اور جو واردات ہم پہ آنے لگ گئے تو یہ گویا ہماری عبادات و طاعات کا ثمرہ ہمیں ملنے لگ گیا۔ انہوں نے جس دن سے یہ محسوس کیا اسی دن سے ختم کچھ نہیں بچا گویا اپنی عبادات پر نظر گئی اس کے ثمرات پر نظر گئی عطاء الہی پر نظر نہیں گئی۔ اور ہمارے حضرات نے عطاء الہی پر نظر قرار دی کہ وہاں سے جو مل جائے اس پر شکر ادا کرو۔ اپنے اعمال کا اپنے ثمرات کا جو کچھ تمہیں محسوس ہوتا ہے سمجھو کہ انہی کے تصدق انہی کے طفیل سے ہے۔ تو ہاں یہ کہنا چاہتا

تھا میں کہ دیکھیے یہ ہمارے جو شجرے ہیں اس کی بھی حقیقت یہی ہے۔ تمام بزرگان دین نے تمام خانقاہوں میں سلسلے کا سلسلہ۔ سلسلہ اس طرح ہے کہ جس طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کے لیے اسماء الرجال ہے فلاں راوی، فلاں راوی اور قال قال رسول اللہ یہ راوی اور یہ راوی تو وہاں تک بات پہنچتی ہے تو راوی جتنے ہیں سب مستند ہیں معتبر ہیں مسلم شریف، بخاری شریف اس میں کیا چیزیں ہیں۔ صحاح ستہ اس میں جتنے بھی راوی ہیں سب مستند اور بڑے پکے عقیدے کے ہیں تو ہم نے اس کا صحاح ستہ نام رکھا ہے یہ حدیث غیر مترزل ہیں بالکل معتبر ہیں مستند ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی آمیزش نہیں ہے۔ تو کلام اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب عالم امکان میں صحیح بخاری سمجھی جاتی ہے۔ تو کیا ہے کہ یہاں سب راوی صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح علوم باطن میں بھی یہ شجرہ جاری ہے کہ اس کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں فلاں مولانا کے اُن کا ہاتھ کسی میں اس کا کسی میں تو اسی طرح یہ سلسلہ حضرت علی۔ حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ تک پہنچا تو یہاں سے یہ سلسلہ چلتا ہے۔ تو یہ کڑیاں ہیں اسی لیے سلسلہ کہتے ہیں کہ کڑی در کڑی زنجیر وہاں تک پہنچتی ہے۔ تو ان بزرگان دین سے وابستہ ہو جانے سے الحمد للہ عافیت نصیب ہو جاتی ہے۔ تو اب جن سلسلوں کے اندر کچھ جواہرات کی کڑیاں ہیں۔ کچھ سونے کی کڑیاں ہیں۔ بزرگان دین کی باتیں سنتا ہے تو اس کی تشنگی پوری ہو جاتی ہے۔ اور محفوظ کر لیتا ہے دل و دماغ میں۔

اچھی بات سن کر اس پر عمل کرو:

ہمارے تجربہ میں الحمد للہ بہت سی ایسی باتیں آگئیں، ہمارے بزرگوں نے ایسی ایسی باتیں بتائیں ہم نے طلب کے ساتھ سیکھا تو ہم نے محفوظ کر لیا آج تک محفوظ ہے۔ وہی آپ لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو اس میں ایک بات بہت اچھی



بزرگوں نے بتائی کہ جو بات کہیں اچھی سنو اور وہ ایسی ہو کہ عمل کے لئے ضروری ہو اور اس پر عمل کرنے سے دنیا کا نفع ہو یا آخرت کا۔ لہذا جب تم نے محسوس کیا کہ بات مفید ہے اچھی ہے تو دعا کر لو کہ یا اللہ میں نے آج بات اچھی سنی ہے اس پر توفیق عمل ہو جائے، دوسرا یہ کہ اس پر عمل بھی کرے کم از کم ایک دفعہ عمل بھی کر لو۔ تیسری یہ کہ اس کو یادداشت میں لکھ لو۔ کہ ہم نے فلاں بزرگ سے فلاں وقت یہ بات سنی تھی بڑی مفید معلوم ہوئی۔ تو یہ ایک بات ہے کہ کوئی اچھی بات سمجھ میں آئے تو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عمل عطا فرمادے اور کہیں سے کوئی بہانہ ڈھونڈ کے ایک دفعہ اس پر عمل بھی کر لیا جائے۔ یہ ہم کو اور آپ سب کو کرنا چاہیے۔ آج کل کے معاشرے میں جتنی خرابیاں ہو رہی ہیں اس میں سب ملوث ہیں۔ اس وقت معاشرے کی زد میں ہم آگئے ہیں کہ بدحواسی زندگی ہماری ہو گئی ہے، اور ہر شخص لمحات اطمینان و سکون ڈھونڈتا ہے۔ ہر طرف پراگندی پراگندی بدحواسی، بدحواسی کہیں سکون کی بھی کوئی چیز ہے۔ تو اللہ کے ذکر میں، دین کی باتوں میں، رسول کی باتوں میں طبعیت فطری طور پر قبول کرتی ہے اسے تسلیم کرتی ہے۔ تو یہ جذبہ الحمد للہ آپ حضرات کی تشنگی کا۔ اس عمر میں بھی کہ میرے لیے بھی وسیلہ نجات ہو جائے کوئی بات کسی کی سمجھ میں آجائے۔ کسی کی زندگی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اس وقت حضرات علماء کے لئے بھی اور صوفیاء کے لئے بھی اور سب ان لوگوں کے لئے بھی جن کو کوئی دین کی طلب ہے اور کچھ دین حاصل کر رہے ہیں۔

ایک جذبہ اور ہونا چاہیے وہ جذبہ ہے دوسروں تک صحیح بات پہنچانا میں ابھی عرض کر رہا تھا کہ میں نے ابتداء میں شیخ سعدیؒ کی گلستان بوستان پڑھی تھی۔ انوار سہیلی پڑھی تھی بڑی سبق آموز چیزیں ہوتی تھیں۔

کسی بزرگ کا قول ہے کہ جب کوئی اچھی بات سنو تو اس کی قدر کرو اور فوراً ایک عمل شروع کر دو کہ یا اللہ میں نے یہ اچھی سنی ہے آپ مجھے توفیق عمل عطا فرمادیجیے۔ ایک عمل تو یہ ہو گیا۔ دوسرا اس کو کہیں یادداشت میں لکھ لو۔ اس ماحول میں یہ بات سننے میں آئی۔ اور تیسری بات جو سب سے اہم ہے کہ ایک بار اس پر عمل کر لو۔ غیبت کمینی خصلت ہے:

چنانچہ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں آپ کے سامنے ہمارے ایک بڑے مکرم دوست تھے بزرگ بھی تھے خواجہ عزیز الحسن صاحب یہ حضرت کے بڑے خصوصیت کے لوگوں میں تھے اسکول کے انسپکٹر تھے۔ حضرت والا کا ایک ملفوظ میں نے سنا تھا براہ راست یا چھپا ہوا تھا یہ یاد نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ غیبت جو ہے یہ بہت ہی کمینی خصلت ہے انسان کی کہ دوسرے کی برائی سے خوش ہوتا ہے یہ فطرت کا بہت کمینہ پن ہے اور اس کے لئے کلام اللہ میں بھی بڑی وعید آئی ہوئی ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تو بھائی غیبت ایسی بری چیز ہے۔ لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں۔

اگر غیبت کر رہے ہیں ہم ایسے شخص کی کہ ہم جانتے ہیں کہ اس تک ہماری یہ بات نہیں پہنچے گی۔ تب تو یہ معصیت خالص ہے تو بہ کرنی چاہیے۔ ایسی غیبت پر معافی مانگنا ضروری ہے:

اور اگر یہ ہماری بات کسی ذریعے سے اس شخص تک پہنچ گئی جس کی ہم نے غیبت کی ہے تب یہ حقوق العباد میں آجائے گا اس سے معافی مانگنا ضروری ہے کیونکہ یہ اس کی دل آزاری ہوئی۔ مگر معافی مانگنے کا عنوان ذرا سوچ سمجھ کر اختیار کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جذبہ دینی اور اخلاص کی نیت سے جاؤ تو اس پر حضرت نے ایک بات فرمائی تھی کہ غیبت جسکی کی ہے اور معلوم ہوا کہ اس تک یہ بات پہنچ جائے گی اور پہنچ گئی ہے تو

اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ کسی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا ہم نے تمہاری غیبت ان لفظوں میں کر لی ہے۔ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ بڑے خاص دوست ہیں بھائی۔ ہمارے اور ان کے بڑے خاص تعلق ہیں۔ محبت و خلوص کے تعلقات ہیں لیکن نفس و شیطان نے بہکایا ان کی کچھ برائی ہو رہی تھی ہم نے بھی برائی کر لی۔ تو وہ حضرت نے کہا کہ جا کر انہی لفظوں میں کہو۔ ایسے ایسے عنوان سے ہم نے تمہاری غیبت کری۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے۔ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اس پر عمل کرنا آسان نہیں ہے۔ اگر اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو کرو۔ تو جا کر اس سے معافی مانگو۔

### معافی کس طرح مانگنی چاہیے؟

میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ پیاس معلوم ہو رہی ہے کہ کہ جلدی سے بلاؤ خادم کو تو یہ باتیں حضرت کی شروع ہو گئیں اور بہت دیر ہو گئی اس کو پانی لانے میں۔ کہا کہ ایسا منہ چڑھا آدمی ہے جہاں جاتا ہے بیٹھ جاتا ہے۔ اتنی دیر ہو گئی تو آواز دی ارے کہاں گئے خیر وہ تھوڑی دیر میں پانی لے کر آ گیا اور کہا کہ بیٹھ جاؤ ہم نے تمہاری غیبت کی ہے ایسا کہا ہے تم کو۔ ہمیں معاف کر دو تب پانی پییں گے۔ خادم نے کہا کہ پانی لیجیے اور مجھے بھی معاف کر دیجیے تو کہا کہ اچھا آپ بھی میری غیبت کیا کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ دیکھا حضرت کا ملفوظ سنتے ہی ساتھ فوراً عمل کیا انہوں نے۔ فطرت انسانی ہے کہہ دیتا ہے کہ کیسا منہ چڑھا آدمی ہے کہاں بیٹھ جاتا ہے جا کر پانی لینے گیا تھا بیٹھ گیا۔ مگر ہمارے بزرگوں کی تعلیم یہ ہے کہ تنبہ ہوا ہم نے غیبت کر لی ہے۔ میں نے تو سوچا کہ مجھ سے تو یہ ناممکن ہے۔ میری فلاں صاحب سے تو بڑی دوستی ہے اور بڑے تعلقات ہیں اور محبت کرتے ہیں مجھے اچھا سمجھتے ہیں نیک سمجھتے ہیں۔ اپنا دوست سمجھتے ہیں تو میں نے کر لی تھی ان کی غیبت اور ان کو علم ہو گیا ہو اس کا یا

نہ علم ہوا ہو۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ جا کر معافی ان سے کن الفاظ میں مانگوں۔ حضرتؒ نے بھی لکھا ہے لیکن کہا کہ ایسا نہ کرنا کہ جاؤ تو خیر خواہی کے لئے اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے اور وہاں ہو جائے فساد کہ تم نے کیوں کہا ایسا۔ ہم کو تم کو ایسا نہیں سمجھتے تھے۔ تم بڑے ریاکار آدمی ہو۔ منافق ہو اور یہ اور وہ تو بھائی ذرا سوچ سمجھ کر مناسب الفاظ میں معافی مانگنا یہ نہ ہو کہ جاتے ہی ساتھ تم ان سے ایسا کہو کہ دفعۃً ان کو صدمہ پہنچے اور وہ بھی آگے سے سخت دل ہو جائیں۔ تو اس لیے میں نے اپنے اوپر اندازہ کیا کہ میں کسی مخلص دوست کی غیبت کر کے کیسے ان سے معافی مانگوں گا۔ سمجھ میں نہیں آتا یہ وہاں کا قصہ ہے ہمارے ہندوستان کا۔

### ایک سبق آموز واقعہ:

پھر اتفاق ایسا ہوا کہ اسی حال ہی میں سات آٹھ دن کے اندر یہ بات محسوس کی کہ ایک ماسٹر صاحب رہا کرتے تھے ہمارے محلے کے قریب اور ان کے مکان کے نیچے ایک پریس تھا اس زمانے میں کچھ ذوق تھا مجھے اخبار میرے نام سے منسوب ہو گیا اور میں اس میں کچھ مضامین اور ادارے وغیرہ لکھ دیتا تھا۔ اور وہ اس پریس میں چھپا کرتا تھا تو میں ماسٹر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ میٹرک کا نتیجہ نکل آیا ہے اور پرائیویٹ طور پر آپ کے اسکولوں میں آگیا ہے اگر آپ وہ فہرست دے دیں ہمیں تو ہم اپنے اخبار میں اس کو شائع کروادیں کل صبح اخبار نکل جائیگا کہنے لگے نہیں بھائی میں نہیں دیتا اس لیے کہ میرے پاس اکثر لوگ آرہے ہیں پوچھنے کے لئے اور میرے پاس ایک ہی پرچہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے مکان کے نیچے ہی ہے پریس میں اسے تاکید کر دوں کہ وہ آپ کو دے دیں۔ خیر میں چلا آیا انہوں نے وہ دیدیا۔ دوسرے دن جب دس بجے اسکول جارہے تھے تو میرے دروازے پر آگئے اور کہا کہ

بھائی دیکھیے آپ کو میں اپنا معظم محترم سمجھتا ہوں لیکن کل کے معاملے میں آپ نے مجھے ایسے مجبور کر دیا کہ میں نے ہر ایک سے آپ کی برائی بیان کی وعدہ کر کے گئے اور اب تک پرچہ واپس نہیں آیا۔ بھائی ایسے لوگ بھی اگر وعدہ خلافی کریں تو پھر کس پر اعتبار کیا جائے۔ اور ڈاکٹر صاحب یہ بڑی کمزوری محسوس ہوتی ہے انہوں نے کہا اپنے اوپر ذمہ داری ایسی لے لی کہ جو ان کے امکان میں نہیں تھی۔ تو میں نے چند مختلف الفاظ سے آپ کے متعلق کچھ نامناسب الفاظ استعمال کیے خدا کے لئے معاف کر دیں۔ ارے میں نے کہا کہ یہ تو حضرت تھانویؒ کی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ جس کو تم ناقابل عمل سمجھ رہے تھے اس کی عملی صورت سامنے آگئی۔ میں نے کہا ماسٹر صاحب ایک تو ماسٹر ہوتم نے مجھے بھی ایسا سبق دیا ہے کہ جو مجھے یاد رہے گا کہ جس کو میں ناممکن سمجھتا تھا اس کو تم نے ممکن کر کے دکھا دیا۔ کہنے لگے کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا بزرگوں کی بتائی ہوئی باتیں ہیں۔ اب میں نے اس کی تشریح کی کہ میں نے ایک صاحب کی غیبت کی۔ بھائی مخلص دوست ہیں۔ ملنا جلنا۔ بڑی محبت ہے اب ان کی غیبت ہوگئی اب میں جا کر ان سے معافی مانگتا ہوں تو کسی عنوان سے کہتا ہوں تو کہیں گے بڑا دھوکہ ہوا۔ عجیب طرح کے آدمی ہو۔ منافق ہو۔ بات عجیب طریقے سے کرتے ہو۔ تجربے سے معلوم ہوا کہ واقعی تم قابل اعتماد آدمی نہیں اور نہ جانے کیا سوچیں گے میرے متعلق۔ اور میری رہی سہی جو عزت تھی وہ ختم ہو جائے گی۔ نہیں مجھ سے تو ایسے موقع پر بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے تو کس طرح سے ان سے معافی مانگی جائے۔ کس طرح سے ان سے معاملہ کیا جائے۔ اب میں نے کہا کہ

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں  
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

یہ جذبہ ہے تمہارے دل میں کہ اپنے شیخ سے اصلاح لے رہے ہو۔ تو پھر ان کے اصلاحی مشورے پر تمہیں ضرور عمل کرنا پڑے گا۔ اللہ راضی ہوگا۔ اللہ خوش ہوگا۔ تمہیں تزکیہ نفس نصیب ہوگا، تمہیں ندامت ہوگی۔ تمہیں افسوس ہوگا تو بہ کرو گے اور آئندہ کے لئے یہ احتیاط کرو گے۔ چلو ان سے معافی مانگو میں نے اپنے تخیل میں یہ بات کہی کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو جائے تو یہ کروں گا مجھے کچھ پرواہ نہیں اگرچہ تعلق خراب ہو جائے۔ میں نے کہا کہ مجھ سے تعلق تھوڑا ہی ختم ہوا صرف وہ ہر ایک سے کہیں گے بھائی ہم ان کو اچھا سمجھتے تھے۔ مخلص سمجھتے تھے وہ تو آپ کی برائی کرتے ہیں۔ بری بات ہوتی ہے مجمع میں ایک سے دو دو سے چار میں نے کہا کچھ بھی ہو خدا کی مخلوق ناراض ہو لیکن اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ چلو اب میں یہ تخیل میں بات کہہ رہا ہوں اپنے دل میں خیر میں گیا۔ کہا کہ اچھا آپ نے میرے متعلق ایسی بات کہی ہے اور وہ بھی مبالغہ آمیز آپ نے مجھ پر الزام لگایا ہے چند آدمیوں کے سامنے اب میں ان کا جواب مکالمے میں سوچ رہا ہوں۔ وہ یہ کہیں گے خفا ہو جائیں گے۔ تو بھائی جو کچھ بھی ہو بھائی غلطی ہوئی مجھ سے میں نادم ہوں میں نے تمہاری غیبت کری بھائی دعا کرو کہ اللہ ہمیں معاف کرے آئندہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ شریعت کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی مانگو وہ معاف کر دے تو اس کی خوبی اور اگر وہ معاف نہ کرے تو تم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے ہو۔ عند اللہ تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ لیکن جو دوسرے بھائی کا حق تلف کرے گا تو اس پر مواخذہ ہوگا۔ چلو بھائی ان سے معافی مانگو۔

معافی مانگنا حوصلے کی بات ہے:

اب ہم نے سوچا کہ اس کا اثر مابعد کیا ہو گیا ہم چلے آئے وہ خفا ہو گئے۔ منافق کہا

انہوں نے ظاہر ہے کہ سب کچھ کہا انہوں نے۔ اب ہم نے کہا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے غیرت اور حفاظت عزت کے لئے سب کچھ قربان کر دیا اور آکر انہوں نے اس سے معافی مانگی۔ تو کہنے لگے کہ یہ بڑے حوصلے کی بات ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑے حوصلے سے کام لیا۔ اس کا خیال نہ کیا کہ میری ان سے دوستی میں فرق آئے گا وہ مجھے کیا کہیں گے مگر اللہ کی رضا کے لئے انہوں نے صاف بات کی اور مجھ سے آکر معافی مانگی تو مجھے معاف کر دینا چاہیے تھا۔ بڑے صبر و تحمل کی بات ہے۔ تو بھائی جب یہ بات ہے کہ غیبت کرنے کے بعد صاحب معاملہ سے معافی مانگنا پڑتی ہے۔ بھائی ہر ایک کی بات تو نہیں تو سننے والے کو تعجب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بڑی ہمت سے کام لیا اور میری دوستی کا خیال بھی نہ کیا۔ اور میری ناگواری کا خیال نہ کیا۔ اللہ کی رضا کے لئے مجھ سے معافی مانگنے آئے تھے۔ اور مجھ سے بھی یہ ممکن تھا کہ میں نے کہہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے شیخ کی تعلیمات کے مطابق بڑے حوصلے سے کام لیا ہے۔ بڑے قابل قدر آدمی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ مجھے منافق سمجھتے یا اور میرے اوپر الزامات لگاتے۔ تو ان کو بھی تنبیہ ہوا کہ میں اب کسی کی غیبت نہیں کروں گا۔ اگر کی تو مجھے یہ عمل کرنا پڑے گا اور شاید مجھ سے یہ نہ ہو سکے۔ الحمد للہ مجھے تسکین ہو گئی کہ اس میں کبھی کوئی گھانا نہیں ہے۔ کبھی کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے جو کام کیا جائے گا ضرور اللہ تعالیٰ اس میں اعانت فرمائیں گے۔ ہماری عزت کیا چیز ہے۔ عزت وہی ہے جو اللہ کے نزدیک ہو۔

ایک اچھا فقرہ، کبھی سنی معاف کرنا:

اب رواج ہو یا نہ ہو ہمارے زمانے میں عورتوں میں یہ رواج تھا جب آپس میں کسی تقریب میں شریک ہوتی تھیں تو ان کے ہاں ایک فقرہ تھا کہ بہن کبھی سنی معاف

کرنا سنا معاف کرنا یہ ایک فقرہ تھا جو محاورۃً تقریبات میں آپس میں ملتے وقت بولا جاتا تھا اس کا وہی مطلب ہے کہ اگر ہم نے تمہاری غیبت کی ہو یا غیبت سنی ہو بھائی معاف کرنا تو اجمالی طور پر یہ ایک معافی ہو جاتی تھی۔ ہمارے اور آپ کے نزدیک بھی ایسی بات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ملیں اور ایک دوسرے کی خیریت دریافت کر لیں تو کہیں کہ بھائی زندگی کا کیا اعتبار ہے اگر کبھی ہم سے کوئی بات ہو گئی ہو تو معاف کر دو ہمیں اور تم سے اگر کوئی ہو گئی ہو تو ہم بھی معاف کرتے ہیں۔

اللہ کی رضا کے لئے معاف کر دیں:

سید سلیمان ندویؒ بڑے مرتبے کے آدمی تھے کچھ عرصہ ایسا ہوا کہ ان کے داماد ہمارے ساتھ رجون پور میں تھے بالکل ہمارے مکان کے سامنے رہا کرتے تھے مہینہ دو مہینے ساتھ رہا ہم ان کے ساتھ چائے پیتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور عصر کے بعد چائے تو روزانہ ہوتی تھی۔ اور بے تکلفی کی باتیں بھی ہو جاتی تھیں۔ ہمارا حضرت سے بہت پرانا تعلق تھا ان کا نیا نیا تعلق ہوا تھا۔ ہماری بڑی عزت کرتے تھے ہمیں شرم معلوم ہوتی تھی۔ وہ حضرت کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور سنا کرتے تھے۔ وہ وہاں سے چلے گئے بھوپال۔ ان کو ایک عریضہ لکھا ہم نے کہ ہم کو آپ کے جانے کے بعد جو افسوس ہو رہا ہے وہ یہ کہ ہم نے آپ کی عظمت کا حق ادا نہیں کیا۔ آپ کی بزرگی کا حق ادا نہیں کیا۔ بہت بے تکلفانہ آپ سے باتیں کرتے رہے اور شاید اس انداز سے کہیں کہ آپ کو معلوم نہیں ہم کو معلوم ہے کہ ہم نے اپنے حضرت سے یہ بات سنی۔ یہ بات سنی تو آپ سے مخاطبت کے وقت ہم اپنی جہالت کے سبب یہ سمجھے کہ آپ کو یہ بات معلوم نہیں تھی اور آپ خاموش رہے تحمل کیا آپ نے۔ ہماری باتوں سے ناگواری محسوس نہیں کی بس مجھے آج بہت ندامت معلوم ہو رہی ہے۔ ضرور ایسی حرکتیں مجھ سے سرزد



ہوئی ہوں گی جو آپ کے ناگوار خاطر ہوئی ہوں گی۔ آپ اللہ کی رضا کے لئے ہمیں معاف فرمادیں۔

تم بھی ہمیں معاف کر دو:

انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ بات ہمیں تمہاری بڑی پسند آئی ہے۔ لیکن واقعہ ایسا نہیں ہے ہم نے تو تم کو اس نسبت سے دیکھا کہ ہمارے حضرت سے تمہارا تعلق ہے۔ اور جو تم بات کہہ رہے ہو وہ تمہاری نہیں ہے بلکہ ہمارے حضرت کی بات ہے ہم اس لیے اسے قبول کرتے رہے ہمیں کچھ بھی ناگواری نہیں گزری۔ تم نے تو ہمیشہ بزرگ ذات کا معاملہ کیا۔ ہم کو بڑا ہی سمجھا حالانکہ ہم اس قابل نہیں تھے۔ لیکن تمہاری تسکین نہیں ہوگی جب تک کہ تمہاری خاطر خواہ بات نہ ہو جائے۔ وہ بات یہ ہے کہ جو کچھ بھی تمہیں اندیشہ ہو کہ مجھے ناگوار ہوا ہو میں دل سے معاف کرتا ہوں۔ تو بھائی بات یہ ہے کہ ممکن ہے میری بھی کوئی بات آپ کو ناگوار گزری ہو تو مجھے بھی معاف فرما دیں۔ تو دیکھیں ان حضرات کو جو احتیاط ہوتی ہے اپنے قلب کی اصلاح کی تو وہ تو ہر نوک پلک کو درست کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ روزمرہ کی زندگی میں یہی باتیں آتی ہیں انہی کو درست کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ رفتہ رفتہ قلب کی صلاحیتیں درست ہوتی ہیں۔ قابلیت درست ہوتی ہے اور صحیح بات دل کے اندر جم جاتی ہے اور پھر اس کا اظہار ہونے لگتا ہے زبان سے بھی ہونے لگتا ہے اور عمل سے بھی ہونے لگتا ہے۔ تو بھائی اسی خیال سے آپ لوگوں کے سامنے بات کیا کرتا ہوں اور میرا ایسا خیال ہے کہ جیسا میں نے ابھی عرض کیا کہ اچھی بات سمجھ میں آجائے جیسے آج غیبت کا معاملہ سنا تو اپنے دوست سے عزیز سے کسی تقریب میں اسی عنوان سے ذکر کریں۔ تو ایک عمل تو یہ ہو جائے گا آج ایک بات غیبت کے متعلق ایسی سننے میں آئی کہ جس کا تدارک ہو جاتا

ہے۔ اور پھر آئندہ کے لئے دو چار دفعہ کہو گے عقل درست ہو جائیگی ایک دو سے بگاڑی دوسرے آدمی سے بگاڑی تو آئندہ انشاء اللہ اس گناہ سے اللہ بچا دے گا۔  
اب ان پر عمل شروع کر دو:

ہم سے آپ کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہو چکی ہیں لہذا اب عمل کرو، عمل ہی سے سب کچھ ہوتا ہے۔ سننے میں لذت آتی ہے۔ کہنے میں لذت آتی ہے لیکن اصل جو چیز ہے وہ مجاہدہ ہے عمل ہے۔ عمل کرنے میں شروع شروع میں تو دشواری معلوم ہوتی ہے۔ سستی معلوم ہوتی ہے لیکن جب عمل کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے تو ہم آپ سے کیا کہیں کہ ایسی لذت معلوم ہوتی ہے کہ نہ علم میں ہوتی نہ سننے میں اور نہ کہنے میں اس وقت عمل میں بڑی لذت آتی ہے تو جب تک عمل نہ ہو جائے چین نہیں آتا۔

تو ہمارے تجربے سے جو آپ کو مفید باتیں معلوم ہوئی ہیں خدا را اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

کامیابی تو کام سے ہوگی  
نہ کہ حُسنِ کلام سے ہوگی  
کوشش و اہتمام سے ہوگی

بہت ہی مختصر بہت ہی جامع، بہت ہی نافع باتیں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں خدا کے لئے عمل کرنا شروع کر دیں۔ مختصر کو بھی مختصر کر دیجیے فی الحال جب تک فرصت نہ ہو۔ کوئی عذر ہو تو معذرت یومیہ جو ہیں ان کو شروع کر دیجیے تھوڑا تھوڑا ہی سہی اور اسوۂ رسول اکرم کو اپنے سرہانے رکھیے اور ایک صفحہ روزانہ ضرور مطالعہ کیجیے۔ اور اس کو اپنی زندگی میں، عمل میں لانے کی کوشش کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اوراد و وظائف اور اس کے بعض فوائد

۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خط اور گفتگو کا عنوان:

ایک صاحب کا خط آیا انہوں نے ایک بات لکھی ہے کہ ہم اور ادو وظائف یومیہ اوقات کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جہاں کمی رہ جاتی ہے اسے اپنی ہمت سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ ہم پہلے سے بھی کر رہے تھے۔ مگر کوئی فائدہ تو نظر نہیں آتا اور اس کا کچھ نفع تو محسوس نہیں ہو رہا۔ اگر یہ ثواب ہی ثواب ہے تو ثواب کا بھی تو احساس نہیں ہوتا کہ کیا ملا اور کتنا ثواب ملا بس ایک ضابطہ کی بات ہے۔ خانہ پُری ہے کہ صبح نماز کے بعد کچھ معمولات پورے کر لیے پھر اسی بے وفا (دنیا) پر مرتے ہیں۔ پھر وہی زندگی پھر وہی دنیا پھر وہی اس کے آلات کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

دعاؤں کے متعلق بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ ضابطہ کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں کہ بس ہم نے دعا مانگ لی اور جب کوئی وقت آتا ہے پریشانی کا تو دل لگا کر دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔

خط کا جواب:

ایسے سوالات کا جواب مخاطب کی استعداد و صلاحیت کے مطابق دیا جاتا ہے تو میں نے ان کو لکھا کہ کچھ اثرات محسوس ہوتے ہیں یا نہیں آپ اس جھگڑے میں مت پڑیں بلکہ جو کہد یا ہے اسے کئے جاؤ۔

اور یہ بھی لکھا کہ یہی بات پوچھنے کی ہوتی ہے۔ دل خوش ہوا کہ آپ نے کم از کم یہ تو محسوس کیا کہ کچھ اثر نہیں۔ اس حوالہ سے ایک بات میری سمجھ میں آتی ہے۔ اور وہ

بات بار بار دہراتا ہوں اس لئے کہ اس کے دہرانے سے خود مجھے تسکین ہوتی ہے۔  
غذا کس طرح خون میں تبدیل ہوتی ہے:

وہ بات یہ ہے کہ ہم نے اور آپ نے کھانا کھالیا۔ کھانا کھانے کے بعد ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کھانا کہاں چلا گیا۔ ڈاکٹر لوگ بتائیں یا نہ بتائیں کہ کچھ حصہ جگر میں گیا۔ کچھ حصہ معدہ میں گیا۔ اس قدر تو معلوم ہوتا ہے کہ اٹی سیدی۔ کھٹی۔ میٹھی چیزیں مثلاً پھل۔ دال۔ گوشت۔ چٹنی وغیرہ سب کچھ کھالیا۔ انسان کے اندر کیا نظام ہے کون ان تمام چیزوں کو جو کہ متضاد بھی ہیں تحلیل کر کے فضلات کو خارج کر دیتا ہے اور باقی کو خون میں تبدیل کر دیتا ہے اور یہ ہمارے ڈھانچہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ مشین جاری ہے اور ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور ہو رہا ہے برابر یعنی مسلسل یہ عمل جاری ہے۔ اور خون کی تقسیم بھی حیرت انگیز ہے اور اُس غذا سے جو خون تیار ہوا ہے وہ دور کر رہا ہے سارے جسم میں۔ اور خون کے جو اجزاء ہیں وہ ایسے لطیف ہیں کہ جیسے دماغ میں پہنچتا ہے ویسے ہی ہزاروں رگوں کو بھی پہنچتا ہے اور یہ پہنچنا بھی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے یعنی جس رگ کو جیسے حصہ کی ضرورت ہے اسے وہی حصہ پہنچتا ہے۔ لیکن تاثرات۔ تخیلات۔ تصورات یعنی ہر حصہ جسم کا فعل الگ الگ ہے۔ حافظے کا فعل الگ ہے۔ دماغ کا فعل الگ ہے۔ یادداشت کا فعل الگ ہے الغرض کہ جوارح کے ہر جزء کا فعل الگ الگ ہے اور یہ خون ضرورت کے مطابق ہر ایک کو غذا مہیا کرتا ہے۔ دل کی غذا اس کے مطابق یعنی دل وہی غذا لے لیگا اس خون سے جو اس کے مطابق ہے۔ گردوں کو۔ ناخنوں کو۔ سیاہ بال الغرض کہ ہر ایک کو غذا پہنچ رہی ہے۔ اور وہ پہنچا رہا ہے کس قدر لطیف طریقے سے۔ کس قدر لطافت ہے اس کی مشیت کے اندر کہ محسوس بھی نہیں ہو رہا اور کام ہو رہا ہے۔ اور برابر کام ہو رہا ہے۔ بینائی اپنی

چیز پارہی ہے۔ سماعت گویائی اپنی تقویت پارہی ہے۔  
روح کی مختلف کیفیات ہیں:

تو جب مادی غذا اور جسمانی غذا کا احساس نہیں ہو رہا کہ اللہ پاک اندر ہی اندر کیا کام کر رہے ہیں اسی طرح سمجھو کہ یہ اور اد اور وظائف تمام تر وظائف۔ طاعات۔ مستحبات۔ نوافل یہ سب ہمارے ایمان کی تقویت کے لئے ہیں۔ اور اس کا تعلق روح سے ہے اور روح اس غذا کو لیتی ہے جس طرح یہ جسم غذا لیتا ہے۔ خون کو لیتا ہے اور وہ دور کرتا ہے۔ اسی طرح روح کی ہزاروں کیفیات ہیں معارف ہیں حقائق ہیں روحانیت کا تعلق ایمان سے بھی ہے جن کے پاس ایمان نہیں ہے ان کے پاس روحانیت ہی نہیں ہے۔

روحانیت کی بنیاد ایمان ہے:

اور جب کسی چیز سے کام ہی نہ لیا جائے تو وہ معطل ہو کر بیکار ہو جاتی ہے بلکہ ”ختم اللہ علیٰ قلوبہم“ کا مصداق ہو کر معدوم ہو جاتی ہے۔ جس روح سے کام ہی نہیں لیا جاتا ہے تو وہ روح ختم ہی ہو جاتی ہے۔ مردہ ہو کر ختم ہو جاتی ہے وہ صرف ہیئت رہ جاتی ہے۔ تو جس کے پاس ایمان ہے روح اسی کے ساتھ کام کرتی ہے۔ اب سمجھیے کہ جتنے اور اد و وظائف ہیں یہ سب روحانی غذا ہیں روح کی تقویت کے لئے ہیں۔ اس کی بقاء کے لئے ہیں۔ اس کی حیات ہیں۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اور اس کے علاوہ کتنی چیزیں ہیں۔ اور جب روح کی پرورش ہوتی ہے تو اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایمان میں جان پڑتی ہے۔ تقاضہ ایمان بیدار ہوتے ہیں پھر وہ اعمال جو حدود شرع میں بیان ہوتے ہیں وجود میں آتے ہیں۔ اور وہ اعمال اپنی جگہ پر ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کا اثر لیتی ہے روح۔

اعمال کی قوت غیر محسوس طریقے سے روح جذب کرتی ہے:

ان تمام وظائف اور اوداد کی جو خاصیت ہے اور جو قوت ہے ان کے اندر، وہ روح جذب کرتی ہے پھر ایمان کے تقاضے بیدار ہوتے ہیں۔ میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤنگا اور مجھے خود بھی زیادہ علم نہیں ہے لیکن یہ چیز محسوس نہیں ہوتی۔ ہم نے حج بھی کیے۔ عمرے بھی کیے اور جب وہاں سے آئے تو ویسے کے ویسے۔ بھائی ویسے کے ویسے کیوں؟ روح نے جو اپنا کام کرنا تھا وہ کر لیا۔ جو انوار و تجلیات وہاں کے تھے وہ سب جذب کر لیے۔ اور ایمان کے اندر اس کا اثر پیدا ہو گیا۔ یہ معاملہ ذرا نازک ہو جاتا ہے سمجھنے میں لیکن ہوتا یہی ہے کہ ایمان کو تقویت پہنچتی رہتی ہے اور ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا۔

قوت ایمانی کے اظہار کے مواقع:

ہاں ایمان کے جب تقاضے سامنے آتے ہیں مسلمان کے سامنے اس وقت اس قوت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ قوت بیدار ہو جاتی ہے ویسے اندازہ نہیں ہوتا مثال کے طور پر مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے ہاتھ میں کتنی قوت ہے اب جب وزن اٹھاؤنگا تو پتہ چلے گا کہ کتنی قوت ہے۔ اسی طرح روح میں کتنی قوت ہے اس کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب تقاضہ ایمانی سامنے آتا ہے چنانچہ یہ اور اوداد وظائف جو لوگ جوانی میں عادت ڈال لیتے ہیں اس سے ایسی قوت محسوس ہوتی ہے کہ رات کا وقت ہے۔ طبیعت ناساز بھی ہے۔ پھر بھی وقت پر آنکھ کھل گئی۔ جس طرح معدہ وقت پر غذا مانگتا ہے جب وہ خالی ہو جاتا ہے، کہ مجھے فلاں چیز دو۔ بیٹھی دو۔ کھٹی دو۔ تو جس طرح معدے کے تقاضے ہیں وہ ہم محسوس کرتے ہیں لیکن سوچنے کی بات کہ یہ تقاضے کون پیدا کرتا ہے کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھنڈے کا۔ گرم

کا۔ کھٹے کا۔ میٹھے کا کم مقدار کا۔ زیادہ مقدار کا۔ یہ سب تقاضے کہاں۔ کس جگہ ہیں جسم کے کس حصہ میں پوشیدہ ہیں۔ اسی طرح یہ روحانی تقاضے ہیں جب وقت آتا ہے تب ہی بیدار ہوتے ہیں۔

### مثال عارفی:

آپ نے سب کچھ پڑھا ہے یعنی اوراد و وظائف لیکن فائدہ کچھ بھی نہیں ہے یہ آپ نے کہا۔ یہ ایک مضمون سامنے آیا۔ ایک موضوع سامنے آیا۔ آپ نے اس طرف توجہ کی عالم خشک اور عالم تر میں یہی فرق ہے۔ عالم خشک کی کتابوں کی طرف توجہ جائے گی اور وہ اپنی معلومات سے کام لے گا۔ اور عالم تر یعنی وہ عالم جس کا اللہ والوں سے تعلق ہے اس کے معلومات کے ساتھ محسوسات بھی شامل ہونگے اس کے ساتھ ایمانی محسوسات اور روحانی محسوسات بھی محسوس ہونگی اب جب وہ قلم اٹھائے گا تو حق کی وضاحت کے لئے جو تشریحات جو بیان ضروری ہے وہ روح کام کرے گی اس نے جو روحانیت حاصل کی تھی اوراد و وظائف سے اب وہ روحانیت کام آئے گی۔ اب کوئی پوچھے کہ آپ نے اسے سمجھ کیسے لیا۔ یہ آپ نے کہاں سے لکھ لیا۔ یہ نادر معاملہ۔ تو بعض اوقات وہ عالم کہتے ہیں مجھے یہ الہام ہوا، یہ القاء ہوا تو اب آپ بتائیے کہ جب تک روح میں استعداد ہی نہ ہو تو القاء اور الہام چہ معنی دارد یعنی جب روح میں صلاحیت ہی نہ ہو تو القاء اور الہام کا وقوع ممکن ہی نہیں ہے۔ اور اسے کون محسوس کرے گا۔ معلوم ہوا کہ یہ اوراد و وظائف جتنے ہیں یہ روحانی غذا ہیں۔ یہ روحانی قوت ہے یہ اخذ کر لیتا ہے جب اس کے اظہار کا وقت آتا ہے جب اس کو موقع ہوتا ہے کہ اس کو ظاہر کیا جائے تو وہ ہاں حق کی وضاحت کے لئے کلام اللہ کے الفاظ سے حقیقت سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے یہ معانی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے اس کی منشاء



اور غایت یہ ہے اسی طرح حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ کے معانی یہ ہیں۔ اس کی منشاء یہ ہے اس کی غایت یہ ہے یہ تشریح کیسے ہوگی جب تک روحانی غذا نہ ہوگی۔ عالم خشک نہیں لکھ سکتا وہ تو کتابوں سے دلائل لائے گا کتابوں سے براہین لائے گا لیکن عالم ترکی معلومات کے ساتھ روحانی محسوسات بھی شامل ہو جاتی ہیں۔

حضرت تھانوی کے قول سے وضاحت:

ایک بار میں حضرت تھانوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو حضرت نے کہا کہ فلاں صاحب آئے تھے وہ ذکر کر رہے تھے کہ بزرگوں کی یہ کرامت ہے یہ کرامت ہے تو حضرت نے فرمایا کہ کرامات اور کشف نے لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ لوگ بزرگوں میں کشف و کرامات ہی دیکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم ان چیزوں سے ناواقف نہیں لیکن الحمد للہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔ جو لوگ صاحب تصوف ہوتے ہیں انہیں تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں 1- کشف 2- کرامت 3- تصرفات اور یہی تین چیزیں مجددیت کی اصل مانی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے صاحب حق اور اہل حق کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائی ہے۔ یہ تینوں چیزیں حسی اور مادی ہیں اور اہل حق کو جو اس سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ روحانی چیز ہے یعنی انہیں روحانی کشف ہوتا ہے۔ روحانی کرامت اور روحانی تصرف حاصل ہوتا ہے اور یہ زیادہ لطیف چیزیں ہیں یہ نسبت مادی کرامت۔ کشف۔ تصرف سے۔ الحمد للہ ہمارے مشائخ ان سے ناواقف نہیں ہیں لیکن ان چیزوں کو قابل التفات ہی نہیں سمجھتے۔

مثال:

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ کے پاس بے وقت مہمان آگئے خانقاہ میں رہتے تھے تو حضرت اندر تشریف لے گئے کہ شاید کچھ کھانا موجود ہو لیکن کھانا ختم ہو چکا تھا تو

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ نے اپنا رومال روٹی پر رکھ دیا اور فرمایا کہ رومال نہ ہٹانا اور اس میں سے روٹیاں نکال نکال کر دیتے رہیں۔ اور سالن کی ہنڈیا پر دم کر دیا اور فرمایا کہ ڈھکنا نہ اتارنا اس میں سے سالن نکال نکال کر ڈالتے رہنا سب مہمانوں نے پیٹ بھر کھانا کھا لیا حافظ ضامن صاحب حضرت کے ساتھ ہی رہتے تھے خانقاہ میں جب صبح ہوئی تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت حاجی صاحب نے رات کو اس طرح کیا اور سب مہمان کھانا کھا کر چلے گئے تو حافظ ضامن صاحب نے فرمایا کہ حضرت جی مہمان آئے تھے اور سننے میں آیا ہے کہ ایسا ہوا تھا فرمایا کہ حضرت مبارک ہو اب تو آپ کا رومال مبارک ہو گیا ہے کہ اب فقیر کا حصہ بھی لے آئیے۔ آپ تو صاحب کرامات ہو گئے ماشاء اللہ اس پر حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ توبہ توبہ ایسی بات نہیں ہے اور توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کرونگا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی بڑی خطرناک بات صادر ہو گئی ہے۔ باخبر تھے بیدار تھے تو کشف و کرامات سے توبہ کرتے ہیں۔ الحاصل کہ اہل حق روحانی تصرف۔ روحانی کشف۔ روحانی کرامات سے متصف ہوتے ہیں اور یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں ذکر اللہ سے صفاء قلب سے۔ تقویٰ سے اور ان کے مدارج بہت بلند ہوتے ہیں اور ان کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔

وظائف عادتاً نہیں بلکہ استحضار کے ساتھ پڑھے جائیں:

لیکن ہمارا مزاج یہ ہے کہ ہم یہ اور ادو وظائف عادتاً کرتے ہیں اور حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ ایسا نہ کرو پس جب تم کوئی تسبیح پڑھو مثلاً سبحان اللہ الحمد للہ تو یہ کہہ لو کہ یا اللہ یہ آپ کا کلام ہے۔ اس میں تو آپ نے بڑی برکت اجر و ثواب رکھا ہے۔ بہت تجلیات و انوارات کا کلام ہے۔ میری اہلیت میری صلاحیت، قابلیت ناقص ہے۔ میں ان کلمات کو اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ آپ ان کلمات کی برکت سے میری

روحانی، میری ادر کی اور مری ایمانی قوتوں کو بحال فرمائیے اور ان میں نورانیت پیدا فرمادیجیے۔ پھر سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور دیگر وظائف پڑھے جائیں۔ اور بعدہ ایک تسبیح استغفار کی کی جائے کہ یا اللہ مجھ سے عہدا۔ سہوا جتنے قصور ہو گئے تو انہیں جانتا ہے۔ علیم وخبیر ہے یا اللہ انہیں معاف فرمادیجیے۔ مجھے پاک صاف کر دیجیے تاکہ میرے اعمال آلائش سے پاک ہو جائے پھر درود شریف پڑھا جائے اور درود شریف کیسے پڑھا جائے وہ اس طرح کہ پہلے یہ اعتراف کرے کہ یا اللہ اس محسن اعظم کو آپ نے محبوبیت کا پیکر بنا دیا تھا اور یا اللہ کس شان سے آپ نے ان کا مرتبہ بڑھایا ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ۔ یا اللہ میں ان کا مطیع ہوں فرمانبردار ہوں مجھے بھی یہ شرف عطاء کر دیجیے اور آپ کی محبت عطاء کر دیجیے جو کچھ آپ نے اس درود شریف کے اندر فرمایا ہے میں حاضر ہوں مجھے اس کے تمام فضائل حاصل فرمادے الحاصل کہ تمام اور ادو وظائف عادتاً نہیں پڑھنے چاہیے بلکہ پہلے محتاج بن کر فضائل مانگے جائیں۔ اب درود شریف پڑھا جائے۔ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ چند دنوں میں محسوس ہو جائے گا کہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ پہلے استحضار کرو عمل کا پھر پڑھو اور پھر دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے وظائف پڑھے لیکن محسوس نہیں ہوا ارے بھائی احساس کا آپ نے موقع بھی نہیں دیا۔ روح کو متوجہ ہی نہیں کیا اللہ کی طرف۔

محدود عمر میں لامحدود انعامات سمیٹنے کا ذریعہ ہے:

معطی حقیقی اللہ کی ذات ہے اس کے جتنے بھی احکامات ہیں مثلاً نماز، روزے اور دیگر احکامات ان ساری چیزوں کے ہم مکلف ہیں یہ اس لیے نہیں کہ اللہ کی صمدیت میں ان سے اضافہ ہوتا ہے بلکہ اگر ساری کائنات سجدہ ریز ہو جائے تو اس سے اس کی

کبریائی میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر ساری کائنات منکر ہو جائے تو بھی اس کی عظمت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ یہ سب احکامات صرف ہمارے لیے ہیں یہ سب کچھ ہماری روحانیت کو بڑھانے کے لیے نازل کیے گئے ہیں۔ اپنی ذات سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اور آخرت میں ہمارے اوپر اپنے انوار و تجلیات کو ظاہر کرنے کے لئے فرض کیے گئے ہیں۔ اور اس کے انوار و تجلیات لا محدود ہیں اور ہم محدود ہیں۔ اس محدود عمر میں محدود لحظات میں اللہ کا کلام جو پڑھا جاتا ہے تو لا محدود و ابدی سرمدی اس کی خصوصیت ہے اس لیے اس کی ناقدری نہ کی جائے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا عوض ہمیں یہاں مل جائے اور یہ سراسر زیادتی ہے۔ یہ چیزیں یہاں کی نہیں ہیں بلکہ یہاں ان سے روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ ایمان کی قوت آتی ہے۔ اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اور اعمال کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ چیز جو ہے یعنی روحانیت ہمیں آپ کو پتہ نہیں چلتا اور اس کے تقاضے محسوس ہوتے ہیں جس وقت ہم اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کریں اور صرف یہ سمجھ کر کہ یہ سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے تو پھر دیکھیں کہ کتنا نور پیدا ہوتا ہے کیسی تجلی آتی ہے۔ ایسا رخ بدلتا ہے زندگی کا کہ آپ حیران ہونگے۔ ہم بے خبری سے ایک بات کہتے ہیں کہ یہ چیزیں فرائض و واجبات ہیں۔ یہ فرائض و واجبات اس لیے ہیں کہ یہ نہیں کرو گے تو تمہاری روح ہی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جتنے فرائض و واجبات ہیں ان کے بغیر تو ہماری روح اور ایمان قائم بھی نہیں رہ سکتا۔ روح مفلوج ہو جائے گی یا بیکار ہو جائے گی۔ یہ چیزیں لازمی ہیں ایمان اور روح کے لئے ان کا ادا کرنا۔

**مستحبات مقویات ایمان ہیں:**

اور جتنے مستحبات ہیں ان میں سے کچھ مقویات ہیں جیسے حکیم صاحب جو اہر دیتے

ہیں اور دو ماشہ یعنی کم مقدار ہوتی ہے آدمی کہتا ہے کہ اس میں کیا ہے حکیم صاحب کہتے کہ بھائی کھا کر دیکھیں کہ قوت آتی ہے یا نہیں جب مادی چیز میں اس قدر تاثیر ہے تو اللہ کے کلام میں کتنی تاثیر ہوگی۔ یہ روحانی غذا جو آپ نے حاصل کی ہے اور ایمانی تقاضوں کو بیدار کر دیا ہے اب لڑکوں کے حقوق ادا کریں لڑکیوں کے حقوق ادا کریں۔ تدریس میں جائیں۔ تجارت گاہوں میں جائیں وہ سب جگہ کام کریں گی۔

روحانی ملکہ بزرگان دین کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے:

اور کام لینے والا ملکہ بزرگان دین کی محبت اور صحبت کے بغیر پیدا نہیں ہوتا۔ روح کی تدریس سے کتابوں کا مسئلہ تو حل ہو سکتا ہے لیکن جو کچھ میں بتا رہا ہوں یہ تربیت کے بغیر پیدا نہیں ہوتا اور یہ تربیت ہوتی ہے عملی طور پر اور یہ تربیت ہوتی ہے ان کی صحبت میں رہ کر اور صحبت میں رہ کر کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے یہ ہوا اور وہ ہوا۔ میں نے ایک بات آزمائی طور پر دیکھی حالانکہ میرے پاس کیا سرمایہ ہے اور اوراد و وظائف کا مگر بیماری کے باوجود جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ اٹھو اور تیمم کر لو اور دو رکعت نوافل پڑھ لو۔ یہ کون کراتا ہے۔ کس نے انرجی پیدا کر دی۔ اسی روحانیت نے جو روحانی غذا میں نے کھائی اسی کو کھا کر پیدا ہوئی۔ اسی کے تقاضے ہوتے ہیں اور وہ روحانی قوت سہارا دیتی ہے کہ کچھ تو کر لو چاہے تھوڑا ہی کر لو۔ اب محسوس کرنے لگا کہ کون سی قوت ہے جو مجھے اٹھا دیتی ہے اور مجبور بھی نہیں۔ جبر بھی محسوس ہوتا نہیں ہے بلکہ اٹھتا ہوں اور عادتاً کر لیتا ہوں۔ میں مثلاً کہہ رہا ہوں اپنی تعریف مقصود نہیں الحمد للہ یہ ہیں روحانیت کے تقاضے جو پیدا ہوتے ہیں ذکر و اذکار سے کیا فائدہ ہوتا ہے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ روح بیدار ہو جاتی ہے اور وقت پر کام کر ا دیتی ہے۔

## اورادو وظائف کی قدر کرو:

بھائی اس کی قدر کرو اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکواور سمجھ کر کیا کرو، نماز پڑھنے کے لئے چاہے کتنے بدحواس ہو یہ نیت کر لیا کرو کہ میں اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا ہوں چاہے کہیں چلے جاؤ یعنی خیالات آتے ہیں آئیں کلفٹن کے، ہوائی اڈہ کے یا کہیں کے اور پھر واپس آ جاؤ انشاء اللہ یہ حاضری یہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ عادتاً رکوع اور سجدہ یہ بھی کام آئے گا یہ سب کچھ روح نے کام کرایا اور ہمیں پتہ بھی نہ چلا۔ اور جن کے پاس یہ تقاضہ ایمانی نہیں ہے وہ ڈر جاتے ہیں اور ٹال جاتے ہیں۔ اس لیے ان اورادو وظائف کی ناقدری نہیں کرنی چاہیے بلکہ سمجھ کر کرنے چاہیے۔

## عمل سمجھ کر کرنا چاہیے:

جب انسان سمجھ کر پابندی کے ساتھ عمل کرتا ہے تو رگ رگ میں یہ چیز سرائت کر جاتی ہے اور رگ رگ میں یہ قوت بھر جاتی ہے۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ پابندی سے یہ اوراد کریں اور تھوڑے دنوں تک عادت ڈالیں کہ یہ جس قدر تسبیحات ہیں مثلاً درود شریف کی تسبیح۔ استغفار کی تسبیح انہیں کرتے وقت نیت کر لیں کہ ان کے اندر اللہ نے بڑے بڑے فوائد رکھے اور صرف برکات و ثواب ہی نہیں بلکہ ان میں انرجی اور قوت رکھی ہے اس لیے جو افراد استحضار کے ساتھ چند دن کریں وہ محسوس کریں گے کہ تغیر پیدا ہوا ہے یہاں تک کہ خود بخود تقاضے پیدا ہوتے ہیں حسنات کے اور منافرت پیدا ہو جاتی ہے رذائل سے۔ اگر استحضار کے ساتھ تسبیحات پڑھی جائیں تو کہتے ہیں کہ جلدی نہ کیجیے بلکہ بالغ ہونے دیں جب بلوغ کا وقت آئے گا تو منافرت پیدا

ہو جائیگی۔ اور ہمارے بس میں جو تھا وہ ہم نے کر دیا اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی کامل توجہ پوری طرح متوجہ ہوتی ہے۔ اور ہمارے اعمال کی قبولیت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ کرتا ہے۔  
مثال:

اس کی مثال ایسے ہے کہ بعض غذائیں کھائی جاتی ہیں اور وہ آنکھوں کو قوت دیتی ہیں بعض دوائیں اور غذائیں دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ اور غذائیں سب یہی ہوتی ہیں لیکن اس کے اجزاء تقسیم ہو جاتے ہیں اب ہمیں معلوم نہیں کہ کتنی طاقت ہے ہم کتنی دیر تقریر کر سکتے ہیں۔ حد آتی ہے تو تھک جاتے ہیں اسی طرح یہ روحانی غذائیں جو ہیں یہ وقت پر کام آتی ہیں جب وقت آتا ہے اس وقت اللہ پاک طاقت دے دیتے ہیں اعانت اور نصرت بھی فرماتے ہیں۔ عجز و نیاز کے ساتھ پیش کر دو کہ یا اللہ ہم سے یہی بن سکتا ہے بناتا تو تو ہی ہے یا اللہ اس کو قبول کر لے۔ کرتے جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بھی ملتا جائے گا اور ایمان کے تقاضے اور حالات کے تقاضے بڑھتے جائیں گے۔

بتدریج ادراک حاصل ہو جاتا ہے:

رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ ایسا ادراک عطاء کرے گا کہ محسوس کرنے لگے کہ ہم کس کے بندے اور ہمارا مالک کون ہے یہ حجاب ہٹانے کے لئے بزرگان دین کے قدم پکڑے جاتے ہیں اللہ پاک ہمارے ہر حال میں ہیں تو ہم بھی اللہ پاک کے ہو جائیں۔ یہ حجاب دور ہوتا ہے صحبت سے۔ اللہ پاک تو ہر حال میں اللہ پاک ہے ہمارا اللہ ہے بس اللہ پاک نے کچھ دستور بھی رکھا ہے کہ یہ کہو کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم جو ہمارے انعام یافتہ ہیں ان کے پیچھے لگے رہو۔ اور صراط

مستقیم کا ادراک بھی نہیں ہو سکتا جب تک انعام یافتہ لوگوں کے پیچھے نہ چلے۔ اور نہ چلنے کی صورت میں افراط اور تفریط کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارے حضرت نے ایسی اچھی مثال دی کہ ہمارے اعمال جن کو ہم اچھا سمجھتے ہیں اور ہمیں ان پر اطمینان ہے وہ ایسے گندے ہیں کہ اطمینان خود ایک گندی چیز ہے۔ لیکن جن کو ادراک ہے اپنی گندگی کا بس وہی قابل بنتا ہے۔ اور درگاہ الہی میں کیسے قبول ہو گئے اس کی مثال دی حضرت نے کہ ایک دیہاتی تھا اسے ضرورت پڑی اپنی لڑکی کی شادی کے لئے رقم کی ہارون الرشید کا زمانہ تھا اس وقت درباری نہیں تھی ہر کوئی بادشاہ تک چلا جاتا تھا۔ دیہاتی نے کہا کہ سنا ہے ہمارا بادشاہ بڑا مخیر ہے چلو اسی سے چل کر کہتے ہیں سوچا کہ بادشاہ کے پاس جا رہے ہیں کچھ تو ہدیہ لے چلو ایک کنویں کا پانی بہت ٹھنڈا میٹھا تھا کہنے لگا کہ بادشاہ کو یہ میسر نہیں ہوگا یہی لے چلو گھڑا بھرا سر پر رکھا اور چل دیا مسافت لمبی تھی دو دن میں پہنچا حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ میں غریب ہوں لیکن آپ کے لیے نادر تحفہ لایا ہوں شرف قبولیت عطاء کریں۔ گھڑا کھولا گیا اس میں بدبو پیدا ہو چکی تھی اور پانی گرم ہو چکا تھا بادشاہ نے کہا کہ ماشاء اللہ یہ تمہارا ہدیہ بہت اچھا ہے ہمیں بہت قدر ہوئی اس نے وزیر سے کہا کہ لے جاؤ ان کو اور گھڑا خالی کر کے گھڑا شریفوں سے بھر دو اور دریافت سے کہنگال کر ان کو پاک کر دینا۔ اس نے جب دیکھا کہ بادشاہ نے میرے پانی کے گھڑے کو شریفوں سے بھر دیا ہے اور جب دریافت پر لایا گیا تو اندازہ ہوا کہ یہ دریا بادشاہ کے محل کے نیچے لہرا رہا ہے میرے ایک گھڑے کی کیا حیثیت ہے۔ ہمارے اعمال ایسے ہی ہیں بارگاہ الہی میں یعنی تعفن والے لیکن ایک تو واسطہ ہے نبی رحمت کا یعنی ہم امتی ہیں اس اعتبار سے ہمیں حق حاصل ہے اللہ کے دربار میں اپنے اعمال پیش کرنے کا اس نسبت سے شرف قبولیت ہوگا بعض احادیث



میں دیکھا ہے کہ ہم کہتے ہیں اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد۔ اب اس میں ہم درود بھیجتے ہیں اللہ کے واسطے اللہ پاک اسے اسی طرح بنادیتے ہیں جس طرح اس کی شایان شان ہے زبانی درود کو۔ ناقص درود کو بے رغبتی سے پڑھے ہوئے درود شریف کو لیکن جب ہم اللّٰهُمَّ کہتے ہیں تو اللہ پاک اس کا وسیلہ بن جاتے ہیں اس کے اکمال کا اس میں حسن بھی پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں محبوبیت بھی پیدا کر دیتے ہیں اسی عبادت کے وقت یہ کہتے رہو کہ میں امتی ہوں اے اللہ اسے شرف قبولیت عطاء کر دے نماز پڑھنے کے بعد، وظیفہ پڑھنے کے بعد یہ کہتے رہو کہ یا اللہ مجھ سے تو یہ بن پایا ہے بس۔

عارفانہ جواب:

بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ مدت گزر گئی نماز پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتیں اس کا عارفانہ جواب یہ ہے کہ یہ مت دیکھو کہ قبول ہوئی یا نہیں بلکہ یہ دیکھو کہ اس کی بارگاہ میں کتنے سجدے کرنے کی توفیق ہوئی اور کتنی بار اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھانے کی توفیق ہوئی ارے اس پر ہزاروں جانیں قربان ہو جائیں کہ حضوری کس کے سامنے ہوئی ارے عالم امکان میں امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ یہ ناقص سجدے یہ بے اثر دعائیں کتنی کام کی چیزیں ہیں۔ اس بار یا بی پر شکر ادا نہیں کرو گے تو محروم ہو جاؤ گے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال:

مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس پر ایک مثال دی کہ لیلیٰ نے اعلان کیا کہ اپنے اپنے برتن لے کر آئیں ہم کھانا دیں گے سب لوگ پہنچے مجنوں کو خبر پہنچی کہ لیلیٰ لنگر لٹا رہی ہے سب لوگ پہنچے۔ مجنوں بھی پہنچ گیا۔ لیلیٰ نے کھانا تقسیم کیا اور کہا کہ اپنا برتن لے کر آؤ تو کھانا ملے گا۔ مجنوں بھی برتن لے کر آیا لیلیٰ نے برتن توڑ دیا اور کہا کہ برتن خراب ہے

✓ کوئی اچھا برتن لے کر آؤ چھ سات دفعہ ایسا ہوا اس پر کسی نے کہا کہ اے مجنوں تو ہی  
✓ محروم ہے سب کھانا لے جا رہے ہیں اس پر مجنوں نے کہا کہ تمہیں کیا پتہ مجھ سے پوچھو  
✓ کہ کتنی بار اس کے سامنے جانا ہوا اور کس کے ہاتھ سے میرا برتن توڑا جاتا ہے۔ اور کس  
کے ہاتھ سے میرا دل توڑا جاتا ہے اس کی قدر نہیں کرو گے کس کے آگے ہاتھ باندھا  
جا رہا ہے کہ پھر آگئے تم پھر آگئے اس کی قدر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ دعا قبول نہیں  
ہوتی۔ بھائی اعمال کرو اور نادری نہ کرو بلکہ قدر کرو اور ناقص سمجھ کر کرتے جاؤ اور جس  
دن کامل سمجھ لیا اسی دن ختم ہو جاؤ گے مولانا روم فرماتے ہیں کہ وہ دن ماتم کا دن ہوگا  
جس دن ہم یہ سمجھ لیں گے کہ آج ہم نے کامل عبادت کی بس اس پر شکر ادا کرو کہ کس  
کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور کس کے سامنے سجدہ کی توفیق ہوئی اور کس کے سامنے بار  
بار آرہے ہیں یہ دیکھو کہ شہوانی نفسانی بدحواس اور تخیلات کا مجموعہ سجدہ کس کی بارگاہ  
میں ہوا اور یہ سر کس کے دربار اور چوکھٹ پر رکھا عالم امکان میں کسی اور جگہ بھی کیا رکھ  
سکتے ہو۔ شعر ہے۔

ان کے کرم پہ منحصر شرکت بزم ہے مگر

میری جبین تو ہو چکی وقفِ نیاز سنگ در

تائبین کا درجہ عارفین سے زیادہ ہے:

یہ مت دیکھو کہ قبول ہوئی یا نہیں کیا مانگا تھا ملا کہ نہیں بلکہ وہ جانتا ہے کہ کب اور کیا  
دینا ہے ہاں ہمارا کام یہ ہے کہ امید پر عمل کرتے رہیں اور ہماری لغزشیں اور ان  
چیزوں کی توبہ کے بعد روح رواں ہیں کیونکہ صاحب ایمان کی کوتاہیاں لغزشیں اور  
گناہ کا بارگاہ الہی میں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اس لیے کہ ان کے بعد ایک عطا ہوتی  
ہے ندامتِ قلب کی۔ تواضع کی۔ بے بسی کی اور یہی مقام عبدیت ہے۔

دل نوازی کر رہا ہے ان کا حسن التفات

باعث صدر شک ہے یہ بے بسی میرے لئے

بے کسی اور بے بسی یہ تو دل کی دوا اور روح رواں ہے حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ تائبین کا درجہ عارفین کے درجہ سے بڑا ہے۔ اور جب عارفین کو پتہ چلے گا کہ تائبین کا درجہ بڑا ہے تو وہ توبہ کرنے لگیں گے۔ جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ یہ گنہگار اپنی بے کسی ظاہر کر کے ہم سے آگے جا رہے ہیں بازی لے جا رہے ہیں تو وہ بھی اس ادا کو پسند کرنے لگتے ہیں اور توبہ کرنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے وبالاسحار ہم يستغفرون کہ اللہ کے نیک بندے رات کے آخری حصہ میں توبہ کرتے ہیں۔

اس کی مثال واقعی آدم علیہ السلام ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کا خلاصہ بنا دیا اور ملائکہ سے کہا کہ سجدہ کرو فرشتوں نے کہا کہ یہ تو یسک الدماء الخ اس پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنا دیا ہے اللہ پاک نے زمین پر پڑے یعنی سجدہ کی حالت میں آدم کو دیکھا تو کہا کہ اب یہ خلافت ارض کے اہل ہوئے اور سجدہ ندامت کا تھا شکرانے کا نہیں ہے معلوم ہوا کہ ندامت کمال تخلیق ہے انسان کا اور یہ تریاق ہے جو بندے کو عبدیت تک لے جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں آتا ہے فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان تواباً۔ فسبح بحمد ربك تو نبوت و رسالت کی کامیابی کا شکر ادا کیجیے اور عمل بندے کا ہے اس لیے استغفار کیجیے۔ اور عبدیت کی معراج یہ ہے کہ آپ اس پر استغفار کریں۔ اور عبدیت کی ابتدا بھی یہاں سے ہوتی ہے اور انتہاء بھی اسی پر ہوتی ہے اور بندے اگر قصور نہ کرتے تو کمال عبدیت حاصل نہیں ہو سکتا تھا

یہ ہمارے حضرت کی محفل کی باتیں ہیں یاد رکھنے کی باتیں ہیں ہم جس وثوق سے کہتے ہیں کوئی دوسرا نہیں کہے گا۔

کمالِ عبدیت ایمان کا تقاضا ہے:

ایمان کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ بندے بن جاؤ اور اللہ پاک نے اسی کے لئے اشارہ کیا تھا کہ ہم نے تم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے عبادت میں ہی معرفت ہے جتنی عبادت کرو گے اتنی معرفت بڑھتی جائے گی۔ ایک نعبہ شروع میں رکھا کہ تم بندے ہو یہ نہیں کہا کہ تم مخلوق ہو۔ ایک نعبہ میں بندہ ہوں عاجز میں کچھ بھی نہیں کر سکتا میرا وجود کچھ بھی نہیں میں بے بس ہوں۔ بینائی۔ سماعت اور دیگر قوتیں سب بے بس ہیں ایک نستعین میری مدد فرما اور جب تم کہو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے لیکن جلد تھک گئے تم اور ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے مگر تم یہ اقرار کرو کہ ایک نعبہ کہ ہم بے بس ہیں رہا استعانت کا مسئلہ اسے تو ہم نے مقدر کر دیا ہے اور تمہاری مدد کا فیصلہ تو ہم مقدر کر چکے لیکن تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نعبہ یعنی اقرار کرو کہ ہم محض بندے ہیں اور یہی چیز تو ہم کروانا چاہتے تھے باقی ہماری نصرت و اعانت تو مقدر ہو چکی تمہاری استعانت ہم مقدر کر چکے اللہ پاک ہم سب کو توفیق دے اور ہم سب کو اپنا بنالیں۔ بھائی یہ بات ذرا سمجھنے کی ہے، اللہ تعالیٰ صحیح فہم عطا فرمائیں۔ آمین اور دو وظائف ذخیرہ آخرت ہیں:

یہ چیزیں یعنی اور دو وظائف اسی طرح ہیں جیسے دوسرے ملک میں ہمارا سرمایہ ہوتا ہے ہم یہاں موجود اور خزانہ دوسرے ملک میں ہے لیکن تقویت ہے کہ دس لاکھ دس کروڑ دس ارب ہمارا امریکہ میں ہے اور انگلینڈ میں ہے یہ اعمال بھی اللہ پاک کے خزانہ میں بھیجتے ہیں یہاں کیا چاہتے ہو یہاں تو موجود ہیں اور جو اعمال کیے یہ خزانہ

منتقل ہو چکا ہے اور یہ خزانہ لازوال ہے جو اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے رسول کے لئے ہے اور یہ خزانہ محفوظ ہے اور آخرت میں منتقل کر دیا گیا ہے جو وہاں جا کر وصول ہو جائیگا اس لیے بس کیے جاؤ حاصل ہو یا نہ بلکہ حاصل ہے۔

ایک دن میں دعا مانگ رہا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ یا اللہ یہ میرے ہاتھ کہاں ہیں اس وقت تو احساس ہوا کہ بارگاہ الہی میں یعنی بارگاہ خالق کائنات میں اٹھے ہوئے ہیں تو کائنات تو میرے ہاتھ میں ہے اور یہ ہاتھ تو عرش و کرسی سے بھی بلند ہیں اس لیے کہ کرسی و عرش تو کائنات میں ہیں تو میں نے کہا کہ یہ ہاتھ کتنے مبارک ہیں اور یہ دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ کہاں پہنچ گئے عالم کائنات میں جس کا وجود بھی کچھ نہیں ہے یہ ہاتھ کہاں پہنچ گئے کس کی توفیق سے پہنچ گئے ارے بہت خوشی ہوئی کہ یہ ہاتھ باریاب ہیں رضاء الہی سے بھرے ہوئے ہیں اگر ہمارے حضرت کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہو تو کثرت سے ملفوظات پڑھا کریں۔ اور کثرت سے ان کا ذکر کریں۔ اور مواعظ پڑھیں خصوصاً مآثر حکیم الامت تو انشاء اللہ حضرت کا مذاق اور رنگ بالکل واضح ہو جائے گا۔

**عقیدت کے ساتھ پڑھنے سے رنگ چڑھتا ہے:**

اگر مذکورہ چیزیں عقیدت کے ساتھ پڑھی جائیں تو رنگ آنے لگتا ہے رنگتے رنگتے صبغۃ اللہ میں رنگ جاتا ہے اور کثرت ذکر سے صبغۃ اللہ حاصل ہوتی ہے اور بلا تصدیق غلط ہے جب تک کوئی تصدیق نہ کر دے تو غلط ہے اسی لیے کہا گیا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ قیامت تک کے لئے انبیاء ہیں کہ ان کی اتباع کرو پھر شہداء ہے اور یہ ایک خاص درجہ ہے اور شہداء صرف قتال میں نہیں ہوتا بلکہ جو نفس کے خلاف مجاہدہ کرتا ہے اور تکالیف اٹھاتا ہے تو یہ بھی

ایک شہادت ہے لہذا زندگی میں جس کو شہادت ملتی ہے ناکامیوں سے ذلت سے رسوائی سے بعض بعض چیزیں ایسی آجاتی ہیں اس میں کہ جس سے شکستگی آجاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کو یہ جہاد منظور نہ ہوتا تو انبیاء علیہم السلام کا بال بھی بیکانہ ہوتا جتنے ان کو آزار ہوئے ہیں شاید ہی کسی اور کو ملے ہوں کیونکہ وہ تو لطیف ترین ہستیاں تھیں انہیں تو ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں ہوتی ارے محبوب رب العالمین خلاصہ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہکار اعظم فرماتے ہیں کہ جتنے مصائب مجھ پر گزرے ہیں میرے بھائیوں پر نہیں گزرے کچھ راز ہی مخفی ہے اس کے اندر کے اپنے پیارے سے پیارے بندوں کو تکالیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس میں کبھی اعتناء نہیں کرنا چاہیے بلکہ عافیت مانگنا چاہیے جیسا کہ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ رِعايت ہے ہمارے عجز و نیاز کی اور کلمات خود ہی بتا دیئے اور کہا کہ ہماری طرف رجوع کرو اور یہی تریاق ہے یہی اکسیر اعظم ہے اور علاج ہے ہمارے گناہوں کا و اعف عَنَّا و اغفر لنا اور انت مولانا کی کوئی تفسیر نہیں کر سکتا اور مولانا کے آگے سب عاجز ہیں قلم بھی عاجز ہے اور عقل بھی عاجز ہے کہ کس کو اپنا بنالیا اور کس کو ولایت عطاء کر دی انت مولانا یہ ایسا لفظ ہے جس کی تشریح ہو ہی نہیں سکتی خلاصہ یہ ہے کہ وہ ہمارے بن گئے اور ہم ان کے بن گئے یہ اتنی بڑی عنایت ہے اور اس پر صلہ ملا و اعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا اور یہ کیا ہے یہ عجز۔ نیاز۔ بے بسی۔ بے کسی ہے اور ان تین چیزوں نے ہم کو عالم امکان میں وہاں پہنچا دیا جہاں کوئی دوسرا شتہ نہیں ہے۔ یہ کتنی بڑی دولت ہے ”اللہ ولی المؤمنین“ اور جب اللہ پاک ہمیں شرف دے دے کہ ہم تمہارے ولی ہیں صدقہ جائیے اللہ کی عنایات پر کہ ہمیں اپنے محبوب کا مطیع بنادیا یہ ہزاروں کروڑوں نعمتوں سے افضل ہے لک الحمد ولک الشکر۔

ہر عمل اتباع سنت کے جذبہ سے کیا جائے:

جس کشتی کے پشتیبان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس کا کیا کہنا اللہ پاک نے اس کے بہانے سے بنا دیا ہے یومیہ معمولات خوب پڑھو تو بہ کرو۔ استغفار کرو اس نیت سے کرو کہ محبوب رب العالمین نے خود بھی شکر ادا کیا اور ہمیں بھی حکم دیا کہ شکر ادا کرو اور یہ سب کچھ امر الہی کی اتباع ہو۔ واستغفر۔ واشکر واصبر ما مودہ بھی ہے اور خود آپ نے بھی کیا ہے۔ یعنی صبر بھی کیا۔ استغفار بھی کیا۔ شکر بھی کیا اور استعاذہ بھی کیا اور یہ سب کچھ آپ کی تقلید میں کر رہے ہیں بحیثیت امتی کے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیے اللہ تعالیٰ کے اور کس طرح شکر ادا کیا جاتا ہے اور کس طرح استعاذہ کیا جاتا ہے ہماری عقل محدود ہے ہمیں معلوم نہیں ہم تو ابتلا ایا کیے جا رہے ہیں اور استعاذہ کر کے اللہ کی پناہ میں آ گئے۔ بے انتہاء شکر مقبول ہو گیا اور ”ان اللہ مع الصابرین“ اس کا صلہ مل گیا ارے بھائی کہا کہ ہو اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ ان تخیلات کے تحت درود شریف پڑھا کریں یہ تخیلات اور کیفیات ہمارے بس کی بات تھیں ورنہ تو ہم ایسی عاجز مخلوق ہیں کہ ہمارے پاس نہ تو عقل ہے اور نہ ہی ہمارے پاس روح ہے لیکن آپ نے ہمیں اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر سب ہی کچھ ہمیں عطاء کر دیا اور ہمیں توفیق دی اپنی عبادات کی اور اپنے معاملات کی توفیق اور اپنی معرفت کی بھی توفیق دی یا اللہ تو ہمیں شرف قبولیت عطاء کر دے۔ ہماری طرف سے تو نقص ہے کمی ہے ہر چیز میں خامی ہے اتمام تو آپ کے ہاتھ میں ہے اسے محض اپنے فضل و کرم سے قبول کر لے اللھم انی اسئلك من فضلك۔ آمین

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف و تصانیف  
اور آپ سے متعلق دیگر کتب

ملفوظات عارفی	اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اشرف المکتوبات	بصائر حکیم الامت
سوانح تعلیمات عارفی	ماثر حکیم الامت
البلاغ عارفی نمبر	جواہر حکیم الامت
سکون قلب	ارشادات حکیم الامت
خطبات عارفی	احکام میت
معمولات یومیہ	اصلاح المسلمین